المسیح کی
حیاتِ اقدس

آر۔ بخت

المسیح

کی

حیاتِ اقدس

almasīh kī hayāt-e aqdas

The Life of al-Maseeh

by R. Becht

(Urdu—Persian script)

© 2021 MIK
published and printed by
Good Word Communication Services Pvt. Ltd.
New Delhi, INDIA

Bible quotations are from UGV.

for enquiries or to request more copies:
askandanswer786@gmail.com

بیتُ المقدّس میں حیرت انگیز واقعات

"اوہ! آخر یروشلم کے پھاٹکوں تک آ ہی پہنچے۔" افرائیم بن سلیمان نے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے سُکھ کا سانس لیا۔ گاڑی کھڑکھڑاتی ہوئی قدیم شہر میں داخل ہوئی۔ وہ ہچکولے کھاتی گرد و غبار کے بادل اُڑا رہی تھی۔ بازار میں بے پناہ ہجوم تھا۔ سڑک پر کھیلتے بچے بالے دوڑ دوڑ کر گاڑی کے راستے سے ہٹنے لگے۔ تھکاماندہ مسافر طرح طرح کی چیزیں بیچنے والوں کو دیکھنے لگا۔ وہ مٹھائیوں اور پھلوں کی چھابڑیاں سجائے ہانک پر ہانک لگا رہے تھے۔ لذیذ اور مسالے دار چٹ پٹے کھانے پک رہے تھے۔ اُن کی خوشبو نے مسافر کی بھوک کو چمکا دیا۔

طویل کاروباری سفر کے بعد گھر لوٹنے میں کتنی راحت ہوتی ہے! وہ کئی بار سوچتا تھا کہ شمال میں کفرنحوم میں رہائش اختیار کرنا زیادہ فائدہ مند رہے گا، کیونکہ وہ شہر قافلوں اور کاروانوں کی شاہراہ پر واقع ہے۔ بات معقول تو تھی مگر وہ اِس پر عمل کرنے پر مائل نہ ہو سکا تھا۔ اُس کا دل تو بیتُ المقدّس میں اٹکا ہوا تھا۔ اُس کے یار دوست وہاں تھے، اور وہ وہاں کی سماجی زندگی کا ایک حصّہ تھا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ بیت المقدّس[a] وہاں تھی جو ہر یہودی کو ہر وقت یاد دلاتی تھی کہ خدا ہمارے درمیان سکونت کرتا ہے۔

افرائیم زور زور سے ہاتھ مَلتے ہوئے سوچنے لگا، ”میرے جیسے نوجوان کے لئے شِمال کی طرف کبھی کبھی یہ طویل سفر کوئی بڑی بات نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مَیں اپنی عُمر کے عروج پر ہوں۔“ اُس کا دل خوشی سے اُچھلنے لگا۔ چند لمحوں میں وہ اپنے دل کے سرور یعنی اپنی بیوی رِبقہ سے ملنے کو تھا۔ اُس کی یاد اُسے ستا رہی تھی۔ اُس کے بغیر زندگی بے لُطف تھی۔ کفرنحوم میں اُس کے نوکر چاکر تو اُس کی خدمت پر ہر دم کمر بستہ

[a] پرانے زمانے میں یہودیوں کی اہم ترین عبادت گاہ۔

رہتے تھے لیکن وہ اُس کی شیریں آواز اور حسین سراپے کی یاد نہیں بُھلا سکتا تھا۔ کفرنحوم میں اُس کا شان دار اور پُرآسائش مکان رِبقہ کے بغیر بالکل بے جان معلوم ہوتا تھا۔ افرائیم نے ٹھنڈی آہ بھری۔ کاش رب نے ہمیں ایک بچّہ عطا کیا ہوتا! شادی کو تین سال بیت چکے تھے لیکن وہ ابھی تک بچے کی نعمت سے محروم تھے۔ مگر اُس نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ بیوی پر اپنی مایوسی ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔ اُسے علم تھا کہ رِبقہ بھی اِسی کمی کو بُری طرح محسوس کرتی ہے۔ وہ اکثر سوچتی کہ شاید رب مجھے کسی گناہ کی سزا دے رہا ہو۔

مگر جوں جوں گاڑی آگے بڑھتی گئی اُس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا۔ اِدھر اُدھر لوگ ٹولیوں میں کھڑے تھے۔ صاف معلوم تھا کہ کسی اہم بات کا چرچا ہو رہا ہے۔ اُس نے سوچا کہ جو افواہیں مَیں نے شمالی علاقوں میں سُنیں وہ ضرور یروشلم تک بھی پہنچ گئی ہوں گی۔ یعنی یہ کہ بیت لحم میں بہت پُراسرار واقعات رونما ہوئے ہیں۔ چند چرواہے دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں کہ ہم پر فرشتوں کا ایک بڑا گروہ ظاہر ہوا جنہوں نے فرمایا کہ جس نجات دہندے کا وعدہ اللّٰہ نے کیا ہے وہ پیدا

ہو چکا ہے۔ لیکن سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ فرشتوں نے فرمایا کہ تمھیں یہ عظیم نجات دہندہ بیت لحم کی ایک چرنی میں ملے گا۔ چرواہوں کا کہنا تھا کہ ہم نے سچ مچ اُسے پا کر دیکھا ہے، بالکل جیسے فرشتوں نے بتایا تھا۔

افرائیم سوچنے لگا کہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے! کیا المسیح کی پیدایش کی خبر سب سے پہلے ایسے جاہل اور اُجڈ چرواہوں کو دی جائے گی جنہیں سب لوگ حقیر جانتے ہیں! لیکن اُس نے سُنا تھا کہ چرواہے اپنے ایمان اور دعویٰ پر چٹان کی طرح قائم ہیں۔ فرشتوں کی مُلاقات سے اُن کے دل اُمید اور خوشی سے بھر گئے تھے۔ "نجات دہندہ سچ مچ آ چکا ہے۔ اللہ نے ہم پر بے انتہا فضل کیا ہے۔ نجات دہندہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ اب ایک نیا اور عجیب دَور شروع ہونے والا ہے۔"

افرائیم سوچنے لگا، "یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ یہ بات سچ ہے کہ نہیں۔" وہ گلی کوچوں میں لوگوں کو باتیں کرتے دیکھ کر اِس نتیجے پر پہنچا کہ افواہوں نے یروشلم کو جھنجھوڑا ہی نہیں بلکہ لوگوں میں خوف و ہراس بھی پھیلا دیا ہے۔ پھر اُس نے شہر میں جگہ جگہ فوجیوں کو کھڑا دیکھا جیسے کسی

ہنگامے کا اندیشہ ہو۔ "کیا ہیرودیس مرنے کے قریب ہے؟ وہ ستّر سال کا تو ہے اور درد ناک مرض میں مبتلا ہے۔ اب تو ویسے بھی سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے۔ لگتا ہی نہیں کہ یہ وہی رعب دار اور تنومند ہیرودیس ہے۔ وہ ہماری قوم کو پُرامن رکھنے میں کامیاب رہا ہے، اور اِسی امن کی وجہ سے ملک میں ہر طرف خوش حالی کا دَور دورہ ہے۔ کچھ بھی ہو، ایک بھی آنکھ، ہیرودیس کے لئے آنسو نہیں بہائے گی۔ ظالم بے انتہا خون بہاتا رہا ہے۔"

اب یہ تھکا ماندہ مسافر سکون محسوس کرنے لگا کیونکہ اپنے گھر کے پاس آ پہنچا تھا۔ پُرشور بازار اور اُس کی طرح طرح کی خوشبوئیں پیچھے رہ گئی تھیں۔ اُس نے بڑے مسّرت اور اُمید کے ساتھ اپنے باپ دادا کے مکان پر نظر ڈالی۔ گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گئی۔ دو مضبوط دربانوں نے گیٹ کھولا اور مالک کی تعظیم میں جُھک گئے۔ "خوش آمدید آقا! آپ کو سلامتی ہو۔" اُن کی آنکھوں میں افرائیم کے لئے سچی عقیدت جھلک رہی تھی۔ کسی وقت وہ غلام تھے مگر اب اُن کے آقا نے اُن کی

عزت اور آزادی اُنہیں لوٹا دی تھی۔ اب وہ آزاد انسانوں کی طرح اُس کی خدمت کرتے اور تنخواہ پاتے تھے۔

افرائیم نے بڑی شفقت سے سر کو جُنبش دی۔ ”تم سب پر برکت ہو۔ کیا سب خیریت ہے؟“ اِس بات کی تسلّی کر لینے کے بعد وہ تھکے تھکے قدموں سے گھر کی طرف بڑھا۔

بیت المقدّس سے چاندی کے نرسنگوں کی آواز بلند ہوئی۔ شام کی قربانی گزرانے کا وقت ہو گیا تھا۔ یہ آواز شام کی دعا کے لئے بھی پُکار تھی۔ بیت المقدّس کے صحنوں میں عبادت گزاروں کا ہجوم ہو جانے کو تھا۔ وہ خدا کا شکر ادا کریں گے کہ وہ ہمارے درمیان سکونت کرتا، ہماری قربانیاں قبول کرتا اور گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

شام کا دُھندلکا بڑھ رہا تھا۔ نوکر چاکر سارے گھر میں مشعلیں جلا رہے تھے۔ اُن کی دھیمی دھیمی روشنی سنگِ مرمر کے ہال کو روشن کر رہی تھی۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو نے اُس کا استقبال کیا۔ لیکن افرائیم کو اُن کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہ تھی۔ سامنے اُن کی بیوی آ رہی تھی۔

”خوش آمدید، میرے سرتاج!“ وہ استقبال کرتی ہوئی بولی، ”مَیں آپ کو کس قدر یاد کیا کرتی تھی!“

افرائیم نے محبت سے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ ”تم شارون کے گلاب سے بھی حسین ہو،“ اُس نے تعریف کی۔ وہ حیران تھا کہ میری بیوی کیوں خوشی سے پھولے نہیں سما رہی۔

رِبقہ نے اُسے زیادہ دیر شک میں نہیں رہنے دیا بلکہ مسّرت بھری آواز میں کہنے لگی: ”رب ہمیں بچے سے نوازنے والا ہے۔“

افرائیم نے اُسے اپنی باہوں میں سمیٹ لیا اور بڑے جذباتی انداز میں بولا، ”آج کا دن میری زندگی کا سب سے مسّرت بھرا دن ہے۔“

ہنستے ہنستے رِبقہ کے آنسو اُمڈ آئے۔ یکایک اُسے اپنی ذمے داری کا احساس ہوا۔ اپنے خاوند کی باہوں سے نکلتے ہوئے وہ کہنے لگی، ”معاف کرنا۔ آپ بہت تھک گئے ہوں گے۔ غسل کرکے تازہ دم ہو لیں، پھر کھانا کھائیں۔ اور ہاں! آپ کے والد آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہیں۔ بے چارے دن بہ دن کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔“

افرائیم نے محبت بھری نظر رِبقہ پر ڈالی۔ ”تُو کتنی حسین ہے! تیری سیاہ آنکھیں میری محبت سے سرشار ہیں۔ تیرا چہرہ کالی کالی زُلفوں کے حلقے میں کتنا دل کش لگتا ہے۔ کیسی پیاری ماں بنے گی!“

رات کو افرائیم اپنے عمر رسیدہ باپ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے اپنے دُبلے پتلے کمزور بازو پھیلاتے ہوئے بیٹے کو دُعا دی، ”تمہاری سلامتی ہو، سلامتی ہو۔“

افرائیم نے بڑی چاہت سے باپ کو گلے لگایا۔ بولا، ”ابُّو جی، اللہ آپ کو سلامت رکھے ... ابُّو جی، یہ آج کل یروشلم میں کیا ہو رہا ہے؟ کسی خاص خبر نے شہر میں ہل چل پیدا کر دی ہے۔“ اور پھر مسکراتے ہوئے کہا، ”اور ابُّو جی! دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے اندر بھی ہل چل مچی ہوئی ہے۔“

باپ کی کمزور آنکھوں میں جوش اور ولولہ تھا۔ اُس کی آواز کانپنے لگی۔ ”بیٹا۔ یقیناً کچھ ہوا ہے۔ مَیں سوچ رہا ہوں کہ شاید اللہ کی برگزیدہ اُمّت کو اَمن اور سلامتی مِلنے والی ہے۔ لیکن پچھلے چند دنوں میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن سے ایسا لگ رہا ہے کہ شاید ابراہیم کی

بے وفا نسل پر خدا کی لاٹھی پڑنے والی ہے۔" چند لمحوں کے توقُف کے بعد وہ آہستہ آہستہ بولنے لگا جیسے کہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو، "کیا المسیح آ گیا ہے یا اُفق پر جنگ اور قتل و غارت کے تاریک بادل منڈلانے لگے ہیں؟ اِن واقعات نے تو بوڑھے بادشاہ کو بھی پریشان کر رکھا ہے۔ اُس کی نیندیں اُڑ گئی ہیں۔ اُس میں پھر سے جان آ گئی ہے اور وہ تخت پر بیٹھ گیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ وہی بادشاہ ہے اور کسی کو سر اُٹھانے کی جرأت ہی نہ ہو۔"

افرائیم کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے کہا، "کیا بیت لحم کی خبروں نے حکومت کو اتنا پریشان کیا ہے؟"

سلیمان کی نظریں اپنے بیٹے پر گڑ گئیں، "صرف بیت لحم ہی میں عجیب باتیں نہیں ہوئیں، یہاں بھی ایسے حیرت ناک واقعات ہوئے ہیں کہ لوگوں میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ اِن دنوں میں ایک کاروان آیا تھا۔ چند مُعزّز اور دانا آدمی اُس کے سردار تھے۔ وہ پوچھنے لگے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ سب لوگ حیران ہو گئے اور بے حد ڈر گئے۔ وہ سوچنے لگے کہ جب ہیرودیسِ اعظم ایک حریف

بادشاہ کی خبر سُنے گا تو کیا کرے گا ؟ تم تو جانتے ہو کہ وہ بوڑھا ہے۔ غُصّے میں نہ جانے کیا کرگزرے۔ لیکن ہیرودیس نے بڑی سیاست سے کام لیا۔ اُس نے اُن مجوسیوں کو فوراً شرفِ باریابی بخشا۔ اُن پر احسان کرنے کے لئے نہیں بلکہ نومولود بادشاہ کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرنے کے لئے۔ بظاہر وہ کامیاب بھی رہا کیونکہ مجوسیوں کے روانہ ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد بیت لحم میں بڑا ماتم ہوا۔ چونکہ وہ اجنبی اِس بچّے کی تلاش میں وہیں گئے تھے اِس لئے ہیرودیس کے سپاہیوں نے بیت لحم میں دو سال تک کی عُمر کے ہر بچے کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔"

افرائیم نے لمبی آہ بھری۔ "کتنا سنگ دل انسان! کوئی امکان باقی نہیں چھوڑتا۔ ابّو جی! اگر وہ بچّہ سچ مچ نجات دہندہ المسیح ہے تو ہیرودیس کے ہاتھ سے کیسے بچ سکتا ہے؟"

مگر بزرگ آدمی نے جواب دیا، "قادرِ مطلق بڑے عجیب طریقے سے کام کرتا ہے بیٹا۔ وہ اپنے چُنے ہوئے کی حفاظت کرنے پر قادر ہے۔ تم میرے دوست، شریعت کے عالم محترم یعقوب کے پاس کیوں نہیں

جاتے؟ مَیں نے سُنا ہے کہ جب وہ اجنبی ہیرودیس کے دربار میں گئے تھے تو توریت اور صحائف کے ماہرین کے ساتھ یعقوب کو بھی طلب کیا گیا تھا۔ جا کر معلوم کرو کہ کیا ہو رہا ہے؟" اُس کی دھندلی آنکھوں میں ایک بڑی آرزو جھلملا رہی تھی۔ "اللّٰہ نے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ہمارے بزرگ داؤد بادشاہ سے وعدہ کیا تھا کہ 'جب تُو بوڑھا ہو کر کوچ کر جائے گا اور اپنے باپ دادا کے ساتھ آرام کرے گا تو مَیں تیری جگہ تیرے بیٹوں میں سے ایک کو تخت پر بٹھا دوں گا۔ اُس کی بادشاہی کو مَیں مضبوط بنا دوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے گھر تعمیر کرے گا، اور مَیں اُس کی بادشاہی کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا۔ مَیں اُس کا باپ ہوں گا، اور وہ میرا بیٹا ہو گا۔'"[a]

سُلیمان دھیرے دھیرے کہنے لگا جیسے اپنے آپ سے کہہ رہا ہو، "ہم داؤد بادشاہ کے بیٹوں سے بہت مایوس ہو گئے تھے کیونکہ اُس کا پورا گھرانہ آہستہ آہستہ بالکل زوال پزیر ہو گیا۔" لیکن بزرگ سُلیمان کا چہرہ پھر روشن ہو گیا۔ "بیٹا! کوئی سات سو سال ہوئے جب ہمارے باپ

---

[a] 2 سموایل 7:12-14

دادا بالکل مایوس اور نااُمید ہو چکے تھے تو اللہ نے یسعیاہ نبی کو برپا کیا۔ اُس نے ہماری قوم کو نئی روشنی بخشی اور رب پر ایمان رکھنے میں اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ اُس نے تسلّی دلائی کہ وقت آنے پر خدا داؤد کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ داؤد بادشاہ کے خاندان کے مُڈھ میں سے کونپل پھوٹ نکلے گی، اور اُس کی بچی ہوئی جڑوں سے شاخ نکل کر پھل لائے گی۔ رب کا روح اُس پر ٹھہرے گا یعنی حکمت اور سمجھ کا روح، مشورت اور قوت کا روح، عرفان اور رب کے خوف کا روح۔"[a]

بوڑھے نے آہ بھری۔ "ہمارے بزرگ بڑی بڑی مصیبتوں میں سے گزرے۔ بڑے بڑے تاریک دَور دیکھے مگر اُن میں المسیح نجات دہندے کے آنے کی اُمید ہمیشہ روشن رہی۔ مَیں بھی ساری عُمر اِسی نجات دہندے کا انتظار کرتا آیا ہوں۔ اگر وہ سچ مچ آ گیا ہے تو مَیں بھی اُس کا دیدار حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹا! سلامت جاؤ۔ ہمارے باپ دادا کا خدا ہمیں اپنا نُور بخشے۔"

---

[a] یسعیاہ 11:1-2

جلد ہی افرائیم کی پردوں سے ڈھکی ہوئی پالکی گھر سے نکل کر بل کھاتی تنگ و تاریک گلیوں میں سے گزرنے لگی۔ اُس نے اُونی پردوں کو پیچھے سرکا دیا تاکہ شام کی فرحت بخش ہَوا اندر آسکے۔ بڑے اطمینان کے ساتھ اُس نے اپنے وفادار کہاروں پر نظر ڈالی۔ بڑھتے ہوئے اندھیرے میں اُن کے دُھندلے دُھندلے جسم مشکل سے نظر آرہے تھے۔ اچانک اُن کے قدم رُک گئے اور اُنہوں نے پالکی نیچے رکھ دی۔ وہ شریعت کے عالِم یعقوب کے یہاں پہنچ گئے تھے۔ کہار ادب سے جھک گئے۔ افرائیم باہر نکلا۔ اُس کا لباس ہَوا میں لہرا رہا تھا۔ وہ مکان میں داخل ہوتے ہی یعقوب کے بیٹے نیکُدیمس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ وہ خوب صورت جوان تھا اور شریعت کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ نیکُدیمس نے فوراً معذرت کی۔ دونوں ابھی علیک سلیک کر ہی رہے تھے کہ یعقوب کی بیٹی ابی شاگ مہمان کے استقبال کو پہنچی۔ بھائی بہن دونوں ہی افرائیم کو بہت چاہتے تھے۔ جب وہ چھوٹے چھوٹے تھے تو خوب مل کر کھیلا کودا کرتے تھے۔ افرائیم کو بہت عجیب لگ رہا تھا کہ وہی ابی شاگ اب گھر کی مالکہ کی طرح اِدھر اُدھر آجا رہی تھی۔ ”رِبقہ بتا رہی تھی

کہ بہت جلد سُہاگ کی ڈھولک بجنے والی ہے، کیوں ابی شاگ؟" اُس نے چھیڑنے کے انداز میں کہا۔ "تمہارا دولھا بہت خوش قسمت ہے!"

ابی شاگ شرما کر بولی، "شکریہ! لیکن اب سیاسی معاملات نے شادی کی باتوں سے توجّہ ہٹا دی ہے۔ میرے والد اور بھائی گھنٹوں اِن ہی باتوں پر تبادلۂ خیال کرتے رہتے ہیں۔" اُس کے لہجے سے تاسف جھلک رہا تھا۔

نیکُدیمس نے ہنستے ہوئے افرائیم کا بازُو تھاما اور اپنے باپ کے مطالعے کے کمرے کی طرف لے چلا۔ بوڑھے عالِم کی زیرک آنکھیں اُسے دیکھ کر خوشی سے چمک اُٹھیں۔ اُس نے طومار[a] ایک طرف رکھ دیا اور اُٹھ کر مہمان کا استقبال کیا۔ افرائیم کو پہلی بار احساس ہوا کہ اُس کے بال کتنے سفید ہو رہے ہیں۔ وہ بیٹھے تو یعقوب یوں مُسکرایا جیسے بہت کچھ جانتا ہو۔ کہنے لگا، "تو تم نے بہت سی افواہیں سُنی ہیں اور اب مجھ سے اُن کی تشریح پوچھنے آئے ہو؟"

---

[a] پرانے زمانے کی کتاب

افرائیم نے سر ہلایا۔ "آپ کا اندازہ بالکل دُرست ہے۔ مَیں اورمحترم والد صاحب اِن پُراسرار واقعات کے بارے میں آپ کی رائے کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ بزرگوار! ہم نے سُنا ہے کہ آپ کو شاہی دربار میں طلب کیا گیا تھا!"

شریعت کے عالِم کی آنکھوں میں گہری سوچیں لہرانے لگیں۔ وہ ٹکٹکی باندھ کر یوں سامنے دیکھنے لگا جیسے وہ پھر سے دربار میں پہنچ گیا ہو۔ "ہاں، دوسروں کے ساتھ مجھے بھی ہیرودیس کے پاس بُلایا گیا تھا۔ ہیرودیس لعنتی ادومی ہے۔ لیکن جب مَیں نے اُس بُڑھے کے رنگ ڈھنگ دیکھے تو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُس کے دماغ میں خیالات کلبلا رہے تھے۔ یاد رکھو، جیسے ہی اُسے پتا چلا کہ یہ مجوسی کس قِسم کے شاہی بچے کی تلاش میں ہیں، اُس نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ وہ وعدہ کئے ہوئے المسیح کے علاوہ اورکوئی نہیں ہو سکتا۔ اورمیرا اندازہ ہے کہ وہ ساری عمر اُس سے خوف کھاتا رہے گا۔"

افرائیم نے سر ہلایا، ”یہ بات سمجھ کر اُس نے شریعت کے عالِموں اور فریسیوں[a] کو بُلوایا، کیونکہ وہ پاک صحائف کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اور پھر آپ لوگوں سے اُس نے آنے والے نجات دہندے کے متعلق ساری معلومات حاصل کیں۔ کیوں، ٹھیک ہے نا ؟“

”ہاں، ہم نے اُسے بتایا کہ وہ داؤد بادشاہ کے شہر بیت لحم میں پیدا ہو گا۔ سات سو سال پیشتر میکاہ نبی نے نبوّت کی تھی کہ 'تُو، اے بیت لحم اِفراتہ، جو یہوداہ کے دیگر خاندانوں کی نسبت چھوٹا ہے، تجھ میں سے وہ نکلے گا جو اسرائیل کا حکمران ہو گا اور جو قدیم زمانے بلکہ ازل سے صادر ہوا ہے۔'[b] باقی تم خود اندازہ لگا سکتے ہو۔ ہیرودیس نے مجوسیوں کو ہدایت کی کہ وہاں جائیں، بچّے کو تلاش کریں اور واپس آ کر اُسے خبر دیں۔ اور یہ بھی کہا کہ مَیں خود جا کر اِس بچے کو سجدہ کروں گا۔“

افرائیم کہنے لگا، ”اگر یہ مجوسی سچ مچ قادرِ مطلق خدا کی ہدایت سے آئے تھے تو اُس نے اُنہیں ہیرودیس کے پاس واپس آنے کی اجازت ہرگز نہیں دی ہو گی!“

---

[a] یہودیوں کا راسخ الاعتقاد فرقہ
[b] میکاہ 2:5

یعقوب نے سر ہلایا۔ "بالکل دُرست۔ وہ بادشاہ کے پاس واپس نہیں آئے۔ لیکن ہیرودیس سے بازی لے جانا بھی آسان نہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ عوام کو کس طرح قابو میں رکھا جاتا ہے۔ اُسے یہ بھی علم ہے کہ اگر وہ یہودیوں کو قابو میں نہ رکھ سکا تو روم سے کوئی اَور حکمران بھیج دیا جائے گا۔ اِس لئے وہ کسی اَور لیڈر کے سر اُٹھانے کا کوئی خطرہ مول نہیں لیتا۔ اور یہ بوڑھا ہیرودیس ہے بھی بہت خود غرض۔ تخت میں کسی اَور کی شراکت برداشت نہیں کرسکتا، چاہے وہ المسیح ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو وہ اللہ سے لڑنے کو بھی تیار ہو جائے گا۔ نتیجے میں بیت لحم میں بچوں کا ہول ناک قتل بھی کروایا گیا۔ مکّار بادشاہ سمجھتا تھا کہ اِس طرح المسیح کے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہو گی۔ مگر خدا اپنے برگزیدوں کو بچا لینا جانتا ہے۔"

اِس دوران ابی شاگ اُن کے لئے شربت لے آئی تھی اور اب نیکُدیمس کی باری تھی کہ حیران ہو کر سر ہلائے۔ "اِس سارے معاملے میں کچھ بھید ضرور ہے۔ کسی ننھے بچّے کی پیدایش پر اِتنا ہنگامہ کبھی نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ المسیح یہی ہو اور اِسی لئے شیطان اِس بچے کا کام تمام

کرنے کو ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ اِس کے علاوہ ایک اور حیرت افزا واقعہ بھی پیش آیا۔ چند ہفتے ہوئے مَیں بیت المقدّس میں تھا۔ ایک نوجوان عورت اور اُس کا شوہر اپنے ننھے بچّے کو مخصوص کرانے کے لئے وہاں لائے۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ اُن کے نام مریم اور یوسف ہیں، اور کہ وہ داؤد بادشاہ کے خاندان سے ہیں۔ شمعون نامی ایک بزرگ بھی وہاں موجود تھا جس نے اپنی زندگی بیت المقدّس کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ وہ دن رات دعائیں مانگتا اور المسیح کا انتظار کرتا رہا۔ رب نے اُس سے وعدہ کر رکھا تھا کہ 'جب تک تُو میری نجات نہ دیکھ لے گا، مرے گا نہیں۔' جب مریم اور یوسف اِس بچے کو بیت المقدّس میں لائے تو یہی شمعون بڑی خوشی اور گرم جوشی سے اُن کے پاس آیا۔ اُس نے بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور دعا مانگنے لگا:

'اے آقا، اب تُو اپنے بندے کو اجازت دیتا ہے کہ وہ سلامتی سے رِحلت کر جائے، جس طرح تُو نے فرمایا ہے۔ کیونکہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے تیری اُس نجات کا مشاہدہ کر لیا ہے جو تُو نے تمام قوموں کی

موجودگی میں تیار کی ہے۔ یہ ایک ایسی روشنی ہے جس سے غیر یہودیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور تیری قوم اسرائیل کو جلال حاصل ہو گا۔'[a]

"مَیں اور وہاں موجود سارے لوگ شمعون کی باتوں پر حیران ہو رہے تھے کہ محترم بزرگ خاتون حنّہ بھی وہاں آ گئی۔ وہ بھی سارا وقت بیت المقدّس میں گزارتی اور روزے رکھ رکھ کر اور دعائیں مانگ مانگ کر اللّٰہ کی حمد و ستائش کرتی اور نجات دہندے کا انتظار کرتی رہتی ہے۔ اِس بزرگ حنّہ نے بھی اُس بچّے کو نجات دہندے کے طور پر سلام کیا۔ اُسی دِن سے یہ دونوں بُزرگ ہر کسی کو یہ خوش خبری سُناتے رہتے ہیں کہ نجات دہندہ المسیح آ گیا ہے۔ اب مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اِن جیسے خدا پرست اور نبیوں جیسی سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد ایسی زبردست غلطی کر سکتے ہیں؟ اِن کو ایسی جھوٹی افواہیں پھیلانے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے!"

یعقوب کی نگاہیں بڑی چوکس لگ رہی تھیں۔ "یسعیاہ نبی نے نبوّت کی تھی کہ 'کنواری اُمید سے ہو جائے گی۔ جب بیٹا پیدا ہو گا تو اُس کا

[a] لُوقا 2:29-32

نام عمانوایل رکھے گی۔‘‘[a] پھر اُس نے اِس کی تشریح کرتے ہوئے کہا، ”المسیح داؤد کی نسل سے پیدا ہو گا۔ وہ بڑا پُراسرار ہو گا، کیونکہ انسان ہوتے ہوئے بھی اللہ اُس کے وسیلے سے ہمارے درمیان سکونت کرے گا۔ عمانوایل کا مطلب بھی یہی ہے کہ ’خدا ہمارے ساتھ۔‘ تب ہی تو یسعیاہ نبی نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ’ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا، ہمیں بیٹا بخشا گیا ہے۔ اُس کے کندھوں پر حکومت کا اختیار ٹھہرا رہے گا۔ وہ انوکھا مشیر، قوی خدا، ابدی باپ اور صلح سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا۔‘“[b]

اِس پر نیکُدیمس بول پڑا، ”مَیں اکثر سوچتا ہوں کہ ہم نے المسیح کی جو تصویر اپنے ذہن میں بنا رکھی ہے، شاید وہ بالکل غلط ہو۔ ہم ایک ایسے شخص کے منتظر رہے ہیں جو بڑے رعب اور دبدبے اور قوت کا مالک ہو کر روم کی طاقت کو ملیامیٹ کر دے گا۔ وہ داؤد بادشاہ کے خاندان کی حکومت کو بحال کرے گا، اور قوم کو دوبارہ عزت و دولت حاصل ہو گی۔

---

[a] یسعیاہ 14:7
[b] یسعیاہ 7:9

لیکن اگر نجات دہندہ ایسی غریبانہ حالت میں پیدا ہو تو جو خواب ہم دیکھ رہے تھے اُس کی تعبیر غلط نکلے گی۔"

یعقوب نے بڑے اعتماد سے جواب دیا، "یہ تو مستقبل ہی بتائے گا کہ یہ بچّہ المسیح ہے کہ نہیں۔ اُس کا کلام اور کام اِس بات کو ثابت کر دیں گے۔ اگر وہ موعودہ نجات دہندہ ہے تو قادرِ مطلق تصدیق کر دے گا کہ یہی میرا چُنا ہوا شخص ہے۔ وہ اپنی مہر اُس پر لگا دے گا تاکہ ہم اُسے پہچان سکیں۔ لیکن فی الحال ضروری ہے کہ ہم اِس بچے پر نگاہیں جما کر انتظار کریں کہ آیا وہ اللہ کی طرف سے ہے کہ نہیں۔"

شریعت کے بوڑھے عالِم نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ تھک گیا تھا۔ "اُس وقت تک مَیں اپنے باپ دادا سے جا ملوں گا۔" اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ "اور ابراہیم کی گود میں ہوں گا۔ مگر تم خیال رکھنا کہ تمہاری زندگی صاف سُتھری اور پاک ہو تاکہ جب اُس کا سامنا ہو تو تمہاری آنکھوں پر گناہ کے پردے نہ چھائے ہوں، بلکہ تم اُسے پہچان سکو۔ مَیں تمہیں اِس سے اچھی نصیحت نہیں کر سکتا۔ اللہ اپنے ہی طریقوں سے اُسے ظاہر کرے گا۔"

اُمید کی کِرن

تیس سال بِیت چکے تھے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ بھاری بارشیں ختم ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی تیز بارش ہو جاتی تھی۔ جنوری کی اُس سرد صبح کو شاہراہ کے کنارے واقع سرائے پر سورج تیزی سے چمک رہا تھا۔ اِفرائیم بن سلیمان اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ اِس سرائے میں ٹھہر گیا تھا۔ وہ کفرنحوم کو جا رہے تھے۔ کچھ سُستا کر تازہ دم ہونے کے لئے اُنہیں یہ سرائے موزُوں نظر آئی۔ وہ باغ کے اندر سائے میں بیٹھے بارش سے دُھلی ہوئی دُنیا کا نظارہ کر رہے تھے۔ ہر طرف شوخ رنگ بہار دکھا رہے تھے لیکن اِس سارے حُسن اور دل کشی کے باوجود وہ غمگین سے

تھے۔ در اصل وہ ایک دوست کے جنازے سے واپس آ رہے تھے۔ افرائیم جذباتی انداز میں کہنے لگا، ”تمہاری پیاری ماں کو اپنے باپ دادا سے جا ملے کتنے برس ہو چکے ہیں! میرے والد سلیمان بھی ابدی آرام میں داخل ہو چکے ہیں۔ انسانی زندگی تو بُخارات جیسی ہے، ابھی ہیں، ابھی غائب ہو گئے۔ جلد ہی میری باری بھی آنے والی ہے۔ مجھے اپنی عُمر کا احساس ہونے لگتا ہے۔ خصوصاً جب اِن اونچی نیچی سڑکوں پر سفر کرتا ہوں۔“ اُس نے مُسکرا کر اپنے بیٹے یشوع کی طرف دیکھا۔ وہ اب تیس سال کا ہو گیا تھا۔ شادی بھی ہو چکی تھی اور کاروبار میں بھی کامیاب تھا۔ ”جب میرا وقت پورا ہو جائے گا تو اطمینان سے مروں گا کیونکہ کاروبار قابل ہاتھوں میں چھوڑ رہا ہوں۔“

یشوع بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ مگر اُس کا بھائی داؤد بیٹھا بیٹھا بے تابی سے کروٹیں بدل رہا تھا۔ وہ زیلوتیس[a] تھا۔ اُسے اپنے ملک کی سیاسی صورتِ حال کی زیادہ فکر رہتی تھی۔ اگرچہ وہ بائیس سال کا ہو

[a] یہودی قوم پرستوں کا ایک گروہ جو اپنے مُلک کو تلوار کے زور سے رومیوں کی غلامی سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔

چکا تھا لیکن وہ شادی کا نام بھی نہیں سُننا چاہتا تھا بلکہ وہ اپنی تمام قوتیں اپنی قوم کے لئے صَرف کرنا چاہتا تھا۔ وہ خاصے غُصّے سے بولا، ”اَبو جی، ہمیں صرف اپنے معاملات اور کاروبار کا ہی خیال نہیں ہونا چاہیئے جبکہ ہمارا وطن غیروں کے دباؤ میں ہے اور ہر طرف سے اِس کا خون رِس رہا ہے۔“

اِسی لمحے سرائے کا مالک اُن کا کھانا لے کر آ گیا۔ اُن کی آمد کو وہ اپنی عزت افزائی سمجھتا تھا۔ اپنے خصوصی سرپرستوں کو دیکھ کر اُس نے اپنے پھولے ہوئے پیٹ کے اُوپر نیا ایپرن باندھ لیا تھا۔ قَدرے میلے سے جھاڑن سے اُس نے جلدی جلدی سے میز پونچھی۔ ساری چیزوں کا قرینے سے میز پر رکھتے ہوئے وہ بڑے اشتیاق سے بولا، ”لگتا ہے اللہ نے ایک بڑا نبی بھیج دیا ہے۔ شاید جناب نے بھی سُنا ہو! چند مہینوں سے یحییٰ نامی ایک آدمی دریائے یردن کے کنارے مُنادی کرتے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ [a] بھی دیتے ہیں۔ ساری دُنیا اُن کی باتیں سُننے

[a] یہودیوں اور عیسائیوں میں غسل کی رسم جو اُس وقت ادا کی جاتی ہے جب کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرکے سیرتِ مستقیم پر چلنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

کھینچی چلی جاتی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ وہ بڑے نبی ہیں۔ اُمید ہے کہ بہت جلد وہ خدا کی مدد سے اپنی قوم کو آزاد کرانے کے لئے روم کا جوا اُتار پھینکیں گے۔ عوام میں بہت جوش و خروش ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ آخر اللہ نے ہماری مدد کو اپنا بازُو ننگا کیا ہے۔ یہ نبی یحییٰ اِس بات کا کُھلا ثبوت ہیں۔ سینکڑوں سال سے کوئی نبی برپا ہی نہیں ہوا۔"

تینوں کے سامنے بُھنا گوشت، تازہ روٹیاں اور نمکین پانی میں زیتون کا پھل چُن دیا گیا۔ اُن کی بھوک اَور چمک اُٹھی۔ وہ بڑی رغبت سے کھانے لگے۔ واہ! انگوروں کا ٹھنڈا شربت کیسی فرحت دیتا ہے! افرائیم نے سرائے کے مالک کو مُخاطب کرتے ہوئے پوچھا، "یہ یحییٰ کیا منادی کرتے ہیں؟ مَیں نے اُن کے بارے میں بس تھوڑا ہی سُنا ہے۔"

سرائے کے مالک نے دیکھا کہ وہ تینوں اُس کے کھانے کو بہت پسند کر رہے ہیں تو اُس کا چہرہ کِھل اُٹھا۔ "ہاں جناب! یحییٰ کی بڑی بات اُن کی منادی ہے۔" وہ ایسے انداز میں بولنے لگا جیسے بہت اہمیت رکھتا ہو۔ "کہتے ہیں کہ المسیح آنے ہی والا ہے، بلکہ زور دے

کر کہتے ہیں کہ ابھی وہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ قوم کو المسیح کے ظہور کے لئے تیار کروں۔ وہ لوگوں کے گناہوں پر شیر کی طرح گرجتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کو بتاتے ہیں کہ وہ توبہ کریں۔ کہتے ہیں کہ مذہب لفظوں کا نہیں بلکہ عمل کا نام ہے۔ صاف صاف فرماتے کہ اگر ہم اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو لازمی بات ہے کہ یہ محبت ہماری زندگیوں سے ظاہر ہو۔ وہ اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر ہمارا خدا پر ایمان ہے اور ہم اُس سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر خودغرض ہیں اور بھائیوں سے بدسلوکی کرتے ہیں تو ہماری دینی زندگی میں کیڑا ہے۔"

افرائیم نے سر ہلایا۔ اُسے اُس بچّے کا خیال آیا جو تیس سال پہلے پیدا ہوا تھا اور جس کی پیدائش نے کئی دلوں میں اُمید کی شمعیں روشن کر دی تھیں۔ مگر بعد میں اُس کی مزید کوئی بات سُننے میں نہ آئی تھی۔ لیکن ٹھہرو۔ کیا وہی بچّہ بارہ سال کی عُمر میں بیت المقدّس میں نہیں دیکھا گیا تھا؟ اور کیا اُس کے حکمت اور دانش بھرے سوال و جواب سے شریعت کے عالِم اور فریسی دنگ نہ رہ گئے تھے؟ اُس نے خدا

کے بارے میں کتنی حکمت سے جواب دیئے تھے۔ نیکدیمس یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔ اُس نے والدین کو بھی پہچان لیا تھا۔ یہ وہی تھے جنہیں اُس نے اُس وقت دیکھا تھا جب وہ بچّے کو مخصوص کرانے کے لئے بیت المقدّس میں لائے تھے۔ وہ لڑکا عیسیٰ اب تو پورا جوان ہو چُکا ہو گا۔

داؤد نے اپنے باپ کو چونکا دیا، اور وہ سوچ کی دُنیا سے نکل کر حقیقت کی دُنیا میں آ گیا۔ چمکتی آنکھوں کے ساتھ وہ کہنے لگا، "بڑی اچھی بات ہے کہ ایک بار پھر ہماری قوم کو کوئی نبی نصیب ہوا ہے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ہمارے چھٹکارے کے لئے صرف باتوں کی نہیں بلکہ کچھ اَور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو لوگوں کو عملی طور پر کچھ کرنے پر اُبھارے۔ تب کہیں رومیوں سے خلاصی ملے گی۔ کیا ہم اللہ کی اُمت نہیں ہیں؟ اُس کے چُنے ہوئے لوگ؟ تو پھر یہ رومی کُتے ہمارے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کیوں کرتے ہیں؟"

سرائے کے مالک نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔ لیکن افرائیم نے اُسے تسلّی آمیز لہجے میں جواب دیا، ”یہ نہ بھولو کہ رومیوں میں اچھے لوگ بھی ہیں جیسے کہ ہماری قوم میں بھی بُرے لوگ ہیں۔“

داؤد نے بڑی باغیانہ نظروں سے باپ کو دیکھا۔ ”اِس سے ہمارے مسائل تو حل نہیں ہوتے۔ ہاں، آپ کی یہ اچھے اور بُرے لوگوں والی بات سے مَیں اتفاق کرتا ہوں مگر ...“

یشوع جو سوچ سمجھ کر بولا کرتا تھا، اُس نے بات کاٹی، ”میرے خیال میں ہماری قوم کی یہ سوچ سراسر غلط ہے کہ چونکہ ہم ابراہیم کی نسل سے ہیں اِس لئے ہم خصوصی حقوق رکھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ ایک یہودی کو خواہ مخواہ جنت میں داخلہ مل جائے گا چاہے وہ پرلے درجے کا دھوکے باز ہو یا چُھٹا ہوا بدمعاش۔“

افرائیم نے اِس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا، ”اِس غلط فہمی نے لوگوں کو غلط احساسِ تحفظ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور وہ خدا کا حُکم ماننے میں مغرور اور سُست ہو گئے ہیں بلکہ اللہ کے بارے میں اُن کے دِل بے حد سخت ہو چکے ہیں۔“ پھر داؤد سے مُخاطب ہو کر اُس نے

بات جاری رکھی، ”روم کا یہ جوا خدا کی طرف سے سزا ہے۔ ہمیں اِس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے۔ بہت عرصے پہلے ہی اللہ نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر مجھے چھوڑ دو گے اور اپنی راہوں پر چلنے لگو گے تو دوسری قومیں تم پر حکمران ہوں گی اور تم کو دُکھ دیں گی۔ یہ رومی جوا اُس وقت تک قوم کی گردن پر رہے گا جب تک وہ پورے دل سے خدا کی طالب نہ ہو گی۔ میری بات پلے باندھ لو۔“

اُسی لمحے اُنھوں نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سُنی۔ ایک رومی افسر باغ میں داخل ہوا اور بڑے رعب سے پُکارا، ”بھٹیارے۔ او بھٹیارے!“

سرائے کا مالک جلدی سے مُڑا اور دوڑ کر اُس کے پاس پہنچا، ”فرمایئے! مَیں کیا خدمت کرسکتا ہوں؟“

”ایک گلاس انگور کا شربت، روٹی اور پنیر۔ یہی کافی ہو گا۔ مَیں اِس انجیر کے درخت کے سائے میں بینچ پر بیٹھا ہوں۔“

”ابھی حاضر کرتا ہوں، جناب صوبے دار صاحب۔“

وہ فوجی کی طرح رُعب سے چلتا ہوا رومی افسر انجیر کے درخت کی طرف بڑھ گیا۔ یشوع اُس کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ "پتا ہے یہ کون ہے؟ مجھے پکّا یقین ہے کہ صوبے دار پرِسکس ہے۔ کفرنحوم کا قلعہ اِسی کی کمان میں ہے۔"

اِفرائیم نے تصدیق کی، "ہاں، تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ یہ نیک آدمی ہے۔ اِس کے دِل میں ہماری قوم کے لئے جگہ ہے۔ اِس نے کفرنحوم میں عبادت خانہ بھی بنوایا ہے۔ سب اِس کی تعریف کرتے ہیں۔"

ابھی وہ رومی بیٹھا ہی تھا کہ ایک اَور افسر بھی آ گیا۔ وہ پرِسکس کو پہچان کر بہت خوش ہوا۔ "پرِسکس! کتنی مُدت کے بعد ہماری مُلاقات ہوئی ہے!"

"فلادیُس! تُم سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ بتاؤ، کیا اپنے سپاہیوں کو باہر میرے سپاہیوں کے پاس چھوڑ آئے ہو؟ پھر تو وہ بھی پُرانی یادیں خوب تازہ کریں گے۔ آؤ، کہاں سے آ رہے ہو؟"

فلادیُس نے شکایت بھرے لہجے میں جواب دیا، "میرا تقرُر تو غزّہ میں ہے جسے کوئی بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا۔ مجھے اُس جگہ سے سخت

نفرت ہے! ہم اِس شمالی علاقے میں خاص مُہم پر آئے تھے۔ اب غزّہ کو واپس جا رہے ہیں۔"

پرِسکس نے اپنے دوست کو دعوت دی کہ رات اُس کے پاس کفرنحوم کے قلعے میں بسر کرلے۔ یہ دعوت بخوشی قبول کر لی گئی۔

اب فلادیُس ذرا دھیمی آواز میں ماضی کو یاد کرنے لگا، "پچھلی بار ہم اِس وقت اُٹھے تھے جب وَیرس کی کمان میں گلیل کے باغی یہوداہ کے خلاف لڑ رہے تھے۔"

صوبے دار پرِسکس بولا، "وہ ایک ایسی لڑائی تھی جس کو مَیں یاد کرنا نہیں چاہتا۔ جن نوجوانوں سے ہم لڑ رہے تھے وہ قومی محبت سے سرشار اور مستقبل کے لئے ایک رویا رکھتے تھے۔ اُن کا انجام کیسا افسوس ناک تھا۔ میدانِ جنگ لاشوں سے اَٹ گیا تھا۔ اور جن کو سولی چڑھایا گیا، اُن کا حال تو اَور بھی بُرا ہوا تھا۔ دو ہزار لاشیں اُن سولیوں پر کئی دِنوں تک گلتی سڑتی رہیں تاکہ باقی یہودیوں کو عبرت ہو۔ اور وہ دوبارہ بغاوت کا سوچ بھی نہ سکیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے جو موت سے بچ نکلا اُن کی

حالت بھی کوئی بہتر نہ تھی، کیونکہ اُن کو قید کر کے غلام بنانے کے لئے لے گئے تھے۔"

اُس کے دوست نے سر ہلایا، "بھائی، ہم تو صرف اپنا فرض ادا کر رہے تھے۔ فوجی کا کام تو صرف حکم کی تعمیل ہے۔"

جب رومی اُٹھ کر چلے گئے تو اِن تینوں کی گفتگو میں پھر جان آ گئی۔ اب داؤد کی آنکھیں بے زاری سے چمک رہی تھیں۔ "یہی ہے جو ہمیں اِن ظالموں سے ملتا ہے۔ یہ بھی نہ بھولیں کہ دس سال بعد قتل و غارت کا ایک اَور بازار گرم ہوا تھا۔ اُس وقت پروکونسل کوپونیُس نے رومی تلواروں کے بل بوتے سے بغاوت کو دبایا تھا۔ گلیل کے بڑے شہر سیفورس اور اِس علاقے کے بہت سے دیہات کو آگ سے پھونک دیا گیا۔"

یشوع نے تائید کی، "اور ناصرت کا چھوٹا سا گاؤں اِن ہول ناک واقعات کو قریب سے دیکھتا رہا ہے۔ اور ہم جو یروشلم میں رہتے ہیں، ہمیں بھی تو ہمارا حصہ ملتا رہتا ہے۔ ٹھیک ہے نا، اَبّا جان!"

افرائیم نے بھی تصدیق کی، ”ہاں۔ رومی گورنر پیلاطس نے بھی ہماری مصیبتوں میں اضافہ کیا ہے۔“

سرائے کا مالک برتن اُٹھانے اُن کی میز پر آیا۔ ”معاف کیجئے جناب! آپ شاید اُس قتل و غارت کی بات کر رہے ہیں جو بیت المقدس کے صحن میں ہوا تھا۔ پیلاطس کے ظلم وستم سے ہمارے خاندان پر بھی غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ میرا بھائی بھی اُس کا شکار ہو گیا۔“

افرائیم سارے واقعے کو دہرانے لگا۔ ”پیلاطس نے فیصلہ کیا تھا کہ یروشلم کے لئے پانی کی فراہمی کا نیا نظام ضروری ہے۔ اِس منصوبے کی تکمیل کے لئے اُس نے بیت المقدّس کے خزانے سے روپیہ طلب کیا۔ اِس پر لوگ آگ بگولا ہوئے۔ احتجاج کے لئے ایک ہجوم بیت المقدّس میں جمع ہو گیا۔ اُنہیں خبر نہ تھی کہ پیلاطس نے سادہ کپڑوں میں اپنے فوجی اُن کے درمیان بھیج دیئے تھے۔ وہ باغیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکنے کے لئے صرف اشارے کے منتظر تھے۔“

افرائیم نے مُلائم آواز میں سرائے کے مالک سے کہا، ”مجھے یاد ہے کہ جس وقت قتلِ عام شروع ہوا تو کچھ گلیلی آدمی وہاں قُربانی چڑھا رہے تھے۔ تمہارا بھائی بھی اُن میں موجود تھا؟“

سرائے کے مالک نے بڑے غم سے اِس بات کی تصدیق کی، ”سب کے سب مارے گئے۔ اِن آدمیوں کا خون قُربانی کے جانوروں کے خون سے مِل گیا۔ اللہ اُن کی ظالمانہ موت کا بدلہ لے۔ ہم لوگ تو پیلاطس کا نام سُن کر ہی مشتعل ہو جاتے ہیں۔“

تینوں باپ بیٹے سرائے کے مالک سے ہاتھ ملانے کے بعد روانہ ہوئے۔ جب وہ اپنی گھوڑا گاڑی کی طرف جا رہے تھے تو داؤد غُصّے سے بڑبڑانے لگا، ”جو کچھ مَیں نے سُنا ہے اُس نے میری باتوں کی تصدیق کر دی ہے۔ ہماری قوم کو دل کش باتوں کی نہیں بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔ جب ہمارے لوگ اِن ظالموں کے دباؤ سے چھوٹیں گے تو نیکی اور دیانت داری کی طرف رجوع کریں گے۔ اُنہیں اِن کا وقار اور عزّتِ نفس لوٹا دیا جائے تو یہ ایک خدا ترس قوم بن جائیں گے۔“

اُن کا کوچوان باہر ہی کھانا کھا کر تازہ دم ہو چکا تھا۔ اُنہیں آتا دیکھ کر وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ اُس نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا اور تینوں اُس کی چرچراتی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کفرنحوم کی طرف سفر شروع ہوا۔ یشوع نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا، "داؤد بھائی! تُم نے ابھی ابھی جو بات کہی تھی، مَیں اِس سے متفق نہیں۔ تُم نے نیک لوگوں کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا ہے، ہماری قوم کی تاریخ اِس کی تصدیق نہیں کرتی۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہماری قوم خوش حالی کے زمانے میں، جب اُسے ہر چیز میسر ہوتی تھی اخلاقی طور سے بُری طرح گر جاتی تھی؟ وجہ کیا تھی؟ خود غرضی۔ اُنہیں قادرِ مطلق کی ذرا بھی پروا نہ رہتی تھی۔ خود غرضی اور محبت کا فقدان، یہی دو بڑے گناہ تھے جن کے باعث قومیں بداعمالیوں کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ آج ہمیں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، وہ ہے ایک ایسا نجات دہندہ جو ہمارے گناہوں کے زور کو توڑے تاکہ محبت کی حکمرانی ہو۔ خدا سے پیار ہو۔ اِنسان سے پیار ہو۔ یہیں سے ہر چیز میں تبدیلی آئے گی۔"

افرائیم نے تائید میں سر ہلایا۔ وہ سوچنے لگا کہ داؤد اپنے دادا سلیمان کی طرح عقل مند ہے۔ لیکن بے چارے داؤد کی تیز طبیعت کسی دِن کوئی مصیبت کھڑی کر دے گی۔ "اے ابراہیم کے خدا! میرے اِس غیرت مند اور تیز طبیعت بچے کو تباہی سے بچا۔" اُسے اپنی بیٹی روت کی یاد بھی ستا رہی تھی۔ وہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھی۔ ابھی اُس کی عُمر صرف بیس برس تھی کہ بیوہ ہوگئی تھی۔ مگر وہ سمجھتا تھا کہ اِس کا میرے پاس واپس آ جانا بھی خوش قسمتی کی بات ہے۔ یہ خیال ہی راحت کا باعث تھا کہ وہ ہمارا انتظار کر رہی ہو گی۔

داؤد بہت بے زاری محسوس کر رہا تھا۔ وہ حقارت سے سوچنے لگا، ہماری قوم کے یہ مذہبی لوگ اِتنے بُزدل ہیں کہ رومیوں کے ظُلم و ستم کے خِلاف اُنگلی بھی نہیں ہلا سکتے۔ اُنہیں تو بس خیال اور اُمید ہے ایک نجات دہندے کی کہ وہی آئے اور سارا کام کر دے۔ لیکن ہم کب تک انتظار کرتے رہیں! اِتنی مُدت ہوگئی ہے۔ مگر ہم زیلوتیس وطن کی غیرت رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے بہت سے لوگوں کی ضرورت ہے۔ شمعون جیسے لوگ۔ کیسا دِل گُردے والا شخص

ہے۔ اُس نے اگلے خُفیہ اجلاس میں شامل ہونے کا وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ داؤد کو یقین تھا کہ شمعون دِل و جان سے ہمارا ساتھ دے گا۔

داؤد کو اپنے وطن کے نوجوانوں پر رہ رہ کر غُصّہ آ رہا تھا۔ مثلاً یہوداہ کے علاقے کا ایک اَور سمجھ دار نوجوان تھا جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا۔ کتنا بُلند حوصلہ رکھتا تھا۔ اُس کے اندر گویا آگ لگی ہوئی تھی کہ یہ رومی کل کے جاتے آج ہی جائیں۔ پتا نہیں وہ ہم میں کیوں شامل نہیں ہو رہا ہے۔ آج کل تو منادی کرنے والے یحییٰ نبی کے آگے پیچھے پھر رہا ہے۔

آخر سفر ختم ہوا۔ روت نے آگے بڑھ کر گرم جوشی سے اُن کا استقبال کیا۔ "خوش آمدید! آپ کی سلامتی ہو! ابّا جان، ٹیکس لینے والوں کا سردار متّی بن حلفئی آیا تھا۔ کسی کاروبار کے سلسلے میں آپ سے مِلنا چاہتا تھا۔"

داؤد تنک کر بڑی حقارت سے کہنے لگا، "وہ ہے تو یہودی لیکن ہے بڑا بدمعاش۔ رومی حکومت کا پِٹھو۔ مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔"

افرائیم سنجیدگی سے بولا، "بیٹے! ہمارے اور متّی کے خاندان کے درمیان ہمیشہ احترام اور محبت کے تعلقات رہے ہیں۔ مجھے کبھی نہیں

بھولتا کہ ایک بار جب مَیں کفرنحوم جا رہا تھا تو راستے میں ڈاکوؤں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ متّی میرے ساتھ تھا۔ اُس نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے بچایا۔ آدمی تو اچھا ہے۔ خیر اُس میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔ سب سے بڑی خامی تو یہ ہے کہ وہ پیسے سے بڑی محبت کرتا ہے اور اِسی لئے اُس نے ٹیکس کی چوکی کا ٹھیکا بھی لیا ہے۔"

روت نے داؤد کو خصوصی گرم جوشی سے خوش آمدید کہا۔ اُسے اپنے اِس آتش مزاج اور قوم پرست بھائی سے بہت محبت تھی۔ وہ اُس کے سچے جذبات کو سمجھتی تھی۔ کئی بار اُس کی سلامتی کی فِکر بھی کرتی تھی۔ کاش اُسے پتا ہوتا کہ کِس طرح اپنے بھائی کی مدد کرے۔ اُس نے ایسی آواز میں جو صرف داؤد کے لئے تھی بات کی، "داؤد! تمہاری غیر حاضری میں کوئی یہ چِٹھی دے گیا تھا۔ جب سے یہ چِٹھی گھر میں آئی ہے مجھے تمہاری سلامتی کی فِکر لگی ہے۔ پیارے بھائی، پھونک پھونک کر قدم رکھنا۔ تم ہم سب کی آنکھ کا تارہ ہو۔" داؤد نے پیار سے اُس کی پیشانی چوم لی۔ اُسے بھی اِس پیار کا پورا پورا احساس تھا۔ لیکن نوجوان خاتون نے دُکھی دل سے محسوس کیا کہ اُس نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ کچھ

بھی ہو، وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے سب کچھ قربان کرنے پر تُلا ہوا ہے۔

رات کے کھانے کے دوران پورے خاندان پر بوجھل سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ داوٗد نے کھانے سے معذرت کر لی تھی۔ اُسے کسی ہنگامی اجلاس میں جانا تھا۔ ہرکسی کو اندیشہ تھا کہ لڑکے کو کوئی خطرہ پیش آنے والا ہے۔ "رب کے فرشتے اُس کی نگہبانی کریں،" روت نے دل سوزی سے آہ بھری۔ اُس نے دیکھا کہ اچھا بھلا لذیذ کھانا ضائع ہو رہا ہے۔ کسی نے مشکل ہی سے دو نوالے کھائے۔ سارا کھانا واپس باورچی خانے لے جایا گیا۔ نرم گرم بستروں کے باوجود فکر کے باعث کسی کو نیند نہ آئی۔ سب کے کان داوٗد کے واپس آنے کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ آخر صبح کے کوئی دو بجے ایک چوکیدار نے افرائیم کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، "عالی جاہ! پھاٹک پر ایک آدمی ضروری پیغام لے آیا ہے۔ لگتا ہے کہ چھوٹے مالک داوٗد پر کوئی مُصیبت آ پڑی ہے۔"

"اُسے بیٹھک میں لے چلو۔" افرائیم کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ وہ جلدی جلدی اُس آدمی سے مِلنے کو چلا۔

یہ پیغمبر ایک نوجوان، ڈراؤنی آنکھوں والا یہودی تھا۔ لباس پھٹا ہوا تھا۔ جسم کے کئی حصوں سے خون رِس رہا تھا۔ "جناب! آپ کی سلامتی ہو،" اُس نے رُک رُک کر کہنا شروع کیا۔ "مَیں اپنے حُلیے کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ مَیں بُری خبر لایا ہوں۔ عالی جاہ، ایک صدمے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم زیلوتیس پہاڑیوں میں ایک گوریلا اجلاس کر رہے تھے۔ رومی سپاہیوں نے ہمارا اجلاس درہم برہم کر دیا۔ ہمارا لیڈر براابا بچ کر نکل گیا۔ اُس کے خاص ساتھی شیبا اور اکیم بھی بچ کر نکل گئے۔ کتنے ہی زیلوتیس مارے گئے۔ باقیوں کو رومی بیڑیاں پہنا کر لے گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اُنہیں غلام بنا کر بیچ دیا جائے گا۔"

افرائیم کی ٹانگیں بے تحاشا کانپنے لگیں۔ اُس نے جلدی سے ایک کُرسی کا سہارا لیا اور بے دَم سا اُس پر بیٹھ گیا۔ "لیکن نوجوان! یہ تو بتاؤ، تم ہو کون؟" اُس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔

"مَیں شمعون زیلوتیس ہوں،" نوجوان نے جواب دیا۔ "داؤد نے مجھے قائل کیا تھا کہ اُن کے ساتھ مل جاؤں۔ اور آج پہلا موقع تھا کہ مَیں اِس گروہ کے ہمراہ ہوں۔"

"تم کتنے سرپھرے لوگ ہو! ایک عالمی طاقت کی قوّت توڑنے کی اُمید کیسے کر سکتے ہو؟"

"جناب آپ ہمارے ساتھ بے انصافی کر رہے ہیں۔ ہم مستقبل میں حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ ہمارا مقصد ختم نہیں ہوا۔ اِس لئے کہ ہمارا لیڈر اور اُس کے ساتھی بچ نکلے ہیں۔ ابھی ملک میں ہمارے بہت سے ساتھی باقی ہیں۔ برابا بہت جلد اُنہیں اپنے گرد دوبارہ جمع کر لے گا۔ آج تو صرف شمالی علاقے کے قوم پرست افراد کا اجتماع تھا۔"

افرائیم نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا، "کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے داؤد کو اُن کے درمیان دیکھا تھا جن کو پکڑ کر لے گئے ہیں؟"

"جناب! مَیں ایک جگہ چُھپ گیا تھا۔ وہاں سے مَیں نے اُسے دیکھا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ رشوت دے کر بھی آپ اُسے چُھڑا نہ سکیں

گے۔ رومی حکومت ہم سب کو بہت خطرناک سمجھتی ہے۔ ہمارے باپ دادا کا خدا آپ کو جُدائی کا یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔"

وہ جوان چلا گیا، مگر افرائیم میں کُرسی سے بھی اُٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ وہ سامنے خلا میں گھورتا رہا۔ "برابا بچ کر بھاگ گیا۔" اُس کے لہجے میں سخت کڑواہٹ تھی۔ "برابا کا مطلب ہے 'اپنے باپ کا بیٹا۔' اُس کے باپ کا بیٹا تو نہیں مگر میرا بیٹا جاتا رہا ہے۔" اُس کا دِل اُس تُندمزاج گوریلے برابا کے خلاف نفرت سے بھر گیا۔ اُس نے داؤد کو کیوں اُلٹی راہ پر لگا دیا؟ نہ جانے اَور کتنوں کو مصیبت اور موت کی راہ پر لے جائے گا؟

صوبے دار کی کشمکش

ابھی بہت سویرا تھا۔ کفرنحوم کے قلعے میں زندگی کی ریل پیل شروع نہیں ہوئی تھی۔ لیکن صوبے دار پرِسکس بیدار ہو چکا تھا کیونکہ اُسے اپنے دوست فلاویُس کو وداع کرنا تھا۔

"یار پرِسکس، بہت تھکے تھکے لگ رہے ہو،" اُس کے دوست نے کہا۔ "اِتنے سنجیدہ نہ رہا کرو۔" اُس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئے بات جاری رکھی، "یہ تو چُھٹیاں گزارنے کے لئے لاجواب جگہ ہے۔ دُور اُن پہاڑیوں کو دیکھو! چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی ہیں اور پھر نزدیک چاروں طرف اِن سرسبز اور شاداب پہاڑیوں پر نظر ڈالو۔ مَیں کہتا ہوں کہ

ایسے مناظر تو صرف دیوتاؤں کو ہی میسر ہوتے ہیں۔ اور پھر اِن سب پر وہ گلیل کی جھیل، اِس کا تو جواب ہی نہیں۔ پرِسکس، اِن سب سے لطف اندوز ہوا کرو۔ اور ہاں، رات کو کیا گڑبڑ تھی؟ مَیں نے شور سُنا تھا۔ کوئی تشویش ناک بات تو نہیں ہوئی؟"

"زیلوتیس گروہ پر چھاپہ مارا تھا۔ صوبے دار سیکستس کمان کر رہا تھا۔ میرے بہت سے سپاہی اُس کی مدد کرنے گئے تھے۔"

فلاویُس نے بڑے خُشک لہجے میں جواب دیا، "وہی پُرانی داستان۔ یہ اکّھڑ اور ضدّی یہودی کبھی قبول نہیں کرتے کہ اب روم اِن پر حکمران ہے۔" پھر کچھ دل چسپی ظاہر کرتے ہوئے بولا، "یہ زیلوتیس، کیا اِن پر کچھ عرصے سے نظر رکھی ہوئی تھی؟"

"ہاں فلاویُس، اُن کی نقل و حرکت پر کڑی نظر تھی۔ جب اُن کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی تو دخل اندازی کرنا مناسب سمجھا گیا، ورنہ وہ سارے ملک میں ہل چل مچا دیتے۔ اُن کی پیش بندی ضروری تھی مگر بدقسمتی سے اُن کے لیڈر بچ نکلے۔ پتا نہیں کیوں! لیکن مجھے اُن لوگوں پر ترس آتا

ہے کہ اُنہوں نے خواہ مخواہ خود کو مصیبت میں پھنسا لیا ہے۔ لیکن کیا کِیا جا سکتا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ ساری مُصیبت کے ذمے دار وہ خود ہیں،" فلاویُس سخت لہجے میں بولا۔ "اِن یہودیوں سے نمٹنا بہت مُشکل ہے۔ یہودی ہوتے ہی مغرور ہیں۔ یہ قوم ہمیشہ اپنے آپ کو مخصوص قوم سمجھتی آئی ہے۔ اپنے مذہب اور اپنے خدا پر اُنہیں اِتنا ناز ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دُنیا کے عام دیوتاؤں کو تو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔"

اچانک بِگل کی آواز آئی۔ قلعے میں گہما گہمی شُروع ہو گئی۔ لنگر خانے سے کھانے کی خوشبو آنے لگی۔

صوبے دار پُراعتماد لہجے میں کہنے لگا، "مَیں اِس قوم کو بہت پسند کرتا ہوں۔ یہ اکھّڑ اور ضدّی ضرور ہیں مگر باکردار لوگ ہیں۔ کسی کے سامنے جھکتے نہیں۔ عظیم رومی حکومت کو بھی اِنہیں قابو میں رکھنے میں بڑی دِقّت پیش آتی ہے۔ لیکن سارے ایسے نہیں۔ مثلاً ہیرودیس بادشاہ قیصر کو ہر طرح سے خوش کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ بدلے میں اُس کا تخت قائم رہے۔ امامِ اعظم کائفا اور دوسرے اماموں کا حال بھی دیکھو!

وہ رومی حکومت سے بالکل شیر و شکر ہیں۔ ہوں! مجھے تو ایسے لوگوں سے سخت نفرت ہے۔" صوبے دار سنجیدگی سے بولا، "فلاویُس، مجھے لگتا ہے کہ یہودی سچ مچ خاص قوم ہیں۔ اِن کا خدا، زندہ خدا ہے۔ خدا نے اپنے آپ کو اِس قوم پر ظاہر کیا ہے۔"

"اِس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اِن کے مذہب کا مطالعہ کیا ہے؟ کیا معلوم ہوا؟ مجھے بھی تو بتاؤ۔ مَیں یہ ضرور کہوں گا کہ اِن یہودیوں کا اپنے خدا کے لئے جوش دیکھ کر رشک آتا ہے۔ کیسے دُعا کرتے ہیں۔ کیسے احترام سے اپنے خدا کا نام لیتے ہیں۔ ہر بات میں بے حد عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔"

اب بِگل کی دوسری آواز گونجی۔ اِس پر تمام سپاہی صُبح کی ورزش کے لئے کھیل کے میدان میں دَوڑے آئے۔

فلاویُس حیران رہ گیا۔ "عزیز پرِسکس، تمہاری رجمنٹ تو بڑی مُنظّم ہے۔ غزّہ کے قلعے میں تو زندگی پر سُستی چھائی ہوئی ہے، اور اِس کے نتیجے میں وہ جھگڑالو اور بدمزاج بن گئے ہیں۔ سُستی سے فوجی کے جوہر تو کُھل کر سامنے نہیں آ سکتے۔"

پرِسکس نے اِس بات کی تائید کی، ”اِسی لئے مَیں اپنے سپاہیوں کو مصروف رکھتا ہوں۔ ہمیں اجنبی ملک میں ہرگز ڈِھیلا نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن تم نے پوچھا کہ مَیں نے یہودی مذہب کا مطالعہ کیوں کیا؟ وجہ یہ ہے کہ مَیں اپنے دیوتاؤں سے تنگ آ چکا تھا۔ فلاویُس! وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ اَب تو قیصر بھی آسمانی مخلوق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اُسے بھی دیوتا ماننا پڑتا ہے۔ کیسی واہیات بات ہے!“

فلاویُس نے اُسے خبردار کیا، ”شی! پرِسکس۔ ہاں، مَیں سمجھ گیا۔ کیا ہمیں پتا نہیں کہ اِس بوڑھے قیصر میں کیا کیا خامیاں ہیں!“

صوبے دار نے سر ہلاتے ہوئے کہا، ”میری روح تو زندہ خدا کی آرزومند ہے۔ جب مَیں نے پاک صحیفے پڑھے تو مجھے اُن میں زِندہ خدا دکھائی دیا۔ اور میری بھوکی اور بے چین روح کو تسکین ہونے لگی۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ نے ابراہیم اور اُس کی نسل کو کسی خاص مقصد کے لئے چُن رکھا ہے۔“

”اور وہ مقصد کیا ہو سکتا ہے؟“

”صحائف سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے آپ کو اِس لئے اِس قوم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خدا کے عرفان کو ساری دُنیا تک پہنچائیں۔ اُس نے اُن کو بتایا کہ وہ کیسا ہے تاکہ وہ ہم کو بھی یہ بات بتائیں۔“

فلاویُس بے دِلی سے ہنسا، ”خوب! مَیں تو صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں بُری طرح ناکام رہے ہیں۔ لیکن وہ پھر بھی اِس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے خاص لوگ ہیں اور وہ دوسرے سارے انسانوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔“

پرِسکس نے اُس کی تائید کرتے ہوئے کہا، ”کتنے افسوس کی بات ہے، لیکن مجھ پر یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ اسرائیلی خدا کے نافرمان خادم ثابت ہوئے ہیں۔ جو کام اللہ نے اُن کے سپرد کیا تھا اُسے وہ نہیں کر پائے۔ تو بھی یسعیاہ نبی نے ساری قوموں کے لئے خوش خبری کا اعلان کیا ہے۔ وہ وعدہ کئے ہوئے المسیح کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہی خدا کا فرماں بردار خادم ہو گا۔ وہ انسان کو نُور اور نجات عطا کرے گا۔ نبی کے مطابق اللہ نے فرمایا کہ 'مَیں تجھے دیگر اقوام کی روشنی بنا

دوں گا تاکہ تُو میری نجات کو دنیا کی انتہا تک پہنچائے۔‘[a] لیکن ہمیں تمام یہودیوں کو ایک جیسا نہیں سمجھنا چاہئے۔ مَیں یہاں کفرنحوم میں کئی یہودیوں کو جانتا ہوں جو دوسروں سے مختلف ہیں۔ سچ بتاؤں، مَیں یہاں بالکل مطمئن ہوں۔ مَیں نے اُن کا اعتماد جیتنے کے لئے صرف ایک کام کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اُنہیں ایک عبادت گاہ درکار ہے تو مَیں نے عبادت خانہ بنوا دیا۔“

فلاویُس بولا، ”بھئی تمہارا دِل تو سچ مچ بہت نرم ہے۔ لیکن ہوشیار رہنا۔ ابھی ایک چھوٹا سا مسئلہ بھی آ رہا ہے۔

ایک بَکتا جَھکتا سپاہی ایک نوجوان لڑکے کو دھکے مارتا ہوا اُس کے سامنے لے آیا۔ لڑکے نے پھٹا پُرانا چوغہ پہن رکھا تھا۔ سپاہی صوبے دار سے ذرا دُور ہی رُک گیا اور بڑے پُھرتیلے انداز میں اُسے سلام کیا، ”حضُور، یہ مفرور غُلام ہے۔ مَیں نے اِسے چوری کرتے ہوئے پکڑا ہے۔“

”فی الحال تو اُسے بند کر دو۔ مَیں بعد میں اِس کا فیصلہ کروں گا،“ پرِسکس نے حُکم دیا۔ لیکن اُس نے غُلام کو مہربانی کی نگاہ سے دیکھا۔

---

[a] یسعیاہ 6:49

فلاویُس ہَوا کو سونگھتے ہوئے کہنے لگا، ”جھیل کی ہَوا کتنی فرحت بخش ہے! لیکن ہاں، ذرا یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے یہودیوں کو اپنی خاص اُمت ہونے کے لئے کیوں چُنا؟ اِن کو کیا سُرخاب کا پَر لگا ہوا ہے؟ میری رائے میں تو وہ کسی دوسری نسل سے کسی طرح بھی برتر نہیں۔“

صوبے دار نے سر ہلایا، ”میرا خیال ہے اِن کو چُننے میں خدا ساری دُنیا کی بھلائی چاہتا تھا۔ پہلے اُس نے اپنے آپ کو اِن پر ظاہر کیا، اور پھر اِن کو اُس کے عظیم نام کو ساری دُنیا پر ظاہر کرنا تھا۔“

فلاویُس نے قدرے ناراض ہوتے ہوئے پوچھا، ”اُن کے خدا میں ایسی کیا برتری ہے؟ کیا وہ بھی دوسرے دیوتاؤں کا سا دیوتا نہیں ہے؟“

پرِسکس نے بڑے زور دار انداز میں اِس کی تردید کی، ”ہرگز نہیں۔ تمہارے دیوتاؤں کے برعکس خدا زندہ، پُراعتماد، مہربان اور عادل ہے۔ اُس کی ذات ہی محبت، وفاداری، راستی اور پاکیزگی ہے۔“

فلاویُس نے جواب دیا، ”پاکیزگی! جی بس شکریہ۔ میرے لئے پاکیزگی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ اِس وقت مجھے وہ عجیب و غریب نبی یاد آرہے ہیں،

وہی یحییٰ۔ اُنہوں نے تو یہودیوں کو بالکل ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اُنہیں اُس آنے والے المسیح کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ کیا تمہارے خیال میں وہ خطرناک تو نہیں؟"

صوبے دار نے ایک دم جواب نہیں دیا۔ لگتا تھا کہ وہ موزوں جواب تلاش کر رہا ہے۔ آخر وہ بولا، "نہیں، یحییٰ کسی لحاظ سے بھی سیاست میں ملوّث نہیں۔" وہ ہلکا سا مُسکرایا اور بات جاری رکھی۔ "یقین رکھو کہ رومی حکومت اور خود ہیرودیس بادشاہ نے بھی اِس کی اچھی طرح چھان بین کر لی ہے۔ مَیں خود اُن کی منادی سُننے جاتا رہتا ہوں۔ مَیں نے اِن کے بارے میں بہت غور کیا ہے اور اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ ایک خاص نبی ہیں۔ اپنے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ 'مَیں المسیح کی آمد کی راہ تیار کر رہا ہوں۔'"

فلاویُس طنزیہ لہجے میں بولا، "ہوں! یہودیوں کے ایمان کے مطابق تو پھر ہماری شامت آنے والی ہے۔ وہ کُھلم کہتے ہیں کہ جب ہمارا المسیح آئے گا تو ہمارے تمام دُشمنوں کو مُلک سے نکال پھینکے گا۔" وہ خُشک

سی ہنسی ہنسا۔ "دُشمن تو ہم ہیں۔ ہمیں تیاری کرنی چاہیئے۔ کسی بھی دِن یہاں سے بوریا بِستر سمیٹنا پڑے گا۔"

پرِسکس نے سر ہلایا، "المسیح کا مذاق مت اُڑاؤ، دوست۔ اللہ نے اُسے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ اُس کا مقصد دُنیا میں شان دار یہودی حکومت کی بحالی نہیں ہو گا۔ یہودیوں کا مسئلہ بے حد گہرا ہے۔ وہ خود بھی اُسے نہیں سمجھتے۔ اُن کا سب سے بڑا دُشمن روم نہیں بلکہ شیطان ہے۔ جو اُن کی زندگیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ بالکُل ایسے ہی جیسے وہ باقی ہم سب کی زندگیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔"

فلاویُس نے طنز کرتے ہوئے جواب دیا، "بے شک یہودی فرشتے نہیں ہیں۔ اپنے مذہب کے باوجود باقی ہم سب کی طرح وہ بھی پاپی ہیں۔"

صوبے دار نے ذرا سا سر ہلایا، "اِس لئے میرا خیال ہے کہ مسیحِ موعود کا مقصد اِن یہودیوں کے خیال اور سوچ سے کہیں بڑا ہو گا۔ میرا اندازہ

تو یہ ہے کہ وہ ہمیں ایسی زندگی بسر کرنے کی راہ دکھائے گا جو خدا کو پسند ہو۔"

"اِتنے عظیم خدا کو ہم جیسی بےحقیقت مخلوق کی کیا پروا ہو سکتی ہے! آج ہم موجود ہیں۔ کل مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں گے۔ یقیناً اللہ کو ہمارے ساتھ قریبی رفاقت رکھنے میں کوئی دل چسپی نہیں ہو سکتی۔ ایسا سوچنا بھی حماقت ہے۔"

پرِسکس نے خبردار کرتے ہوئے کہا، "اِتنی جلدبازی سے کام نہ لو۔ پاک نوشتوں کے پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ انسان اللہ کی شبیہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ اِس کا مقصد یہی تھا کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ قریبی رفاقت رکھے۔ اِس بات پر غور کرو فلاویُس، تو تُم سمجھو گے کہ انسان سچ مچ خاص مخلوق ہے۔ پہلے دو انسانوں یعنی آدم اور حوّا کا یہی حال تھا۔ وہ اپنے خالق کے ساتھ رفاقت رکھتے تھے۔ لیکن جب اُنہوں نے اُس کے خلاف بغاوت کی اور اُس کا حُکم ماننے کے بجائے من مانی کی تب گُناہ اُن کے اور خدا کے درمیان آ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو اُس کی حضوری سے ہانک کر نکال دیا گیا۔ لیکن ساتھ ساتھ اللہ نے وعدہ کیا کہ

'ایک دِن مَیں ایک نجات دہندے کو بھیجوں گا جو گناہ کی طاقت کو پاش پاش کر دے گا۔'"

فلاویُس بہت مُتاثر ہوا۔ "یہ تو اَن سُنی باتیں ہیں۔ کاش کہ مَیں یقین کرسکوں کہ مَیں بھی قادرِ مطلق خدا کی نظر میں اِتنا قیمتی ہوں۔" پھر شک آمیز لہجے میں پوچھنے لگا، "تم کو یہ خیال کیسے آیا کہ المسیح ہم غیر یہودیوں پر بھی مہربان ہو گا ؟"

پرِسکس نے جواب دیا، "ہے تو یہ میرا اندازہ ہی مگر اللّٰہ تو تمام انسانوں کا خدا ہے۔ اُس نے اسرائیلیوں کو "میرا پہلوٹھا" کہا ہے، اِس لئے باقی قومیں اُس کے دوسرے بچے ہوئے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ ابراہیم کے وسیلے ساری زمین برکت پائے گی۔" صوبے دار نے وضاحت کی، "یہ بات ابھی تک پوری نہیں ہوئی لیکن اللّٰہ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بات ضرور پوری کرے گا۔" تھوڑے وقفے کے بعد وہ گرم جوشی سے بولا، "ہم ایسے دَور میں داخل ہو رہے ہیں جس میں دِل گرما دینے والے واقعات پیش آئیں گے۔"

فلاویُس نے محتاط سا جواب دیا، ”خیر دیکھا جائے گا۔ مجھے تو اِتنی جلدی خوشی منانے کی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ جب مَیں چاروں طرف اِتنی بے انصافی اور بے یقینی دیکھتا ہوں تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ یہ المسیح کوئی خاص ہی ہستی ہو گا جو دُنیا کو اُمید دِلا سکے۔“ پھر زور دیتے ہوئے بولا، ”اگر اپنے ارد گرد کی باتیں سُننے کی زحمت کرو تو سمجھ جاؤ گے کہ لوگ مستقبل کے بارے میں کتنے فِکرمند ہیں۔ اُنہیں سوائے تاریکی اور نااُمیدی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ کسی کو پتا نہیں کہ کل کو غلام بننا پڑے گا یا کسی بے انصافی اور ظُلم کا شکار ہونا یا میدانِ جنگ میں جان دینا۔ اِس کے علاوہ جگہ جگہ بے شمار لوگ اِس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ ہمارے دیوتا بالکُل بے کار ہیں۔ وہ اپنے خوف اور فکر میں خود کو بے سہارا اور اکیلا محسوس کرتے ہیں۔“

”ہر نسل کے لوگ یہی سوچ رہے ہیں کہ آخر اِس دُنیا میں میرا کیا مقصد ہے؟ مَیں کہاں جا رہا ہوں؟ میرا انجام کیا ہو گا؟“

فلاویُس نے صوبے دار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، ”دوست اگر المسیح ہمارے اِن بے قرار سوالوں کا جواب دے سکے تو

مَیں بہت خوش ہوں گا۔" پھر ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا، "اب مجھے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

عین اُسی وقت ایک سِپاہی تیزی سے اُن کے پاس آ کر صوبے دار سے کہنے لگا، "جناب! مریض کو سخت درد ہو رہا ہے۔ کیا کِیا جائے؟"

فلاوِیُس نے سوالیہ نظروں سے صوبے دار کی طرف دیکھا۔ صوبے دار نے وضاحت کرتے ہوئے کہا، "میرا ایک نوجوان نوکر ہے۔ وہ سخت بیمار ہے۔ میرے جیسا سپاہی بھی اُس کی تکلیف دیکھنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ کل رات کافی دیر تک مَیں اُس کے پاس رہا۔ کاش موت ہی اُس پر رحم کھائے اور اِس تکلیف سے نجات دِلائے۔"

اُسی دَم گھوڑے کی ٹاپ سُنائی دی۔ فلاوِیُس کے سپاہی اُس کا گھوڑا لا رہے تھے۔ دونوں دوستوں نے الوداع کہا اور فلاوِیُس گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اُس نے تسلّی آمیز لہجے میں کہا، "پرِسکس! تمہیں زندگی سے مُطمئن ہونا چاہیئے۔ تُم صوبے دار ہو اور یہ قلعہ تمہاری کمان میں ہے۔ تم نے نام پیدا کیا ہے اور ایک اچھے انسان ہو، یہاں تک کہ یہودی بھی تمہاری عِزت کرتے ہیں۔ ہر ایک کو زِندگی میں اِتنی نعمتیں نصیب نہیں ہوتیں۔"

صوبے دار نے خوش دِلی سے جواب دیا، "ہاں! مَیں اِن سب باتوں کا شُکر گزار ہوں۔ لیکن نہ تو پیشے میں سربلندی اور نہ عِزت و توقیر مجھے مطمئن کر سکتے ہیں۔ میرے دِل میں ایک خلا ہے جو صرف خدا ہی پُر کر سکتا ہے۔"

فلاویُس نے سلام کے لئے ہاتھ اُٹھایا، "دیوتا تُم پر مہربان رہیں" اور گھوڑا بھگاتے ہوئے صوبے دار کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پرِسکس نے ٹھنڈی سانس بھری۔ اُسے بیمار نوجوان یاد آ گیا۔ تن تنہا زندگی کی مشکلات میں سے گزرنا کتنا کٹھن ہوتا ہے۔ کتنے ہی لوگوں کو وعدہ کئے ہوئے المسیح جیسے مددگار اور ہمدرد کی ضرورت ہے! اُس کے یونانی مُنشی نے کچھ ہی دِن پہلے اپنی مُصیبت کا بیان کِیا تھا۔ اُس کی چھوٹی بھانجی پر بدروح نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اُس نے بڑے دُکھی دل سے بتایا تھا کہ "میری بہن آئرِس دُور بحیرۂ روم کے کِنارے صور شہر میں رہتی ہے۔ جب بھی مَیں اُدھر کو رُخ کرتا ہوں تو بہن کے خیال سے دِل بھر آتا ہے۔ جب وہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھتی ہے تو اُس کا کلیجا ٹُکڑے ٹُکڑے ہو جاتا ہے۔"

کاش ایسے افراد کی مدد کے لئے کوئی آسمانی مددگار آ جائے جس کو پورا پورا احساس ہو کہ دَرد اور دُکھ کیا ہوتا ہے۔ اب اُس کے خیالات پھر المسیح کی طرف چلے گئے، اور اُسے کچھ تسلّی ہوئی کہ اُس کے آنے سے سب کے دِن پھر جائیں گے۔

آسمانی مددگار کی ضرورت

داؤد کے غائب ہو جانے کے دو ہفتے بعد افرائیم اور روت واپس یروشلم آ گئے۔ بے شک اُنہیں اُمید تھی کہ داؤد زندہ ہے مگر پھر بھی بے یقینی سے اُن کے دِلوں پر آرے چل رہے تھے۔ موسم بھی خاصا خراب ہو گیا تھا۔ سرد ہوائیں گھر کے چاروں طرف چیختی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ موسلادھار بارشوں نے موسم اَور بھی خراب کر دیا تھا۔ اُن کے دِل و دماغ اُداسیوں کی گہرائیوں میں اُتر چکے تھے۔ خوش قسمتی سے آج سورج نکلا تھا۔ اب قدرے سکون کا سانس لینا نصیب ہوا تھا۔ لیکن سب سے زیادہ تسلّی بخش خیال یہ تھا کہ رب ہمارے ساتھ ہے۔

روت اپنے باپ کے لئے بڑے لذیذ انجیر اور انگوروں کے رس کا پیالہ لے کر آئی تھی۔ وہ بوجھل دِل سے سوچنے لگی، "کتنا پیارا ہے میرا باپ! اللہ کرے اُس کی اُمید بر آئے۔" پھر اپنے باپ کے سفید بالوں میں اُنگلیاں پھیرتے ہوئے اُسے کچھ کھانے پینے پر آمادہ کرنے لگی۔ "اِتنی فکر نہ کیا کریں۔ خدا یقیناً میرے بھائی کی حفاظت کر رہا ہے۔ مَیں نہیں چاہتی کہ آپ کو بھی کھو دوں۔ پیارے ابُّو جی اپنا خیال رکھا کریں۔ آج تو آپ نے کھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔"

باپ کے رُخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ وہ بڑے جذباتی انداز میں بولا، "مَیں اب بھی سوچتا ہوں کہ اِس لڑکے کی زندگی سے رب کا کوئی بڑا مقصد ہے۔ اور وہ اُسے ضرور پورا کرے گا۔ شاید یہ مُصیبت اُس کی ہٹ دھرمی کو دُور کر دے۔ وہ اللہ کی مرضی کے بجائے ہمیشہ من مانی کرتا رہا ہے۔ اِس تجربے سے شاید وہ خدا کی راہ پر چلنے کو تیار ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے ابّا جان! ضرور ایسا ہی ہو گا۔ تھوڑا بہت کھا پی لیجئے۔ ہم سب کو آپ کی ضرورت ہے۔ جب داؤد واپس آئے گا اور آپ

کو موجود نہیں پائے گا تو کیا کہے گا؟ اُس کا تو دِل ٹُوٹ جائے گا۔ وہ اُوپر سے تو بڑا سخت طبیعت لگتا ہے مگر اندر سے بچّوں کی طرح نرم دِل ہے۔"

روت کان لگا کر کچھ سُننے لگی۔ اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔ "ابّا جان! لگتا ہے کہ بیت عنیاہ والے ہمارے دوست واپس آ گئے ہیں۔ کتنا اچھا ہو کہ وہ چند دِن ہمارے پاس ٹھہریں تاکہ ہمارا دِل بہل جائے۔"

"ہاں۔ بالکُل دُرست۔ لعزر اور اُس کی بہنیں مریم اور مرتھا دوسروں کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ کاش اِن جیسے اَور بھی بہت سے لوگ ہوتے۔" اُس نے پیار بھری نظروں سے روت کو دیکھا۔ "بیٹی، اگر تم بیت عنیاہ جا کر چند دِن اِن کے ساتھ گزارو تو تمہارے لئے بہت اچھا ہو گا۔"

اُن کے تینوں مہمان اندر آئے۔ افرائیم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اُس نے خوش خوش نظر آنے کی کوشش کی۔ "بہت خوب! آپ لوگ واپس آ پہنچے۔ بیٹھئے تشریف رکھئے۔ بیت المقدّس میں تو بہت رونق ہو گی۔"

لعزر نے جواب دیا، "مردوں کے صحن میں تو بہت بھیڑ تھی۔ مگر مرتھا کا خیال ہے کہ عورتوں کے صحن میں زیادہ رَونق تھی۔"

افرائیم سوچنے لگا کہ تینوں میں کتنا فرق ہے۔ لعزر نیک طبع اور سیدھا سادہ، قابلِ اعتماد انسان ہے جبکہ اُس کی بہن مرتھا ہر بات کا دھیان رکھنے والی عَملی خاتون ہے۔ اور وہ نہ ہو تو لعزر اور مریم کا کیا بنتا! گھر کا سارا انتظام تو وہی چلاتی ہے۔ مریم تو خوابوں میں کھوئی ہوئی گہری سوچوں میں ڈوبی رہتی ہے۔ مگر اللہ سے بے حد پیار کرتی ہے۔ بڑی قابلِ قدر خاتون ہے۔ پھر ذرا بلند آواز سے بولا، "مَیں روت سے کہہ رہا تھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ چند دِنوں کے لئے بَیت عنیاہ چلی جائے۔ کچھ تبدیلی ہو جائے گی۔"

مرتھا ایک دم کہنے لگی، "ضرور چلو، روت، ضرور۔ ہم تمہیں بڑے آرام سے رکھیں گے۔"

اور مریم نے گرہ لگائی، "ہم بہت خوش ہوں گے روت!" لیکن اِس حسّاس خاتون کو فوراً اِفرائیم کا خیال آ گیا۔ وہ بڑی ہمدردی سے

پہلے غمگین باپ کو اور پھر روت کو دیکھنے لگی۔ "لیکن روت تم ابھی تو اپنے باپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی نا؟"

روت نے جلدی سے جواب دیا، "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی اَور وقت ضرور آؤں گی۔ تمہارے پیارے گھر میں رہنے کا کتنا مزہ آتا ہے۔"

لعزر نے بھی افرائیم کو یقین دلایا کہ وہ جب چاہیے ہمارے ہاں آ سکتی۔ افرائیم نے دیکھا کہ لعزر اُداس سا ہے۔ پوچھنے لگا، "بیٹا! کیا سوچ رہے ہو؟"

"محترم، مجھے مذہب کی فِکر ہے۔ بازار میں لوگوں کی باتیں سُنیں تو سب مذہبی رنگ میں رنگی ہوتی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہماری قوم بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ لیکن اِن کی زندگیاں دیکھیں تو اَور ہی ڈھنگ نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ اماموں کا کام بھی اُوپر اُوپر سے بالکل ٹھیک لگتا ہے لیکن اُن کی زندگیوں کو نزدیک سے دیکھیں تو ویسی نہیں ہیں جیسی ہونی چاہئیں۔ جناب! کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ کون ہمارے لوگوں کو خدا کا احساس دِلا سکتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ

غیریہودی ہی خراب ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ ہماری اپنی قوم سراسر بگڑ چُکی ہے۔"

افرائیم نے اِس بات سے اتفاق کیا، "ہاں۔ اگرچہ ہماری قوم بگڑی ہوئی اور گُناہ میں دھنسی ہوئی ہے مگر انفرادی طور پر تو انسان اللّٰہ کی قُربت میں رہ سکتا اور اِن باتوں سے بچ سکتا ہے۔"

مریم بڑے غور سے اِفرائیم کو دیکھنے لگی، "میرے دل میں خدا کی بڑی آرزو ہے۔ مَیں اُسے گہرے طور پر جاننا چاہتی ہوں۔ مَیں گھنٹوں اُس کے بارے میں غور و خوض کرتی رہتی، دُعائیں مانگتی اور روزے رکھتی ہوں ..." اُس نے گہری سانس لی، "مگر سب بے سود۔ مَیں اُسے جان نہیں پاتی۔ اُس کی عظمت اور اُس کی پاکیزگی میری سمجھ سے باہر ہے۔"

افرائیم تسلّی دیتے ہوئے بولا، "مریم، یہ نہ بھولو کہ موسیٰ نبی نے اپنی قوم کو بتایا تھا کہ 'میرے بعد ایک نبی یعنی المسیح برپا ہو گا۔' وہ اللّٰہ کو پورے طور سے جاننے میں ہماری راہنمائی کرے گا۔" بوڑھا آدمی لعزر کی طرف مُتوجّہ ہوا، "بیٹا، اِس افراتفری کے زمانے میں وہی ہماری اُمید ہے۔"

مرتھا کہنے لگی، "سُنئے، آج اتفاق سے گلی میں مجھے مگدلہ شہر کی تبیتا مل گئی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اُس کی بھتیجی مگدلینی کی حالت بَد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ بدروحوں نے اُسے بالکل پاگل کر دیا ہے۔ وہ اُن کی غلام بن کے رہ گئی ہے۔ اُس کے ساتھ سارا خاندان دُکھ اُٹھا رہا ہے۔"

افرائیم کہنے لگا، "مَیں جب کفرنحوم میں تھا تو کبھی کبھی اِس خاندان سے ملنے جایا کرتا تھا۔ تُم تو جانتے ہو کہ مگدلہ کفرنحوم کے قریب ہی تو ہے۔ مَیں ہمیشہ سوچتا تھا کہ کتنی اچھی لڑکی ہے۔ لیکن وہ کچھ زیادہ ہی حسّاس طبیعت ہے۔"

مرتھا اپنے عملی انداز میں بولی، "ہمیں سچ مچ ایک ایسے مددگار کی ضرورت ہے جسے انسانوں کی بے بسی اور بے چارگی کا پورا پورا اندازہ ہو اور جو تاریکی کی اِن قوّتوں سے برتر ہو۔"

اِتنے میں روبن اندر داخل ہوا۔ وہ سب سے بوڑھا اور قابلِ اعتماد نوکر تھا۔ اب تو وہ گھر کا ایک فرد سمجھا جاتا تھا۔ بڑے ادب سے جھک کر بولا، "آقا! آپ کے قابلِ قدر دوست کا بیٹا مرقس ایک اَور نوجوان کے ساتھ آیا ہے۔ کیا آپ اِن سے ملنا پسند فرمائیں گے؟"

افرائیم نے شوق سے ہاں میں سر ہلایا اور لعزر سے مُخاطب ہوا، ”مجھے یقین ہے کہ تمہیں بھی یحییٰ نبی کے بارے میں سُننے میں دل چسپی ہو گی۔ مرقس اِس نبی کی نئی تحریک کے بارے میں ایک ایک خبر رکھتا ہے۔ اِس کے ساتھ اکثر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اَب بھی کوئی تازہ خبر لایا ہو گا۔“

افرائیم نے بڑی محبت سے نوجوانوں کو خوش آمدید کہا۔ وہ اُن کی تیز تراری اور بھرپور جوانی کو بڑے رشک سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں سچے اور ایمان دار اسرائیلی تھے جو دِل سے سچائی کی تلاش میں تھے۔ روت مرقس کی والدہ کا حال چال پوچھنے میں مصروف تھی۔ وہ اُس خاتون کو بہت چاہتی تھی۔ اِفرائیم کہنے لگا، ”مہمانوں کی خاطر تواضع کے لئے کچھ لے آؤ۔“

مرتھا اُچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ”مَیں بھی آپ کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔“

روت مرتھا کے کندھے پر بڑے پیار سے اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی، ”تم تو کبھی آرام سے بیٹھ ہی نہیں سکتی۔ ٹھیک ہے نا؟“ پھر مُسکراتے ہوئے اُس کا ہاتھ پکڑا اور کہا، ”چلو، آؤ۔ چلیں۔“

باروچی خانے میں پہنچ کر روت نے نوکروں کو کھانے پینے کی چیزیں لانے کا حُکم دیا لیکن مرتھا نے کسی اَور کو اِن کو تیار کرنے میں ہاتھ نہ لگانے دیا۔ اُس نے ساری چیزیں ایسے سلیقے سے سجا دیں کہ دیکھتے ہی رال ٹپکنے لگے۔

روت نے تعریف کی، "بہت خوب! اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ تمہارا وہ وفادار گلیلی نوکر اب بھی شمالی علاقے میں اپنے گھر اور گلیل کی جھیل کو یاد کرتا ہے؟ کیا نام ہے اُس کا ؟"

"عوبید۔ ہاں بہت یاد کرتا ہے۔ آئے دن اپنے بھتیجے شمعون بن یونس اور اُس کی بیوی نعومی کو ملنے چل پڑتا ہے۔ روت تم بھی تو اُنہیں جانتی ہو۔ ایک بار جب مَیں کفرنحوم میں تمہارے پاس آئی ہوئی تھی تو اُن سے مُلاقات ہوئی تھی۔ شمعون بہت جسیم اور باتونی تھا۔ مگر نعومی حلیم اور خاموش طبع تھی۔"

روت ہنستے ہوئے کہنے لگی، "ہم دونوں کا خیال تھا کہ یہ خاموش طبع نعومی اِس مچھیرے شمعون کے لئے بڑی اچھی بیوی ثابت ہو گی۔ وہ بیت صیدا میں رہتے ہیں نا ؟"

"ہاں۔ ابھی تک تو وہیں ہیں۔ لیکن سوچ رہے ہیں کہ نعومی کی ماں بہت بوڑھی ہے، اِس لئے اُس کے پاس کفرنحوم چلے جائیں۔ لو، یہ کام تو ہو گیا۔ آؤ چلیں۔"

مرتھا نے دیکھا کہ بوڑھا روبن ہمارے اردگرد منڈلا رہا ہے۔ اُس نے روت کو اشارہ کیا، "وہ تم سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ تم سُن لو۔ مَیں یہ چیزیں مہمانوں کے پاس لے چلتی ہوں۔"

روت نے مُلائم لہجے میں روبن سے پوچھا، "کیا بات ہے؟ کیوں اِتنے اُداس ہو؟"

بوڑھا نوکر بہت بے قرار دکھائی دے رہا تھا۔ آخر ہاتھ مَلتے ہوئے کہنے لگا، "مَیں مالک کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اُن کو بہت فکر لگ جائے گی کیونکہ اِس بات کا تعلق آپ کے دوست خوزہ اور اُس کی بیوی سے ہے۔"

"خوزہ، بادشاہ کا ناظم؟ اُس کی بیوی یوأنہ کی حالت زیادہ خراب تو نہیں ہو گئی؟"

روبن نے اثبات میں سر ہلایا، ”کل مجھے خوزہ کا وفادار نوکر ملاکی ملا۔ کہہ رہا تھا کہ خوزہ اپنی بیوی کی بیماری سے بہت پریشان ہے۔ اُس کی پیاری بیوی یوآنہ بالکل ہڈیوں کا پنجر بن گئی ہے۔ خوزہ سے اُس کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ ملاکی کہہ رہا تھا کہ میرا مالک بالکل بدل گیا ہے۔ اُس کا سارا فخر جاتا رہا ہے۔ اب تو اُسے دولت اور وقار کی بھی کچھ پروا نہیں۔ وہ یوآنہ کی صحت کے لئے سب کچھ نثار کرنے کو تیار ہے۔“ روبن نے اُنگلی اُٹھائی، ”اب تو فکر ہے کہ خوزہ پاگل نہ ہو جائے۔ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ کسی سے بات چیت نہیں کرتا۔ اپنے آپ میں گُم رہتا ہے۔ پوچھتا ہے کہ آخر اِس زندگی کا کیا مقصد ہے۔ کیا ہم اِسی لئے پیدا ہوئے کہ دُکھ سہتے رہیں اور دُکھ سہتے سہتے مر جائیں؟“

اپنے دوستوں کی رام کہانی سُن کر روت کا دل بھر آیا۔ وہ آہ بھر کر کہنے لگی، ”بے چارہ خوزہ! بے چاری یوآنہ! ہاں روبن، اچھا کِیا مجھے بتا دیا۔ لیکن کون اِن دُکھی انسانوں کی مدد کرسکتا ہے!“

بیٹھک میں واپس آ کر روت کو تسلّی ہوئی کہ مہمانوں کی وجہ سے اُس کے باپ کا دھیان اپنے غم سے ہٹ گیا تھا۔ رب کی بڑی مہربانی تھی کہ اُس نے اِتنے بہت سے دوست دے رکھے تھے جو اکثر ملنے آتے رہتے تھے۔

افرائیم نے پوچھا، "اُس نبی کی کوئی خبر؟" مرقس بڑی چاہت سے آگے کو جُھکا اور کہنے لگا، "یہ میرا دوست یوحنّا بن زبدی ہے۔ یحییٰ نبی کا شاگرد۔ گلیل میں بیت صیدا میں رہتا ہے۔ کبھی کبھی امامِ اعظم کے گھر میں اپنے ایک دوست کو ملنے بھی چلا جاتا ہے۔ اُس سے میری بھی جان پہچان ہوگئی ہے۔ محترم، اِس میں کوئی شک نہیں کہ یحییٰ نبی موعودہ المسیح کے پیش رَو ہیں جیسا کہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے، "ریگستان میں رب کی راہ تیار کرو! بیابان میں ہمارے خدا کا راستہ سیدھا بناؤ،"[a] اور یہ بھی کہ "تب اللہ کا جلال ظاہر ہو جائے گا، اور تمام انسان مل کر اُسے دیکھیں گے۔ یہ رب کے اپنے منہ کا فرمان ہے۔"[b]

---

[a] یسعیاہ 3:40
[b] یسعیاہ 5:40

یوحنّا بن زبدی کی آنکھیں آگ کی طرح روشن تھیں۔ "یہی جواب اپنے پوچھنے والوں کو نبی نے دیا تھا۔ اُنہوں نے یسعیاہ کی یہی آیت سُنائی تھی۔ ہم جو اُن کے شاگرد ہیں سب کے سب نوجوان ہیں۔ بے شک ہم خداوند کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں، لیکن ہر ایرے غیرے کے پیچھے نہیں چل پڑتے۔ ہم کئی ہفتوں سے اُن کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اُن میں سچے نبی کی تمام نشانیاں موجود ہیں۔ وہ اللہ کے حُکم پر چلتے ہیں، اور خدا بھی اُن کے وسیلے سے کام اور کلام کرتے ہیں۔ اِسی لئے تو لوگوں کے دِلوں پر اثر ہوتا ہے۔ وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ نبی کو بڑی آرزو ہے کہ جس کی راہ تیار کر رہا ہوں، اُس سے مُلاقات کا شرف بھی حاصل ہو۔ ہم اُن کے ساتھ ہر روز اُس مبارک ہستی کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ ایک عجیب دَور شروع ہونے والا ہے۔" اُس کے لب و لہجے میں نِرالا ہی جوش تھا۔

اُسی وقت نیکدیمس آ پہنچا۔ اُسے دیکھ کر سب بہت خوش ہوئے۔ اب تو وہ بہت دانا اور خاصی عُمر کا ذمے دار شخص تھا۔ اُسے بیت عنیاہ کے تینوں افراد سے مل کر خاصی خوشی ہوئی کیونکہ وہ اُس کے بھی دوست

تھے۔ روت نے آگے بڑھ کر اُس کا استقبال کیا اور آرام سے ایک کُرسی پر بٹھایا۔ "چچا نیکدیمس! آپ کی دوستی تو ابّا جان کے زخمی دل پر مرہم کا پھاہا ثابت ہوتی ہے۔"

نیکدیمس اَب یہودیوں کی اعلیٰ مجلس سنہدرین، یعنی صدرِ عدالت کا رُکن بھی بن چکا تھا۔ یہ مجلس یروشلم میں یہودیوں کی سب سے بڑی عدالت تھی۔ وہ فریسی[a] تھا۔ سب لوگ اُس کی ایمان داری اور دیانت داری کے باعث اُس کی عزّت کرتے تھے۔ حقیقت ہے کہ وہ اللہ کے ایک ایک حُکم کو پورے دل سے ماننے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ دل کی گہرائی سے افرائیم سے مخاطب ہوا، "دوست، خدا کا ہاتھ تمہارے گھرانے پر بھاری ہے۔"

افرائیم نے بڑے دُکھی انداز میں جواب دیا، "وہی دیتا ہے اور وہی لے لیتا ہے۔"

فریسی نے بات مکمل کر دی، "اُسی کا نام مبارک ہو۔"

[a] یہودیوں کا راسخ الاعتقاد فرقہ

دُکھی باپ کے ہونٹوں سے ایک بھاری آہ نکلی۔ لیکن اُس نے ابراہیم کے سچے فرزند کی طرح کہا، ”آمین۔ رب کی مرضی پوری ہو۔“

افرائیم نے نیکُدیمس سے پوچھا، ”میرے دوست، کیا بہت مصروف رہے ہو؟“

اب نیکُدیمس نے آہ بھری، ”مَیں رب کے حصے کے حساب کتاب میں اُلجھا ہوا ہوں کہ جتنا اِس مہینے میں حاصل ہوا ہے، اِس کا دسواں حصہ کتنا بنتا ہے۔ بڑا مُشکل کام ہے! پیسوں کا دسواں حصہ نکالنا تو آسان ہے مگر پودینے میں اور باغ کی دوسری پیداوار پر دہ یکی نکالنا ... ہائے ... بہت مُشکل حساب کتاب ہوتا ہے۔“

افرائیم نے بات کو سمجھتے ہوئے سر ہلایا، ”دوست! تمہیں ایسی بات بتاتے ہیں جو شریعت کے احکام اور بوجھ سے تمہارا دھیان ہٹا دے گی۔ اِن سے مِلو۔ یہ ہیں یحییٰ نبی کے شاگرد۔ یوحنّا بن زبدی اور اِس کا دوست۔ یہ تمہیں اِس نبی کے بارے میں اپنے ذاتی تجربے سے بہت کچھ بتا سکتے ہیں۔“

فریسی نے یوحنّا بن زبدی کو پدرانہ شفقت سے دیکھا، "مَیں نے سُنا کہ وہ توبہ کی منادی کرتے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ توبہ کا مطلب ہے واپس مُڑنا۔ وہ لوگوں کو بتاتے رہتے ہیں کہ اُنہیں گناہ سے مُڑنے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔"

یوحنّا بن زبدی نے گرم جوشی سے جواب دیا، "جی ہاں۔ اور جناب، لوگ گروہ در گروہ دل کی گہرائیوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اور اِس میں دکھاوے والی بات بھی نہیں ہوتی کیونکہ یحییٰ اُن کو قدوس خدا کا سامنا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ اُنہیں پانی سے بپتسمہ دیتے ہیں مگر ساتھ ساتھ یہ بات بھی صاف کہہ دیتے ہیں کہ مَیں صرف ایک ایلچی، ایک پیش رَو ہوں اور بس۔ المسیح کے لئے راہ تیار کر رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب المسیح آئے گا تو وہ آگ سے بپتسمہ دے گا۔"

فریسی نے ایسے سر ہلایا جیسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، "یہ پہلا موقع ہے کہ ابراہیم کے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی بپتسمہ دیا جا رہا ہے۔ یہ تو فطری بات ہے کہ گناہ کے داغوں سے بھرے ہوئے غیریہودی جب ہمارے مذہب میں شامل ہوتے ہیں تو بپتسمہ لیں کیونکہ بپتسمہ ہے ہی

گناہ گاروں کے لئے۔ لیکن کوئی یہودی کبھی یہ نہیں سوچتا ہو گا کہ مَیں بھی غیر یہودیوں کی طرح خدا کی حضوری سے خارج ہوں۔ وہ تو اپنے آپ کو ابراہیم کا فرزند اور جنت کا وارث سمجھتا ہے۔" نیکُدیمس نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا، "توبہ اور اللہ کی تلاش کی یہ بے مثال قومی تحریک یقیناً اللہ کے روح سے ہے۔" ذرا جھجھک کے بعد اُس نے بات جاری رکھی، "تو آپ کہہ رہے تھے کہ المسیح آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اِس کا مطلب کیا ہوا؟" فریسی کچھ سوچنے کے بعد خود کلامی کے انداز میں بولنے لگا، "میرا خیال ہے کہ المسیح کی آگ میں نُور و ہدایت ہو گی۔ وہ انسان کو سچائی کی راہ دِکھا کر اُسے اللہ کے پاس پہنچائے گی۔ لیکن میری بات یاد رکھیں۔ اُس کی آگ پاک بھی کرے گی۔ وہ سارے بھوسے کو بھسم کر دے گی یعنی اُس ساری بدی کو جو ہمیں خدائے پاک اور قدوس سے دُور رکھے ہوئے ہے۔"

یوحنّا بن زبدی نے بڑے جوش سے سر ہلایا، "یحییٰ بھی ہر ایک سے بڑی صفائی سے یہی کہتے ہیں۔"

نیکدیمس نے ذرا تیوری چڑھاتے ہوئے کہا، "مَیں کئی باتوں میں اُس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن مجھے وہ بہت سخت آدمی لگتا ہے۔ جب چند معزز صدوقی اور فریسی پتسمہ لینے اُس کے پاس گئے تو وہ اُن پر برس ہی پڑا۔ اُس نے اُنہیں افعی کے بچے تک کہہ دیا کہ 'یہ مت سوچو کہ ابراہیم کی اولاد ہونے کی وجہ سے مفت ہی جنّت میں چلے جاؤ گے۔ بلکہ تمہیں بھی بدی چھوڑ کر خدا کی طرف پھرنے کی ضرورت ہے۔' اِس طرح تو اُس نے اِن شریف آدمیوں کو خواہ مخواہ اپنا دشمن بنا لیا۔"

یوحنّا بن زبدی تسلّی آمیز لہجے میں بولا، "معزز استاد! میری بات کا یقین کرئے، مَیں یحییٰ نبی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اُن کا دِل بے حد نرم ہے۔ وہ جھڑکتے ہیں تو محبت کے باعث تاکہ گناہ گاروں کو نیند سے جگائیں۔ وہ اپنی گئی گزری حالت کو محسوس کریں اور بچنے کی تدبیر کر لیں۔ مَیں سچے دل سے فریسیوں کو داد دیتا ہوں کہ وہ پورے خلوص سے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن دیکھیں کہ اِن احکام کا کیا حشر ہو گیا ہے! انسانوں نے ایسے سینکڑوں اضافی احکام بنا لئے ہیں۔ وہ ایک بھاری بوجھ بن گئے ہیں۔ عالی جاہ! آپ بھی تو اِسی

بات پر افسوس کر رہے تھے۔ خدا نے سیدھا سادہ حُکم دیا تھا کہ ہم اپنے سارے مال کا دسواں حصہ دیا کریں۔ لیکن انسانوں نے اِس میں بھی بال کی کھال اُتارنی شروع کر دی اور سارے احکام کو بھول بُھلیاں بنا کے رکھ دیا۔ عام لوگوں نے اِن چکروں میں پڑنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ پھر بھی بعض لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ ہم اِن تمام احکام پر عمل کر سکتے ہیں۔ کتنے عالِم اور فریسی ہیں جو فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم چھ سو سے بھی زائد احکام پر عمل کرتے ہیں۔ یحییٰ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اِس خیال سے اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں کہ ہمارے نیک کام ہمیں اللہ کی نظر میں راست باز ٹھہراتے ہیں۔ جناب! اِس صاف گوئی پر مجھے معاف کیجئے۔ مَیں جانتا ہوں کہ نبی لوگوں سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ خاص کر مذہب پرست لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں۔ لیکن کس کو حق ہے کہ ایسا کہے؟“

نیکدیمس خاموشی سے یوحنّا کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ فریسی طریق اُسے بہت پُرکشش لگتا تھا، کیونکہ اُس میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔ لیکن یہ بھی سچ تھا کہ رفتہ رفتہ بہت سے فریسی گھمنڈ میں مُبتلا ہو گئے ہیں۔

وہ اپنے بارے میں بڑی اچھی رائے رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کے حضور میں کھڑے رہنے کے لائق ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں جو اُن کی برابری نہیں کر سکتے۔ نیکدیمس نے ٹھنڈی سانس بھری۔ اللہ اور انسان کے لئے بہتوں کی محبت کتنی ٹھنڈی پڑ گئی ہے! ہاں وہ خود بھی مذہب میں نئی چنگاریوں اور نئی روشنی کا آرزومند تھا!

اِفرائیم نے تمام حاضرین کی ترجمانی کر دی، ”اللہ کرے کہ المسیح جلد آ کر ہمارے مذہب میں دوبارہ روح پھونک دے۔ کیونکہ اِس میں اَب جان نظر نہیں آتی بلکہ بوجھ بن کے ہی رہ گیا ہے۔“ ساتھ ہی اُس نے ارادہ کر لیا کہ دریائے یردن پر جا کر یحییٰ سے خود مِلے۔ اُس نے سوچا، ”ہے تو دُور اور مَیں بوڑھا بھی ہوں مگر کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جاؤں گا۔“

دریا پر عجیب واقعہ

کچھ ایسی بات ہوگئی کہ اِفرائیم کو اپنا منصوبہ بدلنا پڑا اور وہ حضرت یحییٰ کے پاس جلدی نہ جا سکا۔ البتہ روت اپنے عزیزوں موسیٰ بن عزرا اور اُس کی بیوی ابی جیل کے ہمراہ چلی گئی۔ اُن کا بیٹا الی عزر جو روت سے چند برس بڑا تھا، وہ بھی اُن کے ساتھ تھا۔ موسیٰ اور ابی جیل روت کو اپنی بیٹی سمجھتے تھے۔ ابی جیل بڑی سادہ طبع عورت تھی۔ وہ سادگی میں باتیں کرتی تو روت اکثر کِھلکِھلا اُٹھتی تھی۔ ہاں۔ پھر سے ہنسنا کتنی اچھی بات ہے۔ بے شک داؤد کا خیال سائے کی طرح اُس کے ساتھ رہتا اور دِل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا تھا، لیکن اُداسی کا

بہترین علاج یہ ہنسی ہی تھی۔ روت اِس بات پر بھی حیران تھی کہ اب الی عزر کو میرا بہت خیال رہتا ہے۔ جب کبھی وہ غیرمتوقع طور پر اُس کی طرف دیکھتی تو اُس کی آنکھوں میں محبت جھلکتی نظر آتی۔ اُس کے دِل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور وہ سوچنے لگتی، "مَیں اِسے اِتنے عرصے سے جانتی ہوں۔ اِس کی عزت کرتی ہوں۔ شاید یہ عزّت اب محبت کا روپ دھار رہی ہے۔"

الی عزر کو سب کے آرام کا خیال تھا۔ روت جانتی تھی کہ وہ کٹر یہودی ہے۔ تمام حُکموں پر سختی سے کاربند ہے۔ مگر پھر بھی کوئی بات تھی جس سے اِس نوجوان خاتون کو بے چینی ہو رہی تھی۔ کیا بات ہو سکتی ہے؟

آخرکار وہ دریائے یردن پر پہنچ گئے۔ کچھ دیر ہی ہو گئی تھی۔ سفر میں توقع سے زیادہ وقت لگ گیا تھا۔ دریا کی طرف سے ہجوم کا ہلکا ہلکا شور اُن کے کانوں تک پہنچ رہا تھا۔ نزدیک آئے تو چند لوگوں کو ایک دوسرے سے گلے ملتے دیکھا۔ اُن کے چہرے خوشی سے تمتا رہے تھے۔ اُنہوں نے ضرور ایک دوسرے سے صُلح صفائی کر لی ہو گی۔ شاید وہ رشتے دار تھے یا پڑوسی جِن کی سالوں سے ایک دوسرے سے بول

چال بند تھی۔ روت کو اِس خیال سے بڑی خوشی ہوئی کہ توبہ کا اثر کتنا گہرا ہوتا ہے۔

اب حضرت یحییٰ قطار کے آخری آدمی کو بپتسمہ دے رہے تھے۔ موسیٰ بن عزرا، اُس کی بیوی اور روت بھیڑ میں سے جلدی جلدی راستہ بناتے پانی کی طرف بڑھے۔ میاں بیوی اور روت ایک دم بپتسمہ لینے کے لئے تیار ہوئے۔ جب یحییٰ نے روت کو پانی میں غوطہ دیا تو نئی اُمیدوں سے اُس کا سارا بدن کانپنے لگا۔ وہ پانی سے نکلی تو اُس کا دل خوشی سے معمور تھا۔ روت نے بڑی انکساری سے مان لیا تھا کہ 'مَیں گناہ گار ہوں اور مجھے بھی پاک و صاف ہو جانے کی حاجت ہے۔' بپتسمہ لے کر اُس نے اِس بات کا اظہار کیا تھا کہ 'مَیں بدی کو چھوڑ کر اللّٰہ کی طرف پھرنا چاہتی ہوں۔' اُس نے دِل ہی دِل میں دعا مانگی، "اے خدا! مجھے قوّت دے کہ تیری مرضی کے مطابق زِندگی گزار سکوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ میرے دِل کو المسیح کی آمد کے لئے تیار کر۔"

روت نے دیکھا کہ الی عزر پیچھے رہ گیا ہے۔ اُس کے چہرے پر نُکتہ چینی جھلک رہی تھی۔ لیکن اِن باتوں پر غور کرنے کا وقت نہیں تھا۔ ابھی

وہ یردن سے باہر نکلے ہی تھے کہ اُن کی نگاہیں ایک نوجوان پر جم کر رہ گئیں۔ اُس کی عمر تیس برس کے لگ بھگ ہو گی۔ وہ بڑے پُراعتماد انداز سے قدم اُٹھاتا یردن میں کھڑے بپتسمہ دینے والے نبی کی طرف جا رہا تھا۔ حضرت یحییٰ کے چہرے پر سخت حیرت اور نوجوان کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر بھیڑ میں جوش کی ایک لہر دوڑ گئی۔ روت کے قریب ہی کوئی آہستہ سے کہہ رہنے لگا، "یہ ناصرت کا عیسیٰ ہے۔ مَیں اِس کے سارے خاندان کو اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ یہ مریم کا بیٹا ہے۔ بڑی پُراسرار شخصیت ہے۔ اِس کی والدہ اِس کے بارے میں بہت کم بتاتی ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ مریم ابھی کنواری ہی تھی کہ جبرائیل فرشتے نے اُس کے پاس آ کر اُسے ایک لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی۔ اِس خبر سے وہ سخت گھبرا گئیں اور فرشتے سے پوچھا کہ "یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ مَیں کسی مرد کو نہیں جانتی؟" جبرائیل نے اُس سے کہا کہ "روح القدس تجھ پر نازل ہو گا، اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر چھا جائے گا۔ اِس لئے یہ بچہ قدوس ہو گا اور اللّٰہ کا فرزند کہلائے گا۔"[a]

---

[a] لُوقا 1:35

کسی نے سرگوشی کی، "اِس کے منگیتر نے کیا کِیا ؟ جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ حاملہ ہے تو کیا اُسے چھوڑ دیا ؟ مریم کو تو بڑی پریشانی ہوئی ہو گی۔"

پہلی آواز نے بڑے اہم انداز سے جواب دیا، "ہاں۔ جوان عورت کے لئے پریشانی تو تھی۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ مگر اُس پاک دامن کو رب پر پورا بھروسا تھا کہ وہی مجھے بدنامی سے بچائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ خدا نے اُس کے منگیتر یوسف کو ہونے والے بچے کے متعلق رویا میں سب کچھ بتا دیا۔ تب وہ اُسے اپنے گھر لے آیا۔ خیال کرو کہ عیسیٰ کو دُنیا میں شروع سے ہی کتنی سختیوں کا سامنا رہا ہے۔ پہلے اُس کے ماں باپ کو ناصرت چھوڑ کر اور اِتنا لمبا سفر کر کے بیت لحم جانا پڑا جو اُن کا آبائی گاؤں ہے تاکہ رومی حکومت کے حُکم کے مطابق مردُم شماری کے لئے اپنے نام لکھوائیں۔ بچے کے پیدا ہونے کا وقت قریب تھا۔ اِتنے لمبے سفر کے بعد اُنہیں بیت لحم میں رہنے کی کوئی جگہ نہ ملی۔ بس رات ایک جھونپڑی میں گزارنی پڑی، اور وہیں عیسیٰ پیدا ہوا۔ اِتنے ہی پر بس نہ ہوا۔ ہیرودیس بادشاہ کی تلوار اُسے

مار ڈالنے کو بیت لحم میں اُس کے پنگورے کے پاس لہرانے لگی۔ خیر، اَور بچے تو مارے گئے لیکن عیسیٰ تک یہ تلوار نہ پہنچ سکی۔ نہیں، اُس کی ماں نے مجھے بتایا کہ خدا کے فرشتے نے یوسف کو خبردار کر دیا تھا کہ ہیرودیس اِس بچے کو مروا ڈالنے کو ہے۔ اِس لئے تُو اُسے اور اُس کی ماں کو لے کر مصر کو بھاگ جا۔ اور جب تک واپس آنے کی ہدایت نہ ملے وہیں رہنا۔ جب ہیرودیس مر گیا اور خطرہ جاتا رہا تو خدا نے اُنہیں واپس آنے کی ہدایت کی۔ اب اُن کی رہائش ناصرت میں ہے۔ یقیناً خداوند کا ہاتھ عیسیٰ پر ہے۔"

دوسری آواز نے بات کاٹی، "شش! نبی کچھ کہہ رہا ہے۔" سارا ہجوم سانس روکے تھا۔

یحییٰ نے آگے بڑھتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کرکے بلند آواز سے پُکارا، "دیکھو، یہ اللہ کا لیلا ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں مَیں نے کہا، 'ایک میرے بعد آنے والا ہے جو مجھ سے بڑا ہے، کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔' مَیں تو

اُسے نہیں جانتا تھا، لیکن مَیں اِس لئے آ کر پانی سے بپتسمہ دینے لگا تاکہ وہ اسرائیل پر ظاہر ہو جائے۔“[a]

لوگ حیران ہو رہے تھے۔ اگر یہی اللہ کا وعدہ کیا ہوا المسیح ہے تو پاک اور بے گُناہ ہے۔ اُسے توبہ کی نشانی یعنی بپتسمہ کی ضرورت کیوں ہے؟ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یحییٰ کی رائے بھی یہی ہے۔ نبی حضرت عیسیٰ کو باز رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔ اُنہوں نے کہا، ”مجھے تو آپ سے بپتسمہ لینے کی ضرورت ہے، تو پھر آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟“

پھر حضرت عیسیٰ کی آواز صاف سُنائی دی، ”اب ہونے ہی دے، کیونکہ مناسب ہے کہ ہم یہ کرتے ہوئے اللہ کی راست مرضی پوری کریں۔“[b]

یحییٰ نبی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ پاک ہستی کیوں گناہ گاروں کی صف میں کھڑی ہو رہی ہے؟ مگر جب حضرت عیسیٰ بے دھڑک پانی

---

[a] یوحنّا 1:29-31
[b] متّی 3:14-15

میں آ داخل ہوئے تو یحییٰ نے بھی محسوس کیا کہ یہ قدم خدا کی طرف سے ہے۔ لیکن کیوں؟ اللہ کیوں چاہتا ہے کہ وہ ایسا کریں؟

آخر اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو بپتسمہ دے ہی دیا۔ جب وہ پانی سے باہر نکلے تو حضرت عیسیٰ نے آسمان کو کُھلتے اور روح القُدس کو کبوتر کی شکل میں اپنے اُوپر اُترتے دیکھا۔ ساتھ ہی آسمان سے آواز آئی، ”تُو میرا پیارا فرزند ہے، تجھ سے مَیں خوش ہوں۔“[a] ہجوم بھی اللہ کی مقدّس حضوری کو محسوس کر رہا تھا۔

اللہ نے یحییٰ کی آنکھیں کھول دیں تاکہ جو کچھ حضرت عیسیٰ دیکھ رہے تھے وہ بھی دیکھ لیں اور آواز بھی سُن لیں۔ وہ بے بیان خوشی سے ہجوم کی طرف مُڑے اور پُکار کر گواہی دی، ”مَیں نے دیکھا کہ روح القدس کبوتر کی طرح آسمان پر سے اُتر کر اُس پر ٹھہر گیا۔ مَیں تو اُسے نہیں جانتا تھا، لیکن جب اللہ نے مجھے بپتسمہ دینے کے لئے بھیجا تو اُس نے مجھے بتایا، ’تُو دیکھے گا کہ روح القدس اُتر کر کسی پر ٹھہر جائے گا۔ یہ وہی ہو گا جو روح

---

[a] مرقس 11:1

القدس سے پتسمہ دے گا۔' اب مَیں نے دیکھا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا فرزند ہے۔"[a]

اب حضرت عیسیٰ کے دل میں روح کی آگ بھڑک اُٹھی۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے بیابان کی طرف بڑھے اور لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اوجھل ہو گئے۔ خدمت شروع کرنے کے لئے خدا کا بُلاوا آ گیا تھا۔ اب وہ اُس عظیم کام کو روزے اور دُعا سے شروع کرنے والے تھے۔

دریائے یردن کے کنارے ہجوم میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ سب متفق تھے کہ حضرت عیسیٰ خاص الخاص شخصیت ہیں۔ لیکن کسی نے شک کا اظہار بھی کیا کہ "عظیم ہستیاں تو ہم جیسے عام انسانوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھا کرتیں اور اِس میں شک نہیں کہ المسیح بھی عظیم شخصیت ہو گا۔ وہ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ آئے گا اور رومی طاقت کو کُچل ڈالے گا۔ لیکن یہ عیسیٰ تو اِس معیار پر پورا نہیں اُترتا۔"

گھر واپس آتے ہوئے روت اپنے ہی خیالات میں گُم تھی۔ اُس نے غور ہی نہیں کیا کہ خاندان میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اُسے احساس ہوا

---

[a] یُوحنّا 1:32-34

تو چونک پڑی کہ الی عزر یحییٰ اور اِس نئی تحریک کے بارے میں شکوک کا اظہار کر رہا ہے۔ اُس کی ماں جواب میں کہنے لگی، ”لیکن بیٹا، کم سے کم تم بپتسمہ لینے پر تو راضی ہوتے۔ ہر کوئی بپتسمہ لے رہا ہے۔ اور یحییٰ بڑا نیک آدمی ہے۔ مانا کہ تم اُس کے تیکھے اندازِ گفتگو اور نرالے اندازِ زندگی کو پسند نہیں کرتے۔“

روت کو بڑی مایوسی ہوئی۔ کیا میری عزیزہ نے اِس لئے بپتسمہ لیا ہے کہ آج کا فیشن بن گیا ہے؟ کتنے اَور لوگ بھی اِن ہی خطوط پر سوچ رہے ہوں گے! اور یہ الی عزر ہے کہ مذہب کے پُرانے طریقوں سے لپٹا ہوا ہے۔ مذہب میں ہر نئی بات کو شک کی نگاہ سے دیکھتا اور پوچھتا ہے۔ ”ہم اپنے بزرگوں کی طرح کیوں نہیں رہ سکتے؟ اِس گندے سے دریا میں ایک دم یہ بپتسمہ کی کیا سوجھی؟ اور گرد و غبار میں اَٹے ہوئے بیابان میں منادی کی کیا تُک ہے؟ مجھے تو یہ نئی نئی باتیں پسند نہیں ہیں۔“

اب روت کی سمجھ میں آیا کہ الی عزر کی کیا بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ اِس میں گہرائی نہیں ہے۔ بے شک وہ اوپری اوپری طور پر اپنے

دینی فرائض ادا کرتا ہے۔ لیکن مذہب نے اُس کے دل میں جڑ نہیں پکڑی۔ وہ جہاں تک ہو سکا خدا کے احکام کی تعمیل کرتا ہے یہ سمجھ کر کہ بس اِتنا ہی کافی ہے۔ وہ اللہ کو اپنا پیار دینے کو تیار نہیں۔ کہیں اُسے یہ خطرہ تو نہیں لگ رہا کہ اِس نئی تحریک سے خدا میرے زیادہ قریب آجائے گا؟ روت کو دِل سے الی عزر پر ترس آیا۔

روت کو اپنا بھائی داؤد بھی یاد آیا جو جوانی میں خود سر ہونے کی وجہ سے مُصیبت میں پھنس گیا تھا۔ لیکن اِتنا ضرور تھا کہ وہ جو کچھ بھی کرتا پورے دل سے کرتا تھا۔ ہاں وہ پورے دل سے اللہ کی تلاش کرتا تھا۔ اُسے انسانوں کے خود ساختہ احکام پر بہت غصہ آتا تھا۔ کئی بار وہ جھنجھلا کر کہا کرتا کہ "آخر ڈاکٹر سبت کے دِن مریض کی کیوں مدد نہیں کرسکتا؟ یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی کہ مقدس دِن پر انسان کو کام کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ حُکم انسانوں نے خود گھڑ لئے ہیں۔ خدا رحیم و کریم ہے۔ یقیناً وہ چاہتا ہے کہ بیمار آدمی کو آرام پہنچے چاہے سبت ہی کا دِن کیوں نہ ہو۔ روت نے سوچا کہ یحییٰ کے شاگردوں کے ساتھ داؤد کی خُوب نبھ سکتی ہے۔

دریائے یردن پر اپنے تجربے سے روت پر بہت گہرا اثر پڑا۔ اَب سے اُس کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ اللّٰہ کی بادشاہی جلد سے جلد آئے۔

تجسُس اور پیروی

دریائے یردن بیابان کے بیچوں بیچ تیزی سے بہہ رہا تھا۔ لیکن اِس دوپہر اُس کے چاروں طرف خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ یحییٰ نبی اور اُن کے شاگرد بھیڑ سے الگ ہو کر آرام کر رہے تھے۔ نزدیک ہی ایک بکری کے بالوں کے خیمے میں یحییٰ کے کچھ شاگرد دھیمی آواز میں بات چیت کر رہے تھے۔ بیت صیدا کے مچھیرے یوحنّا بن زبدی، اُس کا بھائی یعقوب اور اندریاس تھے۔ اُن کے ساتھ کریوت کا یہوداہ بھی تھا۔

اچانک تیز تیز قدموں کی آواز آئی اور گفتگو بند ہو گئی۔ چاروں کا خیال تھا کہ ہمارے اُستاد یحییٰ آ رہے ہیں۔ لیکن اندریاس کا بھائی شمعون بن

یونس نظر آیا۔ لمبے اور مضبوط ڈیل ڈول کا مچھیرا تھا۔ اُس نے سب سے مخاطب ہو کر کہا، ”تمہاری سلامتی ہو۔ تم سب تو ایک دم ایسے خاموش ہو گئے ہو کہ اگر سُوئی گر جائے تو اُس کی آواز بھی سُنائی دے گی۔ کیا ہوا؟“

اندریاس بولا، ”آؤ بھائی شمعون، خوش آمدید۔ یہاں بیٹھو میرے پاس۔ کئی دِن سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ گھر کا حال چال پوچھنے سے پہلے مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم یحیٰی نبی کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ پچھلے چالیس دِن سے وہ عجیب و غریب رویّہ دکھا رہے ہیں۔ کھانے پینے کی بھی پروا نہیں کرتے۔ ساتھ ساتھ وہ پہلے کی نسبت اللّٰہ کا کام بھی کہیں زیادہ زور و شور سے کر رہے ہیں۔“

شمعون نے حیران ہو کر پوچھا، ”اِس کی کیا وجہ ہو گی؟“

یوحنّا بن زبدی جلدی سے بولا، ”اب تو وہ پہلے سے بھی زیادہ بے دھڑک ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ ہیرودیس بادشاہ کے منہ پر بھی کہہ دیا، ’تجھے اپنے بھائی کی بیوی رکھنا جائز نہیں۔‘“

یعقوب کہنے لگا، "ہمارے اُستاد تو لوگوں کے گُناہ کھول کھول کر اُن کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ کسی کی پروا نہیں کرتے۔ لگتا ہے کہ اُن کے مِشن کا خاتمہ قریب آ رہا ہے۔"

شمعون نے حیرانی سے پوچھا، "یہ بتاؤ کہ چالیس دِن پہلے کیا ہوا تھا؟"

یہوداہ نے آگے جُھک کر کہا، "جب سے اُنھوں نے حضرت عیسیٰ کو پتسمہ دیا ہے وہ بالکل بدل گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے پتسمے کے وقت اُستاد کے چہرے پر ایسا تاثر تھا جیسے خود خدا نے اُنہیں کوئی بات بتائی ہو۔ ہم میں سے اُنھوں نے ہی اللہ کے روح کو کبوتر کی شکل میں اُترتے اور حضرت عیسیٰ پر ٹھہرتے دیکھا تھا۔ اِس سے خدا نے اُن پر ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں۔"

شمعون تھوڑی دیر بالکُل خاموش رہا۔ "کاش کہ اللہ کی بادشاہی آ جائے!" پھر بولا، "کاش کہ اُن کی بات درست ہو۔ لیکن ماضی میں بھی تو کتنے ہی لوگوں نے تحریکیں چلائیں اور دعوے کئے کہ ہم المسیح ہیں

مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اگر حضرت عیسیٰ سچ مچ المسیح ہیں تو مَیں دِل و جان سے اُن کے ساتھ ہوں۔ مَیں سب کچھ اُن پر نثار کر دوں گا۔“

یہوداہ نے بے یقینی سے کہا، ”موقع آنے پر مَیں تمہیں دیکھ لوں گا۔ تُم شادی شدہ آدمی کیا المسیح کے پیچھے چلنے کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ دو گے؟ بیوی اور کاروبار کو خیرباد کہو گے؟ دوست، کیا جانتے ہو کہ سب کچھ چھوڑنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟“

شمعون نے فوراً جواب دیا، ”یہوداہ! میری بات کا اعتبار کرو۔ المسیح کو پہچانتے ہی مَیں اُسی کی خدمت میں لگ جاؤں گا۔ ہاں، مَیں اپنے خاندان اور کاروبار سے پیار کرتا ہوں مگر زندگی اِن سب سے بھی بڑھ کر ہے۔“

اُس کا بھائی اندریاس زوردار لہجے میں کہنے لگا، ”شمعون المسیح کی خدمت میں پورا زور لگا دے گا۔ یہ جو کچھ کرتا ہے پورے دِل سے کرتا ہے۔“ وہ اُٹھ کھڑا ہوا، ”یہ لو، ہمارے اُستاد واپس آ گئے ہیں۔ دریا کے کنارے کھڑے ہیں۔ مَیں جا کر اُنہیں لاتا ہوں۔“

یوحنّا بن زبدی بھی اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ دریا کو جاتے ہوئے ایک اَور آدمی کو گزرتے ہوئے دیکھا۔ یوحنّا کہنے لگا، ”دیکھو اندریاس، وہ ہیں حضرت عیسیٰ۔“

اُن کے اُستاد نے بھی یہ الفاظ سُن لئے اور کہا، ”ہاں، حضرت عیسیٰ بیابان سے واپس آ گئے ہیں۔ مجھے اُن کی واپسی کا انتظار تھا۔“ پھر اُن کی طرف اشارہ کر کے بڑے جوش سے بولے، ”دیکھو، یہ اللہ کا لیلا ہے!“[a] اُن کے اُستاد کی آنکھیں کہہ رہی تھیں، ”مجھے بھول جاؤ اور جا کر اِن ہی کی پیروی کرو۔“

یہ سن کر دونوں شاگرد حضرت عیسیٰ کے پیچھے ہو لئے۔

اچانک حضرت عیسیٰ مُڑے اور اُن سے مُخاطب ہو کر پوچھنے لگے، ”تم کیا چاہتے ہو؟“[b]

اندریاس نے جواب دیا، ”استاد، ہم حضرت یحییٰ کے شاگرد ہیں۔ میرا نام اندریاس بن یونس ہے اور یہ یوحنّا بن زبدی ہے۔ ہم بیت

---

[a] یوحنّا 36:1
[b] یوحنّا 38:1

صیدا کے رہنے والے مچھیرے ہیں۔ آپ بُرا نہ مانیں تو ہم آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ آپ رہتے کہاں ہیں؟"

"نزدیک ہی۔ چلو، چل کر دیکھ لو۔"

چلتے چلتے اندریاس نے سورج کی طرف نظریں اُٹھائیں۔ کوئی چار بجے کا وقت ہو گا۔ اُس نے سوچا کہ مجھے اپنے بھائی کو بھی لانا چاہئے کہ استاد سے مِل لے۔ یوں حضرت عیسیٰ کی رہائش گاہ دیکھنے کے بعد وہ اپنے بھائی کو لینے چلا گیا۔

یوحنّا کو حضرت عیسیٰ کا ساتھ بہت بَھلا لگ رہا تھا۔ وہ روٹی، سوکھے انجیر اور شربت کھا پی کر تازہ دم ہوئے۔ پھر کہنے لگا، "استاد، ہم جو حضرت یحییٰ کے شاگرد ہیں، ہم میں بڑی ہل چل مچی ہوئی ہے۔ کیونکہ اُستاد نے بتایا ہے کہ خدا کا راج آنے ہی والا ہے۔ اِس لئے ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اُن کے پاس آ گئے۔ ہم اللہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں تاکہ جب خدا کی بادشاہی قائم ہو جائے تو ہم تیار ہوں۔" وہ ذرا رُکا اور پھر بولا، "اندریاس کا بھائی شمعون اللہ کی

خدمت کرنے کا بے حد جذبہ رکھتا ہے۔ لیکن وہ شادی شدہ ہے۔ اُس کے لئے سب کچھ چھوڑنا آسان نہیں ہو گا۔"

حضرت عیسیٰ نے اتفاق کرتے ہوئے جواب دیا، "ہاں بادشاہی کا راستہ تنگ اور دُشوارگُزار ہے۔ ہر کوئی اِس پر چل نہیں سکتا۔ اُس کی خاطر سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے—بیوی، بچے، ماں باپ، ہاں ہر چیز۔ مگر اِس کے باوجود اِسی راہ میں سچّی خوشی مِلتی ہے۔"

یوحنّا نے سر ہلایا، "ارے، لگتا ہے اندریاس اپنے بھائی کو لے کر آ رہا ہے۔ کچھ آوازیں آ رہی ہیں۔"

اندریاس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ شمعون کو لئے اندر داخل ہوا۔ "استاد، یہ ہے میرا بھائی۔"

شمعون نے مُسکراتے ہوئے کہا، "استاد، آپ پر سلامتی ہو۔ میرا بھائی کہتا ہے کہ ہمیں المسیح مِل گیا ہے، اِس لئے مجھے آنا ہی پڑا۔ آخر یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اُس کی بات میں کتنی سچائی ہے۔"

حضرت عیسیٰ نے شمعون کو بڑے غور سے دیکھا۔ اُس نوجوان کو اُن کی نظریں اپنی روح کی گہرائیوں میں اُترتی محسوس ہونے لگیں۔ پھر حضرت

عیسیٰ نے کہا، "تُو شمعون بن یونس ہے، تُو کیفا یعنی پطرس کہلائے گا (جس کا مطلب ہے پتھر)۔

شمعون چونک پڑا۔ اُس نے محسوس کیا کہ حضرت عیسیٰ تو میرے ظاہر و باطن کی ایک ایک بات جانتے ہیں۔ اُس کا دل بہت چاہ رہا تھا کہ اُن سے پوچھے کہ اللہ کی بادشاہی اسرائیل کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اُسی وقت یوحنّا بن زبدی بولنے لگا اور بات چیت کا رُخ بدل گیا۔

یوحنّا نے بڑے تجسُس سے پوچھا، "استاد، پاکیزگی در اصل کیا ہوتی ہے؟ ہم احکام کو ماننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اماموں کو اُن کا حصہ بھی دیتے ہیں، لیکن پھر بھی ہمیں تسلّی نہیں ہوتی کہ اِن کاموں سے ہمیں پاکیزگی حاصل ہوتی بھی ہے کہ نہیں۔ مطلب ہے کہ اِن کاموں سے ہم ایسے لوگ نہیں بن پاتے جو خدا کو خوش کر سکیں۔ کوئی نہ کوئی کمی رہتی ہے۔ اور گزشتہ چند دنوں کے دوران حضرت یحییٰ کی منادی نے گناہ کا احساس اَور گہرا کر دیا ہے۔ ہمیں اللہ کی پاکیزگی اور اپنے گناہ زیادہ صفائی سے نظر آنے لگے ہیں۔"

اندریاس آگے جُھک کر کہنے لگا، ''استاد، ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم احکام پر پورے نہیں اُتر سکتے۔ ہم اپنی کوشش سے کبھی خدا کو خوش کرنے کے لائق نہیں ہو سکتے۔''

حضرت عیسیٰ نے بڑی محبت سے اُن پر نگاہ ڈالی جیسے سب کچھ سمجھتے ہوں۔ ''اپنی طاقت سے تُم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مجھے بھیجا ہے کہ تمہاری مدد کروں۔ اب تو مَیں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں محبت کو راج کرنے دو۔ کیونکہ محبت کوئی غلط کام نہیں کر سکتی۔''

تینوں آدمیوں کے دِل میں حضرت عیسیٰ کی محبت جوش مارنے لگی۔ وہ اُن کی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اُن کے پاس ہمارے پریشان دلوں کا علاج ہے۔ اُن کا جی چاہ رہا تھا کہ اُن کے بارے میں اَور کچھ جانیں۔ آخر وہ جانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یوحنّا کہنے لگا، ''استاد، مَیں پہلا کام یہ کروں گا کہ اپنے بھائی یعقوب کو آپ سے ملاؤں گا۔''

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”تم سب میرے دوست ہو۔ پھر ملیں گے۔ سلامتی سے رُخصت ہو۔“ ایسا لگتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے اِن الفاظ میں کوئی گہرا مطلب چُھپا ہوا تھا۔

چند دِنوں بعد شمعون پَطرس بیت صیدا کے بازار میں سے گزر رہا تھا۔ اِرد گِرد چہل پہل پر اُس کی نظر نہ تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کیا سچ مچ وہ خدا کا بھیجا ہوا المسیح ہیں؟ دِل کی گہرائیوں میں اُسے یہی محسوس ہو رہا تھا۔ یحییٰ نبی نے بھی تو اُن کی تصدیق کی تھی۔ اُن کی بات بہت وزن رکھتی تھی کیونکہ وہ اللّٰہ کے نبی تھے اور سچائی کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کو بھی تیار تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے ساتھ مُلاقات نے بھی اُسے بہت مُتاثر کیا تھا۔

اچانک کسی نے اُسے پُکارا، ”سلام، شمعون۔“ اُس کا دوست فلپّس اُس سے بات چیت کرنے کو رُک گیا تھا۔ اُس کے ہمراہ ایک اَور آدمی بھی تھا جس کا تعارُف نتن ایل کے نام سے کرایا گیا۔ فلپّس کہنے لگا، ”تم تو اپنے خیالوں کی دُنیا میں جانے کہاں پہنچے ہوئے تھے۔“ اور جواب کا انتظار کئے بغیر کہتا گیا، ”شمعون! ہمیں المسیح مل گیا ہے۔“

نتن ایل بولا، ”ہاں، سچ ہے۔ مَیں ایسا بندہ نہیں جو جلدی سے کسی بات کا قائل ہو جائے۔“ پھر وہ فلپّس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، ”چلو اُس دُکان میں بیٹھتے ہیں۔ باتیں بھی کریں گے اور تازہ دم بھی ہو جائیں گے۔“

وہ دُکان میں جا بیٹھے اور انگور کا شربت پینے لگے۔ فلپّس کی نظریں پطرس پر جمی تھیں کہ نہ معلوم وہ کیا سوچ رہا ہے۔ آخر اُس نے پوچھا، ”ایسے مُسکرا کیوں رہے ہو؟ ہماری بات کا یقین نہیں آیا؟“

شمعون نے نفی میں سر ہلایا، ”نہیں، مَیں تمہاری بات پر نہیں ہنس رہا۔ مجھے تمہاری کہانی سے دِل چسپی ہے۔ در اصل جب تم نے آواز دی تو مَیں المسیح ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ہاں بات کرو۔ مَیں غور سے سُن رہا ہوں۔“

اُن کو احساس ہوا کہ ساتھ والی میز پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان بھی ہماری باتیں بڑی دل چسپی سے سُن رہا ہے۔ نوجوان کا نام شمعون زیلوتیس تھا جسے اُن کی بات سنتے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ آج تک مَیں غلط لیڈر کے پیچھے چلتا آیا ہوں۔ اُس نے تو مجھے غلامی بلکہ تقریباً موت

کے منہ میں دھکیل دیا ہے۔ اِس کے مقابلے میں یہ عیسیٰ ناصری کیوں اِتنے دل چسپ لگ رہا ہے؟ شاید عیسیٰ ہی وہ لیڈر ہو، جس کی مجھے تلاش ہے۔ شمعون زیلوتیس نے کان اُن کی طرف لگائے رکھے۔

فلپُّس نے بازو میز پر رکھ کر کہا، ”کل ہی حضرت عیسیٰ کی مجھ سے مُلاقات ہوئی ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ مُلاقات اِتفاقی نہیں تھی۔ وہ مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے۔ اور شمعون، جوں ہی میری اُن سے آنکھیں چار ہوئیں تو مَیں نے زبردست کشش محسوس کی۔ ہم باتیں کرنے لگے تو میرا دِل جوش سے بھر گیا اور مَیں خدا کے لئے عجیب محبت محسوس کرنے لگا۔ میرا دل کرتا ہے کہ ہر وقت اُن کے ساتھ رہوں۔ پھر اُنہوں نے صرف اِتنا ہی کہا کہ 'میرے پیچھے ہو لے۔' بس اِتنا ہی تو مَیں اُن کا شاگرد بن گیا۔“

نتن ایل جو زیادہ نرم مزاج تھا، اُس نے اپنا پیالہ میز پر رکھا۔ وہ بڑی حیرت سے آہستہ آہستہ کہنے لگا گویا جو کچھ اُسے پیش آیا تھا اُس پر یقین نہ آ رہا ہو، ”حضرت عیسیٰ سے مُلاقات کے بعد فلپُّس مجھے تلاش کرنے آیا۔ مَیں انجیر کے درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا۔“

جوش اور خوشی کے مارے فلپّس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی۔ وہ کہنے لگا، "جس کے بارے میں توریت اور انبیا کے صحائف میں لکھا ہے وہ ہمیں مل گیا ہے۔ وہ ناصرت کے حضرت عیسیٰ ہیں۔"

نتن ایل نے اپنے سر کو ہاتھ لگایا، "سچ پوچھو مجھے لگتا تھا کہ فلپّس کو کچھ ہو گیا ہے۔ مَیں نے اُسے کہہ بھی دیا، 'فلپس ذرا سوچو، کیا ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟' وہ مُسکرایا اور بڑا اچھا جواب دیا کہ 'چل کر دیکھ لے۔'"

شمعون پطرس نے ہنستے ہوئے کہا، "مَیں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جوں ہی تم نے اُنہیں دیکھا تم بھی اُن کے ہو کر رہ گئے۔"

"نہیں، نہیں۔ دیکھو، مجھے حضرت عیسیٰ کے بارے میں شک تھا۔ لیکن ایسا لگتا تھا کہ استاد کو میرے بارے میں کوئی شک نہ تھا، کیونکہ مجھے دیکھتے ہی اُنہوں نے کہا، 'لو، یہ سچا اسرائیلی ہے جس میں مکر نہیں۔'[a] مَیں نے سوچا کہ اُنہوں نے مجھے صرف خوش کرنے کو یہ بات کہی ہو گی۔ مجھے جانے بغیر وہ کیسے ایسی بات کہہ سکتے تھے؟ چنانچہ مَیں

---

[a] یوحنّا 47:1

نے کہا، ’آپ مجھے کہاں سے جانتے ہیں؟‘ اُنہوں نے سیدھے جواب دیا، ’اِس سے پہلے کہ فلپّس نے تجھے بُلایا مَیں نے تجھے دیکھا۔ تُو انجیر کے درخت کے سائے میں تھا۔‘“[a] نتن ایل کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ”دیکھو نا! کسی نے استاد کو نہیں بتایا تھا کہ فلپُّس مجھے انجیر کے درخت کے سائے میں ملا تھا۔ پھر بھی اُنہیں پتا تھا۔ جب اُنہوں نے یہ بات بتائی تو مجھے احساس ہوا کہ وہ میرے اندر باہر کا خوب جانتے بلکہ شروع سے سب کچھ جانتے ہیں۔ مَیں تو جواب میں صرف یہی کہہ سکا کہ ’اُستاد، آپ اللہ کے فرزند ہیں، آپ اسرائیل کے بادشاہ ہیں۔‘ پھر حضرت عیسیٰ نے مُسکراتے ہوئے کہا، ’اچھا، میری یہ بات سن کر کہ مَیں نے تجھے انجیر کے درخت کے سائے میں دیکھا تُو ایمان لایا ہے؟ تُو اِس سے کہیں بڑی باتیں دیکھے گا۔‘“[b]

پھر شمعون پَطرس نے حضرت عیسیٰ کے ساتھ اپنی مُلاقات کا حال سُنایا اور پھر بولا، ”ہاں، مجھے یقین ہے کہ بڑے بڑے ماجرے ہوں گے۔“

---

[a] یوحنّا 1:48
[b] یوحنّا 1:49-50

چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ ہر ایک اپنی سوچوں میں گُم تھا۔ پھر فلپُّس نے اپنے گھُٹنے پر ہاتھ مارا، "ارے، مَیں تمہیں حضرت عیسیٰ کا پیغام دینا تو بھول ہی چلا تھا۔ کل وہ اپنے گھر ناصرت جائیں گے۔ اُنہوں نے تمہیں، اندریاس اور یوحنّا کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی ہے۔ ہم دونوں نے تو دعوت قبول بھی کر لی ہے۔" وہ کچھ دیر رُکا اور پھر بولا، "مَیں حیران تھا کہ وہ تمہیں کس طرح جانتے ہیں۔ اُس وقت مجھے خبر نہ تھی کہ تمہاری بھی اُن سے مُلاقات ہو گئی ہے۔"

شمعون پَطرس خوش ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو بہتر طور سے جاننے کا اچھا موقع مِلے گا۔ "ہاں ہم سب اُن کے ساتھ ناصرت چلیں گے۔"

جب شمعون زیلوتیس نے ناصرت جانے کی بات سُنی تو دِل ہی دِل میں مُسکرایا۔ اُسے قانا میں ایک شادی میں جانا تھا۔ اگلے ہی دِن روانہ ہونا تھا۔ امکان تھا کہ راستے میں اِن لوگوں سے مُلاقات ہو جائے، کیونکہ دونوں شہروں کو ایک ہی سڑک جاتی ہے۔ اِن جوانوں کی باتوں سے شمعون زیلوتیس کو خاص دل چسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اُس نے تہیہ کر لیا کہ جتنی جلدی ہو سکا مَیں بھی حضرت عیسیٰ سے ملوں گا۔

شادی پر معجزہ

اگلے روز جب حضرت عیسیٰ اور اُن کے ساتھی ناصرت کو جا رہے تھے تو لعزر اور اُس کی بہنیں مرتھا اور مریم بھی قانا کے لئے روانہ ہوئے۔ دونوں عورتیں خچروں پر سوار تھیں جبکہ اُن کا بھائی دو نوکروں کے ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ لعزر کسی قِسم کا خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھا۔ اِتنے لمبے سفر میں ڈاکوؤں کا سامنا بھی ہو سکتا تھا۔ اِس لئے عوبید اور طوبیاہ کو ساتھ لے لیا تھا کہ وقت آنے پر مدد کریں۔

اب وہ بطّوف کے میدان سے گزرنے لگے۔ میدان میں کِھلے ہوئے پھول ایک خوب صورت قالین لگ رہے تھے۔ مریم بولی، "دیکھو

مرتھا، یہ پھول دیکھو۔ اِن کی خوشبو کیسی بھینی بھینی ہے۔ میرا تو دِل کرتا ہے کہ یہاں بیٹھی اِن کی خوشبو سے لطف اُٹھاتی رہوں۔"

مرتھا نے سر کو ہلکی سی جُنبش دی۔ اُس پر پھولوں کا جادو نہیں چل رہا تھا۔ کہنے لگی، "لگتا ہے اِتنے لمبے سفر سے تھک گئی ہو۔ خوش قسمتی سے منزل آنے ہی والی ہے۔ دیر بھی ہو گئی ہے۔ سورج ڈوبنے کو ہے۔ کچھ زیادہ ہی دیر لگ گئی ہے۔ بے چاری دولھے کی ماں راخل کو تو اِتنے کام کرنے ہوں گے کہ نام نہ لو۔ ٹھیک ہے وہ کھاتے پیتے لوگ ہیں۔ مدد کے لئے نوکر چاکر بھی موجود ہیں۔ لیکن اِتنے بہت سارے مہمان ہوں گے، اور مجھے پتا ہے کہ راخِل کو فکر ہو گی کہ انتظامات میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔"

مریم نے لمبی سانس لی۔ اُس کا جوڑ جوڑ دُکھنے لگا تھا۔ شکر ہے، اب تو سفر تھوڑا سا ہی رہ گیا ہے۔ اُس نے خود کو سنبھالا اور جمائی روکتے ہوئے کہا، "اُمید ہے کہ روت بھی اپنے باپ کے ساتھ آئی ہو گی۔ صلاح تو یہی تھی۔ موسیٰ بن عزرا اور اُس کی بیوی ابی جیل کو بھی تو آنا ہے۔"

لعزر نے خچروں کو ذرا ہنکایا اور بولا، ”شادی پر بہت سے دوستوں سے مُلاقات ہو گی۔ اگر ہمت ہوئی تو نیکدیمس بھی آئے گا۔ اُسے سخت زکام تھا۔“

جلد ہی وہ قانا پہنچ گئے۔ بازار میں ابھی تک کافی رونق تھی۔ گلی میں چند بچے دل چسپی سے اُنہیں دیکھنے لگے۔ ایک نے گندی سی اُنگلی اُٹھا کر اِشارہ کیا، ”دیکھو۔ یہ لوگ بھی شادی پر جا رہے ہیں۔ دیکھا اب وہ اسحاق کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔“

چھوٹی سی ایک لڑکی بول اُٹھی، ”دُلھن بڑی خوب صورت ہو گی، امی کہہ رہی تھی اُس کا نام لیاہ ہے۔“

لڑکے نے بڑی حقارت سے اُسے دیکھا، ”تمہیں خاک پتا ہے۔ مَیں دولھا کو جانتا ہوں۔ بڑا مضبوط ہے۔ شیر کی طرح۔ اُس کا نام عاموس ہے۔ اور جب بارات دُلھن کو لے کر آئے گی نا مَیں بھی دیکھوں گا۔“

چھوٹی لڑکی ہنس پڑی، ”تم تو سو بھی گئے ہو گے۔ وہ بڑی دیر سے آئیں گے۔“

لڑکے نے جوش سے اُچھلتے اور سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا، ”وہ دیکھو دولھے کی ماں مہمانوں سے ملنے کو آ رہی ہے۔ عورتوں سے گلے مل رہی ہے۔“

راخل نے مادرانہ محبت سے خواتین کو گلے لگایا۔ ”آؤ، آؤ، خوش آمدید۔“ پھر لعزر کی طرف مخاطب ہوئی، ”مجھے بڑی خوشی ہے کہ تم نے زحمت کرکے اِس خاص دن پر ہماری عزّت افزائی کو تشریف لائے۔ اللہ تم کو برکت دے۔ اندر آؤ۔ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔“

آخر لعزر کو بھی بات کرنے کا موقع مل گیا، ”خدا اِس خاص دن پر آپ سب کو بڑی برکت بخشے۔ آہا! اسحاق صاحب ہیں۔ آپ کی سلامتی ہو۔ آج تو آپ کے لئے خاص الخاص دن ہے۔“

دولھے کا باپ ہنس کر کہنے لگا، ”تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ لیکن ابھی تک ہر کام میں افراتفری مچی ہوئی ہے۔ نوکر اِدھر اُدھر بھاگے پھر رہے ہیں۔ کوئی ہار لانے کے لئے دوڑا جا رہا ہے اور دوسرا کسی اَور کام سے۔ خیر آؤ، اِدھر چل کر آرام سے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔“

دولھے کی ماں راخل نے بھی ہنس کر کہا، "کوئی بات نہیں، سب کچھ ٹھیک کر لیں گے۔ مرتھا ضرور میرا ہاتھ بٹائے گی۔"

مریم پوچھنے لگی، "کیا مگدلہ سے دبورہ بھی شادی میں آ رہی ہے؟ مَیں اُس سے اُس کی بیٹی مگدلینی کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ اکثر اُس بے چاری لڑکی کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔"

راخل نے اُداسی سے جواب دیا، "نہیں، بے چاری مگدلینی کی ماں نہیں آ سکتی۔ اب تو اِس بدروح گرفتہ لڑکی کے ساتھ زندگی بسر کرنا عذاب بن گیا ہے۔ اکثر چیختی چلاتی اور گالیاں دیتی ہے۔ وہ بے حد خطرناک ہو گئی ہے۔ سارا وقت اُس کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔" راخل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ "خاندان کو پتا ہے کہ یہ حرکتیں، ہماری پیاری مگدلینی نہیں کر رہی۔ لیکن بے چارے بے بس ہیں، کیا کر سکتے ہیں!"

مہمانوں کو تازہ دم ہونے میں دیر نہ لگی۔ مریم، مرتھا اور لعزر نے تھوڑا بہت کھایا پیا اور رونق اور چہل پہل سے لُطف اندوز ہوتے رہے۔ ضیافت کا انتظام چلانے والا نوکروں کو حُکم پہ حُکم دیتا رہا۔ "یوسف،

یوسف! اِدھر آؤ۔ یہ ہار درست کرو۔ کر رہا ہے۔ ہاں ٹھیک ہو گیا۔" اُس نے برتنوں کے ڈھیر پر نگاہ ڈالی، "پڑوسیوں سے اور منگوا لینا پڑے گا۔ کہیں کم نہ پڑ جائیں۔ شاید مہمان زیادہ ہوں۔ یوسف، دوڑ کر جاؤ اور نتن ایل کے یہاں سے کچھ اَور پلیٹیں پکڑ کر لاؤ۔ اُنہوں نے کہا تھا کہ ضرورت ہو تو منگوا لینا۔ اور ہاں دیکھ لیا تھا نا کہ صحن بالکل تیار ہے؟"

یوسف نے ہاں میں سر ہلایا، "ایک طرف گانے والوں کے لئے بھی جگہ تیار کر دی ہے۔"

راخل جلدی جلدی آ کر انتظام چلانے والے سے بات کرنے لگی، "کیا سب انتظام ہو گیا ہے نا؟ ہر کام بالکل ٹھیک ٹھاک لگ رہا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ اَور مشعلیں روشن کر دینی چاہئیں۔ یہ ایک مشعل تو بہت دُھواں دے رہی ہے۔"

"مالکن، معافی چاہتا ہوں۔ مَیں خود دھیان دے رہا ہوں کہ سب کچھ بالکل آپ کی مرضی کے مطابق ہو۔ آسف تو بہت ہی سُست ہے۔ آج بھی اُس کے ہاتھ پیر نہیں ہل رہے ہیں۔"

اچھا ہوا کہ ضیافت کا انتظام چلانے والے کا دھیان آسف سے ہٹ گیا ورنہ اُس کی گت بن جاتی۔ مگر راخل کو کئی باتیں پوچھنی تھیں، "مہمانوں کے لئے تولئے کافی ہیں؟ اور دیکھ لینا کہ مٹکوں میں پانی بھرا ہو تاکہ مہمان ہاتھ دھوسکیں۔ تم کو پتا ہے نا کہ ہمارے مذہبی دستور کے مُطابق کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا ضروری ہوتا ہے۔"

انتظام چلانے والے نے اُسے یقین دلایا، "مَیں نے چھ مٹکے لبالب بھر دیئے ہیں۔ ایک ایک مٹکے میں دو دو تین تین مَن کی گُنجائش ہے۔"

راخل جانے ہی والی تھی کہ ایک عورت اُسے تلاش کرتے ہوئے وہاں آ پہنچی۔ مرتھا اور مریم کو وہ عورت بڑی اہم معلوم ہوئی۔ کون ہوسکتی ہے؟ اُس کی آنکھوں میں کتنی گہرائی ہے! وہ بولی، "راخل! کھانا سارا پک گیا ہے، کسی بھی وقت مہمانوں کے آگے رکھا جا سکتا ہے۔"

راخل نے اطمینان کا سانس لیا۔ "عزیز مریم! تم اور تمہاری ساتھیوں نے تو باورچی خانے میں کمال کر دیا۔ ذرا بیٹھ کر سُستا لو۔ آؤ، مَیں تمہیں اپنے عزیزوں سے ملاؤں۔ یہ بیت عنیاہ کے مریم اور مرتھا ہیں۔" اور

دونوں بہنوں کو بتایا، "یہ مریم ہے۔ ناصرت سے۔ یوسف بڑھئی کی بیوہ۔ یہ سب کی بڑی مددگار ساتھی ہے۔"

لمحے بھر جھجھک کے بعد بیت عنیاہ کی مریم نے پوچھا، "کیا حضرت عیسیٰ آپ کے بیٹے ہیں؟ ہم نے اِن دنوں اُن کے متعلق کئی باتیں سُنی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں وہ نبی ہے اور بعض تو یہاں تک کہتے کہ وہ المسیح ہیں۔ کیونکہ یحییٰ نبی نے اُن کے بارے میں گواہی دی ہے کہ یہ وہی ہے جسے بھیجنے کا وعدہ خدا نے کیا ہے۔"

حضرت عیسیٰ کی ماں مریم نے مُسکراتے ہوئے کہا، "ہاں حضرت عیسیٰ میرا بیٹا ہے، مگر چند ہفتے ہوئے اُس نے گھر کو خیر باد کہہ دیا۔ اللہ نے اُسے بُلایا۔" دونوں بہنوں کو احساس ہوا کہ اِن سادے سے الفاظ کے پیچھے بہت کچھ چُھپا ہوا ہے۔

مرتھا اپنے عملی انداز میں کہنے لگی، "آپ کو چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ کو سمجھاتیں کہ جو کچھ کہیں اور کریں، احتیاط سے کریں۔ کہیں خطرے میں نہ پڑ جائیں۔"

حضرت عیسیٰ کی ماں نے اپنی گہری اور صاف آنکھوں سے مرتھا پر نگاہ کی، "مَیں نے سیکھ لیا ہے کہ اپنے بیٹے کی زندگی میں کوئی دخل نہ دوں۔ وہ خدا کے حُکم پر چلتا ہے۔ وہ مجھے صرف تھوڑے وقت کے لئے دیا گیا تھا کہ اُس کی دیکھ بھال کروں۔ اَب اُس کے آسمانی باپ نے اُسے بُلایا ہے۔ وہ پورے طور سے اُس کی حفاظت میں ہے، اور اُسے اُسی کی ہدایت اور راہنمائی کے مطابق چلنا ہے۔ خطرہ ہو یا نہ ہو، اُسے قادرِ مطلق کی راہ پر چلنا ہے۔ اللہ کی فرماں برداری میں اُس کی سب سے بڑی خوشی ہے۔" پھر آہستہ سے بولی، "ہو سکتا ہے کہ وہ شادی میں آ جائے۔ مَیں گھر پر خبر چھوڑ آئی ہوں کہ ہم شادی میں شرکت کے لئے قانا جا رہے ہیں۔ اگر وہ گھر کی طرف سے گزرا تو شاید آنے کا ارادہ کر لے۔ بس تھوڑا سا اِمکان ہے۔"

رات گہری ہو رہی تھی۔ مشعلوں کو جلتے ہوئے کئی گھنٹے ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ چھت پر بارات کے واپس آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک کسی نے خوشی سے پُکارا، "آ گئے! آ گئے!" ایک نوعُمر لڑکا بھاگا بھاگا خبر لایا، "بارات آ گئی ہے۔ اُن کی مشعلیں نظر آ رہی ہیں۔" ہر

طرف ہل چل شروع ہوگئی اور تمام لوگ دولھا دُلھن کے استقبال کو باہر کی طرف لپکے۔

اَب باجوں کی آواز بھی صاف سُنائی دینے لگی۔ دولھا کے والدین راخل اور اسحاق نئی جوڑی کو دیکھ کر نہال ہو رہے تھے۔ اسحاق بولا، "میرے بیٹے اور بیٹی، خوش آمدید۔ خداوند تمہیں خوش رکھے اور پھل دار بنائے۔"

راخل نے دُلھن کو گلے لگایا اور کہا، "پیاری لیاہ! مَیں دِل سے تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔ بیٹی، خدا تمہیں بڑی برکت دے۔"

مہمانوں کے چہروں پر مشعلوں کی روشنیاں لہرا رہی تھیں۔ اَب دولھے کے باپ نے خوشی سے پُکار کر اعلان کیا، "مَیں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ تشریف لائیے۔ سب کچھ تیار ہے۔" مہمانوں کے استقبال کے لئے وہ کبھی اِدھر جُھکتا کبھی اُدھر۔ "آئیے، افرائیم صاحب! آؤ روت۔ شکریہ، آپ نے آنے کی زحمت کی۔ اور یہ ہمارے معزّز استاد نیکدیمس بھی تشریف لائے ہیں۔ جناب آپ نے ہماری بڑی عزت افزائی کی ہے۔ اور موسیٰ بن عزرا، آپ کو دیکھ کر بڑی مسرّت ہوئی۔

اور ابی جیل! خوش آمدید! خوش آمدید! اور یہ کون صاحب ہیں؟ شمعون زیلوتیس۔ نوجوان دوست، تمہیں دیکھ کر خاص خوشی ہوئی۔ اور یہ دیکھو۔ ایک بڑے عزیز آ رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ...“

حضرت عیسیٰ نے گرم جوشی سے کہا، ”اللہ آپ کے بیٹے اور بیٹی کو برکت دے۔ اُمید ہے آپ بُرا نہیں مانیں گے، مَیں چند ساتھیوں کو بھی ساتھ لایا ہوں۔“

”کوئی نہیں، کوئی نہیں۔ مَیں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔“

اسحاق نے اپنی بیوی کو بتایا کہ کچھ اضافی مہمان بھی آئے ہیں۔ جب انتظام چلانے والے کو خبر ہوئی تو وہ کہنے لگا، ”سفر کر کے آئے ہیں۔ پیاس لگی ہو گی۔ اُن کو تو کافی مے درکار ہو گی۔ اُمید ہے شرمندگی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔ اچھا ہوتا کہ مالک کچھ اَور شربت منگوا لیتے۔“ انتظام چلانے والے کو کچھ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

”آسف، مہمانوں کے لئے اَور تولیے لاؤ۔ اور یشوع بن افرائیم کے لئے پانی ڈال دو۔“

دولھے کے باپ نے انتظام چلانے والے کے کان میں کچھ کہا۔ وہ فوراً نیکدیمس کی طرف لپکا۔ ”عالی جاہ! آپ آگے آئیں۔ مالک درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کی داہنی طرف تشریف رکھیں۔“

نیکدیمس اپنی جگہ سے اُٹھا، ”ضرور ضرور! بڑی خوشی سے۔“ آج اُسے عزت کی جگہ حاصل کرتے ہوئے بڑی خوشی تھی۔

اَب انتظام چلانے والا، شمعون زیلوتیس کی طرف متوجہ ہوا، ”جناب! آپ یہاں تشریف رکھیں۔ حضرت عیسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کے ساتھ۔ اپنے جیسے نوجوانوں کی صحبت خوب رہے گی۔“

اسحاق اور راخل خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ شادی کی دعوت بڑی عُمدگی سے جاری تھی۔ ہر کوئی لُطف اندوز ہو رہا تھا۔ ماحول خوش گوار تھا۔ خاص خوشی یہ تھی کہ اُن کی عزیزہ ناصرت کی مریم کا بیٹا حضرت عیسیٰ بھی آیا ہوا تھا۔

روت بیت عنیاہ والی سہیلیوں سے گپ شپ لگا رہی تھی۔ اچانک اُس کی نظر حضرت عیسیٰ پر پڑی۔ اُس نے اُنہیں دریائے یردن پر حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لیتے دیکھا تھا۔ اِن ہی کے بارے میں یحییٰ نے

کہا تھا کہ "یہ وہی ہے جسے خدا نے بھیجا ہے۔" اُس نے ابی جیل کے کان میں کہا، "ابی جیل، پہچانا اِن کو؟"

ابی جیل نے غور سے دیکھا، "ہاں وہی ہیں۔ یردن کے کنارے اِن ہی کو دیکھا تھا۔"

نیکدیمس نے بھی اُن کی باتیں سُن لیں۔ اُس نے پاس بیٹھے بیت المقدّس کے ایک بزُرگ سے پوچھا، "یعقوب! وہ نوجوان کون ہے جو اُدھر بیٹھا ہے؟"

"وہ؟ وہ تو عیسیٰ ناصری ہے۔ لوگ اُس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔" پھر طنزیہ انداز میں کہنے لگا، "کہتے ہیں نبی ہے بلکہ المسیح ہے۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ناصرت سے بھی کوئی نبی برپا ہو گا؟ کیا ایک بڑھئی کا بیٹا ہمارا المسیح ہو سکتا ہے؟ اِس قِسم کی باتوں پر مَیں بالکُل کان نہیں دھرتا۔"

نیکدیمس نے آہستہ سے جواب دِیا، "یعقوب صاحب، ہم ہمیشہ تو اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اللہ کیسے کام کرتا ہے۔ اُس کے خیال ہمارے خیالوں سے بلند ہیں۔ مَیں نے اپنی طویل زندگی میں یہ سبق سیکھا ہے کہ

وہ مغروروں کو حقیر جانتا ہے اور حلیموں اور عاجزوں کو پسند کرتا ہے۔ اِس نوجوان عیسیٰ کا چہرہ ایسے شخص کا چہرہ ہے جو اللہ کی قُربت میں زندگی گزارتا ہے۔ لیکن یہ کیا! انتظام چلانے والا بڑا پریشان دکھائی دے رہا ہے!"

انتظام چلانے والا زور زور سے پُکار رہا تھا، "آسف، یوسف، جلدی کرو۔ اور شربت لاؤ۔ مہمانوں کو ضرورت ہے۔ اِدھر والے مہمانوں کے پیالے خالی ہیں۔ کیا گھر کی بدنامی کراؤ گے۔ نکمّو!"

اکثر مہمانوں کو خبر نہ ہوئی کہ آسف اور یوسف کِس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مے ختم ہو چکا تھی۔ یوسف بے دلی سے کہنے لگا، "آخر کیوں؟ کیوں ایسا ہوا؟ ہر کام اِتنی عُمدگی سے ہو رہا تھا۔ اب تک ساری دُکانیں بھی بند ہو چکی ہیں۔"

آسف بڑبڑایا، "ہمارے مالک کی کتنی بے عزتی ہو گی! لوگ باتیں بنائیں گے کہ پینے کو کچھ نہ دیا۔ اَب کیا کریں؟" پھر اُنہوں نے انتظام چلانے والے کی آواز سُنی جو اُنہیں بُلا رہا تھا۔

یوسف اپنی پریشانی میں بولا، "ناصرت کی مریم سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کریں۔ وہ ہمیشہ بڑی اچھی صلاح دیا کرتی ہے۔" اُس کی آواز میں اُمید جھلک رہی تھی۔

مریم نے ساری بات سُنی تو یہ سوچ کر اُداس ہوگئی کہ دولھا دُلھن اور اُن کے والدین کی خوشی ملیامیٹ ہو جائے گی۔ پھر اُسے یاد آیا کہ میرا بیٹا عیسیٰ بھی تو یہاں موجود ہے۔ اُس نے کتنی بار مُشکل وقت میں مدد کی ہے۔ وہ خاموشی سے حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچی اور آہستہ سے اُنہیں کہا، "ہمارے عزیزوں کو بڑی مشکل آ پہنچی ہے۔ مے ختم ہو گئی ہے۔"

حضرت عیسیٰ نے نرمی سے جواب دیا، "اے خاتون، میرا آپ سے کیا واسطہ؟ میرا وقت ابھی نہیں آیا۔" مریم نے آہ بھری۔ حضرت عیسیٰ نے اُسے یاد دلایا تھا کہ اَب سے وہ صرف خدا کا حُکم سُنیں گے۔ تو بھی اُس نے محسوس کیا کہ کسی نہ کسی طرح وہ ضرور مدد کریں گے۔ اُس نے نوکروں کے پاس جا کر اُنہیں حُکم دِیا، "جو کچھ وہ تم کو بتائے وہ کرو۔"

آسف اور یوسف بے دِلی سے حضرت عیسیٰ کی طرف دیکھنے لگے۔ یہ نوجوان کیسے مدد کرسکتا ہے! اب حضرت عیسیٰ نے اُنہیں پاس بُلایا اور اُن چھ بڑے بڑے مٹکوں کی طرف اشارہ کرکے کہا، "اِن کو پانی سے بھر دو۔" نوکر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ یوسف نے شک بھرے لہجے میں پوچھا، "پانی سے؟"

حضرت عیسیٰ کے ساتھی بھی بے چین ہو رہے تھے۔ مہمان کو پانی پیش کیا گیا تو کیا مذاق نہیں اُڑائیں گے؟ انتظام چلانے والا تو یوسف اور آسف پر اور شاید حضرت عیسیٰ پر بھی ایسے برسے گا کہ مت پوچھئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ نے حُکم کچھ ایسے یقین سے دیا تھا جیسے اُنہیں پتا ہو کہ نتیجہ کیا ہو گا۔

شمعون زیلوتیس بڑے غور سے اُن کو دیکھتا رہا۔ اب تک وہ تو شش و پنج میں تھا۔ اب تک وہ ایسے لیڈر کی تلاش میں تھا جو اپنے قول کا پکّا ہو۔ اُن کے دیکھتے دیکھتے نوکروں نے ایک ایک کرکے تمام مٹکے پانی سے لبالب بھر دیئے۔ یوسف نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور دُور کھڑے انتظام چلانے والے کی طرف دیکھنے لگا۔ اُن کی قسمت اچھی

تھی کہ مٹکے بھرتے وقت وہ صحن میں مصروف تھا۔ لیکن اب وہ پھر اُنہیں پُکار رہا تھا۔

یوسف بڑبڑانے لگا، ”آسف۔ پتا نہیں اَب کیا کریں؟ اِتنے محنت سے مٹکے بھرے ہیں۔ لیکن مے تو اَب بھی نہیں ہے۔“

آسف کہنے لگا، ”ہائے، کیسی بے عزّتی۔ مَیں تو اِتنا تھک گیا ہوں کہ آج کا انجام سوچ بھی نہیں سکتا۔ جاؤ۔ جا کر حضرت عیسیٰ سے پوچھو کہ اب کیا کرنا ہے۔“

یوسف بوجھل قدموں سے حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچا، ”چھ کے چھ مٹکے بھر گئے ہیں۔“

حضرت عیسیٰ نے سیدھے کہا، ”اب کچھ نکال کر ضیافت کا انتظام چلانے والے کے پاس لے جاؤ۔“[a]

یوسف کا منہ کُھلے کا کُھلا رہ گیا، ”کیا؟ ... یہ پانی؟ جناب ... اچھا ... ٹھیک ہے۔“ آسف نے اُسے صراحی پکڑائی۔ اُس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ آواز بھی تھرتھرا رہی تھی۔ ”تُو ہی پانی بھر کر انتظام چلانے والے کے

---

[a] یوحنّا 8:2

پاس لے جا۔ مجھ میں تو جرأت نہیں کہ سادہ پانی لے کر اُس کے پاس جاؤں۔"

جیسے ہی یوسف نے صراحی مٹکے میں ڈالی، صُراحی اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ پُکار اُٹھا، "ابراہیم کے خدا! معجزہ! پانی سے مے بن گئی ہے۔"

انتظام چلانے والے کی تیز آواز پھر گونجی، "یوسف، آسف! جلدی کرو۔ تمام مہمانوں کے پیالے خالی ہو گئے ہیں۔ جلدی کرو۔"

یوسُف نے اُسے نئی مے کا بھرا ہوا پیالہ پکڑایا تاکہ اُسے چکھے۔ "پُرانی مے ختم ہو گئی تھی،" اُس نے دبی آواز میں کہا۔ "یہ نئی دیکھیں اور چکھیں۔" انتظام چلانے والے نے چکھا تو سیدھے دولھے کے پاس لپکا، "جناب، اگر مَیں آپ کی جگہ ہوتا تو مہمانوں کو پہلے یہ مشروب پیش کرتا۔ یہ تو نہایت عُمدہ ہے۔"

آسف اور یوسف ہکا بکا رہ گئے۔ بھلا یہ عیسیٰ کون ہے؟

شمعون زیلوتیس بھی دنگ رہ گیا۔ اُس کے ذہن میں بھی یہی سوال گونج رہا تھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت عیسیٰ نے اُس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر دیکھا تو شمعون دل کی گہرائیوں تک کانپ اُٹھا۔ اُسے محسوس ہوا کہ میرے دل کی چھان بین ہو رہی ہے۔ مُجھ پر افسوس، مَیں کتنا ناپاک ہوں! ساتھ ساتھ اُس کا دل حضرت عیسیٰ کی طرف کھنچا چلا جا رہا تھا۔ وہ اُس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے لئے بے قرار ہو گیا۔ ممکن ہے یہی صحیح لیڈر ثابت ہو!

معجزے کی خبر تمام مہمانوں میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ روت ایک نئے ولولے سے بھر گئی۔ وہ اپنے والد سے کہنے لگی، "ابّا جان! مجھے لگتا ہے کہ یحییٰ نبی نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا بالکُل سچ ہے۔"

افرائیم نے جواب دیا، "اگر یہ بات دُرست ہے تو اللّٰہ خود اِس کی تصدیق کرے گا۔ ہمیں اپنی آنکھیں اور کان کُھلے رکھنے چاہئیں۔"

مگر بیت المقدّس کے بزرگ یعقوب کے ہونٹ پتلے پتلے اور آنکھیں سخت تھیں۔ وہ افرائیم کی طرف جُھک کر کہنے لگا، "مجھ سے پوچھو تو مَیں یہی کہوں گا کہ مَیں اپنے اِس اعتقاد پر قائم ہوں کہ ناصرت جیسے معمولی اور پس ماندہ علاقے سے کوئی نبی برپا نہیں ہو سکتا۔

المسیح تو ہرگز وہاں سے نہیں ہو سکتا۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے! کیا ایک بڑھئی کا بیٹا اپنی قوم کو چُھڑانے والا المسیح ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔" اُس نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے بات ختم کی۔

لیکن حضرت عیسیٰ کے ساتھی جنہوں نے معجزہ ہوتے دیکھا تھا، اُن پر اُن کا رعب چھا گیا۔ اُن کے دِل مان گئے کہ یحییٰ نے ٹھیک ہی کہا کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہے۔ کیونکہ اُس میں اللہ ہی کی قدرت ہے۔

پُرکشش پیغام

اپریل کا مہینہ تھا۔ یروشلم مُلک کے کونے کونے بلکہ دُنیا کے ہر حصے سے آئے ہوئے زائرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وہ فسَح کی عید منانے آئے تھے۔ یہ تہوار مِصر کے اُس واقعے کی یاد میں منایا جاتا تھا جب خدا کے فرشتے نے اِسرائیلیوں کے پہلوٹھوں کو چھوڑتے ہوئے مصریوں کے پہلوٹھے مارے تھے۔ اللہ کے حُکم کے مطابق اسرائیلیوں نے لیلا ذبح کر کے اُس کا خون اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر لگایا تھا۔ اُس خون کو دیکھ کر خدا کا فرشتہ اُنہیں چھوڑتا گیا تھا۔ فسَح کی عید اُنہیں یہ بھی یاد دلاتی تھی کہ اللہ کا حقیقی لیلا ابھی آنے کو ہے۔ وہی انسان کے گُناہ

بھرے دل کو صاف کرے گا تاکہ پاک خدا اِنسان پر رحم کرکے اُسے ابدی موت سے بچا لے۔ اللّٰہ کا یہ لیلا، یہ نجات دہندہ اَور بھی بہت کچھ کرے گا۔ وہ اُس رفاقت کو بحال کرے گا جو شروع شروع میں خدا اور انسان کے درمیان تھی۔ حزقی ایل نبی نے پیش گوئی کی تھی کہ اِس نجات دہندے کے ظہور کے موقعے پر اللّٰہ کیا کرے گا: ”تب مَیں تمھیں نیا دل بخش کر تم میں نئی روح ڈال دوں گا۔ ... مَیں اپنا ہی روح تم میں ڈال کر تمھیں اِس قابل بنا دوں گا کہ تم میری ہدایات کی پیروی اور میرے احکام پر دھیان سے عمل کرسکو۔“[a] کیا عجب کہ ہر سال فسح کی عید کے موقعے پر اِس آنے والے نجات دہندے کی امیدیں روشن ہو جاتی تھیں۔

شہر میں گوناگوں زبانیں بولنے والوں کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ بہت سے نو مُرید جو غیریہودیوں سے یہودی ہوئے تھے، وہ بھی عید منانے آئے تھے۔ مُلک مُلک کے رنگا رنگ لباسوں سے یروشلم میں نئی زندگی دوڑتی معلوم ہوتی تھی۔ مقامی لوگ اِس موقعے پر پیسے کمانے میں لگ جاتے تھے۔ جتنے لوگوں کو ممکن ہوتا اپنے گھروں میں ٹھہراتے تھے۔

---

[a] حزقی ایل 36:26-27

رات ہو گئی۔ شہر پر رفتہ رفتہ خاموشی چھا گئی۔ آسمان پر لاتعداد سِتارے ٹمٹمانے لگے۔ بیت المقدّس کی سُنہری چھت پورے چاند میں جگمگا رہی تھی۔ شہر پناہ کے باہر زائرین کے پڑاؤ میں آگ کے شعلے بے تابی سے لہرا رہے تھے۔ بچے، بوڑھے آگ کے اردگرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اِدھر اُدھر سے گانے اور باتیں کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ سب کو اُمید تھی کہ یہ عید بھی پہلی عیدوں کی مانند ہو گی۔ مگر اب کے کچھ اَور ہی بات نکلی۔

بوڑھا سموایل اپنی بیوی سے مخاطب ہوا جو آگ درست کر رہی تھی، "مجھے یقین ہے کہ وہ سامنے قانا کے آسف اور یوسف ہیں۔" اُس کی بیوی ابیاہ ہنس پڑی اور جلدی سے آگ میں نئی لکڑیاں ڈال کر اپنی تیز آواز میں پُکاری، "یوسف، آسف! یہاں ہمارے پاس آ جاؤ۔"

اُنہوں نے بڑی خوشی سے دعوت قبول کر لی۔ اِس طرح ایک آرام دہ آگ کے پاس جگہ بھی ملنی تھی۔ وہ بڑی خوشی سے ابیاہ کے سوالوں کے جواب دینے لگے۔ ہاں، ہمارا مالک اسحاق اور اُس کی بیوی راخل بھی آئے ہوئے ہیں۔ وہ استاد نیکدیمس کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور

نئی جوڑی عاموس اور لیاہ بیت عنیاہ میں لعزر اور اُس کی بہنوں کے ساتھ ہیں۔ ابیاہ نے سر ہلایا، "ہاں، ضروری ہے کہ ہر مرد بیت المقدّس میں فسح کی عید شامل ہو۔ خداوند کا یہی حُکم ہے۔"

اُس کا خاوند ایک دم سنجیدہ ہو گیا اور بولا، "آج کل کون اللہ کا حُکم مانتا ہے!"

بوڑھے سموایل نے اپنی پتلی سی اُنگلی آسف کے سامنے لہراتے ہوئے کہا، "خداوند کے خوب صورت گھر کو چوروں کا بازار بنا ڈالا ہے۔" اُس کی آواز غُصّے سے تھرتھرا رہی تھی۔ "مَیں کہتا ہوں، بیت المقدّس کے صحن میں بازار کیوں لگا رکھا ہے؟ ہاں، مَیں جانتا ہوں۔ امام تو یہی کہتے ہیں کہ اِس طرح زائرین کو سہولت رہتی ہے۔ اُنہیں قُربانی کے لئے بےعیب جانور موقع پر ہی مل جاتے ہیں۔ لیکن مَیں شرط لگاتا ہوں کہ وہ سوداگروں سے حصّہ وصول کرتے ہیں۔" بوڑھا خاموش ہو گیا۔ مگر چہرے سے غُصّہ ٹپک رہا تھا۔

آسف نے جواب دیا، "سموایل صاحب! آپ دُرست فرماتے ہیں۔ بیت المقدّس میں یہ کاروبار تو قابو سے باہر ہوا جاتا ہے۔ مگر ہم معمولی لوگ کیا کر سکتے ہیں!"

امّاں ابیاہ نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا، "سموایل ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ مجھے یاد ہے، ایک بار ہم قربانی کے لئے اپنا مینڈھا لے کر آئے تھے۔ اُس میں صاف صاف کوئی عیب نہیں تھا۔ مگر اِس کے باوجود امام نے اصرار کیا کہ وہ عیب دار ہے۔ اُس نے زور دیا کہ آیندہ بیت المقدّس سے ہی جانور خریدنا بہتر رہے گا۔ مَیں کہتی ہوں اگر امام ہی اِس طرح پیسے بٹورنے لگ گئے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔"

اُس کے خاوند نے سر ہلایا، "مزید یہ کہ جانوروں کی مینگنیوں اور گوبر سے پاک جگہ سب گندی ہو جاتی ہے اور اِتنی بدبو آتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ خریداروں اور سوداگروں کے درمیان سودابازی بھی تو مُناسب نہیں۔ اِتنا شور مچتا ہے کہ کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی۔ صراف بھی کب بدزبانی سے باز آتے ہیں۔ کیا یہ جگہ ایسے کاموں کے لئے ہے؟"

وہ اَور بھی افسُردگی سے کہنے لگا، "کئی مرتبہ تو مَیں سوچتا ہوں کہ اب

مذہب میں وہ بات نہیں رہی ہے۔ نہ امام ویسے رہے ہیں۔ عبادت خانے میں وعظ سے بھی کوئی تسلّی نہیں ملتی۔ ویسے ہی بھوکے پیاسے اُٹھ آتے ہیں۔ دل اُسی طرح بے قرار رہتا ہے۔ سارا وعظ طہارت، روزے، قُربانیوں، عیدوں اور انسان کے خود ساختہ قوانین کے بارے میں ہوتا ہے۔ حالانکہ دِل تڑپتا ہے کہ خدائے قادر کے بارے میں کچھ سُنا جائے۔" پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا، "جب سے تُم دونوں نے مجھے قانا کے معجزے کے بارے میں بتایا ہے، مَیں اکثر حضرت عیسیٰ کے متعلق سوچتا رہتا ہوں۔"

یوسف نے آگ میں لکڑیوں کو ہلایا اور پورے اعتماد سے کہا، "وہ یقیناً نبی ہیں۔ جس طرح اُنہوں نے ہمیں مٹکوں میں پانی بھرنے اور مے کو ضیافت کا انتظام چلانے والے کے پاس لے جانے کا حُکم دیا، اُسے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اُن کی آواز میں اختیار تھا۔ ذرا بھی جھجھک نہ تھی۔"

آسف نے گرہ لگائی، "حضرت عیسیٰ کو تو کوئی شک نہیں تھا۔ یہ ہم ہی تھے جو ایسا سوچ رہے تھے۔"

سمواٰیل بولا، ”اُمید ہے اِن دنوں بیت المقدّس میں حضرت عیسیٰ سے مُلاقات ہو جائے گی۔ یحییٰ نبی نے بھی کہا ہے کہ وہ نبی ہیں۔ اور یہ بھی سُنا ہے کہ وہ اپنے پاس شاگرد جمع کر رہے ہیں۔ اُن کی تعلیم لوگوں کے دِلوں میں اُتر جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُنہیں غمگین اور بے سہارا لوگوں اور بیماروں کے لئے بڑی ہمدردی ہے۔“ اپنی بات پر زور دینے کی خاطر اُس نے اپنی کمزور سی اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائی، ”ہاں، کوئی بیماری ایسی نہیں جس سے حضرت عیسیٰ شفا نہ دے سکیں۔“

ابیاہ نے ڈرامائی انداز میں بات مکمل کر دی، ”اور کوئی بدروح اِتنے زبردست نہیں کہ وہ اُن کے سامنے ٹھہر سکے۔“

حضرت عیسیٰ بھی اپنے شاگردوں کے ساتھ یروشلم آئے ہوئے تھے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ چند مہینے شہر میں رہیں تاکہ لوگ اُنہیں جان جائیں۔ اب وہ بیت المقدّس کے احاطے میں تھے۔ جب وہ جانوروں، سوداگروں اور صرّافوں کا جائزہ لے رہے تھے تو شمعون پَطرس نے

اندریاس سے کہا، ”اپنے آقا کی آنکھیں تو دیکھو! اُن میں اللہ کی کتنی غیرت شعلہ زن ہے!“

اندریاس نے سر ہلایا، ”لگتا ہے کچھ کرنے کو ہیں۔“

یوحنّا بن زبدی کا رنگ اُڑ گیا۔ وہ کہنے لگا، ”فلپُّس، شاید استاد کو یاد نہیں کہ ہم بیت المقدّس کے کرتا دھرتا لوگوں کے علاقے میں ہیں۔ اُن کی مرضی کے خلاف کچھ کرنا خطرناک ثابت ہو گا۔“

نتن ایل دانت بھینچتے ہوئے بولا، ”مگر آقا وہی کچھ کریں گے جو خدا باپ کی مرضی ہو۔“ اُس کی آواز میں خوف بھی تھا اور حضرت عیسیٰ کے لئے تعریف بھی۔ ”مجھے تو لگتا ہے کہ وہ اِس نامناسب کاروبار کا خاتمہ کر دیں گے، چاہے اُنہیں قید ہی ہونا پڑے۔ آخر ایسی مُقدّس جگہ میں اِس گندے کاروبار سے اللہ کی کتنی توہین ہوتی ہے نا۔ لو ... دیکھو!“

اُن کے دیکھتے دیکھتے اُنھوں نے کوڑا بنا کر اُسے سوداگروں اور جانوروں پر برسانے لگا۔ اُنھوں نے اُنہیں غیریہودیوں کے صحن سے باہر نکال دیا۔ سراسیمہ جانوروں کی آوازوں اور سوداگروں کی چیخ و پُکار سے ماحول گونج اُٹھا۔ حضرت عیسیٰ نے صرّافوں کی چوکیاں اُلٹ دیں۔

اُن کے سکّے چھنچھناتے ہوئے چاروں طرف بکھر گئے۔ کبوتر فروش پنجرے اُٹھا کر چلتے بنے۔ حضرت عیسیٰ نے اُن سے بڑے غُصے میں کہا، ”میرے باپ کے گھر کو منڈی میں مت بدلو۔“[a]

یوحنّا بن زبدی اور اندریاس اِس بھگ دڑ سے بچنے کے لئے ایک کونے میں سہمے سمٹے جا کھڑے ہوئے۔ یوحنّا کہنے لگا، ”اللّٰہ خیر کرے۔ اِس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔“ اُنہیں پاک کلام کی یہ آیت یاد آئی کہ 'تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی۔'

کسی کو حضرت عیسیٰ کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُن کا اختیار اور رُعب سب پر چھا گیا۔ آخر یحییٰ نبی کی حمایت بھی تو اُنہیں حاصل تھی جنہوں نے اعلان کیا تھا کہ یہی اسرائیل کا پیشوا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر لوگ اندازہ لگانے لگے کہ اب وہ قوم کی راہنمائی کرنے کا اعلان کریں گے۔

عام لوگ تو بہت خوش تھے کہ سوداگروں کو بیت المقدّس سے نکال باہر کیا گیا ہے۔ مگر صدرِ عدالت والوں اور بیت المقدّس کے منتظمین کا

[a] یوحنّا 16:2

معاملہ اَور تھا۔ بے شک اِس وقت اُن کو حضرت عیسیٰ پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ تھی۔ مگر اُنہوں نے اپنے غُصے کا صاف صاف اظہار کیا۔ وہ کہنے لگے، کیا بیت المقدّس کے مُختار ہم ہیں یا یہ؟ اگلے چھ مہینوں میں اُن کی دُشمنی اِتنے شدید ہو جانے کو تھی کہ حضرت عیسیٰ اُس شہر میں رہ ہی نہ سکے۔

لیکن فی الحال حضرت عیسیٰ یروشلم میں ٹک گئے۔ وہاں وہ زائرین اور شہر کے مقامی لوگوں سے ملتے، اُن کے درمیان چلتے پھرتے، اُن کے بیماروں کو شفا دیتے اور بدروحوں کو نکالتے رہے۔ اُن کا دِل ہر ایک کے لئے رحم اور ترس سے بھرا ہوا تھا۔

جب حضرت عیسیٰ کسی مجمع سے ہم کلام ہوتے تو وہ اُس میں شامل ہر ایک سے مُخاطب ہوتے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک ہر ایک کی الگ اہمیت تھی۔ لوگ جواب میں اُن کی تعلیم کو بڑی چاہت سے سُنتے رہے۔ اب وہ اُن سے کلام کرنے کے لئے پھر رُک گئے۔ اُنہوں نے کہا،

"مقررہ وقت آ گیا ہے، اللہ کی بادشاہی قریب آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور اللہ کی خوش خبری پر ایمان لاؤ۔"[a]

سُننے والوں میں لعزر اپنی بہنوں سمیت اور اُن کے مہمان قانا کا نیا جوڑا تھے۔ سموایل اور اُس کی بیوی ابیاہ بھی تھے۔ نیز افرائیم، یشوع اور روت۔ اُن کے علاوہ شمعون زیلوتیس اور یہوداہ اسکریوتی بھی وہاں حاضر تھے۔

شمعون زیلوتیس یہوداہ سے کہنے لگا، "بڑی دل چسپ بات ہے۔ خدا کی بادشاہی قائم کرنے والا المسیح ہی ہو گا۔"

لعزر نے اُسے چُپ کرایا، "ہش۔ ذرا سُنیں کہ یہ بادشاہی کیسی ہو گی۔"

دونوں حضرت عیسیٰ کی باتیں سُننے کو ہمہ تن مُتوجّہ ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا، "آسمان کی بادشاہی کھیت میں چُھپے خزانے کی مانند ہے، جسے کسی آدمی نے پا کر چُھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا۔" پھر وہ ذرا رُکے اور مُسکرا

---

[a] مرقس 15:1

کر دیکھنے لگے کہ کیا یہ لوگ اللہ کی بادشاہی کے اِس پہلو کو سمجھ گئے ہیں؟ پھر مزید کہا، "آسمان کی بادشاہی ایسے سوداگر کی مانند ہے جو اچھے موتیوں کی تلاش میں تھا۔ جب اُسے ایک نہایت قیمتی موتی کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ چلا گیا، اپنی تمام ملکیت فروخت کر دی اور اُس موتی کو خرید لیا۔"[a]

شمعون زیلوتیس پوری طرح نہ سمجھ سکا کہ حضرت عیسیٰ کا مطلب کیا ہے۔ لیکن وہ اُن کے لئے بڑھتی ہوئی کشش ضرور محسوس کر رہا تھا۔ وہ بھی اُس بادشاہی میں شامل ہونا چاہتا تھا۔

یہوداہ اِس بات سے بہت مُتاثر ہوا کہ حضرت عیسیٰ کتنی قدرت رکھتے ہیں۔ اُس نے شمعون زیلوتیس سے کہا، "مَیں ایسے آدمی کو پسند کرتا ہوں۔ لوگوں پر اِن کا کتنا اثر ہے جیسے کہ اُنہوں نے اُن پر جادو کر دیا ہو۔ پھر وہ بیماریوں اور بدروحوں پر بھی قُدرت رکھتے ہے۔ ایسا شخص سب کچھ کرسکتا ہے۔ یقیناً یہی المسیح ہیں۔"

---

[a] متّی 13:45-46

نیکُدیمس اور قانا کے ساتھ اُس کا مہمان اسحاق بھی سامعین میں کھڑا تھا۔ وہ بھی بڑی توجہ سے سُن رہے تھے۔ نیکُدیمس نے اعتراف کیا، "اسحاق، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ آسمان کی بادشاہی کیسی ہے اور کہاں ہے اور اِس میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں؟"

اسحاق نے افسُردگی سے جواب دیا، "اگر آپ مذہب کے عالِم ہو کر بھی نہیں سمجھ سکتے تو مَیں کیسے سمجھوں! لیکن حضرت عیسیٰؑ کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آسمان کی بادشاہی ابھی ہمارے درمیان موجود ہے۔ مگر چُھپی ہوئی ہے۔ جیسے کھیت میں خزانہ۔"

نیکُدیمس نے اُس سے اتفاق کیا، "اور لگتا ہے کہ یہ بادشاہی اِتنی قیمتی ہے کہ اُسے حاصل کرنے کے لئے سب کچھ قُربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔"

اسحاق نے محسوس کیا کہ آسمان کی بادشاہی کا مضمون نیکُدیمس کے خیالات کا مرکز ہے۔ اُس کی نظریں بیت المقدّس کے اردگرد پھیلی ہوئی پہاڑیوں پر جمی تھیں لیکن اسحاق محسوس کر رہا تھا کہ میرا دوست اُن چیزوں کو نہیں دیکھ رہا۔ واپس جاتے ہوئے نیکُدیمس نے اسحاق کو بتایا

کہ اِن خیالات نے میرے ذہن میں کیسی ہل چل مچا رکھی ہے! وہ بولا، ”اسحاق، آج تک مَیں اِس اعتقاد پر قائم تھا کہ آسمان کی بادشاہی قومی نوعیت کی ہو گی۔“

اسحاق نے جواب دیا، ”مَیں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ المسیح رومیوں کو اسرائیل سے نکال کر ہمارے ملک کو دوبارہ عزت اور وقار بخشے گا۔“ وہ اپنے دوست کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ”لیکن اب آپ کے خیالات بدل گئے ہیں۔“

”ابھی تو یقین سے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن لگتا ہے کہ یہ بادشاہی روحانی نوعیت کی ہو گی۔ ایک اَور موقعے پر حضرت عیسیٰ نے صفائی سے کہا تھا کہ ہم اپنے دُشمن کے بارے میں غلط فہمی میں مُبتلا ہیں۔ ہمارا اصلی دُشمن روم نہیں جس نے ہمارے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے بلکہ ابلیس اور اُس کی فوجیں ہیں۔“

اسحاق کے منہ سے خُشک سی ہنسی نکلی، ”بہت خوب فرمایا ہے آپ نے۔ لیکن کون ہے جو ابلیس اور اُس کی فوجوں کو نکال سکتا ہے؟ میرے خیال میں ایسا تو صرف المسیح ہی کر سکتا ہے۔“

نیکُدیمس نے اتفاق کیا، "اُس وقت حضرت عیسیٰ نے بڑی دل چسپ بات کہی تھی کہ جو اللہ کی بادشاہی قائم کرے گا اُسے ابلیس سے نمٹنا ہو گا۔"

اسحاق نے حیرت سے پوچھا، "کیا اُنہوں نے کہا کہ مَیں وہی ہوں؟"

"براہِ راست تو نہیں، صرف اِتنا کہا کہ اگر مَیں خدا کے روح کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں تو اللہ کی بادشاہی تمہارے درمیان آ پہنچی ہے۔"

دونوں آدمی خاموشی سے چلتے رہے۔ پھر اسحاق کہنے لگا، "حضرت عیسیٰ میں کچھ ایسی بات ضرور ہے جس کی مَیں وضاحت نہیں کر سکتا۔ جب اُنہوں نے میرے بیٹے کی شادی پر معجزہ کیا تو بالکل خاموشی سے کیا۔ اُنہیں اپنی شہرت کی رتی بھر پروا نہ تھی۔ اُن کے پاس بیٹھے لوگوں کو ایسا لگا کہ معجزہ کرنے سے پہلے وہ کسی قِسم کی آواز سُن رہے تھے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُنہوں نے خدا کے اشارے پر ہی وہ مُعجزہ کیا۔"

نیکُدیمس نے قائل ہوتے ہوئے کہا، "اللّٰہ کے سچے خادم کی نشانی یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے آپ کو نہیں بلکہ اللّٰہ کو مرکزی مقام دیتا ہے۔ مَیں حضرت عیسیٰ سے بہت متاثر ہو رہا ہوں۔ ہر جگہ وہ شکستہ زندگیوں کو شفا دیتے اور بدروحوں کو نکالتے ہیں۔ جب مَیں یہ سب کچھ دیکھتا اور اُن کے بڑے بڑے کاموں کے بارے میں سُنتا ہوں تو خیال کرنے لگتا ہوں کہ شاید یہی المسیح ہوں۔ کیا اِن باتوں سے ظاہر نہیں ہوتا کہ ابلیس کی بادشاہی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے اور اللّٰہ کی بادشاہی قائم ہو رہی ہے؟"

جب حضرت عیسیٰ نے سوداگروں کو نکال کر ہانک دیا تھا تو نیکُدیمس کو بڑی پریشانی ہوئی تھی۔ اُن کا رویہ ایسا تھا جیسے وہ بیت المقدّس کے مالک ہوں۔ وہ بھی بیت المقدّس کے دوسرے سرداروں کی طرح بہت سیخ پا ہوا تھا کہ ایک معمولی گھرانے کا نوجوان اور وہ بھی گلیل کے علاقے کا، ایسی گُستاخانہ حرکت کرے۔ کیا حضرت عیسیٰ نے اپنی اِس حرکت سے بزرگوں کی توہین نہیں کی تھی؟ اُنہوں نے اِس چُبھن کو شِدّت سے محسوس کیا تھا۔ لیکن جب نیکُدیمس نے حضرت عیسیٰ کو زیادہ قریب

سے دیکھا، اُنہیں بیماروں کو چھوتے اور شفا بخشتے دیکھا اور اُن کی باتیں سُنیں تو اُن کے متعلق اُس کے خیالات بدل گئے۔ اُس نے محسوس کیا کہ وہ ہر کام بڑی حلیمی سے کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اُن کے ہر کام اور کلام میں عجیب قِسم کا اختیار اور قدرت تھی۔ یوں جیسے جیسے دِن گزرتے گئے اُن کے لئے نیکُدیمس کی کشش بڑھتی گئی۔

ایک شام نیکُدیمس بڑی بے چینی سے اپنے گھر میں پھر رہا تھا۔ اُس کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ ایک تو یحییٰ نبی نے صاف صاف کہا تھا کہ مَیں حضرت عیسیٰ کا پیش رَو ہوں۔ مَیں وہ آواز ہوں جو لوگوں کو اُن کے لئے تیار کر رہی ہے۔ یحییٰ نبی اور حضرت عیسیٰ میں کوئی تعلق ضرور ہے۔ اِس کے علاوہ دونوں یہی اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کی بادشاہی آ گئی ہے۔ بھلا انسان اِس بادشاہی میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟ یہ سوال رہ رہ کر اُسے بے چین کر رہا تھا۔ لیکن وہ حضرت عیسیٰ سے یہ سوال علانیہ نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔ اگر صدرِ عدالت میں اُس کے ساتھیوں کو پتا چل جاتا تو وہ اُس پر شک کرتے۔ وہ حضرت عیسیٰ کے مخالف تھے۔ گلیل کا یہ نوجوان اُن کے

لئے خطرہ بنا ہوا تھا۔ وہ شفا دینے کی قدرت رکھتے تھے۔ وہ کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے، اورلوگ شمع پر پروانوں کی طرح اُن کے گرویدہ تھے۔ نیکُدیمس کو صاف محسوس ہو رہا تھا کہ میرے ساتھی حضرت عیسیٰ سے جلتے ہیں، اِس لئے کہ وہ تنگ نظر ہیں۔ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا لیڈر اور المسیح ماننے کو تیارنہیں جس نے یہودیوں کے سب سے بڑے مدرسے سے تعلیم نہ پائی ہو۔ وہ ایسے شخص کا مُقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے چاہے اِس کے لئے غیر قانونی طریقے ہی کیوں نہ اپنانے پڑیں۔ لہٰذا وہ حضرت عیسیٰ کی نیک نامی کو مٹی میں ملانے پر اُتر آئے تھے۔ نیکُدیمس نے ارادہ کر لیا کہ کم سے کم مَیں تو اپنی آنکھیں بند نہیں کروں گا۔ مَیں جا کر حضرت عیسیٰ سے ملوں گا۔ اُن سے بات کرنے کے بعد ہی کوئی رائے قائم کروں گا۔ اُس نے طے کر لیا کہ مَیں تنہائی میں اُس سے ملوں گا تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ خاموشی سے گھر سے نکلا اور تنگ اور بل کھاتی گلیوں میں سے تیزی سے اُچھلتا ہوا اُس مکان کی طرف چلا جہاں حضرت عیسیٰ اپنے شاگردوں سمیت ٹھہرے ہوئے تھے۔ دروازے پر

دستک دیتے ہوئے اُسے خدشہ تھا کہ اِتنی رات گئے آنے پر حضرت عیسیٰ خفا نہ ہوں! کیا وہ میری بات سُنیں گے بھی؟

اُسے گھبرانے کی ضرورت نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ نے بڑی شفقت سے اُسے خوش آمدید کہا۔ نیکُدیمس نے سوچا کہ وہ میرے اِس وقت آنے کی وجہ سمجھتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے تو نیکُدیمس محسوس کرنے لگا کہ مَیں اُن کی نظر میں اہمیت رکھتا ہوں۔ گو حضرت عیسیٰ خود تھکے ہوئے تھے تو بھی وہ خوشی سے اُسے وقت دینے کو تیار تھے تاکہ اُس کے پریشان دل سے بوجھ اُتر جائے۔

چھوٹے سے دیئے کی لَو ہَوا سے تھرتھرا رہی تھی۔ نیکُدیمس نے بات شروع کی، ”اُستاد، ہم جانتے ہیں کہ آپ ایسے اُستاد ہیں جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں، کیونکہ جو الٰہی نشان آپ دکھاتے ہیں وہ صرف ایسا شخص ہی دکھا سکتا ہے جس کے ساتھ اللہ ہو۔“[a]

[a] یوحنّا 2:3

حضرت عیسیٰ نے جو اُس کے دل کے اندر تڑپتے ہوئے سوال کو جانتے تھے، جواب دیا، "مَیں تجھے سچ بتاتا ہوں، صرف وہ شخص اللّٰہ کی بادشاہی کو دیکھ سکتا ہے جو نئے سرے سے پیدا ہوا ہو۔"[a]

نیکُدیمس کو اپنے بوڑھے کانوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے حیران ہو کر پوچھا، "کیا مطلب؟ بوڑھا آدمی کس طرح نئے سرے سے پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں جا کر پیدا ہو سکتا ہے؟"[b]

حضرت عیسیٰ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اُنھوں نے وضاحت کی، "جسمانی پیدایش سے انسان ایک انسانی خاندان میں پیدا ہوتا ہے لیکن جب خدا کا روح آ کر اُس میں بستا ہے تو وہ اللّٰہ کے گھرانے میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی خواہشات اور شہوتوں کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ خدا کے روح کی ہدایت کے مُطابق۔ اِس طرح وہ شخص اللّٰہ کی مرضی کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔ خدا کو خوش کرنے میں

---

[a] یوحنّا 3:3
[b] یوحنّا 4:3

اُس کی خوشی ہوتی ہے۔ تعجب نہ کر کہ مَیں کہتا ہوں، 'تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے۔'"

اُسی وقت بحیرۂ روم سے چلنے والی مغربی ہَوا کی ہلکی ہلکی آواز سُنائی دی۔ حضرت عیسیٰ نے اِسی ہَوا کی مثال دے دی، "فطرت میں بھی کئی بھید چُھپے ہیں۔ سب سے دانا اور ہوشیار آدمی بھی ہَوا کو اپنے قابو میں نہیں کرسکتا۔ ہَوا جہاں چاہے چلتی ہے۔ تُو اُس کی آواز تو سنتا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا کہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے۔ یہی حالت ہر اُس شخص کی ہے جو روح سے پیدا ہوا ہے۔"[a]

نیکُدیمس سمجھ گیا کہ جیسے فطرت میں راز پوشیدہ ہیں اُسی طرح روح القدس سے نئی پیدایش بھی ایک بھید ہے۔ اور جس طرح کوئی انسان ہَوا پر اختیار نہیں رکھتا اُسی طرح وہ اپنی طاقت اور کوشش سے نئی پیدائش بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ نہ دُعائیں نہ روزے اور نہ نیک عمل ہی اِس کام میں مدد دے سکتے ہیں بلکہ یہ پورے طور سے اللہ کی بخشش ہے۔ نیکُدیمس جانتا تھا کہ جو شخص غیر یہودی سے یہودی مذہب کو اختیار

[a] یوحنّا 3:7-8

کرتا ہے، سمجھا جاتا ہے کہ وہ نئے سِرے سے پیدا ہوا ہے۔ اسرائیلیوں میں شمولیت سے گویا اُس کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اب اِس فریسی کی سمجھ میں آیا کہ حضرت عیسیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا چاہے، لازم ہے کہ وہ پوری طرح سے تبدیل ہو۔ لیکن نومولود بچے جیسی مکمّل تبدیلی کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟ بڑی اُلجھن کے ساتھ اُس نے سوال کیا، "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "کیا اسرائیلیوں کا اُستاد ہو کر تُو اِن باتوں کو نہیں سمجھتا؟ نیکُدیمُس، اِتنے علم کے باوجود کیا تُو نہیں جانتا کہ انسان اللہ کے غضب سے کیسے بچ سکتا ہے؟" نیکُدیمُس اپنے بارے میں حضرت عیسیٰ کی حیرت کو محسوس کر رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ نے گفتگو جاری رکھی، "مَیں تجھ کو سچ بتاتا ہوں، ہم وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو ہم جانتے ہیں اور اُس کی گواہی دیتے ہیں جو ہم نے خود دیکھا ہے۔ تو بھی تم لوگ ہماری گواہی قبول نہیں کرتے۔ مَیں نے تم کو دنیاوی باتیں سنائی ہیں اور تم اُن پر ایمان نہیں رکھتے۔ تو پھر تم کیونکر

ایمان لاؤ گے اگر تمھیں آسمانی باتوں کے بارے میں بتاؤں؟ آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوائے ابنِ آدم کے، جو آسمان سے اُترا ہے۔"[a]

نیکُدیمس حیرانی کے عالَم میں اُن کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ کی محبت بھری نگاہیں اُس پر جمی تھیں۔ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کہہ رہے ہیں، "مَیں جانتا ہوں کہ تُو خالص دل سے سچائی کی تلاش کر رہا ہے۔ جو کچھ تُو ابھی نہیں سمجھتا اُس کا راز کچھ دیر بعد تجھ پر کُھل جائے گا۔ حضرت عیسیٰ نے بڑی شفقت سے اُسے ایک نشان دیا جو پورا ہونے والا تھا۔ اِس نشان سے نیکُدیمس کو بعد میں معلوم ہو جانا تھا کہ اُنھوں نے الٰہی سچائی بیان کی تھی۔ اُنھوں نے کہا، "جس طرح موسیٰ نے ریگستان میں سانپ کو لکڑی پر لٹکا کر اونچا کر دیا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم کو بھی اونچے پر چڑھایا جائے، تاکہ ہر ایک کو جو اُس پر ایمان لائے گا ابدی زندگی مل جائے۔ کیونکہ اللّٰہ نے دنیا سے اِتنی محبت رکھی کہ اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو بخش دیا، تاکہ جو بھی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ

---

[a] یوحنّا 3:11-13

ابدی زندگی پائے۔ کیونکہ اللہ نے اپنے فرزند کو اِس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ وہ دنیا کو مجرم ٹھہرائے بلکہ اِس لئے کہ وہ اُسے نجات دے۔“[a]

نیکُدیمس کو وہ واقعہ یاد تھا جب موسیٰ نبی نے بیابان میں سانپ کو اُونچے پر چڑھایا تھا۔ خدا اسرائیلیوں کو ہر روز کھانے کے لئے مَن دیا کرتا تھا۔ لیکن اسرائیلی بڑبڑانے اور شکایت کرنے لگے۔ اِس پر قادرِ مطلق ناراض ہوا۔ اُس نے اُن کے درمیان زہریلے سانپ بھیج دیئے۔ اُن کے ڈسنے سے بہت سارے لوگ ہلاک ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ موسیٰ کے سامنے فریاد کرنے لگے کہ ہماری خاطر اللہ سے التماس کریں۔ تب خدا نے حضرت موسیٰ کو ہدایت کی کہ پیتل کا ایک سانپ بنا کر بَلّی پر اونچا لٹکا دے تاکہ سب دیکھ سکیں۔ اُس نے وعدہ کیا کہ سانپ کا ڈسا ہوا جو شخص پیتل کے اِس سانپ پر نگاہ کرے گا وہ بچ جائے گا۔ جنہوں نے اُس کے کلام پر عمل کیا وہ مرتے مرتے بھی بچ گئے۔ لیکن جنہوں نے سمجھا

[a] یوحنّا 3:14-17

کہ یہ ایمان رکھنا حماقت ہے کہ پیتل کے سانپ کو دیکھنے سے شفا مل سکتی ہے وہ ہلاک ہو گئے۔

نیکُدیمس نے حیرانی سے سوچا کہ حضرت عیسیٰ کو کس طرح پیتل کے سانپ کی مانند اونچے پر چڑھایا جا سکتا ہے تاکہ جو کوئی اُن پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے؟

جب وہ اپنا گرم لبادہ اوڑھتے ہوئے گھر کو روانہ ہوا تو رات کافی گزر چکی تھی۔ اُس کو اپنی روحانی زندگی پر جو اعتماد تھا وہ بالکل جاتا رہا تھا۔ اب اللہ کی راہیں اَور بھی پُراسرار معلوم ہونے لگی تھیں۔ یقیناً حضرت عیسیٰ نے اُسے سوچنے کو بہت سی باتیں دی تھیں۔ لگتا تھا کہ اُنہوں نے تین معمّے اُس کے سامنے رکھ دیئے تھے جنہیں حل کرنا تھا۔ پہلا یہ تھا کہ اللہ کے روح سے نئی پیدائش کیا ہے؟ اور یہ کیسے حاصل ہوتی ہے؟ دوسرا یہ کہ موسیٰ نبی نے جس سانپ کو اُونچے پر چڑھایا، حضرت عیسیٰ کو کِس طرح اُس طرح اُونچے پر چڑھایا جائے گا؟ اور تیسرا مُعمّہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کِس طرح اپنے آپ کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہتے ہیں؟

نیکُدیمس نے ٹھنڈی سانس لی۔ حضرت عیسیٰ نے اُن پہیلیوں کا کوئی حل پیش نہیں کیا تھا۔ اُنہوں نے سارا معاملہ نیکُدیمس پر چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ اُن پر سوچتا رہے۔ وقت آنے پر یہ پہیلیاں بند کلیوں کی طرح خود ہی کُھل جائیں گی۔

نجات دھندے کی آرزو

داؤد کی تو دُنیا ہی تلپٹ ہوگئی تھی۔ اب وہ روم میں تھا۔ اُس کا ماحول اُسے ہر لمحے یاد دلا رہا تھا کہ مَیں بُت پرست مُلک میں ہوں۔ ہر طرف مندر اور بُت تھے۔ وہ صاف طور سے دیکھ سکتا تھا کہ اگرچہ بُت کی نمائش بڑی خوب صورتی سے کی گئی ہے لیکن لوگوں کی زندگیوں پر اُن کا کوئی اثر اور اختیار نظر نہیں آتا۔ در اصل روم کو دیکھ کر اُسے صدمہ ہوا تھا۔ بہت سی عورتیں بڑی ہوشیاری سے اپنا ہی پیشہ چلا رہی تھیں۔ بہت سی اکیلی ہی اپنی ڈولیوں میں گھومتی پھرتی رہتی تھیں۔ اکثر کو شادی سے کوئی دل چسپی نہ تھی۔ داؤد ایک ایسی گلی سڑی اور گھناؤنی

دُنیا سے واقف ہوا جس میں شادی کا تقدّس کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ یہ ہر لحاظ سے مادر پدر آزاد دُنیا تھی۔

مگر اب داؤد غُلام تھا۔ یہ بات گوارا کرنا بہت مُشکل تھا۔ اُسے اَور بہت سے غلاموں کے ہمراہ بحری جہاز سے روم لایا گیا تھا۔ اُسے معلوم ہوگیا تھا کہ غلام کی حالت کیسی کٹھن ہوتی ہے۔ نچلے عرشے سے رات دِن غلاموں کی غم ناک آوازیں آتی رہتی تھیں۔ اُن کو جہاز کے چپوُ چلانے تھے۔ ایک داروغہ کوڑا لئے ہوئے اُن کے سر پر کھڑا رہتا تھا۔ داؤد نے پہلی بار محسوس کیا کہ انسانیت میں ایک چیز مشترک ہے، اور وہ ہے دُکھ درد اور موت۔ اور ہر ایک کے سینے میں آزادی اور محبّت کی تڑپ ہے۔

داؤد سوچنے لگا، توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ پر بنایا۔ ہر انسان پر اللہ کی چھاپ ہے۔ نچلے عرشے پر رہنے والے مجرم غلاموں پر بھی اُس کی چھاپ ہے۔ پہلی بار اُس کی یہودی ضمیر نے چُبھن محسوس کی کہ مَیں بھی قصوروار ہوں۔ خدا نے ہم یہودیوں کے سپُرد اپنا کلام کیا تاکہ غیر یہودیوں کو بھی روشن کریں۔ لیکن ہم نے اُسے اپنے

ہی تک محدود رکھا بلکہ ہم باقی دُنیا کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ داؤد نے اِس بات سے توبہ کی۔ اِس مصیبت میں اُسے خیال آیا کہ مَیں بھی خود غرض ہوں کہ اپنے باپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ مَیں نے اللہ کے حُکم کی بھی پروا نہیں کی کہ "تُو اپنے باپ کی عزت کرکے اُس کی فرماں برداری کر۔" اَب اُس کی سمجھ میں آیا کہ میری نیک نامی اور عزت کو کیسا نقصان پہنچا ہے۔ لیکن پھر بھی اُس کی حالت کئی ساتھی غلاموں سے بہتر تھی کیونکہ خدا پر اُس کا ایمان اب بھی قائم تھا۔

یہ سفر مصیبت کا پہاڑ ثابت ہوا۔ جہاز سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتا رہا۔ داؤد اور دیگر قیدی بیمار ہو گئے۔ اِن کے چھوٹے چھوٹے غلیظ کمروں میں گرمی اور بدبو بڑھتی ہی گئی۔ چھت میں جھولتی ہوئی شمع بھی گرمی اور دھوئیں میں اضافہ کرتی گئی۔ اِن پریشانیوں میں داؤد کو دُعا ہی میں تسلّی اور سکون ملتا تھا۔ اَب سوائے اللہ کے اُس کے پاس کچھ نہیں بچا تھا۔ زیارت کا ایک زبور اُس کو بار بار یاد آتا تھا:

مَیں اپنی آنکھوں کو پہاڑوں کی طرف اُٹھاتا ہوں۔

میری مدد کہاں سے آتی ہے؟

میری مدد رب سے آتی ہے،

جو آسمان و زمین کا خالق ہے۔

وہ تیرا پاؤں پھسلنے نہیں دے گا۔

تیرا محافظ اونگھنے کا نہیں۔

یقیناً اسرائیل کا محافظ نہ اونگھتا ہے، نہ سوتا ہے۔

رب تیرا محافظ ہے،

رب تیرے دہنے ہاتھ پر سائبان ہے۔

نہ دن کو سورج، نہ رات کو چاند تجھے ضرر پہنچائے گا۔

رب تجھے ہر نقصان سے بچائے گا،

وہ تیری جان کو محفوظ رکھے گا۔

رب اب سے ابد تک تیرے آنے جانے کی پہرا داری کرے گا۔ (زبُور 121)

داؤد کو زندہ خدا بہت یاد آنے لگا۔ اُس نے کِس طرح اسرائیلیوں کی حفاظت کی اور اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کیا تاکہ وہ اُس کی وفاداری کو جان لیں۔ لیکن اُس کے بے وفا لوگ کتنی بار اپنی ہی راہوں پر چل نکلے۔ مَیں کیوں سوچنے لگا تھا کہ مَیں اپنی قوم کو آزاد کرانے کے لئے کچھ کرسکتا ہوں! مَیں تو بھول گیا تھا کہ سارا اختیار قادرِ مطلق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اَب بھی میرا کچھ نہیں گیا کیونکہ خدا میرے ساتھ ہے۔ وہی میری راہنمائی اور مدد کرے گا۔

جہاز نے زبردست ہچکولا کھایا۔ دوسرے لوگوں کی گالیوں اور آہوں کے درمیان ایک غیریہودی کی دبی دبی آواز اُبھری، "دیوتاؤ، مدد کرو۔" فوراً ہی ایک اَور آواز آئی، "بے وقوف! مت پُکارو اِن دیوتاؤں کو۔ اُنہیں تو ہمیں دُکھ دینے میں بلکہ ہمیں تباہ کرنے میں مزہ آتا ہے۔" اِس مصیبت میں اِن آدمیوں کے دلوں میں آرزو اُبھر رہی تھی کہ کاش کوئی راست باز اور محبت بھرا خدا حاکم ہوتا۔ ایسا خدا جسے ہماری مصیبتوں کا احساس ہوتا اور جو ہماری فکر کرتا۔ ہاں داؤد سچ مچ خوش قسمت تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگرچہ لوگوں کی نظر میں مَیں غُلام ہوں اور اُن کی نگاہوں میں

میری قدر کسی بے جان شے سے زیادہ نہیں تو بھی اللہ کی نِگاہ میں مَیں بہت گراں قدر ہوں۔

واقعی خدا داؤد کے ساتھ تھا۔ اُسے سینیٹر گلَوکُس کے گھریلو غُلاموں میں شامل کیا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے آقا کی تیز نگاہوں نے دیکھ لیا کہ وہ نہ صرف تعلیم یافتہ اور ذہین ہے بلکہ بہت قابلِ اعتماد بھی۔ اُس نے اُس کا رُتبہ بڑھا کر اُسے غُلاموں کے داروغے کا نائب بنا دیا۔ داؤد اِس بات پر خوش تھا کہ اُس کی مالکن قدیم قسم کے اچھے رومیوں کی طرح اپنے گھر کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ وہ غُلاموں کی نگرانی کا خاص خیال رکھتی اور اپنے خاوند سے وفادار بھی رہتی تھی۔ لیکن اُس کو اُس گھر میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ وہاں موت کے سائے لہرانے لگے۔ بیگم گلَوکُس فوت ہوگئی، اور اُس کا جنازہ بہت پُروقار انداز میں اُٹھایا گیا۔ مگر جوں ہی اُس کی چِتا کی آگ بُجھی گھر میں ایک بڑا خلا محسوس ہونے لگا، گویا گھر کی روح رُخصت ہوگئی ہے۔ سب سے زیادہ اثر سینیٹر کے تیرہ سالہ بیٹے انٹونیُس پر ہوا۔ اَب داؤد

کو معلوم ہوا کہ غیر یہودیوں کے درمیان نہ صرف غریب بلکہ امیر بھی دِلی زخموں سے کراہ رہے ہیں۔

انٹونیُس کے ساتھ داؤد کا رویّہ بڑے بھائی جیسا تھا۔ وہ اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرتا تھا۔ داؤد کو اُس پر ترس آتا تھا، اور وہ اُس کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن غُلام ہوتے ہوئے وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ پھر حالات عجیب طور سے اُنہیں ایک دوسرے کے قریب لائے۔ ایک دِن ایک گاڑی کے گھوڑے بے قابو ہو گئے۔ جب وہ سرپٹ دوڑے آ رہے تھے تو انٹونیُس بھاگ کر اُن سے بچنے کی کوشش میں گِر پڑا۔ داؤد نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اُسے اُن کی زد سے بچا لیا۔ لیکن گاڑی داؤد سے ٹکرا گئی، اور اُس کے سر میں بڑا سا زخم آ گیا۔

ایک اَور موقعے پر ایک نیا غُلام بالکُل ہی پاگل پن پر اُتر آیا۔ اُس کی بیوی اور بچے کسی اَور مالک کے ہاتھ فروخت کر دیئے گئے تھے اِس لئے وہ انتہائی مایوس تھا۔ ایک دِن وہ چلّاتا ہوا باورچی خانے میں گُھس آیا اور چُھری اُٹھا کر باہر بھاگ گیا۔ بدقسمتی سے انٹونیُس اِس خطرے سے بے خبر اُس کے آگے آگے

جا رہا تھا۔ اچانک غُلام نے وہ چُھری انٹونیُس کے کندھے میں اُتار دی۔ وہ درد سے تلمِلا کر گھوما۔ اِتنے میں داوؔد اُس پاگل کو دبوچ چُکا تھا۔ مگر اُسے قابو کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ وہ لمبا چوڑا مضبوط جسم کا مالک تھا اور اِنتہائی غُصّے میں تھا۔ دوسرے غُلاموں کے پہنچنے تک داوؔد کو بھی کئی زخم لگ چکے تھے۔ سینیٹر گلَوکُس داوؔد سے بہت مُتاثر ہوا۔ اُس نے اُس کا رُتبہ اَور بھی بڑھا دیا۔ اِدھر انٹونیُس نے محسوس کیا کہ میرے اور داوؔد کے درمیان ایک انسانی بندھن مضبوط ہو رہا ہے۔ اُس کے دِل میں اُس کے لئے بڑا احترام پیدا ہو گیا۔ وہ اکثر سوچتا کہ یہ غُلام دوسروں سے مُختلف کیوں ہے؟ وہ ایک آن رکھتا ہے جیسے اپنی قدر و قیمت کو جانتا ہو۔ وہ ایک خاص انداز سے دوسروں کا خیال رکھتا ہے۔

ایک دِن انٹونیُس اور اُس کا استاد پُرانے فلاسفروں کی حکمت پر بات چیت کر رہے تھے۔ وہ معمولی ساز و سامان والے کمرے میں بیٹھے تھے۔ بوڑھے اُستاد پِسکُس نے دیکھا کہ مَیں اپنے شاگرد کی توّجہ حاصل کرنے میں ناکام ہو رہا ہوں۔ لڑکا بار بار جمائیاں لے رہا تھا اور اُس کے

خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے معلوم ہو رہے تھے۔ اچانک انٹونیُس کہنے لگا، ”میرا دِل کرتا ہے کہ داؤد نامی یہودی سے بات چیت کروں اور معلوم کروں کہ اُس کا دیوتا کیسا ہے۔ اِس وقت تو رومی اپنے دیوتاؤں سے تنگ آئے لگتے ہیں۔ اِسی لئے اِتنے بے شمار غیرملکی دیوتا درآمد کرتے پھرتے ہیں، یہاں تک کہ قیصر اوگوستس نے بھی حُکم جاری کر دیا ہے کہ یہودیوں کے خدا کو بھی کوئی مقام دیا جائے۔“

پِسکس جب کبھی کوئی دِل بہلا دینے کی بات سُنتا تو ہلکا سا کھانسا کرتا تھا۔ اِس وقت بھی وہ ہلکا سا کھانسا۔ ”قیصر بہادر بہت روادار اور توہم پرست بھی ہے۔ اُس نے سوچا ہو گا کہ اِس طرح شاید یہودیوں کی گردن کشی اور رومیوں کے خلاف نفرت کچھ کم ہو جائے۔“

پِسکُس بہت گراں قدر غُلام تھا۔ مالک نے اُس کی بھاری قیمت ادا کی تھی۔ لیکن اِس میں پچھتاوے کی کوئی بات نہ تھی۔ وہ غُلام سچ مچ قیمتی تھا۔ وہ پکا دانشور آدمی تھا۔ اب اُس نے اپنے شاگرد کی درخواست قبول کی، اور اُس کی بوڑھی آنکھیں چمک اُٹھیں۔

تب داؤد کو بلایا گیا، اور وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے گزرے دنوں کے کسرتی بدن میں اب بھی کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا، البتہ اُس کی آتشیں نگاہوں میں تبدیلی آ گئی تھی۔ اُس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اکثر افسُردگی کا شِکار رہتا تھا۔ جب پِسکُس نے اُسے بیٹھنے کو کہا تو وہ حیران بھی ہوا اور پریشان بھی۔ مگر پِسکُس کہنے لگا، "ہم تمہارے خدا کے بارے میں کچھ سُننا چاہتے ہیں۔" تو اُس کا دل خوشی سے بھر گیا۔

اُس نے کہنا شروع کیا، "ہم ایک ہی خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو قادرِ مطلق ہے اور جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ خدا کا کلام بتاتا ہے کہ انسان کو اللہ کی شبیہ پر پیدا کیا گیا۔ اُسے اِس لئے پیدا کیا گیا کہ اپنے خالق سے محبت رکھے اور اُس کی خدمت کرے۔ لیکن مجبوری سے نہیں بلکہ اپنی آزاد مرضی سے۔ اللہ نے پہلے دونوں افراد کی وفاداری کا امتحان لیا۔ اِس کے لئے اُس نے ایک پھلدار درخت کو استعمال کیا۔ اُس نے اُن دونوں کو اُس کا پھل کھانے سے منع کر دیا اور اُن کو صاف صاف بتا دیا کہ اگر نافرمانی کریں گے تو مر جائیں گے۔ مگر

ابلیس جو خدا کا مخالف ہے، وہ آ گیا۔ اُس نے پہلے جوڑے یعنی آدم اور حوّا کے دِل میں اللہ کے کلام کے بارے میں شک کا بیج بو دیا۔ اُس نے اُنہیں بتایا، 'تُم ہرگز نہیں مرو گے۔ ایسی فضول باتوں کا یقین مت کرو۔ خدا جانتا ہے کہ یہ پھل کھاؤ گے تو اُسی کی مانند ہو جاؤ گے۔ اِسی لئے تو اُس نے تمہیں اِسے کھانے سے منع کیا ہے۔'

"ابلیس اُن کے دِلوں میں شک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیا اللہ سچ مچ اُتنا اچھا ہے جتنا کہتا ؟ کیا وہ محض بہانہ تو نہیں کر رہا کہ ہم اُس کے پیارے فرزند ہیں تاکہ اِس طرح ہم پر رعب جماتا رہے؟ اُس نے ہمیں اِتنا مزے دار پھل کھانے سے منع کیوں کر رکھا ہے؟ ہوتے ہوتے آدم اور حوّا بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اُن کے دِل میں خواہش پیدا ہوگئی کہ ہم خدا کے اختیار سے نکل جائیں، ہم اپنی زندگی کے خود مالک بن جائیں۔ اُنہوں نے منع کئے گئے پھل میں سے کھا لیا۔ لیکن جلد ہی اُنہیں معلوم ہو گیا کہ ابلیس جھوٹا ہے۔ کیونکہ اُس کا حُکم مان کر وہ اُس کی ماتحتی میں چلے گئے تھے۔ اب اُن کی زندگی پر ابلیس کا اختیار ہو گیا تھا۔ بلکہ حقیقت میں اُن کی وجہ سے تمام انسان شیطان کے قبضے میں چلے

گئے۔ اَب آدم اور حوّا کو ہانک کر اللہ کی حضوری سے نکال دیا گیا۔ لیکن وہاں سے نکلنے سے پہلے خدا نے اُن سے وعدہ کیا کہ آئندہ کسی وقت ایک نجات دہندہ آئے گا جو انسان کو شیطان کے قبضے سے چھُڑائے گا۔"

داؤد نے زور دے کر کہا کہ "ہم ابھی تک المسیح یعنی اُس نجات دہندے کا انتظار کر رہے ہیں۔ بہت عرصہ گزر گیا ہے۔ لیکن جب بھی ہماری قوم بے دل ہونے لگتی ہے تو اللہ کا وعدہ اُسے نیا حوصلہ دیتا ہے۔ اللہ بھی اپنے نجات کے منصوبے کی تکمیل کر رہا ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو ہمارے بزرگ ابراہیم پر ظاہر کیا۔ اُسے فلسطین کا ملک دیا اور وعدہ کیا کہ 'تیری نسل کے وسیلے سے مَیں ساری قوموں کو برکت دوں گا۔' اور ایسا ہوا بھی۔"

انٹونیُس نے بات کاٹی، "مگر ابراہیم کو ہی کیوں چُنا گیا ؟ کیا وہ خدا کا چہیتا تھا ؟ یا وہ دوسروں سے بہتر تھا ؟"

پِسکُس نے جواب دیا، "ساری چیزوں کا خالق جسے چاہتا ہے، چُن لیتا ہے۔ کیوں داؤد ؟"

داؤد اِس جواب سے حیران ہوا۔ مگر انٹونیُس کا شک دُور نہیں ہوا تھا۔ ”ہم نے تو کبھی نہیں سُنا کہ کوئی محبت کا خدا بھی ہوتا ہے۔ یا ایسا خدا بھی ہوتا ہے جو اپنے وعدے پورا کرتا ہے۔ ایسا سوچنا ہی حماقت ہے۔ ہمارے دیوتا تو انسانوں سے ملتے جلتے ہیں، انتقام لیتے ہیں۔ وہ انسانوں سے کہاں محبت رکھتے ہیں! وہ صرف عبادت اور قربانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن انسان اُن کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے کوئی سروکار نہیں رکھتے بلکہ ہم سے بہت دُور رہتے ہیں۔ اُن سے ڈرتے رہنا چاہیۓ۔“ داؤد کا امتحان لینے کی غرض سے لڑکے نے اُس سے پوچھا، ”کیا تمہارا خدا ظالم نہیں ہے کہ اُس نے انسان پر بیماری اور موت کو آنے دیا ؟“

داؤد نے اپنا سر ہلایا۔ ”نہیں۔ اللہ نے ساری حقیقت آدم اور حوّا کے سامنے رکھ دی تھی۔ اُس نے اُنہیں خبردار کر دیا تھا کہ نافرمانی کا نتیجہ بہت ہول ناک ہو گا۔ وہ موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ مگر ابلیس نے جھوٹ بولا تا کہ اُنہیں اپنے قبضے میں کر لے۔ لیکن غور کریں، خدا نے پہلے ہی ایک منصوبہ تیار کر رکھا تھا۔ اُس نے وعدہ کیا کہ

مَیں ایک نجات دہندہ بھیجوں گا۔ ہم یہودی پکا یقین رکھتے ہیں کہ یہ وعدہ جلد پورا ہونے کو ہے۔ اِسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اپنے نافرمان اور بے وفا بچّوں سے اب تک پیار کرتا ہے۔"

داؤد رُکا تو انٹونیُس نے بے صبری سے ہاتھ ہلایا۔ "مَیں سمجھ رہا ہوں۔ کہتے جاؤ۔"

داؤد نے بات جاری رکھی، "بزرگ ابراہیم کے بیٹے اسحاق سے یعقوب پیدا ہوا۔ اُس کے بارہ بیٹے ہوئے جن سے بارہ قبیلے نکلے۔ پیش گوئی کی گئی تھی کہ وہ مصر جائیں گے اور وہاں بڑی مُصیبتوں میں سے گزریں گے۔ لیکن پھر آزاد کئے جائیں گے اور فلسطین کے ملک میں واپس آئیں گے۔ اور سچ مچ یہ سب کچھ پورا ہوا۔ وہ بہت سال غُلامی میں رہے۔ وہاں اُن کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ پھر خدا نے موسیٰ نبی کو برپا کیا۔ اُس نے اسرائیلیوں کو غُلامی سے چُھڑایا۔ لیکن اُنہیں اپنے وطن پہنچنے میں چالیس برس لگ گئے۔ اِس طرح آہستہ آہستہ وطن تک لانے میں اللہ کا ایک مقصد تھا۔ راستے میں اُس نے بار بار اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ اُسے جانیں اور اُس

کی محبت اور وفاداری کو بہتر طور سے سمجھ لیں۔ کیونکہ اُسے جان کر ہی وہ اُس سے محبت رکھ سکیں گے اور خوشی سے اُس کی خدمت کرسکیں گے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے لوگ خدا کی راہوں کو جاننے اور سمجھنے میں سُست تھے۔ جب بھی وہ گناہ کرتے اور اللہ کی راہوں سے پھر جاتے تو خدا اُنہیں بڑی سخت سزا دیتا۔ اُن کو یہ سبق سیکھنا پڑا کہ ہم پاک خدا کے ساتھ ناراست چال نہیں چل سکتے۔ وہ چاہتا تھا کہ میرے لوگوں پر میری پاکیزگی، محبت اور وفاداری کا گہرا نقش ثبت ہو جائے۔ اسرائیلیوں کا فرض تھا کہ دوسری قوموں کو بتاتے کہ اللہ کتنی عجیب و غریب ہستی ہے۔ مگر ہم اِس بات سے قاصر رہے۔"

انٹونیُس کو ابھی تک شک تھا۔ "جب کوئی مر جاتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ کیا کوئی تسلّی بخش خیال پیش کر سکتے ہو؟"

داؤد نے نفی میں سر ہلایا۔ "بہت صاف جواب تو نہیں دے سکتا۔ لیکن جو لوگ زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کے احکام پر چلتے ہیں وہ بُزرگ ابراہیم کے پاس فردوس میں چلے جائیں گے۔ مجھے صرف اِتنا

ہی پتا ہے۔ لیکن ... " اور یہاں اُس کا لہجہ نرم ہوگیا ... "موعودہ نجات دہندہ آنے والا ہے۔ وہ ہمیں ساری باتیں بتائے گا۔"

پِسکُس بڑے شوق سے آگے کو جُھکا، "تُم یہودیوں نے نجات دہندے کا یہ خواب ساری دُنیا میں پھیلا دیا ہے۔ دُنیا تو بالکل گل سڑ چکی ہے۔ اکثر لوگوں کے لئے زندگی بےمقصد اور بےمعنی چیز ہے۔ بدی نے معاشرتی زندگی تباہ کرکے رکھ دی ہے۔ یہ حالت کہاں تک چل سکتی ہے؟ نجات دہندے کے بغیر انسانیت خود کو تباہ کر لے گی۔"

انٹونیُس خاموشی سے اِن باتوں پر غور کر رہا تھا۔ وہ دیوتاؤں پر یقین نہیں رکھتا تھا، مگر یہ ضرور محسوس کرتا تھا کہ کوئی نہ کوئی طاقت ضرور ہے جس نے ساری چیزیں خلق کی ہیں۔ کوئی قُدرت ہے جو کائنات کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ کیا یہ حیرت افزا بات نہیں کہ ہر سال موسم کیسی باقاعدگی اور دُرُستی کے ساتھ بدلتے ہیں؟ بےشک اِن ساری باتوں کے پیچھے کوئی ذہین اور باشعور قُوّت موجود ہے۔ کائنات پر ایک نظر اِس کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ درخت اور پودے، یہ حیوان اور انسان کیسے

عجوبے ہیں! مگر سوال یہ ہے کہ کیا کوئی محبت بھرا خدا اِن کو قائم رکھے ہوئے ہے؟ اور کیا یہ خالق یہودیوں کا خدا ہے؟"

یک دم اُس کے خیالات داؤد کی طرف پلٹے۔ بڑے تجُسس کے ساتھ اُس نے سوال کیا، "مجھے بتاؤ۔ تُم غُلام کیسے بن گئے؟ کیا تمہارا باپ زندہ ہے؟ کیا تمہارے بھائی بہن ہیں؟ کیا تمہاری ماں ابھی تک زندہ ہے؟"

بڑی توجہ سے وہ داؤد کی غم ناک کہانی سُننے لگا۔ اُس کے دِل میں ترس کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ داؤد نے خطرے کے وقت اُس کی حفاظت کی تھی۔ اب بدلے میں وہ بھی کچھ کرنا چاہتا تھا۔ "مَیں والد صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں آزاد کر دیں۔ وہ ضرور میری درخواست پر عمل کریں گے۔ اگرچہ تمہارے چلے جانے سے مجھے رنج ہو گا۔" اُس نے معذرت چاہی۔ ادب سے جُھک کر اپنے اُستاد کو سلام کیا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

داؤد حیرت سے بُت بنا رہ گیا۔ پِسکُس اُسے دیکھ کر مُسکرانے لگا، ”جب تک اِس جیسے نرم دِل لڑکے موجود ہیں کچھ نہ کچھ اُمید باقی ہے،“ اُس نے آہستہ سے کہا۔

غیر متوقع تیزی سے نوجوان رومی واپس آیا اور داؤد کو اپنے باپ کے پاس لے گیا۔ سینیٹر ایک کُرسی پر نیم دراز تھا۔ داؤد کو لگا جیسے وہ بیمار ہے۔ لیکن اُس کے آقا نے نرمی سے مسکرا کر اُسے دیکھا۔ ”انٹونیُس نے پُرزور درخواست کی ہے کہ تمہیں آزادی عطا کی جائے۔ اُس نے مجھے تمہارے سارے حالات بھی سُنائے ہیں۔ مَیں بڑی خوشی سے تمہیں تمہارے خاندان کو واپس کروں گا۔ کل ہم مجسٹریٹ کے پاس چلیں گے تو تمہاری آزادی تمہیں واپس مل جائے گی۔“

داؤد شُکر گزاری اور گہرے جذبات سے مغلوب ہو کر نیچے گِرا اور سینیٹر کے پاؤں پکڑ لئے، ”آقا! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میرا باپ بڑی خوشی سے وہ رقم ادا کر دے گا جو آپ نے میرے لئے ادا کی ہے۔“

سینیٹر تھکے انداز میں کُرسی سے ٹیک لگائے سختی سے بولا، ”کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ گلوکُس کے سینے میں دِل نہیں ہے۔ اور ہاں، ایک

بات سے خبردار کر دوں۔ وطن واپس جا کر کبھی سیاسی معاملات میں ملوث نہ ہونا۔ ورنہ تُم پر اور تمھارے خاندان پر اِس سے بھی بڑی مصیبت آ سکتی ہے۔ اُٹھو، مجھے سہارا دو۔ مَیں علیل ہوں، لیٹنا چاہتا ہوں۔"

اگلے دِن داؤد کی اُمیدوں پر پانی پھرتا نظر آنے لگا۔ اُس کے مالک کی حالت نازُک معلوم ہو رہی تھی۔ اگر وہ مر گیا تو داؤد شاید یہ اَن مول آزادی کبھی حاصل نہ کر سکے۔ اِس صورت میں تو شاید تمام غُلاموں کو بیچ دیا جائے۔ مُستقبل بالکل غیر یقینی معلوم ہو رہا تھا۔

حیران کن پیغام

کفرنحوم کی ٹیکس کی چوکی پر بڑی گہما گہمی تھی۔ یہ جگہ شہر سے دُور گلیل کی جھیل کے قریب تھی۔ ٹیکس لینے والے متی بن حلفئی کے کارندے اِس علاقے سے مال لے کر گزرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس وصول کر لینے کے ماہر تھے۔ لوگ ٹیکس لینے والوں کو قہر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ لیکن وہ ہاتھوں میں طومار پکڑے مال و اسباب اور اُونٹوں اور گدھوں کے درمیان سب سے بے پروا گھومتے پھرتے تھے۔ سامان کے بورے، ٹوکرے، کپڑے کی گانٹھیں اور پیٹیاں کُھلتی تھیں اور طوماروں پر ٹیکس کی رقم بڑھتی جاتی تھی۔ تھکے ہارے مُسافر دانت

بھینچ بھینچ کر کہتے، "بدمعاش، ہماری چمڑی اُتار لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اُدھر حکومت کو بھی داؤ لگاتے ہیں اور امیر سے امیرتر ہوتے جاتے ہیں۔" اُونٹ فخر سے گردن اُٹھائے جُگالی کرتے رہتے۔ شاید اپنے مالکوں کی بے چینی کا لُطف اُٹھاتے تھے۔ "اچھا ہے اِن کو بھی کبھی کبھی تکلیف ہو۔ اُنھوں نے مصر سے لے کر غزہ تک ہمیں مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے۔ شارون کے میدان سے گُزر کر اور کرمل سے ہوتے ہوئے ہم آخر میں کفرنحوم پہنچے ہیں۔ لو، یہ ٹیکس لینے والے اُن کی وہ چیزیں بھی ڈھونڈ نکالیں گے جن کو چُھپا کر مُلک کے اندر لے جانے کی کوشش میں ہیں۔"

متی نے مگدلہ کی دبورہ کو قریب سے گزرتے دیکھا۔ وہ کسی بوجھ تلے دبی لگ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ کسی نے دبورہ کو راستے میں ٹھہرا لیا ہے۔ اُن کی گفتگو کی کچھ باتیں متی کو بھی سُنائی دینے لگیں۔ دبورہ کہہ رہی تھی، "مگدلینی تو بالکل جنگلی جانور بن گئی ہے۔ کوئی اُس کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ مگر میں نے سُنا ہے کہ حضرت عیسیٰ ایسے لوگوں پر ترس کھاتے ہیں۔ وہ بدروحوں کو نکالنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ اِس لئے

مَیں نے سوچا کہ آ کر اُن کی باتیں سُنوں تاکہ مجھے اُن کا کچھ پتا لگ جائے۔"

متی کے دل میں اُس خاندان کے لئے بہت ہمدردی تھی۔ دُنیا میں کیسی کیسی مصیبتیں اور دُکھ ہیں! اورسب سے بُری بات یہ کہ انسان کو یہ سب کچھ اکیلے ہی سہنا پڑتا ہے۔

متی کو تسلّی تھی کہ میرے کارندے بہت اچھی طرح کام کر رہے ہیں۔ بہت سی کشتیاں بھی لنگر انداز تھیں۔ آج اُسے پھر خاصی کمائی کرنے کا موقع تھا۔ حقیقت میں امیر ہونے کے لئے کفرنحوم اچھی جگہ تھی۔ یہ سرحدی قصبہ اورٹیکس کا مرکز تھا۔ اِس کے علاوہ اُس کے کئی ایک امیر گاہک تھے جوٹیکس کی ادائیگی سے بچنے کے لئے بڑی خوشی سے رشوت دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔ مگر اِن ساری باتوں کے باوجود آج کل اُس کے دِل پر ایک بوجھ سا رہتا تھا۔ آخر کیوں؟ کون سی بات اُسے بے قرار رکھتی بلکہ رات کی نیندیں بھی حرام کر رہی تھی؟ کچھ تازہ دم ہونے کی خاطر وہ اُٹھا اورجھیل کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ گلیل کی جھیل چھوٹی سی ہے۔ شمال سے جنوب تک کوئی 23 میل لمبی اورمشرق سے

مغرب تک 8 میل چوڑی ہے۔ اِس پر مچھلی پکڑنے کی بے شمار کشتیاں تیرتی پھرتی تھیں۔ نیلگوں پانی کے پس منظر میں سفید سفید بادبان بہت دل فریب منظر پیش کرتے تھے۔ جھیل چاروں طرف اونچی نیچی پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہے، لیکن آج یہ خوب صورت منظر اُس کا دل بہلا نہ سکا۔ افرائیم بن سلیمان نے اُس کے گھر پیغام بھیجا تھا کہ مَیں تمہیں ایک بہت بڑی خبر سُنانا چاہتا ہوں۔ "ہو سکتا ہے اِس کا تعلق داؤد سے ہو،" متی نے بڑی اُمید سے سوچا۔ اگرچہ اُسے روپئے پیسے کی بڑی ہوس تھی تاہم اُس کا دل نرم تھا۔ اُسے افرائیم کا بہت احساس ہوتا تھا۔ خیر وہ سوداگر آئے گا تو خبر کا پتا چلے گا۔

جھیل کے کنارے سیر کرتے وقت متی کو ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ ہی نے میرے خیالات میں ہل چل مچا رکھی ہے۔ اِن دنوں میں وہ گلیل میں منادی کرتے اور شفا دیتے پھر رہے تھے۔ جب سے حضرت عیسیٰ ناصرت سے کفرنحوم آ گئے تھے متی کو اکثر اُن سے ملنے کا اتفاق ہو جاتا تھا۔ عام طور پر ایک بڑی بھیڑ اُن کے گرد جمع رہتی تھی۔ ابھی چند دن پہلے ہی وہ اِسی جھیل کے کنارے منادی کر رہے تھے۔ متی بھی دُور

کھڑا سُن رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ کی باتیں سُن کر وہ کانپ گیا تھا۔ اپنے دُنیاوی مال و اسباب میں اُس کی خوشی جاتی رہی تھی۔ اب وہ بالکل ہی دل برداشتہ ہو گیا تھا۔

بھیڑ میں سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے کہا تھا، "اُستاد، میرے بھائی سے کہیں کہ میراث کا میرا حصہ مجھے دے۔" مگر حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "بھئی، کس نے مجھے تم پر جج یا تقسیم کرنے والا مقرر کیا ہے؟" اور پھر بھیڑ کو مخاطب کر کے فرمایا، "خبردار! ہر قِسم کے لالچ سے بچے رہنا، کیونکہ انسان کی زندگی اُس کے مال و دولت کی کثرت پر منحصر نہیں۔"

اُنہوں نے اُنہیں ایک تمثیل بھی سُنائی تھی کہ "کسی امیر آدمی کی زمین میں اچھی فصل پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ سوچنے لگا، 'اب مَیں کیا کروں؟ میرے پاس تو اِتنی جگہ نہیں جہاں مَیں سب کچھ جمع کر کے رکھوں۔' پھر اُس نے کہا، 'مَیں یہ کروں گا کہ اپنے گوداموں کو ڈھا کر اِن سے بڑے تعمیر کروں گا۔ اُن میں اپنا تمام اناج اور باقی پیداوار جمع کر لوں گا۔ پھر مَیں اپنے آپ سے کہوں گا کہ لو، اِن اچھی چیزوں سے تیری ضروریات بہت سالوں تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اب آرام کر۔ کھا،

پی اور خوشی منا۔' لیکن اللہ نے اُس سے کہا، 'احمق! اِسی رات تُو مر جائے گا۔ تو پھر جو چیزیں تُو نے جمع کی ہیں وہ کس کی ہوں گی؟' یہی اُس شخص کا انجام ہے جو صرف اپنے لئے چیزیں جمع کرتا ہے جبکہ وہ اللہ کے سامنے غریب ہے۔"[a]

حضرت عیسیٰ کے اِن الفاظ نے ٹیکس لینے والے کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اُسے محسوس ہوا کہ وہ مجھ سے ہی ہم کلام ہیں۔ ہاں! مال و دولت اور روپئے پیسے کی خاطر وہ بہت کچھ قُربان کرنے کو تیار رہتا تھا۔ جب سے وہ ٹیکس لینے والا بنا تھا اُس پر عبادت خانہ بھی بند ہو گیا تھا۔ وہ کسی مقدمے میں عدالت میں گواہی بھی نہیں دے سکتا تھا۔ اب اُسے چوروں اور قاتلوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ سوچتے سوچتے متی کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ کٹّر یہودی اُس کے ساتھ ملنا بھی پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ ٹیکس لینے والوں کو ناپاک چیزوں اور ناپاک جانوروں کے برابر خیال کیا جاتا تھا۔ اب متی کو مذہب کی کوئی پروا نہیں رہی تھی۔ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے سینکڑوں احکام پر عمل کرنے کا تکلّف

---

[a] لُوقا 12:13-21

نہیں کرسکتا تھا۔ محسوس کرتا تھا کہ مذہبی طور سے نہانے دھونے اور طہارت کرنے سے گناہ نہیں دُھل سکتے۔ نہ بہتر زندگی بسر کرنے میں اِن باتوں سے کوئی مدد ملتی ہے۔ دینی راہنما اپنی نیکی اور پاکیزگی پر فخر کرتے تھے۔ لیکن کیا اِن لیڈروں کو عام انسانوں سے محبت نہیں کرنی چاہیئے؟ وہ تو عام لوگوں کو لعنتی سمجھتے ہیں جو شریعت کے ایک ایک شوشے کو پورا نہیں کر سکتے۔

متی نے محسوس کیا کہ حضرت عیسیٰ دوسروں سے کتنے مختلف ہیں۔ اُن کی باتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور سیدھی دل میں اُتر جاتی ہیں۔ اُن کا کلام سُن کر اُسے احساس ہوا کہ میری روح خدا کے لئے تڑپ رہی ہے اور اُسے خوش کرنے کی آرزومند ہے۔ متی اپنی زندگی میں گہرے مطلب اور مقصد کے لئے تڑپنے لگا۔ اب تک وہ صرف اپنے لئے خزانہ جمع کرتا رہا تھا۔ اللہ کے لئے اُس نے کیا کِیا تھا ؟ اُس نے خدا کی کیا پروا کی تھی؟ اگر آج رات اُس کی جان چلی جائے تو کیا ہو گا ؟

سوال یہ تھا کہ اب وہ اپنی زندگی کو کیسے بدلے؟ ٹیکس لینے والا بن جانے کے بعد کوئی یہودی سنجیدگی سے اُس کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔ اُن

کی نظروں میں وہ ایسا گیا گزرا گناہ گار ہے جس کے لئے کوئی اُمید نہیں۔ شمعون پطرس اور اُس کا بھائی اندریاس کتنے خوش قسمت تھے۔ وہ یوحنّا بن زبدی اور اُس کے بھائی یعقوب سمیت حضرت عیسیٰ کے شاگرد بن گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے اُنہیں اپنے خاص شاگرد بنا لیا تھا۔

متی، شمعون پطرس کے بارے میں سوچ کر خود ہی مُسکرانے لگا۔ گزشتہ دنوں اکثر اِن دونوں کی ملاقات ہوتی رہی تھی۔ شمعون، حضرت عیسیٰ کے بارے میں جوش سے بھرا ہوا تھا۔ وہ بڑے اعتماد سے کہتا تھا کہ "یہی اَلمسیح ہیں۔ دیکھا نہیں کتنی بھیڑ سارا وقت اُن کے پیچھے پیچھے چلتی رہتی ہے؟ وہ پیدائشی لیڈر ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ ظاہر کریں گے کہ مَیں اَلمسیح ہوں۔ تب وہ قوم کو عزت اور جلال بخشیں گے۔"

اُس کا بھائی اندریاس اعتدال پسند آدمی تھا۔ متی سوچتا تھا کہ ایسے جوشیلے بھائی کے ساتھ زندگی گزارنا کتنا مُشکل ہوتا ہو گا! شمعون پطرس نے اُسے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ کس طرح حضرت عیسیٰ کے شاگرد بن گئے تھے۔ ایک دن وہ جھیل میں جال ڈال رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ وہاں سے گزرے۔ اچانک وہ رُکے اور کہنے لگے، "آؤ، میرے پیچھے ہو

لو۔ مَیں تم کو آدم گیر بناؤں گا۔" شمعون پطرس نے متی کو بتایا کہ "مالک کی آواز سُن کر ہم فوراً تیار ہو گئے۔ ہم ایک بڑے مقصد کے لئے سب کچھ چھوڑ دینے کو تیار تھے۔" اُس نے یہ بھی بتایا کہ "ہمارے مالک کو اگلے چند شاگرد چننے میں دیر نہیں لگی۔ ہم جھیل کے کنارے کنارے چلے جا رہے تھے کہ زبدی کا خاندان مل گیا۔ زبدی اور اُس کے بیٹے یوحنّا اور یعقوب جالوں کی مرمت کر رہے تھے۔ وہ پہلے ہی حضرت عیسیٰ کو جانتے تھے۔ اِس لئے جب اُنہوں نے اُنہیں بُلایا تو ہمیں حیرانی نہ ہوئی۔ وہ فوراً اپنے باپ کو کشتی میں چھوڑ اُن کے پیچھے ہو لئے۔"

متی نے دیکھا تھا کہ اِن دِنوں حضرت عیسیٰ قریبی شاگردوں کے گروہ میں گھرے رہتے تھے۔ وہ اکثر حیران ہوتا تھا کہ آتش مزاج شمعون پطرس اورغور و فکر والی طبیعت والا یوحنّا بن زبدی اکٹھے کس طرح گزارا کریں گے۔ اگرچہ متی جانتا تھا کہ زبدی کے بیٹے بھی کبھی کبھی نہایت غصے ہو جایا کرتے ہیں۔ اُن کو "گرج کے بیٹے" یوں ہی تو نہیں کہتے تھے۔

ٹیکس لینے والا چوکی پر واپس آ گیا۔ اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ افرائیم بن سلیمان اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ سوداگر پُھرتی سے اُٹھ کر متی سے ملا۔

اور اُٹھتے ہی کہنے لگا، "اللہ نے مجھ پر بڑی مہربانی کی ہے۔ میرے بیٹے داؤد سے بڑی اچھی خبر ملی ہے۔ روم سے اُس کے مالک نے چٹھی بھیجی ہے کہ داؤد کو آزادی مل گئی ہے اور کہ وہ گھر آ رہا ہے۔ اُس کا مالک سخت بیمار ہو گیا تھا۔ ورنہ اُسے جلدی گھر بھیج دیتا۔"

متی کی آنکھیں بھر آئیں، "مبارک ہو عالی جاہ! مُبارک ہو!" اُس نے گرم جوشی سے کہا، "ہر قوم میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں۔"

باہر سے طرح طرح کی آوازیں متواتر چوکی کے اندر آ رہی تھیں۔ کبھی گدھے ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے تو کبھی اُونٹ بلبلانے لگتے۔ ٹیکس لینے والوں کے مطالبے اور دینے والوں کی شکایات کا شور عجیب بے ہنگم سا لگ رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑ کی آمد آمد کے شور نے باقی ساری آوازوں کو ماند کر دیا۔ متی نے جلدی سے باہر جھانکا تو کہنے لگا، "یہ تو حضرت عیسیٰ آ رہے ہیں۔" مردوں، عورتوں اور بچوں کا بے پناہ ہجوم کھڑکی کے سامنے سے گزرنے لگا تو وہ بولا، "جناب، یہ حضرت عیسیٰ تو خاص ہی ہستی ہیں۔ آسمان کی باتیں تو ایسے کرتے ہیں کہ انسان کا دل بے اختیار چاہنے لگتا ہے کہ وہاں پہنچ جائے۔ کہتے ہیں کہ خدا محبت

ہے اور خود اُن کی اپنی زندگی میں محبت صاف دکھائی دیتی ہے۔ راستے ہی میں وہ بیماروں کو شفا دیتے، کمزوروں اور بے سہاروں کی مدد کرتے ہیں۔" متی ذرا دم لینے کو رُکا اور پھر بولا، "میرے جیسے معاشرے کے دُھتکارے ہوئے تو اُن کی محبت کو خاص طور سے محسوس کرتے ہیں۔ جب بھی میری آنکھیں اُن کی آنکھوں سے چار ہوتی ہیں تو مجھے محبت اور ہمدردی ہی نظر آتی ہے۔ اور میرا دل چاہتا ہے کہ زندگی کو نئے سرے سے شروع کرکے اِسے صرف اللہ کے لئے بَسر کروں۔" اب اُس کے لہجے میں ذرا تُندی آ گئی، "ہمارے دینی پیشوا کتنے مختلف ہیں! وہ شریعت کی ذرا ذرا سی بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر انسانوں اور خدا کے لئے محبت نام کو نہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔"

افرائیم نے فکرمندی سے کہا، "جہاں تک حضرت عیسیٰ کا تعلق ہے، وہ مُصیبت کی طرف ہی گامزن ہیں۔ ہمارے لیڈروں نے اُن کے خلاف ایکا کر لیا ہے، یہاں تک کہ خطرہ ہے کہ اُنہیں تباہ ہی کر دیں۔"

پھر آہ بھر کر کہا، ”کہیں میرا آتش مزاج بیٹا داؤد دوبارہ کسی خطرے میں نہ کود پڑے۔“

متی نے بھی ایسے ہی اندیشے کا اظہار کیا، ”مَیں نے سُنا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر عبادت خانے بند کئے جا رہے ہیں۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ اِس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے پیشوا اُن سے جلتے ہیں۔ ساری دُنیا اُن کی پیروی کر رہی ہے، کیونکہ وہ اللہ کی آواز ہیں۔ اُنہوں نے کتنوں کو بالکل نئی زندگی عطا کی ہے! مَیں نے اُس آدمی کے بارے میں بھی سُنا ہے جس کو اُنہوں نے سبت کے دِن عبادت خانے کے اندر شفا دی۔ اُس کا ہاتھ سوکھ کر بالکل بے کار ہو چکا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ نے اُسے شفا بخشی تو اُس کا ہاتھ بالکل پہلے جیسا ہو گیا۔ اب وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح کام کر کے عزت کی روٹی کھا سکتا ہے۔ لیکن کیا ہمارے لیڈر اِس بات پر خوش ہوئے؟ نہیں۔ بلکہ بڑبڑانے لگے کہ ”سبت کے دِن کام کرنا روا نہیں۔“

متی غُصّے سے بولتا گیا، ”ایک اَور موقعے پر حضرت عیسیٰ نے ایک کُبڑی عورت کو شفا دی۔ بے چاری کی کمر اِتنی جھکی ہوئی تھی کہ اپنے

پاؤں سے آگے دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ حضرت عیسیٰ نے اُس پر رحم کیا۔ بدقسمتی سے یہ واقعہ بھی سبت ہی کو ہوا۔ لیڈر پھر اُن کے مُخالف ہو گئے۔ اُن کو اُس عورت کی خوشی ایک آنکھ نہیں بھائی۔ اِس بار تو حضرت عیسیٰ نے اُنہیں جھڑک دیا۔ کہا، ”تم کتنے ریاکار ہو! کیا تم میں سے ہر کوئی سبت کے دن اپنے بَیل یا گدھے کو کھول کر اُسے تھان سے باہر نہیں لے جاتا تاکہ اُسے پانی پلائے؟ اب اِس عورت کو دیکھو جو ابراہیم کی بیٹی ہے اور جو 18 سال سے ابلیس کے بندھن میں تھی۔ جب تم سبت کے دن اپنے جانوروں کی مدد کرتے ہو تو کیا یہ ٹھیک نہیں کہ عورت کو اِس بندھن سے رِہائی دلائی جاتی، چاہے یہ کام سبت کے دن ہی کیوں نہ کیا جائے؟“[a] یہ بات سُن کر عبادت خانے کے سردار شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ لیکن دوسرے سارے لوگ بہت خوش ہوئے۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ خدا کی محبت ہمارے درمیان ہے۔“ لمحے بھر کے بعد اُس نے بات جاری رکھی، ”اگر مَیں نئے سِرے سے زندگی

[a] لُوقا 13:15-16

شروع کرسکوں تو اُسے پورے دِل سے حضرت عیسیٰ کو دے دوں گا۔ صرف روپئے پیسے ہی انسان کو خوش نہیں کر سکتے۔"

افرائیم اُٹھ کھڑا ہوا، "آؤ دوست، چل کر اُستاد کے پیچھے ہو لیں۔ مجھے بہت شوق ہے کہ خود اُن کی باتیں سُنوں۔" وہ جلدی جلدی جھیل کے ساتھ ساتھ بھیڑ کی طرف چلنے لگے۔ اچانک افرائیم کو ایک نوجوان نظر آیا جو کچھ شناسا لگتا تھا۔ وہ سوچنے لگا یہ کون ہے؟ شمعون زیلوتیس لگتا ہے! وہی جو داؤد کے متعلق بُری خبر لے کر آیا تھا۔ اب وہ بڑے غور سے حضرت عیسیٰ کی باتیں سُن رہا ہے۔ افرائیم نے اشارے سے متی کو اُدھر متوجہ کیا۔ "اگر یہ شخص حضرت عیسیٰ کا شاگرد ہو جائے تو مجھے ہرگز تعجب نہیں ہو گا۔"

متی نے بھی سر ہلایا، "حضرت عیسیٰ کے قریب اُن دوسرے نوجوانوں کو بھی دیکھو۔ اُن پر فریفتہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ قنوطی پسند توما ہے۔ اور وہ جسیم جیسا تدّی ہے۔"

افرائیم مسکرایا، "مَیں یعقوب بن حلفئی اور یہوداہ بن یعقوب کو بھی پہچانتا ہوں۔ بڑے اچھے جوان ہیں۔ اور دیکھو، یہوداہ اسکریوتی بھی اُن کے آس پاس منڈلا رہا ہے۔ خوب! بہت خوب!"

حضرت عیسیٰ ایک کشتی میں بیٹھے تھے۔ اُن کی سُریلی آواز لہروں پر سے ہوتی ہوئی بھیڑ تک صاف صاف پہنچ رہی تھی۔ اُن کے کلام میں کتنا اختیار تھا! ایک دُبلے پتلے جھکے ہوئے بزُرگ نے اُنہیں دھیمی آواز میں بتایا، "کچھ فریسی اور عالِم کہہ رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ کو ٹیکس لینے والوں اور گُناہ گاروں سے میل مُلاقات نہیں رکھنی چاہئے۔ لگتا ہے کہ اب وہ اُنہیں جواب دے رہے ہیں۔" بوڑھا آدمی کھلکھلا اُٹھا۔ لیکن افرائیم نے اُسے چُپ کرا کر پوری توجُہ سے سُننے لگا۔

"فرض کرو کہ تم میں سے کسی کی سَو بھیڑیں ہیں۔ لیکن ایک گم ہو جاتی ہے۔ اب مالک کیا کرے گا ؟ کیا وہ باقی 99 بھیڑیں کھلے میدان میں چھوڑ کر گم شدہ بھیڑ کو ڈھونڈنے نہیں جائے گا ؟ ضرور جائے گا، بلکہ جب تک اُسے وہ بھیڑ مل نہ جائے وہ اُس کی تلاش میں رہے گا۔ پھر وہ خوش ہو کر اُسے اپنے کندھوں پر اُٹھا لے گا۔ یوں چلتے چلتے وہ اپنے گھر

پہنچ جائے گا اور وہاں اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو بُلا کر اُن سے کہے گا، ’میرے ساتھ خوشی مناؤ! کیونکہ مجھے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی ہے۔‘ مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ آسمان پر بالکل اِسی طرح خوشی منائی جائے گی جب ایک ہی گناہ گار توبہ کرے گا۔ اور یہ خوشی اُس خوشی کی نسبت زیادہ ہو گی جو اُن 99 افراد کے باعث منائی جائے گی جنہیں توبہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔“[a]

کچھ لیڈروں نے منہ بنا لئے۔ ایک تو بڑبڑا کر دوسرے سے کہنے لگا، ”اِس کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ بھلا ہمیں کس بات سے توبہ کرنے کی حاجت ہے؟ ہم نے کون سی غلطی کی ہے؟“

دوسرے لیڈر نے بھویں چڑھا کر جواب دیا، ”اُس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کوئی شریعت کی پوری پوری پابندی بھی کرسکتا ہے۔ وہ تو خود بھی راست بازوں میں شامل نہیں۔ سبت کو توڑتا رہتا ہے۔“

متی دونوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اِن میں سے ایک تو اپنی سخت مزاجی اور دوسرا اپنے لالچ اور ہوس کی وجہ سے بدنام تھا۔ اُن کی باتوں

---

[a] لُوقا 15:4-7

پر اُسے بڑا افسوس ہوا۔ وہ بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ اللہ کا معیار کہیں رہا، انسان کے معیار پر بھی پورے نہیں اُترتے۔

حضرت عیسیٰ کے پیغام سے متی کو خوشی ہوئی کہ خدا کو گناہ گاروں میں دل چسپی ہے جبکہ لیڈر تو اُنہیں اللہ سے دُور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کاش مَیں حضرت عیسیٰ سے پوچھ سکوں کہ میری اپنی حالت کے بارے میں کیا کِیا جائے؟

اب حضرت عیسیٰ ایک اَور تمثیل سُنانے لگے، "کسی آدمی کے دو بیٹے تھے۔ اِن میں سے چھوٹے نے باپ سے کہا، 'اے باپ، میراث کا میرا حصہ دے دیں۔' اِس پر باپ نے دونوں میں اپنی ملکیت تقسیم کر دی۔ تھوڑے دنوں کے بعد چھوٹا بیٹا اپنا سارا سامان سمیٹ کر اپنے ساتھ کسی دُوردراز ملک میں لے گیا۔ وہاں اُس نے عیاشی میں اپنا پورا مال و متاع اُڑا دیا۔ سب کچھ ضائع ہو گیا تو اُس ملک میں سخت کال پڑا۔ اب وہ ضرورت مند ہونے لگا۔ نتیجے میں وہ اُس ملک کے کسی باشندے کے ہاں جا پڑا جس نے اُسے سؤروں کو چَرانے کے لئے اپنے کھیتوں میں بھیج دیا۔ وہاں وہ اپنا پیٹ اُن پھلیوں سے

بھرنے کی شدید خواہش رکھتا تھا جو سؤر کھاتے تھے، لیکن اُسے اِس کی بھی اجازت نہ ملی۔ پھر وہ ہوش میں آیا۔ وہ کہنے لگا، ’میرے باپ کے کتنے مزدوروں کو کثرت سے کھانا ملتا ہے جبکہ مَیں یہاں بھوکا مر رہا ہوں۔ مَیں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس واپس چلا جاؤں گا اور اُس سے کہوں گا، ”اے باپ، مَیں نے آسمان کا اور آپ کا گناہ کیا ہے۔ اب مَیں اِس لائق نہیں رہا کہ آپ کا بیٹا کہلاؤں۔ مہربانی کر کے مجھے اپنے مزدوروں میں رکھ لیں۔“‘ پھر وہ اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس واپس چلا گیا۔ لیکن وہ گھر سے ابھی دُور ہی تھا کہ اُس کے باپ نے اُسے دیکھ لیا۔ اُسے ترس آیا اور وہ بھاگ کر بیٹے کے پاس آیا اور گلے لگا کر اُسے بوسہ دیا۔ بیٹے نے کہا، ’اے باپ، مَیں نے آسمان کا اور آپ کا گناہ کیا ہے۔ اب مَیں اِس لائق نہیں رہا کہ آپ کا بیٹا کہلاؤں۔‘ لیکن باپ نے اپنے نوکروں کو بُلایا اور کہا، ’جلدی کرو، بہترین سوٹ لا کر اِسے پہناؤ۔ اِس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتے پہنا دو۔ پھر

موٹا تازہ بچھڑا لا کر اُسے ذبح کرو تاکہ ہم کھائیں اور خوشی منائیں، کیونکہ یہ میرا بیٹا مُردہ تھا اب زندہ ہو گیا ہے، گم ہو گیا تھا اب مل گیا ہے۔‘‘[a]

افرائیم حیران رہ گیا۔ بھیڑ میں سے اَور بھی بہت سے لوگوں کا یہی حال تھا۔ اُن کے لئے یہ خیال بالکل نیا تھا کہ خدا باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بے شک پاک صحائف میں بعض مقامات میں لکھا ہے کہ اللّٰہ باپ ہے، لیکن کِس میں جرأت تھی کہ اُسے باپ کہتا۔ لیکن یہ تمثیل سُننے کے بعد ہر کسی کو احساس ہونے لگا کہ خدا سچ مچ چاہتا ہے کہ ہم اُسے باپ جانیں اور مانیں۔ متی کے آنسو بہنے لگے لیکن وہ شرمایا نہیں۔ اُس نے افرائیم کے سامنے اقرار کیا، ’’مَیں بھی تمثیل کے اِس کھوئے ہوئے بیٹے کی مانند ہوں۔‘‘ اُس نے اپنے آنسو پونچھے۔ ’’یہ تمثیل سُننے کے بعد مَیں جان گیا ہوں کہ آسمانی باپ مجھے ردّ نہیں کرے گا، بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ مَیں اُس کے پاس واپس آ جاؤں۔ کیسا عُمدہ خیال ہے! اور افرائیم ذرا سوچو۔ وہ مجھے بیٹے کے تمام اعزاز دوبارہ دینے کو

---

[a] لُوقا 15:11-24

بھی تیار ہے۔ یقین نہیں آتا!" متی کے لئے یہ خیال سب سے زیادہ حیرت انگیز تھا کہ اللہ کی مجھ سے محبت میں کبھی کمی نہیں آئی۔

شمعون زیلوتیس اُن کے سامنے کھڑا ہوا۔ لیکن اُس کے ساتھ کون ہے؟ اُس کا آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ آخر افرائیم نے اُسے پہچان لیا۔ وہ گوریلوں کا سرغنہ برابا تھا۔ وہ زور سے شمعون سے کہہ رہا تھا کہ ہماری تنظیم میں شامل ہو جاؤ۔ شمعون نے جواب دیا، "برابا، اب تک اِسی پر زور دیتا آیا ہوں کہ ہماری قوم کی قوت اور شان بحال ہو جائے۔ مگر اب ...

" برابا نے بے صبری سے پوچھا، "اب کیا؟ نوجوان! اِس سے بڑی بات اَور کیا ہو سکتی ہے! ہمیں اِس کے لئے کچھ کرنا ہے۔ کیا اِس عیسیٰ نے تمہارے بھی خیالات بدل دیئے ہیں؟"

شمعون نے سر ہلایا۔ "اِن سے ملنے کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ دُنیاوی چیزیں انسان کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔ ہماری روحیں خدا کو پُکارتی رہتی ہیں، اور وہ اللہ ہی میں اطمینان پائیں گی۔"

برابا حقارت سے بولا، "بے سمجھ نوجوان ہی ایسی باتیں کِیا کرتے ہیں۔ تم تو ہمارے مقصد کے دِل و جان سے حامی تھے۔ اب کیسے چھوڑ جاؤ

گے! شیبا، اکیم اور ہم سب اسرائیل کی بادشاہی کی بحالی کے لئے جان تک قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہمیں تمہاری بھی ضرورت ہے۔"

شمعون نے فیصلہ کُن جواب دیا، "مجھے تو معاف ہی رکھئے۔ افسوس ہے کہ آپ کو مایوس کر رہا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ مَیں ایک بہت بڑی بُلاہٹ کو دیکھ رہا ہوں۔ مَیں خدا کا فرزند ہوں اور حضرت عیسیٰ کے ساتھ اُس وقت تک رہوں گا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ مَیں کس طرح اُس بلاوے کے مطابق زندگی گزار سکوں۔"

"گدھے۔ وقت ضائع کرو گے۔ کچھ عرصہ تو حضرت عیسیٰ لوگوں کو خوش کرتا رہے گا۔ بیماروں کو شفا دے گا اور اللہ کے متعلق باتیں کرکے سب کا دل بہلاتا رہے گا۔ مگر پھر مر جائے گا اور لوگ اُسے بھول جائیں گے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اُس کے لئے یہ اچھا ہو گا کہ ہمارے ساتھ مل جائے۔ اُس کی قوت اور مقبولیت دُشمن کو بوکھلا سکتی ہے اور یوں اُس کا نام ہر ایک کی زبان پر رہے گا۔" پھر برابا نے بے صبری سے پوچھا، "یہ بتاؤ کہ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"سب سے بڑا سوال تو یہ ہے کہ مَیں خدا کی نظر میں کیسے مقبول ٹھہر سکتا ہوں۔ اگر مَیں اُس کا فرزند ہوں تو کوئی طریقہ تو ہو گا کہ مَیں پاک بنوں اور اُس کی قُربت میں رہ سکوں! اور مَیں یہ معلوم کر کے رہوں گا۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے پاس ہی اِس سوال کا جواب ہے۔"

برابا تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ متی اور افرائیم حیران رہ گئے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم نے لوگوں پر کتنا گہرا اثر کیا ہے۔ اب وہ ٹیکس کی چوکی پر آ پہنچے تھے۔ افرائیم تو پالکی میں بیٹھ کر گھر کو روانہ ہو گیا، لیکن متی اپنی چوکی کے باہر ہی بیٹھ گیا۔ آسمانی باپ کے ساتھ اپنا رشتہ بحال کرنے کی آرزو اُسے بے چین کر رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں بھیڑ پر لگی تھیں جو آہستہ آہستہ واپس آ رہی تھی۔

اچانک حضرت عیسیٰ اُس کی طرف بڑھے۔ اُن کی نگاہیں متی پر جم گئیں جیسے وہ اُس کے دِل میں اُتر کر اُس کے خیالات کی تلاشی لے رہے ہوں۔ پھر اُنھوں نے حکم دیا، "میرے پیچھے ہو لے۔" حضرت عیسیٰ کی نظریں آج کے متی کو نہیں دیکھ رہی تھیں بلکہ اُس متی کو جو وہ اللّٰہ

کے فضل سے بننے والا تھا۔ بھیڑ حیرانی سے دیکھتی رہ گئی کہ متی نے ذرا جھجھک نہیں کیا۔ اُٹھ کر فوراً حضرت عیسیٰ کے پیچھے ہو لیا۔

ایک بوڑھی عورت سے رہا نہ گیا۔ وہ پُکار اُٹھی، "یقین نہیں آ رہا۔ لالچی متی دین دار کیسے بن گیا ہے!" بے چارہ یعقوب بھی جل بُھن کر بولا، "ساری دولت یہیں چھوڑ گیا ہے۔ ناقابلِ یقین!"

لیکن حضرت عیسیٰ کے شاگردوں میں شامل ہونے سے پہلے متی نے اپنے تمام دوستوں کی ضیافت کی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ سے ملیں۔ اُن کی پُرفضل باتیں سُنیں۔ اُسے اُمید تھی کہ وہ بھی جان لیں گے کہ آسمان ہمارے لئے کُھل گیا ہے اور خدا باپ ہمارے اُس کے پاس واپس آنے کی راہ دیکھ رہا ہے۔

اُس شام اُس کا گھر ہنسی خوشی کی آوازوں سے گونج اُٹھا۔ بہت سے لوگ باہر سے جھانک کر یہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگے کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ پہلے الیاب اور الی سمع نام دو فریسی آئے۔ اُن کا بہت احترام سے استقبال کیا گیا۔ کسی نے سرگوشی کی، "یہ ضیافت کی رونق بڑھائیں گے۔" اوروں کا خیال تھا کہ وہ بدمزگی پیدا کریں گے۔ کسی

نے کہا، "الٰی سمع کی گرما گرم آواز تو سُنو۔ وہ حضرت عیسیٰ کے شاگردوں سے بحث کر رہا ہے۔"

وہ الزام لگا رہا تھا، "آپ کا اُستاد ٹیکس لینے والوں اور گناہ گاروں کے ساتھ کیوں کھاتا ہے؟"[a]

ایک نوجوان منہ بنا کر بولا، "اب دیکھتے ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟"

پاس کھڑے لوگوں نے اُسے چُپ کرایا، "ہش! استاد خود جواب دے رہے ہیں۔" وہ حیران تھے کہ وہ کس طرح پورے ماحول پر چھائے ہوئے ہیں۔

اُنہوں نے بڑے وقار سے جواب دیا، "صحت مندوں کو ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مریضوں کو۔ پہلے جاؤ اور کلامِ مُقدّس کی اِس بات کا مطلب جان لو کہ 'مَیں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں۔' کیونکہ مَیں راست بازوں کو نہیں بلکہ گناہ گاروں کو بُلانے آیا ہوں۔"[b]

---

[a] متّی 11:9

[b] متّی 13-12:9

کسی نے تعریف کی، ”بہت خوب! اِن الزام تراش فریسیوں کو کیسا عمدہ جواب دیا۔ یہ تو ایسے ڈاکٹروں کی مانند ہیں جو اپنے مریضوں کے مرض سے ڈرتے ہیں۔ خود کو راست باز گردانتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں گناہ گار اِن کو ناپاک نہ کر دیں۔“

پاس کھڑے ایک اَور آدمی نے بات مکمل کر دی، ”اُن کی مدد کرنے کے بجائے دُور کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے ہیں۔“

سب بہت خوش تھے کہ کم سے کم ایک ایسی ہستی تو ہے جسے اپنی پاکیزگی کے گرد دیواریں کھڑی کرنے کی ضرورت تو نہیں۔ وہ ہر ایک کی مدد کرنے کو تیار ہیں، چاہے وہ کیسا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔

یہ خبر بڑی تیزی سے سارے کفرنحوم میں پھیل گئی۔ لوگ ایک دوسرے سے کہتے، ”پتا ہے کیا ہوا؟ متی ٹیکس لینے والے کو بھی حضرت عیسیٰ نے بھرتی کر لیا ہے اور وہ بھی اُن کا شاگرد بن گیا ہے۔ کتنی ناقابلِ یقین بات!“ کئی لوگ اِس بات سے بہت خوش تھے۔ خاص کر وہ جنہوں نے متی کی طرح اپنی زندگی کو تباہ کر رکھا تھا۔ اُنہیں اپنے لئے بھی اُمید نظر آنے لگی تھی۔ لیکن دینی راہنما بہت غضب ناک

تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ کی مقبولیت کو ختم کرنے میں لگ گئے۔ اب یروشلم میں اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سازشیں ہونے لگیں۔

قریب سے جائزہ

متی کی دُنیا بہت بدل گئی۔ اب وہ حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگردوں کے ساتھ رہنے لگا۔ سب نے مل کر یہوداہ اسکریوتی اورشمعون زیلوتیس کو بھی اپنے حلقے میں خوش آمدید کہا۔ اب یہوداہ بن یعقوب، توما، یعقوب بن حلفئی اور تدّی بھی اِن میں شامل ہو گئے تھے۔ اِس سے پیشتر کہ حضرت عیسیٰ نے اُن کو بُلایا وہ کچھ عرصے تک اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے، اُن کی باتیں سُنتے اور اُنہیں دیکھتے بھالتے رہے تھے۔

اب یہ بارہ شاگرد حضرت عیسیٰ کے دِن رات کے ساتھی تھے۔ آج صبح وہ جاگے تو اپنے مالک کو موجود نہ پایا۔ وہ جانتے تھے کہ کسی تنہا جگہ

دُعا مانگنے گئے ہوں گے۔ بعض اوقات وہ ساری ساری رات دُعا میں گزار دیتے۔

متی نے انگڑائی لی اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اُس نے دوسروں کو چھیڑا، ”ارے نیند کے متوالو! جاگو۔“ ساتھیوں کو دیکھ کر اُسے احساس ہوا کہ ہم زیادہ تر نوجوان ہی ہیں۔ چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب بیس ایک کے پیٹے میں ہوں گے۔ کوئی جمائیاں لے رہا تھا۔ کوئی انگڑائیوں کی مدد سے نیند کا خُمار دُور کر رہا تھا کہ متی کی آواز اُبھری، ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اُستاد کس طرح ساری ساری رات دُعا میں گُزار دیتے ہیں۔ کاش کہ کسی دِن اُن سے دُعا مانگنا سیکھوں۔“

شمعون پطرس نے ہنستے ہوئے کہا، ”جی ہاں بزرگوار۔ دو چار اضافی سبق لے لو تو بہتر ہی ہے۔ لیکن ایک ٹیکس لینے والے سے کیا اُمید رکھی جا سکتی ہے؟“

متی بھی خوش مزاجی سے ہنس دیا، ”مَیں کہتا ہوں کہ مالک کو تمہاری تیز زبان اور گرم طبیعت کو سُدھارنے میں بھی خاص محنت کرنی پڑے گی۔ کیوں مچھیرے؟“ اب باقی بھی بیدار ہو چکے تھے۔ قنوطی پسند توما کہنے

لگا، "صرف ہمارے مالک ہی ہم جیسے گروہ کو جس میں اِتنے رنگا رنگ مزاجوں کے افراد شامل ہوں قابو میں رکھ سکتے ہیں۔"

تدّی بھی کچھ سوچتے ہوئے بولا، "مَیں وہ دِن کبھی نہیں بھول سکتا جب حضرت عیسیٰ نے اِتنے سارے پیروکاروں میں سے ہم بارہ کو خاص شاگرد مقرر کیا تھا۔ اُمید ہے کہ مَیں اُنہیں کبھی مایوس نہیں کروں گا۔"

یوحنّا بن زبدی اپنی جوتیاں تلاش کرتے ہوئے کہنے لگا، "سُنو ساتھیو! ہمیں اپنے بُلاوے پر کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ کی آنکھوں میں ہر ایک یکساں قیمتی ہے۔ بات صرف اِتنی ہے کہ اُن کے پاس فرق فرق آدمیوں کے لئے فرق فرق کام ہیں۔"

متی خوش ہو کر بولا، "بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ مالک نے مزید ستّر افراد کو بھی مقرر کیا کہ بشارت کے اِس عظیم کام میں مدد دیں۔" پھر اُس نے اعتراف کیا، "مَیں اِتنا ضرور کہوں گا کہ جب حضرت عیسیٰ نے ہمیں دو دو کر کے گلیل کے مُختلف علاقوں میں بھیجا تھا

تو مَیں سخت گھبرا گیا تھا۔" اُس نے خُشک ہونٹوں پر زبان پھیری، "مَیں یہ منادی کرنے کو تیار تھا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ نے یقین دلایا کہ مَیں تمہیں ہر قِسم کے بیماروں کو شفا دینے اور بَدروحوں کو نکالنے کا اختیار دیتا ہوں تو مَیں تھرّا اُٹھا۔"

اندریاس نے اُس کی پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے کہا، "مَیں بھی محسوس کرتا تھا کہ میرا ایمان کمزور ہے۔ لیکن ہمارے مالک نے ہمارے ایمان کو تقویت دی۔ ہاں، اور بعد میں جب اُنہوں نے اُن ستّر کو یہی اختیار دے کر بھیجا تو اُن کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم حضرت عیسیٰ کے نام میں بڑے بڑے نشان اور معجزے دکھا سکتے ہیں۔"

فلپس اُچھل کر کھڑا ہو گیا، "بھائیو! ایسے تو کام نہیں چلے گا۔ ساری جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے ناشتہ تیار کرو۔ ہمارے آقا کیا کہیں گے کہ ..."

"گھبراؤ مت،" نتن ایل نے تسلّی دی۔ "ہاتھوں ہاتھ کام جلدی نمٹ جاتا ہے۔" پھر اُس پہلے دورے کو یاد کرتے ہوئے اُس نے کہا، "جب ہم حضرت عیسیٰ کے پاس واپس آئے تو کیسے جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ ہم نے آتے ہی خبر دی کہ 'خداوند، جب ہم آپ کا نام

لیتے ہیں تو بدروحیں بھی ہمارے تابع ہو جاتی ہیں۔‘[a] مگر ہمارے مالک کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ’اِس وجہ سے خوشی نہ مناؤ کہ بدروحیں تمہارے تابع ہیں، بلکہ اِس وجہ سے کہ تمہارے نام آسمان پر درج کئے گئے ہیں۔‘“[b]

”آمین،“ متی بولا۔ ”کیا کوئی میرے جیسا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ میرا نام آسمان پر لکھا جا سکتا ہے؟ مَیں پوری طرح تو نہیں سمجھ سکتا لیکن اِتنا جانتا ہوں کہ جب سے مَیں نے پُرانی لالچ کی زندگی چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کے پیچھے چلنے لگا ہوں اُس وقت سے میرا دل ایک نئی خوشی سے معمور ہو گیا ہے۔ اب میرے دِل میں اللہ کے لئے بڑی تڑپ ہے۔ مَیں اُنہیں اَور بھی زیادہ جاننے اور اُن کی خدمت کرنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ اِس سے پہلے کسی نے میری آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ یہ کام تو حضرت عیسیٰ نے ہی کیا۔“

---

[a] لُوقا 17:10

[b] لُوقا 20:10

توما آٹا لا کر گوندھنے لگا، "کل پرسوں مَیں سوچ رہا تھا کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ نے ہمیں شفا دینے اور اپنی طرح معجزے کرنے کا اختیار بخشا ہے تو بھی اُن میں اور ہم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔" لمحے بھر رُک کر اُس نے کہا، "اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم یہ بڑے بڑے کام حضرت عیسیٰ کے نام سے ہی کرتے ہیں۔" اُس نے آٹے کو تھپتھپایا پھر دوسروں پر نظر ڈالتے ہوئے بولا، "مَیں اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ اصل میں یہ حضرت عیسیٰ ہیں کون؟ ہم نے اُنہیں اپنا اُستاد اور آقا مان لیا ہے مگر کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ وہ انسان سے بڑھ کر ہی کوئی ہستی ہیں۔"

شمعون زیلوتیس نے تائید کی، "ایک بات جس سے مَیں بہت مُتائثر ہوا ہوں وہ اُن کا بشارت دینے کا انداز ہے۔ نپی تُلی باتیں اور جچے تُلے الفاظ ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت موسیٰ نے یوں فرمایا یا فلاں استاد یوں کہتا ہے بلکہ حیرت انگیز اعتماد کے ساتھ وہ اکثر فرماتے ہیں، 'مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔'"

اندریاس جھاڑو ایک طرف رکھ کر توما کے پاس آ کھڑا ہوا۔ "مجھے ایک بات بہت اچھی لگتی ہے۔ کہ وہ کبھی ہماری مرضی کو جھکانے کی کوشش

نہیں کرتے۔ ہر ایک کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ کبھی کبھی تو مَیں سوچتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے معجزوں کی قُدرت کو کم ہی استعمال کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کی آنکھوں کو چُندھیانا نہیں چاہتے اور نہ ہی اُن کے جانچنے پرکھنے کی صلاحیت کو مرغُوب کرنا چاہتے ہیں۔ اِس کے باوجود بھی لوگ پہچان لیتے ہیں کہ وہ کوئی عظیم ہستی ہیں۔" وہ ذرا کھانسا، "کوئی آگ جلانے میں یوحنّا کی مدد کرے۔ دھوئیں سے پتا چلتا ہے کہ اُسے مُشکل پیش آ رہی ہے۔"

یوحنّا کا بھائی یعقوب ہنسنے لگا، "اُسے کبھی آگ جلانی نہیں آئی۔" اُس نے کندھے اُچکائے، "لیکن یہ مت بھولو کہ ہماری ماں بہت سُگھڑ تھیں۔ سارے کام خود کرتی تھیں۔"

متی بولا، "چلو چھوڑو، دوڑ کر بھائی کی مدد کرو، ورنہ ہمارا ناشتہ دھوئیں کی نظر ہو جائے گا۔"

توما گُندھا ہوا آٹا اُٹھا کر باہر روٹیاں پکانے چلا گیا۔ لیکن دو قدم چلا پھر رُک کر کہا، "میرے نزدیک تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا ہے کہ 'اب سے مَیں نہیں کہتا کہ تم غلام ہو ... اِس کے بجائے

مَیں نے کہا ہے کہ تم دوست ہو۔‘‘[a] اُس نے جذباتی انداز میں بات جاری رکھی، ”دوست اپنے دوست سے دل کی بات کرتا ہے۔ ہمارے مالک بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سارا وقت اُن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اِس لئے اُنہیں اچھی طرح جان گئے ہیں۔ کیا وہ کبھی ہم پر غصے ہوئے یا تلخی یا ناگواری کا اظہار کیا ہے؟ کبھی نہیں، ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ وہ ہم سے کتنے مختلف ہیں۔ اُن پر بیماروں کا مسلسل کتنا دباؤ ہوتا ہے۔ کئی بار تو اُنہیں کھانا کھانے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔“

نتن ایل کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ کہنے لگا، ”کتنی بڑی بات ہے کہ سارے ملک میں شکستہ زندگیوں کو شفا مل رہی ہے اور ہم بھی اُن میں شامل ہیں۔ بے شک آسمان کی بادشاہی آ گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بہت جلد حضرت عیسیٰ دُشمن کو مُلک سے نکال باہر کریں گے۔“

یہوداہ اسکریوتی نے ناراض ہوتے ہوئے کہا، ”بے شک نتن ایل تم ٹھیک کہتے ہو۔ اِن بیماریوں وغیرہ سے چھٹکارا پانا بڑی بات ہے۔ لیکن سب سے ضروری بات اِن رومیوں سے خلاصی حاصل کرنا ہے۔

[a] یوحنّا 15:15

ہمارے اُستاد ملک کی باگ ڈور کب سنبھالیں گے؟ جلدی کیوں نہیں کرتے؟ اُن کے پاس طاقت بھی ہے اور مقبولیت بھی۔ وہ ایک بار کہہ دیں تو بچّہ بچّہ اُس کا ساتھ دے گا۔" یہوداہ کی آنکھوں سے زبردستی چمک رہی تھی۔ اُس کے ساتھی شاگرد اکثر اُس کے بارے میں حیران ہوتے تھے۔ وہ اُن سب سے مختلف تھا۔

متی نے یہوداہ کو گہری نظروں سے دیکھا اور خبردار کرتے ہوئے کہا، "یہوداہ! خیال رکھنا، تمہیں طاقت اور عزت کی ہوس ہے۔ کہیں یہ ہوس تمہیں خدا کی راہ سے ہٹا نہ دے۔ دُنیاوی چیزوں سے تسلی نہیں ہوا کرتی۔ مَیں اِن کا مزہ چکھ چکا ہوں۔ اللّٰہ نے ہمیں بڑا اعزاز بخشا ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ کے ساتھ ہیں۔ جب وہ منادی کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ آسمان کھل گیا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں خدا کو زیادہ صاف طور سے پہچاننے کا موقع ملا ہے۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں کن خطرات کا سامنا ہے اور ہم اِن سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ہم میں الٰہی باتوں کی بھوک اور پیاس پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہوداہ! کیا تم اِس وقت کو ضائع کرو گے؟ یاد رکھو کہ جب اللّٰہ ہمارے باپ ابراہیم سے

ہم کلام ہوا تو اُس نے کہا کہ "مَیں ہی تیرا بہت بڑا اجر ہوں۔"[a] باتیں کرتے ہوئے متی کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ "یہوداہ! خدا کی محبت اور شفقت سے کوئی چیز بڑی نہیں۔ وہ ہے، تو ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ وہ نہیں، تو کچھ بھی نہیں۔"

یہوداہ بڑی بے صبری سے سُن رہا تھا۔ متی کی باتیں اُس پر کچھ اثر نہیں کر رہی تھیں۔ اُس نے ذرا اکڑتے ہوئے جواب دیا، "عزیز متی! معاف کرنا، تم نے کبھی سنجیدگی سے نہیں سوچا ہو گا کہ مَیں کبھی تمہاری طرح اِتنی پستی میں نہیں گِرا۔ مَیں نے ہمیشہ ایسے زندگی گزاری ہے جیسے مجھے گزارنی چاہئے۔ اور ..."

متی نے کوئی اثر لئے بغیر اُسے ٹوکا، "یہوداہ! مَیں تمہیں ایک بار پھر خبردار کرتا ہوں۔ اپنی صحیح شکل دیکھو۔ خود کو پہچانو۔ تم بھی میری طرح ہی گناہ گار ہو۔ داؤد نبی اپنے ایک زبور میں کہتا ہے کہ 'اللّٰہ نے آسمان سے انسان پر نظر ڈالی تاکہ دیکھے کہ کیا کوئی سمجھ دار ہے؟ کیا کوئی اللّٰہ کا

---

[a] پیدائش 1:15

طالب ہے؟ افسوس، سب صحیح راہ سے بھٹک گئے، سب کے سب بگڑ گئے ہیں۔ کوئی نہیں جو بھلائی کرتا ہو، ایک بھی نہیں۔‘‘[a]

متی، یہوداہ کو قائل کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا تھا۔ ”چونکہ آدم اور حوّا نے گُناہ کیا، اِس لئے تمام انسان کی فطرت میں گُناہ ہے۔ صرف میری ہی نہیں بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ تمام انسان کی فطرت میں۔ ہم کچھ دیر تک تو اپنے آپ کو دھوکا دے سکتے ہیں کہ ہم نیک ہیں، لیکن وقت آتا ہے کہ شیطان ہماری کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ہمیں پٹخ دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اپنی اصلی حالت کو پہچانیں اور حلیمی سے رب سے مدد مانگیں کہ وہ ہمیں اپنے قریب رہنے کی توفیق عطا کرے۔“

یہوداہ اُٹھ کر متی کے سامنے جا کھڑا ہوا اور گرجا، ”مَیں نے کہا، بند کرو یہ وعظ۔ مَیں بھی عقل رکھتا ہوں اور زندگی کی مشکلات سے نمٹ سکتا ہوں۔ مجھے اپنی بات پوری کرنے دو۔ مَیں کہہ رہا تھا جن طریقوں سے مالک کام کر رہے ہیں مجھے اُن سے تسلّی نہیں۔ میری رائے میں تو اُنہیں اِلیاس نبی کی طرح عذاب نازل کرنے والے معجزے کرنے

---

[a] زبُور 53:2-3

چاہئیں۔ اگر ہمارے دُشمنوں پر آسمان سے آگ نازل ہو تو لوگ حضرت عیسیٰ کو سچ مچ قبول کریں گے۔ مَیں کہتا ہوں اِس طرح اُنہیں تخت و تاج جلدی حاصل ہو جائے گا۔ غریبوں کی مدد کرنے اور بیماروں کو شفا دینے سے ایسا کہاں ہوتا ہے؟"

فضا میں ناگوارسی خاموشی چھا گئی۔ اُن کی رفاقت بگڑتی محسوس ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر اندریاس نے اُن کی توجہ دوسری طرف کرنے کی کوشش کی۔ "اِس میں شک نہیں کہ ہمارے مالک نے لوگوں پر خدا کو ظاہر کر کے اُن کی زندگیوں کو نئی خوشی دلائی ہے۔"

اِتنی دیر میں اُن کو حضرت عیسیٰ کے قدموں کی آہٹ سُنائی دی اور اگلے ہی لمحے وہ اندر داخل ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں چمک تھی۔ بڑی محبت سے کہنے لگے، "میرے عزیز دوستو! دھوئیں کی بو آ رہی ہے۔ کیا پھر آگ جلانے میں مشکل پیش آ رہی ہے؟" حضرت عیسیٰ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی دھیان رکھتے تھے۔ لیکن اِسی لمحے اُنہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ایک شاگرد غمگین ہے اور اُس کا غم دُور کرنا چاہتے تھے۔ "شمعون پطرس کیا بات ہے؟ دِل پر کیا بوجھ ہے؟"

دوسرے شاگرد حیران ہو کر شمعون پطرس کی طرف دیکھنے لگے۔ اُنہیں خیال تک نہ تھا کہ اُسے کوئی پریشانی ہے۔ اَب اُن کو پتا چل گیا۔ حضرت عیسیٰ شمعون کے کندھے پر بازو رکھے اُس کے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے، "دوست، اپنا بوجھ مجھے دے دو۔ تمہیں اِس کے نیچے دبے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

بولنے سے پہلے ہی شمعون پطرس کو احساس ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ میری مشکل کو جانتے ہیں۔ اُسے ایسا لگا کہ اُستاد کی آنکھیں میرے خیالات کو پڑھ رہی ہیں، اِس لئے مجھے کچھ بھی چھپانے کی ضرورت نہیں۔ اُس کی زبان چل پڑی، "استاد، میرا دِل اپنی بیوی نعومی کی وجہ سے پریشان ہے۔ بڑی اچھی عورت ہے لیکن اُس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مَیں گھر سے اکثر باہر کیوں رہتا ہوں۔ اُستاد، وہ آپ کو بھی اِتنی اچھی طرح نہیں جانتی جیسے کہ مَیں جانتا ہوں۔ اُس نے آپ کو اِتنی بار بشارت دیتے بھی نہیں سُنا، اِس لئے وہ نہیں سمجھ سکتی کہ میرا آپ کے ساتھ رہنا کیوں ضروری ہے۔ ... شاید ... شاید کسی دِن اُس کی سمجھ میں یہ بات آ ہی جائے۔"

"تم نے بڑی دانائی کی کہ کفرنحوم میں رہائش اختیار کر لی۔ اب تمہارے بیوی بچے تمہاری ساس کے پاس رہتے ہیں۔ اِس بات سے کافی فرق پڑے گا،" حضرت عیسیٰ نے ملائم آواز میں کہا۔ "صبر کرو۔ کسی دن اُس کا دِل تمہارے ساتھ مل جائے گا۔ اب اُس کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا بوجھ مَیں نے اپنے دِل پر لے لیا ہے۔ آسمانی باپ کے فرزند کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"بہت بہت شکریہ استاد۔ مَیں یہ بات یاد رکھوں گا۔ دیکھئے سب انتظار کر رہے ہیں کہ ناشتہ شروع کریں۔"

وہ سب بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ نے کھانے کے لئے شُکر ادا کیا۔ جب اُنہوں نے دُعا مانگی تو شاگردوں کے دل جوش سے بھر گئے۔ کھانے پر اُن کی رفاقت کتنی مسرت انگیز ہوتی تھی۔

شمعون پطرس کہنے لگا، "استاد! آپ نے ہمیں ہمت دی ہے کہ اللہ کو اپنا باپ کہیں۔ کیا آپ اپنے پہاڑی وعظ کی کچھ باتیں دوبارہ بتائیں

گے؟ اُس وقت آپ نے ہمارے آسمانی باپ کے لئے ہماری آنکھیں کھول دی تھیں۔"

دوسروں نے بھی تائید کی، "ہاں، ضرور بتائیں۔" اُن کی آنکھیں اپنے اُستاد پر لگی تھیں۔ حضرت عیسیٰ مُسکرائے۔ سب نے دیکھا کہ وہ اِس موضوع پر باتیں کرنے میں کتنی خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہنا شروع کیا، "اور باتوں کے ساتھ ساتھ مَیں نے یہ بھی کہا تھا کہ 'جب تم بُرے ہونے کے باوجود اِتنے سمجھ دار ہو کہ اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دے سکتے ہو تو پھر کتنی زیادہ یقینی بات ہے کہ تمہارا آسمانی باپ مانگنے والوں کو اچھی چیزیں دے گا۔[a] ... پرندوں پر غور کرو۔ نہ وہ بیج بوتے، نہ فصلیں کاٹ کر اُنہیں گودام میں جمع کرتے ہیں۔ تمہارا آسمانی باپ خود اُنہیں کھانا کھلاتا ہے۔ کیا تمہاری اُن کی نسبت زیادہ قدر و قیمت نہیں ہے؟ ... چنانچہ پریشانی کے عالَم میں فکر کرتے کرتے یہ نہ کہتے رہو، 'ہم کیا کھائیں؟ ہم کیا پئیں؟ ہم کیا پہنیں؟' ... تمہارے آسمانی باپ کو پہلے سے معلوم ہے کہ تم کو اِن تمام چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلے اللہ کی

---

[a] متّی 11:7

بادشاہی اور اُس کی راست بازی کی تلاش میں رہو۔ پھر یہ تمام چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔"[a]

حضرت عیسیٰ نے اُن میں سے ایک ایک کو دیکھا اور زور دے کر کہا، "دوستو! یہ کبھی نہ بھولو کہ چونکہ خدا باپ ہے اِس لئے وہ اپنے ہر فرزند کی فکر کرتا ہے۔ تمہیں کھانے پینے اور لباس کے لئے فکرمند نہیں ہونا چاہیئے۔ اُس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی فکریں اُس پر ڈالنے سے اُس کی تعظیم ہوتی ہے۔"

شمعون پطرس نے محسوس کیا کہ اُستاد کی نظریں مجھ پر جم گئی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مَیں اپنی ساری فکریں اپنے آسمانی باپ پر ڈال دوں چاہے یہ کتنا مشکل کیوں نہ ہو۔

فلپس بولا، "استاد، اُس وقت آپ نے ایک بات بتائی تھی جو میرے لئے نئی تھی۔ آپ نے کہا تھا چونکہ اللہ باپ ہے اِس لئے تمام انسان بھائی ہیں۔ اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمیں کسی طرح بھی دوسروں کو رنج نہیں پہنچانا چاہیئے۔"

---

[a] متّی 6:26، 31-33

حضرت عیسیٰ نے اُس کی تعریف کی، ”خوب، فلپس خوب! مَیں نے کہا تھا کہ تم نے سنا ہے کہ باپ دادا کو فرمایا گیا، ’قتل نہ کرنا۔ اور جو قتل کرے اُسے عدالت میں جواب دینا ہو گا۔‘ لیکن مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ جو بھی اپنے بھائی پر غصہ کرے اُسے عدالت میں جواب دینا ہو گا۔ اِسی طرح جو اپنے بھائی کو ’احمق‘ کہے اُسے یہودی عدالتِ عالیہ میں جواب دینا ہو گا۔ اور جو اُس کو ’بے وقوف!‘ کہے وہ جہنم کی آگ میں پھینکے جانے کے لائق ٹھہرے گا۔“[a]

توما نے سر ہلاتے ہوئے کہا، ”یہ دُرست ہے کہ ایک دوسرے کا دل دُکھا کر ہم اپنے آسمانی باپ کی توہین کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی شرارت پر تُلا ہوا ہو اُس سے نرمی سے پیش آنا تو مُشکل ہے۔“ اُس نے ٹھنڈی سانس بھری۔

متی ہنستے ہوئے بولا، ”گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ توما، ہمارے آقا نے بتایا ہے کہ اگر ہم نے کسی کا گناہ کیا ہو تو مُعاملے کو کس طرح دُرست کیا جا سکتا ہے۔ بہت آسان ہے۔ بس جا کر اُس سے معافی مانگ لو۔“

---

[a] متّی 5:21-22

کئی آوازیں ایک ساتھ اُبھریں، "اِتنا آسان!"

پطرس کہنے لگا، "میرے جیسے منہ پھٹ آدمی کے لئے تو بہت مُشکل ہو گا کہ اپنے بھائی کے پاس جا کر معافی مانگے۔"

حضرت عیسیٰ کے چہرے پر بڑی سنجیدگی تھی۔ وہ کہنے لگے، "دوستو! گُناہ بڑی ہول ناک چیز ہے۔ وہ تو بھائی بھائی کے درمیان دیوار کھڑی کر دیتا ہے۔ ساری رفاقت اور خوشی غارت ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی انسان اور خدا کے درمیان بھی دیوار کھڑی ہو جاتی ہے اور اُس کے ساتھ رفاقت میں بھی بڑا خلل آ جاتا ہے۔ اللہ کو یہ بات پسند نہیں۔"

پھر شمعون پطرس کی طرف جھک کر پوچھا، "کیوں پطرس، اِن ساری باتوں کا خیال کرتے ہوئے بھی معافی مانگنا کوئی بڑی بات ہے؟"

"نہیں، استاد۔"

"بالکل دُرست، شمعون پطرس۔ یاد رکھو کہ باپ اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دیتا ہے۔ مُعافی تمہیں آزاد کر دے گی تاکہ خوش رہ سکو، محبت کر سکو اور انسان اور اللہ کی رفاقت کا لُطف اُٹھا سکو۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے، دوستو!"

گلی سے آوازوں کا ہلکا ہلکا شور اُن تک پہنچ رہا تھا۔ اب یہ شور بلند ہو گیا اور اِس میں بے صبری جھلکنے لگی۔ ایک آدمی کی تھرتھراتی ہوئی آواز بلند ہوئی، "حضرت عیسیٰ، میری سُنیں، اندھے پر رحم کریں، مجھ پر رحم کریں۔"

کسی عورت کی تیز آواز سُنائی دی، "اے ابن داؤد! مجھے شفا دیں۔"

پھر چیخ چیخ کر بولنے کی آوازیں اُبھریں، "ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ۔ کوڑھی۔ ناپاک! ناپاک!" کوڑھی کی پُکار دلوں کو چیر رہی تھی۔ "حضرت عیسیٰ، مبارک حضرت عیسیٰ۔ مجھ پر رحم کریں، شفا دیں۔ مجھ پر ترس کھائیں!"

"دوستو! خدا کا کام ہمارا منتظر ہے۔ اندریاس اور نتن ایل، تم دونوں اِس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کرو اور بعد میں ہمارے ساتھ آ ملنا۔ باقی سب میرے ساتھ چلیں۔"

جب دوسرے چلے گئے تو اندریاس کہنے لگا، "جب اُستاد آسمانی باپ کی بات کرتے ہیں تو میرا دل جوش سے بھر جاتا ہے۔ لیکن اِس

سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنی زندگی سے ہم پر ظاہر کرتے ہیں کہ آسمانی باپ کے کتنے شیدائی ہیں۔"

نتن ایل نے تائید کی، "بالکل درست۔ حضرت عیسیٰ ہر کام کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ اِس قدرت کو کبھی اپنی شان بڑھانے کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ ہمیشہ آسمانی باپ کی مرضی پوری کرنے کی دُھن میں رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، 'بیٹا اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہی کچھ کرتا ہے جو اپنے باپ کو کرتے دیکھتا ہے۔' باپ کے لئے اُن کی محبت اُتنی زیادہ ہے کہ وہ اُنہیں باپ کی مرضی کے برعکس کچھ کرنے نہیں دیتی۔"

اندریاس برتن اکٹھے کرتے ہوئے کہنے لگا، "ذرا دیکھو، ہمارے اُستاد کو آسمانی باپ کے ساتھ رفاقت رکھنے کی کتنی لگن ہے۔" پھر ایک ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا، "ہمیں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔"

اُن میں جوانی کا ولولہ تھا۔ وہ سیکھنے اور نئے سانچے میں ڈھلنے کو آمادہ تھے۔ وہ ہر گرم سرد میں اپنے آقا کی پیروی کرنے کو تیار تھے۔ گو ابھی

حضرت عیسیٰ خود بھی صرف تیس سال کے تھے مگر اُنہوں نے اُن کے دل جیت لئے تھے۔

نااُمیدوں کے لئے نئی اُمید

شمعون پطرس کی بیوی نعومی زور زور سے آٹا گوندھ رہی تھی۔ اُس کی ماں میرب نے اُسے دیکھ کر آہ بھری۔ اُسے صاف نظر آ رہا تھا کہ بیٹی بڑے دُکھ میں ہے۔ شمعون پطرس ابھی دس دن پہلے اُن کو مل کر گیا تھا۔ اُس وقت سے نعومی بجھی بجھی سی رہتی تھی۔ جب وہ اپنی ماں کی طرف پیٹھ کئے بیٹھی تھی تو ظاہر تھا کہ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے آستین کے ساتھ اپنے آنسو پونچھ رہی ہے۔

"پیاری نعومی" اُس نے ملائم آواز میں کہا۔

"جی امّی جان۔"

"مَیں سوچ رہی تھی کہ مَیں کتنی خوش قسمت ہوں کہ تُم جیسی بیٹی کی ماں ہوں۔"

"سچ؟"

"ہاں بیٹی، جب سے تُم بچوں سمیت کفرنحوم آ گئے ہو میری تنہائی ختم ہو گئی۔"

"شکریہ امّی جان! کاش شمعون بھی ہمارے ساتھ یہاں ہوتے۔ مجھے اُن ہی گزرے دِنوں کی تمنّا ہے جب ہم کبھی جُدا نہ ہوتے تھے۔"

بزرگ خاتون کہنے لگی، "کیا وہ وقت سچ مچ اِتنا اچھا تھا؟ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں جب شمعون بہت بے قرار رہتا تھا۔ اُسے زندگی میں کسی اعلیٰ مقصد کی تلاش تھی۔ لو، اب اُسے وہ مقصد مل گیا ہے۔"

جوان عورت اپنی ماں کی طرف مُڑی اور تھرتھراتی آواز میں کہنے لگی، "یہ نہ سوچیں کی مَیں اِن ہی باتوں میں اُلجھنا رہنا چاہتی ہوں۔ مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا۔ ایک طرف تو مَیں سوچتی ہوں کہ شمعون پطرس کے لئے اللہ کا کام کرنا درست ہے۔ مگر جب اُن سے ملے بغیر دنوں اور ہفتوں گزر جاتے ہیں تو کُڑھنے لگتی ہوں۔ پھر مجھے اپنے آپ پر غصہ آنے لگتا

ہے۔" نعومی نے دروازے سے سر باہر نکالا اور کچھ سُننے کی کوشش کی، "ایک منٹ امّی! ہماری پڑوسن واپس آ گئی ہے۔ مجھے اُس کو بزرگ دینہ کا پیغام دینا ہے۔"

وہ واپس آئی تو اُس کے ساتھ سمندری ہَوا کے جھونکے بھی آئے۔ وہ بڑی خوشی سے پُکاری، "امّی! بھلا بوجھیں تو، ابھی ابھی مجھے کیا خبر ملی ہے؟"

میرب نے مسکرا کر جواب دیا، "استاد عیسیٰ نے کسی غمزدہ زندگی میں خوشی بھر دی ہو گی۔"

"اوہ ہاں امّی جان! آپ کو مگدلہ کی مریم یاد ہے نا؟"

"ہاں، ہاں۔ ضرور۔ وہ جو ہم مگدلینی کہتے ہیں۔"

"مَیں نے سُنا ہے کہ وہ تندرست ہو گئی ہے۔ اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

اُس کی ماں کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"ناقابلِ یقین! ابلیس نے اُس لڑکی کو کیسے جکڑ رکھا تھا! کوئی بھی اُس کی مدد نہیں کرسکتا تھا۔"

"حضرت عیسیٰ تو شیطان سے بھی زورآور ہیں۔ اُنہوں نے مگدلینی میں سے سات بدروحوں کو نکال دیا۔" نعومی اپنی ماں کے قریب بیٹھ گئی۔ "اور مَیں ہوں کہ شمعون کے چلے جانے کا گِلہ کر رہی ہوں، حالانکہ حضرت عیسیٰ نے اُنہیں اپنا شاگرد بننے کو بُلایا ہے۔ مَیں بھی کیسی عورت ہوں!"

ماں نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور تسلّی دیتے ہوئے کہا، "لگتا ہے کہ تم نے اپنے گلے شکوے پر فتح پا لی ہے۔ تمہارا دل خوش ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وسیلے سے ٹوٹی ہوئی زندگیاں دوبارہ جُڑ رہی ہیں۔ شمعون پطرس کی کیسی خوش قسمتی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کا شاگرد بن گیا ہے۔ اِس کے علاوہ اب وہ اللّٰہ کے بارے میں گہری سچائیاں بھی سیکھ لے گا۔"

نعومی نے سر اوپر اُٹھایا، "امی جی، تنہائی کے احساس کے علاوہ میرے دل میں ایک خوف سا بھی ہے۔ لوگ کتنی باتیں کرتے ہیں۔ ابھی کل ہی دُکان دار کالب مجھ سے کہہ رہا تھا، 'نعومی! تم اور شمعون اچھے لوگ ہو۔ اور بے شک جس راہ پر شمعون چل رہا ہے بڑی اچھی

بات ہے یعنی اپنا گھر بار چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کے پیچھے ہو لیا ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا انجام بُرا ہو گا اور ساتھ ہی تمہارے شوہر کا بھی۔ گیہوں کے ساتھ گُھن بھی پِس جائے گا۔ نعومی، اُس کو خبردار کرو، اُس کو سمجھاؤ۔ ہمارے سردار حضرت عیسیٰ کے اِتنے مخالف ہیں کہ کل کے بجائے آج ہی اُن کا کام تمام کرنا چاہتے ہیں۔‘‘ نعومی نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ ”اور پھر کالب نے کہا، ’تم ہرگز پسند نہیں کرو گی کہ تمہارے شمعون کی زندگی صلیب پر لٹکتے ہوئے ختم ہو۔ ٹھیک ہے نا ؟ رومیوں کے لئے تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔‘ ہائے امّی جی! ایک بار مَیں نے ایک آدمی کو صلیب پر کیلوں سے ٹنگا ہوا دیکھا تھا۔ اُس کی درد بھری چیخیں سُن کر کلیجا پھٹ جاتا تھا۔ کیسی ظالمانہ سزا ہے۔ مَیں تو وہ منظر کبھی نہیں بھول سکتی۔“

”مَیں جانتی ہوں، جانتی ہوں۔ مگر حضرت عیسیٰ کو تو خدا نے بھیجا ہے۔ جب تک اُس کی مرضی ہو نہ کوئی رومی اور نہ کوئی یہودی اُن کے عظیم کام میں رُکاوٹ ڈال سکتا ہے۔ پیاری بیٹی، ایک بار حضرت عیسیٰ نے کہا تھا کہ ہمیں اپنے آسمانی باپ پر بھروسا رکھنا چاہئے۔ یہ فکر نہیں کرنی

چاہیئے کہ کیا کھائیں گے یا کیا پیئیں گے بلکہ اپنی جان کی بھی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ ہم پورے طور سے اُس کے ہاتھوں میں ہیں۔" میرب نے ذرا بلند آواز میں کہا، "لیکن اُنہوں نے کہا تھا کہ ہمیں ایک بات ضرور کرنی چاہیئے۔"

نعومی نے سر ہلایا، "ہاں، اُنہوں نے کہا تھا کہ 'پہلے اللہ کی بادشاہی اور اُس کی راست بازی کی تلاش میں رہو۔ پھر یہ تمام چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔'[a] ہاں امّی جان! مَیں اپنی ساری فکریں خدا پر ڈال دوں گی۔" پھر ذرا توقف کے بعد بولی، "حضرت عیسیٰ ایک خاص ہستی ہیں۔ اُنہیں جو محبت اللہ اور انسان سے ہے مَیں تو اُسے سمجھ نہیں سکتی۔ اور جن کی زندگیاں اُلجھنوں میں پڑی ہیں اُن کے لئے اُن کا دِل ترس سے بھرا ہے۔ اِس سے پہلے کبھی ایسی ہستی نہ دیکھنے میں آئی نہ سُننے میں۔"

میرب نے مسکرا کر جواب دیا، "مَیں تو ایمان رکھتی ہوں کہ وہ خدا کا وعدہ کیا ہوا المسیح ہیں۔" وہ اُٹھ کر آہستہ سے دروازے کے پاس گئی۔ تازہ ہَوا میں گہری سانس لی اور پھر بیٹی کے پاس آ کر پوچھنے لگی، "بوجھو

---

[a] متّی 33:6

تو۔ مَیں نے کس کو دیکھا ہے؟ سارہ۔ باروک کی بیوی سارہ۔ بے چاری اپنی عمر سے کہیں بوڑھی لگتی ہے۔ بالکل ہڈیوں کا پنجر ہو گئی ہے۔"

نعومی نے جواب دیا، "پنجر نہیں تو اَور کیا! بارہ برس سے لگاتار اُس کا خون جاری ہے۔ کوئی حکیم اُس کا علاج نہیں کر سکتا۔ اُس نے تمام حکیموں اور ڈاکٹروں کے ہاتھوں دُکھ ہی اُٹھایا ہے۔ ہر علاج سے اُس کی حالت زیادہ بگڑتی جاتی ہے۔ بے چاری سارہ!"

میرب نے سر ہلایا، "اور اِس بیماری کے باعث اُسے ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ نہ وہ عبادت میں شامل ہو سکتی نہ عبادت خانے یا بیت المقدّس میں داخل ہو سکتی ہے۔ مجھے پتا ہے بے چاری کتنا غم کرتی ہے۔ اِس نوجوان عورت کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی اُمید بھی نہیں۔ تاریکی ہی میں گھری ہوئی ہے۔"

نعومی بولی، "اگر اُس کی جگہ مَیں ہوتی تو فوراً حضرت عیسیٰ کے پاس جاتی۔ اَب تو صرف یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے۔ لیکن بے چاری اپنی بیماری بتاتے ہوئے شرماتی ہو گی۔" لمحے بھر کو رُک کر وہ پھر بولی،

"حضرت عیسیٰ نے آپ کو شفا دی تھی، وہ سارہ کو بھی دے سکتے ہیں۔ امّی جی! آپ کو یاد ہے نا اُس دِن آپ کو کتنا تیز بُخار تھا۔"

"ضرور یاد ہے بیٹی۔ بڑا ہول ناک بخار تھا۔ لیکن سُنو۔ کوئی آ رہا ہے۔ ارے دیکھو۔ یہ تو تبیتا ہے۔"

موٹی ہمسائی ذرا ہانپتے ہوئے بولی، "صبح سے کپڑے دھو رہی تھی۔ سوچا ذرا دم لے لوں۔" دونوں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی، "لگتا ہے ماں بیٹی کوئی خاص بات کر رہی ہیں۔ مَیں نے آ کر مزہ کِرکِرا کر دیا۔"

نعومی نے جلدی سے اُسے یقین دلایا، "نہیں نہیں۔ ہم تو اُس دن کی بات کر رہی تھیں جب امّی کو تیز بخار تھا۔"

تبیتا ہنس پڑی۔ "مجھے یاد ہے۔ تمہاری امّی ڈھیر ساری رضائیوں کے نیچے ہائے ہائے کئے جا رہی تھیں۔ بے چاری کو اِتنی سردی لگ رہی تھی کہ کپکپی سے چارپائی بھی ہل رہی تھی۔ اور پھر شمعون کے ہمراہ حضرت عیسیٰ بھی آئے تھے۔"

نعومی نے کہا، "اور مَیں گھر پر بھی نہ تھی کہ امّی کی مدد ہی کر سکتی۔"

اُس کی ماں نے سر ہلایا، "مَیں بتا نہیں سکتی کہ کتنی تکلیف میں تھی۔ ایک تو سارا گھر بے ترتیب پڑا تھا اور میری حالت اِتنی بُری تھی کہ مہمانوں کی خدمت نہ کر سکتی تھی۔ مگر حضرت عیسیٰ نے ہرگز بُرا نہیں مانا۔ وہ آہستہ سے میرے پاس آئے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اُٹھا کر کھڑا کیا۔ اور بس۔" میرب نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ "اُن کے چھوتے ہی میرے سارے بدن میں طاقت کی لہر دوڑ گئی اور مَیں بالکل تندرست ہو گئی۔"

تبیتا نے ہنستے ہوئے کہا، "مَیں عبادت خانے سے واپس آئی۔ مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ یہ خاتون جو اِتنی بیمار تھی سارے گھر میں بھاگی پھر رہی تھی اور مہمانوں کے لئے کھانا پکا رہی تھی۔ یاد ہے کہ جو کچھ عبادت خانے میں ہوا تھا اُس سے میرا دل جوش سے بھرا ہوا تھا۔" اُس نے اپنے ہونٹ سُکڑے۔ "مَیں وہاں گئی تو کسی غیرمعمولی بات کی توقع نہ تھی۔ مگر جاتے ہی سب سے پہلے میری نظر حضرت عیسیٰ پر پڑی۔ اُن کی باتوں نے جیسے مجھ پر جادو سا کر دیا ہو۔ لیکن اچانک ایک آدمی زور زور سے چیخنے چلانے لگا۔ مَیں تو کانپنے لگی۔ دوسروں کا بھی یہی حال تھا۔ لوگ کُھسر پھسر کرنے لگے، 'اِس میں تو

بدروح ہے۔' وہ بندہ چیخ چیخ کر کہنے لگا، 'اے عیسیٰ ناصری! تجھے ہم سے کیا کام؟ کیا تُو ہمیں برباد کرنے آیا ہے؟ مَیں جانتا ہوں کہ تُو اللّٰہ کا قدوس ہے۔' اور آپ یقین نہیں کریں گی کہ حضرت عیسیٰ نے کیسے سکون سے اُس آدمی کا سامنا کیا۔ اُنہوں نے پورے اختیار سے حکم دیا، 'چُپ رہ اور اِس میں سے نکل جا۔' میرا دل تو دھک دھک کر رہا تھا۔ بدروح نے اُس آدمی کو سخت اذیت دی۔ پہلے تو وہ تڑپتا رہا۔ پھر اُسے مروڑ کر پٹخ دیا۔ لیکن اُسے حُکم ماننا ہی پڑا۔ آخر وہ بڑی آواز سے چلّا کر اُس آدمی سے نکل گئی۔"

تبیتا سانس لینے کو رکی۔ پھر بولی، "مَیں بتاتی ہوں کہ سارے عبادت خانے میں مکھیوں کے چھتے کی طرح دھیمی دھیمی آوازیں اُبھرنے لگیں: بھلا یہ حضرت عیسیٰ کون ہے؟" بعض لوگ تعجب سے کہنے لگے کہ یہ تو بڑے اختیار سے بدروحوں کو حکم دیتا ہے، اور وہ بھی اُس کا مانتی ہیں۔" تبیتا کچھ سوچنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی، "میرے لئے تو حضرت عیسیٰ ایک معمّہ ہیں۔ مجھے بتاؤ تمہارے خیال میں وہ ہیں کون؟"[a]

---

[a] مرقس 1:21-27 پر مبنی ہے۔

نعومی پکار اُٹھی، "ارے، مَیں بھی کیا بے فکر بیٹھی ہوں۔ وقت کا خیال ہی نہیں رہا۔ تھوڑی دیر میں بچے مچھلیاں پکڑ کر لوٹنے والے ہیں۔ مَیں بھاگ کر سبزی لے آؤں۔" جلدی جلدی سے اُس نے نقاب اوڑھی۔ ہائے۔ یہ تھیلا کہاں گیا؟"

تبیتا اپنے خوش باش انداز میں پوچھنے لگی، "بھلا بوجھو تو کل میری کس سے مُلاقات ہوئی۔ زِلفہ سے۔"

میرب بہت حیران ہوئی، "وہ بیوہ جو نائن میں رہتی ہے؟ کسی خاص کام ہی سے یہاں آئی ہو گی! آخر قریباً 25 میل پیدل چلنا کوئی خالہ جی کا گھر تو نہیں۔"

تبیتا نے سر ہلایا، "زِلفہ بڑی بہادر عورت ہے۔ بیوہ کی زندگی کوئی پھولوں کی سیج تو نہیں ہوتی نا۔ لیکن ساری مشکلات کے باوجود وہ ہمت نہیں ہارتی۔ دن رات محنت کرتی ہے تاکہ اپنے اکلوتے بیٹے آسا کی پرورش باعزت طور سے کر سکے۔"

نعومی نے خوشی سے کہا، "لیکن اب اُس کے لئے کافی آسانی ہوگئی ہے۔ آسا جوان ہوکر اُس کا سہارا بن گیا ہے۔" اِتنے میں اُسے تھیلا مل گیا اور اُس نے کہا، "امّی جی! کوئی اورسودا تونہیں لانا ؟"

"ہاں کچھ روٹی لیتے آنا۔"

نعومی گھر سے نکلنے ہی کوتھی کہ تبیتا نے آواز دی، "ذرا ٹھہرو! مَیں تمہیں تازہ ترین خبر سُنانا توبھول ہی گئی۔"

"مگدلینی کی خبر ؟ مَیں نے سُنا ہے کہ وہ بالکل تندرست ہوگئی ہے۔"

"اُس کے متعلق بس اِتنی ہی خبر تونہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ کی پیروکار بن گئی ہے۔ اپنے مال سے حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگردوں کی خدمت کرتی ہے۔ کچھ اَورعورتیں بھی ساتھ رہ کر اُن کی خدمت کرتی ہیں۔ یہ سب خواتین پہلے یا توسخت بیمارتھیں یا بدروحوں کے قبضے میں تھیں۔ حضرت عیسیٰ نے سب کو شفا دی ہے۔ اِن میں ہیرودیس بادشاہ کے افسرخوزہ کی بیوی یُوأنہّ بھی شامل ہے۔ ذرا سوچو تو!"

نعومی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، اورمیرب بولی، "کیا کہا ؟ اُس مغرور آدمی نے کیسے اجازت دے دی ؟ پھرتو یوأنہّ کی بیماری نے اُس کے خاوند

کی زندگی میں بہت کام کیا ہو گا۔" میرب نے اپنا سلائی کا کام اُٹھا لیا، "پھر تو مجھے کوئی حیرانی نہیں کہ وہ اپنا سب کچھ اُنہیں دینے کو تیار ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اُن کی زندگیاں بچائی ہیں۔ اُنہوں نے خدا کی محبت کی جھلک دیکھی ہے۔"

تبیتا جانے کے لئے کھڑی ہوئی۔ "بہت باتیں کر لی ہیں۔ اللہ آپ کو برکت دے۔"

نعومی کے ساتھ ہی وہ باہر گلی میں آ گئی۔ نعومی کہنے لگی، "میرا دل کرتا ہے کہ مگدلینی سے ملوں۔ مَیں اُسے تب سے جانتی ہوں جب وہ ابھی بچّی تھی۔ کتنی پیاری تھی۔ وہ اپنی نوعمری میں بہت سوال کِیا کرتی تھی۔ خدا، مذہب اور سماجی زندگی کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ مگر اُس نے اپنی ہی راہ اختیار کر لی۔" نعومی نے اُداسی سے سر ہلایا، "بعد میں جب مَیں نے اُسے دیکھا تو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے۔"

تبیتا نے ہنستے ہوئے جواب دیا، "کوئی بات نہیں۔ وہ ساری باتیں اب ختم ہو چکی ہیں۔ خدا حافظ۔"

دِن چڑھ آیا تھا۔ بازار میں کافی رونق تھی۔ نعومی جلدی جلدی سودا خریدنے لگی۔ بازار کی دُکان سے بھاؤ تاؤ کرنے کی نسوانی آوازیں آ رہی تھیں۔ ایک کہہ رہی تھی، "منوحہ! ہمیں سب سے عمدہ چوغہ چاہیئے۔ سب سے اعلیٰ چوغہ ہی ہمارے آقا کی شان کے لائق ہو گا۔"

نعومی غور سے سُننے لگی۔ یہ جانی پہچانی آواز تھی۔ اچانک اُس نے پکارا۔ "مگدلینی!" اور اگلے ہی لمحے وہ اُس سے گلے مل رہی تھی۔ "تمہیں تندرست دیکھ کر کتنی خوشی ہوئی ہے۔" خوشی سے اُس کے آنسو بہنے لگے۔ مگدلینی کتنی بدل گئی تھی! اب وہ ایک مسرت سے بھرپور نوجوان عورت نظر آتی تھی۔

مگدلینی کہنے لگی، "نعومی، میری یہ اطمینان بھری زندگی صرف حضرت عیسیٰ کی وجہ سے ہے۔ مَیں حضرت عیسیٰ میں زندہ خدا کی قدرت کا جیتا جاگتا ثبوت ہوں۔ کوئی مجھے اُن بدروحوں سے نہیں چھُڑا سکتا تھا۔" اُسے جھرجھری آ گئی۔ "نعومی، اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری روح کتنی قیمتی چیز ہے اور کتنی آسانی سے اُسے نقصان پہنچ سکتا ہے! مجھے اِس کا پہلے پہل احساس اُس وقت ہوا جب میرے دل میں نفرت اور

بغاوت نے سر اُٹھایا۔ لگتا تھا کہ میرے باطن میں نیکی اور بدی میں زبردست جنگ جاری ہے۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے مجھے احساس ہوتا گیا کہ میری زندگی پر بدی نے قبضہ جما لیا ہے۔ مجھے اپنے آپ پر کوئی قابو نہ رہا تھا۔"

دُکان دار منوحہ نے اپنے ملازم کو زور سے پکارا، "یزیاہ! نکمّے آدمی، کہاں ہو؟ سُنو۔ دوڑ کر جاؤ اور گودام سے وہ خاص چوغہ لاؤ۔ جلدی کرو۔" اُس نے کھانس کر اُن عورتوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا اور بولا، "مَیں نے پہاڑی پر حضرت عیسیٰ کا وعظ سُنا ہے۔ ہم سے وہ تو بہت اونچے اونچے مطالبے کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اگر تیری دہنی آنکھ تجھ سے گناہ کرائے تو اُسے نکال کر پھینک دے۔ تیرے لئے بہتر ہے کہ ایک عضو ضائع ہو جائے بجائے اِس کے کہ پورے بدن سمیت جہنم میں ڈالا جائے۔" ذرا تامُّل کے بعد وہ پھر بولا، "لیکن مگدلینی! تمہاری حالت پر غور کرنے سے مجھے احساس ہوا ہے کہ ہماری زندگی میں گناہ کیسی زبردست قوت ہے۔" پھر زور دے کر بات کو ختم کیا۔ "اللہ ہمیں گناہ کی قوت اور جہنم سے بچانا چاہتا ہے۔"

مگدلینی نے زور سے سر ہلایا۔ "جناب، معاف کیجئے۔ آپ ساری بات کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہیں۔ میرے لئے خوشی کی بات خالی یہ نہیں کہ مَیں گناہ اور جہنم سے بچ گئی ہوں حالانکہ یہ بھی خدا کی عجیب بخشش ہے۔ لیکن اِس بات کی تسلّی کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے مجھ پر تو یہ حقیقت کھولی ہے کہ ہم اپنے آسمانی باپ کے بیٹے اور بیٹیاں بن سکتے ہیں۔" مگدلینی کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ "ہم اِس زمینی زندگی کے دوران بھی اللہ کے ساتھ قریبی رفاقت رکھ سکتے ہیں۔ میری سب سے بڑی آرزو یہ نہیں کہ بہشت اور اُس کی ساری شان و شوکت حاصل کروں بلکہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے خدا کی قربت میں رہوں۔ حضرت عیسیٰ ہمارے اور ہمارے آسمانی باپ کے درمیان ملاپ کا وسیلہ ہیں، اور اُنہوں نے ہی ہمارے اندر یہ اُمید روشن کی ہے۔"

مگدلینی کی ساتھی نے ابھی تک بات نہ کی تھی۔ اب وہ بھی جوش سے کہنے لگی، "مَیں خوزہ کی بیوی یوأنّہ ہوں۔ میری زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ دوسروں کا خیال کئے بغیر ہر چیز سے لطف اُٹھاتی رہوں گویا ہر چیز پر صرف میرا ہی حق ہے۔ پھر مجھے یہ ہول ناک بیماری لگ

گئی۔ بعض اوقات تو سوائے کراہنے کے کچھ کر ہی نہیں سکتی تھی۔ مَیں اکثر اپنے آپ سے پوچھتی کہ آخر اِس زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اِس کا انجام کیا ہو گا؟ مجھے اِن سوالوں کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ نے مجھے شفا دی۔" اُس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ "اُنہوں نے میری آنکھیں کھولیں، اور مَیں سمجھنے لگی کہ اللہ نے مجھے اِس لئے پیدا کیا کہ اُسے جلال دوں، کہ میری زندگی سے اُس کی حمد و ستائش ہو۔ میرے لئے بھی سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدا میرا آسمانی باپ ہے جو میری چھوٹی سی چھوٹی بات کی بھی فکر کرتا ہے۔ اب اللہ کی راہوں میں چلنا میرے لئے بوجھ نہیں رہا۔ حضرت عیسیٰ نے میری زندگی کو حقیقی خوشی سے معمور کر دیا ہے۔"

منوحہ پھر ذرا سا کھانسا، "خواتین! ہر کوئی یہ بات نہیں سمجھ پاتا کہ آپ کیوں حضرت عیسیٰ کے پیچھے پیچھے پھرتی اور اُن کی خدمت کرتی ہیں۔ لیکن مَیں مانتا ہوں کہ جیسے اُنہوں نے آپ کی زندگی یکسر تبدیل کی ہے، اگر میری بھی تبدیل کر دیں تو مَیں بھی ضرور اُن کے ساتھ رہوں گا۔"

آخر یزیاہ چوغہ لے کر آ گیا اور اُس کے سامنے رکھ دیا۔ منوحہ نے ذرا تُرشی سے کہا، ”بہت دیر لگائی۔“ پھر کاروباری انداز میں چوغے کے کپڑے کو انگلیوں اور انگوٹھے میں پکڑا اور اُس پر ہاتھ پھیرا۔ گاہکوں کو دیکھتے ہوئے اُس کی آنکھوں سے خوشی چھلک رہی تھی، ”ابراہیم کے خدا کی قسم، خواتین! مجھے اِس سے بڑھیا چوغہ کبھی نہیں ملا۔“ ڈرامائی انداز میں اُس نے اپنا بایاں ہاتھ دل پر رکھا، ”آپ کو مناسب قیمت پر دے دوں گا۔ کیونکہ آپ ایک اچھے مقصد کے لئے لے رہی ہیں۔“

اِتنے میں ایک محترم سی خاتون ہانپتی ہوئی دُکان میں داخل ہوئی۔ ”بڑی خوشی ہوئی کہ تم ابھی تک یہاں ہو،“ اُس نے پھولی ہوئی سانس سے کہا۔

نعومی خوشی سے بول اُٹھی، ”سلومی، کیا تم بھی حضرت عیسیٰ کی پیروکار بن گئی ہو؟“

سلومی بڑی چاہت سے اُسے گلے ملی۔ پھر ایک تپائی پر بیٹھ گئی، ”ہاں، میری پیاری۔ مگر مَیں سارا وقت حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتی۔ جب کام سے فرصت ہوتی ہے اُس وقت ہی اُن کے

ساتھ رہتی ہوں۔ میرا خاوند زبدی بڑا دریا دل آدمی ہے کہ اُس نے یوحنّا اور یعقوب دونوں بھائیوں کو جانے دیا اور مجھے بھی نہیں روکتا۔ آخر اُسی کو ہمارا ماہی گیری کا سارا کام سنبھالنا پڑتا ہے۔ لیکن مَیں کہہ سکتی ہوں کہ میرا خاوند پہچان گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وسیلے سے اللّٰہ کام کر رہا ہے۔" اُس نے فیصلہ کُن انداز سے کاؤنٹر پر ہاتھ مارا، "اور کہتا ہے کہ مَیں اِسی طرح خدا کی خدمت کر رہا ہوں کہ اپنے بیٹوں اور بیوی کو حضرت عیسیٰ کی خدمت کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔"

نعومی نے پوچھا، "ذرا یہ تو بتاؤ، تم کتنی عورتیں ہو؟ شمعون پطرس نے تو تمہارا ذکر نہیں کیا تھا۔" پھر کچھ شرما کر کہنے لگی، "شاید وہ مجھے یہ بتا کر اَور پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے کہ تم جیسی بہادر عورتیں حضرت عیسیٰ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر رہی ہیں جبکہ مَیں اِتنی بات پر تیار نہیں کہ اپنے خاوند ہی کو جانے دوں۔"

سلومی نے اُس کی پیٹھ پر تھپکی دی، "حضرت عیسیٰ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ بڑے صبر کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ لیکن تمہارے سوال کا جواب: اَور بھی بہت سی عورتیں ہیں جو اُن کے ساتھ ساتھ

رہتی ہیں۔ میری بہن، تمہیں اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کیسے بڑے بڑے کام ہو رہے ہیں اور کتنی تباہ شدہ زندگیوں کو حضرت عیسیٰ بچا رہے ہیں۔"

آخر استاد کے لئے چوغہ خریدا گیا۔ نعومی اپنے خیالات میں مگن اپنے گھر کو روانہ ہوئی۔ اُسے افسوس تھا کہ اُس کی یہی خواہش رہی تھی کہ زندگی پُرانی ڈگر پر چلتی رہے اور کہ اُس نے اللہ کی طرف سے جو بڑے بڑے کام ہو رہے تھے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔

دُور رومی سپاہیوں کے قدموں کی زور دار آواز سُنائی دینے لگی۔ جب نعومی اُن خطروں کا خیال کرتی جن میں اُس کا خاوند گھر سکتا تھا تو اُس کا دل دھک دھک کرنے لگتا۔ وہ سوچتی بھلا اِس کا کیا انجام ہو گا ؟ کیا مَیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جائیں گے؟ ہائے کاش مجھ میں بھی یوانّہ اور مگدلینی جیسا پُختہ ایمان ہوتا۔

گُناہ کون معاف کرسکتا ہے؟

حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد ایک اَور قصبے کی طرف جا رہے تھے۔ سینکڑوں لوگ اُن کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ اُن میں سے بہت سے تو کئی دنوں سے اُن کے ساتھ تھے۔ حضرت عیسیٰ کو امیر غریب کی بُری حالت دیکھ کر اُن پر ترس آیا۔ اُنہوں نے مُڑ کر اپنے شاگردوں سے کہا، "مجھے اِن لوگوں پر ترس آتا ہے کیونکہ یہ اُن بھیڑوں کی طرح بے یار و مددگار ہیں جن کا چرواہا نہ ہو۔"

لیکن شاگرد اِتنے بے دم ہو رہے تھے کہ اُن میں دوسروں کے بارے میں سوچنے کی سکت نہ تھی۔ اُن کو چلتے ہوئے گھنٹوں ہو گئے

تھے۔ بھیڑ کی وجہ سے اُٹھتی ہوئی دھول میں سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ یوحنّا بن زبدی نے لمبی سانس کھینچ کر کہا، "کاش ہم بیت عنیاہ کی مریم، مرتھا اور لعزر کے ہاں ہوتے۔ اُن کا مہمان بننے میں کتنا مزہ آتا ہے! اللہ کی بڑی برکت ہے کہ یہ خاندان ہمارا سہارا ہے۔ اِس وقت تو مرتھا کے کنوئیں کے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس بھی نعمت ہوتا۔"

اُس کے بھائی یعقوب نے اُسے بڑی کڑی نظروں سے دیکھا۔ "اِس طرح شکوہ کرتے شرم نہیں آتی تمہیں! اپنی ماں سلومی کو دیکھو، اور مگدلینی اور یوأنّہ اور سوسنّاہ کو دیکھو۔ وہ بغیر اُف کئے ہمارے ساتھ ساتھ آ رہی ہیں۔ دیکھو کتنی بہادری سے قدم اُٹھاتی ہیں!"

نتن ایل نے دونوں کو ٹوکا، "یہ تُو تکار بند کرو۔ مجھے تو حیرانی ہوتی ہے کہ ہمارے آقا کیوں اِن عورتوں کی خدمت قبول کرتے ہیں؟ تعجب ہے کہ وہ اُنہیں اپنے پیچھے آنے سے روکتے کیوں نہیں!" فلپس نے بے دلی سے کہا، "یہ ماننا پڑے گا کہ اکثر لوگوں کو عجیب لگتا ہے کہ عورتیں استاد کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔"

شمعون پطرس بول اُٹھا، ”یہ تو کوئی بات نہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر عزّت دیتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ فریسی کسی عورت کو چھونا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ناپاک ہو جائیں گے۔“ وہ قدم بڑھا کر نتن ایل سے جا ملا اور کھانس کر اُسے مخاطب کیا، ”آؤ، نتن ایل، اِس گرد و غبار سے توجہ ہٹانے کے لئے کوئی بات چیت ہی کریں۔“ پھر تھوڑی جھجھک کے بعد کہنے لگا، ”کسی نے ایک بار بتایا تھا کہ اگر تم اپنے بھائی کا گناہ کرو تو تین بار معافی مانگو۔ اگر چوتھی بار گناہ کرو تو معافی کی توقع مت رکھو۔ نتن ایل، مَیں اُستاد سے پوچھنے لگا ہوں کہ اِس معاملے میں اُس کا کیا خیال ہے؟“

یہ کہہ کر شمعون پطرس نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا، ”اگر میرا بھائی میرا گناہ کرے تو مَیں اُسے کتنی بار معاف کروں؟ کیا سات مرتبہ؟“

نتن ایل دل ہی دل میں ہنسا، ”شمعون پطرس اپنے آپ کو بڑا فیاض سمجھ رہا ہو گا کہ مَیں خوشی سے سات مرتبہ اپنے بھائی کو معاف کرنے کو تیار ہوں۔“

مگر حضرت عیسیٰ نے سنجیدگی سے جواب دیا، ”مَیں تجھے بتاتا ہوں، سات بار نہیں بلکہ 77 بار۔“[a]

پطرس حیران رہ گیا۔ ”خداوند، آپ کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ میرا بھائی جتنی بار بھی گناہ کرے مَیں اُسے معاف کرتا رہوں؟“

حضرت عیسیٰ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”شمعون، مَیں ایک تمثیل کی مدد سے تمہیں سمجھاتا ہوں کہ تمہیں اِس طرح کیوں معاف کرنا چاہئے۔ سُنو! آسمان کی بادشاہی ایک بادشاہ کی مانند ہے جو اپنے نوکروں کے قرضوں کا حساب کتاب کرنا چاہتا تھا۔ حساب کتاب شروع کرتے وقت ایک آدمی اُس کے سامنے پیش کیا گیا جو اربوں کے حساب سے اُس کا قرض دار تھا۔ وہ یہ رقم ادا نہ کر سکا، اِس لئے اُس کے مالک نے یہ قرض وصول کرنے کے لئے حکم دیا کہ اُسے بال بچوں اور تمام ملکیت سمیت فروخت کر دیا جائے۔ یہ سن کر نوکر منہ کے بل گرا اور منت کرنے لگا، ’مجھے مہلت دیں، مَیں پوری رقم ادا کر دوں گا۔‘ بادشاہ کو اُس پر ترس آیا۔ اُس نے اُس کا قرض معاف کرکے اُسے

---

[a] متّی 22:18

جانے دیا۔ لیکن جب یہی نوکر باہر نکلا تو ایک ہم خدمت ملا جو اُس کا چند ہزار روپوں کا قرض دار تھا۔ اُسے پکڑ کر وہ اُس کا گلا دبا کر کہنے لگا، 'اپنا قرض ادا کر!' دوسرا نوکر گر کر منت کرنے لگا، 'مجھے مہلت دیں، مَیں آپ کو ساری رقم ادا کر دوں گا۔' لیکن وہ اِس کے لئے تیار نہ ہوا، بلکہ جا کر اُسے اُس وقت تک جیل میں ڈلوایا جب تک وہ پوری رقم ادا نہ کر دے۔ جب باقی نوکروں نے یہ دیکھا تو اُنہیں شدید دُکھ ہوا اور اُنہوں نے اپنے مالک کے پاس جا کر سب کچھ بتا دیا جو ہوا تھا۔ اِس پر مالک نے اُس نوکر کو اپنے پاس بُلا لیا اور کہا، 'شریر نوکر! جب تُو نے میری منت کی تو مَیں نے تیرا پورا قرض معاف کر دیا۔ کیا لازم نہ تھا کہ تُو بھی اپنے ساتھی نوکر پر اُتنا رحم کرتا جتنا مَیں نے تجھ پر کیا تھا؟' غصے میں مالک نے اُسے جیل کے افسروں کے حوالے کر دیا تاکہ اُس پر اُس وقت تک تشدد کیا جائے جب تک وہ قرض کی پوری رقم ادا نہ کر دے۔ میرا آسمانی باپ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اگر تم نے اپنے بھائی کو پورے دل سے معاف نہ کیا۔"[a]

---

[a] متّی 18:23-35

شمعون پطرس سوچ میں پڑ گیا۔ "اگر مَیں دُرست سمجھا ہوں تو تمثیل میں بادشاہ خدا ہے۔ اور مَیں یہ بھی سمجھ گیا ہوں کہ نوکر کا قرض اِتنا زیادہ تھا کہ وہ کبھی ادا نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ اللہ کے سامنے ہم میں سے ہر ایک کی حالت ایسی ہی ہے۔ ہم پر اِتنا قرض ہے کہ اگر وہ اپنے فضل سے معاف نہ کرے تو ہم چھوٹ نہیں سکتے، اِس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اپنے بھائیوں کو معاف کریں۔ ہاں، خدا نے مہربان ہو کر ہمیں اِتنا کچھ معاف کر دیا ہے لیکن مجھ جیسے آدمی کو ہر کسی کو ہر وقت معاف کرنا بہت مشکل لگتا ہے۔"

حضرت عیسیٰ نے محبت بھری نظروں سے شمعون پطرس کو دیکھا۔ اُن کی آنکھیں کہہ رہی تھیں، "شمعون، جو بات تیرے لئے ناممکن ہے وہ میرے لئے ممکن ہے۔ مَیں تجھے تبدیل کرنے والا ہوں۔ صبر کر۔ تجھے سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

اِتنی دیر میں وہ ایک قصبے میں پہنچ گئے۔ گاؤں کے لوگ حضرت عیسیٰ کے گرد جمع ہو گئے، اور وہ اُنہیں تعلیم دینے لگے۔ بعد میں لوگ کئی عرضیاں اور درخواستیں پیش کرنے لگے۔ اُن میں ایک فریسی بھی تھا۔

وہ کہنے لگا، "استاد، آج ہمارے ہاں کھانا کھائیے۔ ہماری عزّت افزائی ہو گی۔" اور شاگردوں کی طرف اشارہ کر کے کہا، "آپ کے شاگرد بھی اِس دعوت میں شامل ہوں۔"

"بہت خوب جناب۔ شکریہ۔ ہم ضرور آئیں گے۔ آپ کی تعریف جناب؟"

"معاف کیجئے۔ غلطی ہو گئی۔ مَیں نے اپنا نام نہیں بتایا۔ بندے کو شمعون فریسی کہتے ہیں۔"

یوحنّا آہستہ سے یعقوب کے کان میں کہنے لگا، "بہت خوب، دعوت ملی ہے۔ میرا تو بھوک سے بُرا حال ہو رہا ہے۔"

یعقوب نے بھی تائید کی، "جب مالک تبلیغ کر رہے تھے تو مَیں اُس فریسی کو دیکھ رہا تھا۔ بہت متاثر نظر آ رہا تھا، لیکن پھر بھی بڑا نکتہ چین قِسم کا آدمی لگتا ہے۔ کہیں اِس دعوت کا اصل مقصد یہ نہ ہو کہ وہ معلوم کرے کہ آیا حضرت عیسیٰ سچ مچ نبی ہیں یا نہیں۔"

یکایک متّی چوکنّا ہو گیا۔ ایک نوجوان اُس کی طرف آ رہا تھا۔ ”ارے یہ تو داؤد بن افرائیم ہے! رب کی تعریف ہو!“ دونوں گرم جوشی سے بغل گیر ہوئے۔

داؤد بولا، ”فی الحال میرے باپ نے مجھے ایک چچا کے یہاں بھیج دیا ہے تاکہ کچھ عرصے تک سرکار کی نظروں سے دُور رہوں، ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے سیاسی لحاظ سے خطرناک سمجھ کر مجھ پر ہاتھ ڈالیں۔ لیکن متّی، مَیں نے سبق سیکھ لیا ہے۔ اب مَیں اِس نئی تحریک میں دل چسپی لے رہا ہوں جو تمہارے آقا چلا رہے ہیں۔ کیا کھانے کے بعد تم سے بات کر سکتا ہوں؟ مجھے اِن کے متعلق اَور بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔“ اِتنا کہہ کر وہ چلا گیا۔

بڑی توقعات کے ساتھ شاگرد شمعون فریسی کے ہاں پہنچے۔ کئی دوسرے مہمان بھی جمع ہو رہے تھے۔ نوکر بعضوں کے پاؤں دھونے اور دوسروں کے سر پر تیل ڈالنے لگے۔ تدّی کہنے لگا، ”ہوں۔ اِس تیل کی خوشبو تو بہت اچھی ہے۔ آج ہمارے ساتھ شاہی مہمانوں جیسا سلوک

ہو رہا ہے۔ دیکھو، ہمارا میزبان ایک مہمان کو بوسہ لے کر استقبال کر رہا ہے۔"

"خوش آمدید" اُن کے میزبان نے استقبال کرتے ہوئے کہا۔ "اِدھر تشریف لے آئیے۔"

یہوداہ اسکریوتی نے یعقوب بن حلفئی سے سرگوشی کی، "ایسے استقبال کے متعلق کیا خیال ہے؟ کم سے کم ہمارے مالک کے دھول سے اَٹے ہوئے پاؤں تو دُھلائے جاتے۔ لگتا ہے کہ ہمارا میزبان ہمارے اُستاد کو کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہا ہے۔" یہوداہ کو بہت تاؤ آ رہا تھا۔ اُس نے بڑے اعتماد سے اپنی بات جاری رکھی، "جب ہمارے مالک حکومت سنبھالیں گے تو ہمارے میزبان کو اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔"

تھوڑی ہی دیر بعد حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد نرم نرم گدیوں پر نیم دراز ہو گئے۔ اُن کے سامنے نیچی میزیں بچھی تھیں۔ رواج کے مطابق اُن کے پاؤں پیچھے کو پھیلے ہوئے تھے۔ طرح طرح کے کھانوں کی خوشبوئیں بھوک تیز کر رہی تھیں۔ ابھی کھانا شروع ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کمرے میں ہل چل سی ہونے لگی۔ کسی نے ناراض ہو کر کہا،

”یہ کیا بدتمیزی ہے! اِس بدکار عورت کو شرم نہیں آتی کہ یوں ہمارے درمیان گُھسی آتی ہے!“ تمام آنکھیں اُس عورت پر جمی تھیں جو جھجکتے جھجکتے کمرے میں آ رہی تھی۔ یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ یہاں تک پہنچنے میں اُسے کیا قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔ اکثروں کی آنکھوں میں اُس کے لئے نفرت اور حقارت بھری تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ سے وہ پہلے بھی مل چکی تھی۔ اُن کے الفاظ نے اُسے نئی اُمید دلائی تھی، کیونکہ اُنہوں نے کہا تھا کہ آسمان کی بادشاہی کے دروازے بڑے سے بڑے گناہ گار کے لئے کھلے ہیں۔ اِس لئے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف کھنچی آئی۔ حضرت عیسیٰ اُسے دیکھتے رہے جیسے سب کچھ جانتے ہوں۔ وہ حضرت عیسیٰ کے پاؤں کے پاس آ بیٹھی۔ اُس نے اپنے دوپٹے کے نیچے سے سنگِ مَرمَر کی عطردانی نکالی اور اُن کے پاؤں پر عطر لگانے لگی۔ ساتھ ہی ساتھ اُس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسوؤں کی ندی بھی بہہ نکلی۔

حضرت عیسیٰ خوب جانتے تھے کہ یہ اُس کی گناہ آلودہ زندگی پر پچھتاوے کے آنسو ہیں۔ وہ کتنے خوش ہوئے کہ ایک اَور گناہ گار اللہ کے قدموں میں آنے کو تیار ہوا ہے۔ اب عورت اُن کے پاؤں

اپنے بالوں سے خُشک کرنے لگی۔ گو حضرت عیسیٰ کی پوری توجہ اُس پریشان حال عورت کی طرف تھی لیکن اُنہیں اِس بات کا بھی احساس تھا کہ میرے میزبان کے دل پر کیا کچھ گزر رہا ہے۔ شمعون فریسی سوچنے لگا اگر یہ آدمی نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت کیسی ہے جو اُس کو چھوتی ہے کیونکہ بدچلن ہے۔

یہ جان کر حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، "شمعون، مَیں تجھے کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

اُس نے کہا، "جی اُستاد، بتائیں۔"

تب حضرت عیسیٰ نے یہ تمثیل سُنائی، "ایک ساہوکار کے دو قرض دار تھے۔ ایک کو اُس نے چاندی کے 500 سِکے دیئے تھے اور دوسرے کو 50 سِکے۔ لیکن دونوں اپنا قرض ادا نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر اُس نے دونوں کا قرض معاف کر دیا۔ اب مجھے بتا، دونوں قرض داروں میں سے کون اُسے زیادہ عزیز رکھے گا؟"

شمعون نے جواب دیا، "میرے خیال میں وہ جسے زیادہ معاف کیا گیا۔"

حضرت عیسیٰ نے کہا، "تُو نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔" اور عورت کی طرف مُڑ کر اُنہوں نے شمعون سے بات جاری رکھی، "کیا تُو اِس عورت کو دیکھتا ہے؟ جب مَیں اِس گھر میں آیا تو تُو نے مجھے پاؤں دھونے کے لئے پانی نہ دیا۔ لیکن اِس نے میرے پاؤں کو اپنے آنسوؤں سے تر کر کے اپنے بالوں سے پونچھ کر خشک کر دیا ہے۔ تُو نے مجھے بوسہ نہ دیا، لیکن یہ میرے اندر آنے سے لے کر اب تک میرے پاؤں کو چومنے سے باز نہیں رہی۔ تُو نے میرے سر پر زیتون کا تیل نہ ڈالا، لیکن اِس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا۔ اِس لئے مَیں تجھے بتاتا ہوں کہ اِس کے گناہوں کو گو وہ بہت ہیں معاف کر دیا گیا ہے، کیونکہ اِس نے بہت محبت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جسے کم معاف کیا گیا ہو وہ کم محبت رکھتا ہے۔"[a]

فریسی کو سخت دھچکا لگا، "کیا مَیں شریعت پر عمل نہیں کرتا؟" اُس نے یہ کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ گھمنڈ، گناہ گاروں سے نفرت اور محبت کی کمی بھی گناہ ہیں۔ وہ اپنے بارے میں اِتنا اندھا تھا کہ کبھی احساس

[a] لُوقا 7:39-47

ہی نہیں کیا تھا کہ میرے دل میں خدا اور انسان کے لئے کوئی محبت نہیں۔ اُس میں یہ سب سے اہم بات موجود ہی نہ تھی۔

اب حضرت عیسیٰ اُس عورت سے مخاطب ہوئے، ”تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے۔ سلامتی سے چلی جا۔“[a]

شاگردوں نے محسوس کیا کہ جتنے ہلکے قدموں سے یہ عورت باہر گئی ہے ایسے کبھی کسی کو جاتے نہیں دیکھا۔

اُس رات کسی اَور نے اُنہیں اپنے گھر میں اُتارا۔ مگر شاگردوں کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ شمعون زیلوتیس کہنے لگا، ”ہمارے اُستاد دُعا مانگنے باہر گئے ہوئے ہیں۔ شاید ساری رات ہی دُعا میں گُزاریں۔“ پھر کھینچ کر یوحنّا سے مخاطب ہوا، ”بھیا، یہ بار بار کروٹیں بدلنا بند کرو۔“

یوحنّا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ بولا، ”مجھے ایک خیال بے قرار کر رہا ہے۔ ہمارے آقا کون ہیں؟ آج شام اُنہوں نے ایک اَور غیرمعمولی بات کی ہے۔ اُنہوں نے اُس عورت کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ہمارے بڑے سے بڑے نبی کو بھی تو یہ حق حاصل نہ تھا۔“

---

[a] لُوقا 7:50

شمعون زیلوتیس نے دیئے کی لَو اونچی کی، پھر کہا، ”حضرت عیسیٰ کے لفظ خالی خولی لفظ ہی نہیں ہوتے بلکہ اُن میں اختیار اور قُدرت ہوتی ہے۔ اُنہوں نے کتنی ہی بار یہ بات ثابت کر دی ہے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ ایک دن اُنہوں نے علما اور فریسیوں کے سامنے ایک مفلوج آدمی سے اِسی طرح باتیں کیں۔ وہ جانتے تھے کہ گناہ کے بوجھ نے اُس مفلوج آدمی کو بیماری سے بھی زیادہ دبائے رکھا ہے۔ اِس لئے اُنہوں نے فرمایا، ’دوست، تیرے گناہ معاف ہوئے ہیں۔‘“

اندریاس نے کہا، ”مجھے یاد ہے کہ شریعت کے عالِم کس طرح حضرت عیسیٰ پر بڑبڑانے لگے کہ ’یہ کُفر بک رہا ہے۔ سوائے اللّٰہ کے کون گُناہ معاف کرسکتا ہے؟‘ لیکن حضرت عیسیٰ نے اُنہیں جواب دیا کہ ’تم دل میں بُری باتیں کیوں سوچ رہے ہو؟ کیا مفلوج سے یہ کہنا زیادہ آسان ہے کہ تیرے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں یا یہ کہ اُٹھ اور چل پھر؟ لیکن مَیں تم کو دکھاتا ہوں کہ ابنِ آدم کو سچ مچ دنیا میں گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔‘ یہ کہہ کر وہ مفلوج سے مخاطب ہوئے، ’اُٹھ، اپنی چارپائی اُٹھا

کرگھر چلا جا۔'' اندریاس نے ڈرامائی انداز میں دَم لیا۔ ''جب وہ بندہ اُٹھ کر چلنے لگا تو سب کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں۔''

یوحنّا کہنے لگا، ''اِن ساری باتوں کے باوجود میرا سوال حل نہیں ہوا کہ 'حضرت عیسیٰ کون ہیں؟'

دوسروں نے بھی اتفاق کیا کہ ہم بھی اُس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب اِس سوال کا پورا پورا جواب ملے گا۔

متی کی زندگی کی تبدیلی

شاگرد متّی کو یاد آیا کہ مَیں نے داؤد سے ملاقات کا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ سب کو چھوڑ کر اُس کی تلاش میں چلا گیا۔ داؤد ایک مکان کے سائے میں سے اچانک نکل کر گرم جوشی سے کہنے لگا، ”متّی، بہت اچھا کیا جو آ گئے۔“

متی نے ہنس کر جواب دیا، ”خوشی تو مجھے ہوئی ہے۔“ اُس نے رائے دی، ”چلو باتیں بھی کرتے ہیں اور سیر بھی کرتے ہیں۔ تم بہت کچھ پوچھنا چاہتے ہو گے۔ مَیں تمہاری خدمت میں حاضر ہوں۔“

داؤد نے اپنا گرم چوغہ ذرا کَس کر لپیٹتے ہوئے کہا، ”لگتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف کر لیا ہے۔ مجھے گھر واپس آتے ہی یہ احساس ہوا۔ میرے والد صاحب اور بھائی اور بہن روت پر بھی اُن کی باتوں کا بہت اثر ہوا ہے، اور بیت عنیاہ میں ہمارے دوستوں کا بھی یہی حال ہے۔ لعزر، مرتھا اور مریم، حضرت عیسیٰ کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کیونکہ تم لوگ اُن کے مہمان ہوا کرتے ہو۔“

”یہ تو سچ ہے،“ متی نے کہا۔ ”بہت بار اُن کے مہمان رہے ہیں۔ جب اُن کے ہاں ہوتے تو لگتا ہے کہ اپنے ہی گھر میں ہیں۔“

داؤد مسکرایا، ”وہ خاندان تو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ موعودہ نجات دہندہ المسیح ہی ہیں۔“ داؤد ذرا رُکا۔ ”مگر میرا باپ حضرت عیسیٰ کے بارے میں رائے قائم کرنے میں زیادہ محتاط ہے۔ پھر بھی لگتا ہے کہ جلدی ہی وہ بھی اِس حقیقت کو تسلیم کر لے گا۔ اور جب سے مجھے مگدلینی اور دوسرے بہت سے لوگوں کے شفا پانے کا علم ہوا ہے مَیں اِس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اُن میں حیرت ناک قدرت ہے۔ اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ خالی پلاؤ نہیں کرتے، کہ اُن سے خدا کی محبت بھی

چمکتی ہے۔ اُن کی باتوں نے اللہ کے بارے میں میری آنکھیں ایک نئے انداز سے کھول دی ہیں۔ اِس لئے مَیں نے سوچا کہ اُن کے بارے میں تمہاری رائے معلوم کروں، کیونکہ تم اُن کو قریب سے جانتے ہو۔ سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کیوں ایک دم اپنا سب کچھ چھوڑ کر ایک ایسے آدمی کے پیچھے ہو لئے جسے تم جانتے بھی نہ تھے؟ تم نے تو ایک چلتے کاروبار کو ترک کر کے ایک غیر یقینی مستقبل کو اپنایا ہے بلکہ مجھے تمہارا مستقبل بھی خطرے میں گھرا نظر آتا ہے۔ تم حضرت عیسیٰ کو کیا سمجھتے ہو کہ اِس طرح اُن کے پیچھے چلنے کو آمادہ ہوئے؟" وہ ذرا رُکا پھر بولا، "مَیں جانتا ہوں تم جذباتی آدمی نہیں ہو۔ اُنہوں نے تمہیں کوئی خصوصی پیش کش کی ہو گی، کوئی ایسی چیز جو روپئے پیسے سے بھی اہم ہو۔ تب ہی تم نے اپنے اچھے خاصے کاروبار پر لات مار دی ہے۔"

متی نے سیدھے جواب دیا، "کوئی پیش کش نہیں بلکہ خود ہی حضرت عیسیٰ نے میرے دل کو موہ لیا ہے۔ جتنا زیادہ مَیں اُن کے ساتھ رہتے ہوئے اُن کو جانتا جاتا ہوں، اُتنی ہی اُن کے لئے میری محبت بڑھتی جاتی ہے۔ زندگی میں اُن جیسا شخص نہ کبھی دیکھا، نہ سُنا۔ ہے نا عجیب

بات؟ لیکن ہے بالکل درست۔ حضرت عیسیٰ میں کوئی بھی خامی نظر نہیں آتی۔ ہم اُنہیں سخت سے سخت حالات میں بھی بڑے قریب سے دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم نے اُنہیں اُس وقت بھی دیکھا ہے، جبکہ وہ سخت تھکے ماندے تھے۔ کبھی تو لوگ اُن کا مذاق اُڑاتے لیکن حضرت عیسیٰ کے رویے میں رتّی بھر بھی فرق نہیں آتا۔ وہ نہ کبھی بڑبڑاتے اور نہ گھبراتے ہیں بلکہ ویسی ہی حلیمی سے لوگوں کی خدمت کئے جاتے ہیں۔"

متّی نے ذرا دم لیا۔ پھر جوش سے بات جاری رکھی، "جس دین کی وہ بشارت دیتے ہیں اُس کا تعلق دِل سے ہے۔ اُنہیں اِس بات کی پروا نہیں کہ میرے شاگرد کھانا کھانے یا دُعا مانگنے سے پہلے ہاتھ دھوتے ہیں یا نہیں، اور نہ وہ دیگر دینی رسومات کی پروا کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف سے جس کے دل میں خدا کی محبت نہ ہو وہ اُن کا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ اِس بات پر وہ بہت زور دیتے ہیں کہ ہمارے دِل میں اللہ کے لئے ضرور محبت ہو۔"

داؤد بہت متاثر ہوا، "مَیں سمجھ گیا ہوں۔ بچپن ہی سے یہ رسمیں ہمارے دماغوں میں ٹھونسی گئی ہیں۔ ہمیں صرف ایسی باتوں کی اہمیت

سکھائی گئی ہے کہ یہ نہ کھاؤ، وہ نہ کھاؤ۔ فلاں موقعے پر ہاتھ دھوؤ اور سبت کے دِن اِتنے قدموں سے زیادہ فاصلہ طے نہ کرو وغیرہ۔ آہستہ آہستہ ہم اِن رسومات کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ اور اِن میں سے کتنے ہی آدمیوں کے بنائے ہوئے ہیں! شریعت کے عالِم، فریسی اور امام اِن کی منادی زیادہ اور اللہ کی منادی کم کرتے ہیں۔"

متّی بالکل خاموش کھڑا ہو گیا۔ "ایک بار یروشلم سے شریعت کے کچھ عالِم اور فریسی خاص اِسی مقصد سے آئے تھے کہ اُستاد کو اِس مسئلے میں پھنسائیں۔ اُنہوں نے پوچھا کہ 'آپ کے شاگرد باپ دادا کی روایت کیوں توڑتے ہیں؟ کیونکہ وہ ہاتھ دھوئے بغیر روٹی کھاتے ہیں۔'[a] یہ تو تُم بھی جانتے ہو اور مَیں بھی کہ ہم کبھی گندے ہاتھوں سے تو نہیں کھاتے۔ البتہ ہم رسمی پابندی نہیں کرتے کہ کھانے سے پہلے ضرور ہاتھ دھوؤ۔ ہمارے آقا زور دے کر کہتے ہیں کہ رسمی طور پر دھونے دُھلانے سے ناپاکی دُور نہیں ہوتی۔"

---

[a] متّی 2:15

متّی مُسکرایا، "کاش تُم موجود ہوتے جب حضرت عیسیٰ نے اُن کی پول کھول دی۔ اُنہوں نے کہا، "اورتم اپنی روایات کی خاطر اللّٰہ کا حکم کیوں توڑتے ہو؟ کیونکہ اللّٰہ نے فرمایا، 'اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا' اور 'جو اپنے باپ یا ماں پرلعنت کرے اُسے سزائے موت دی جائے۔' لیکن جب کوئی اپنے والدین سے کہے، 'مَیں آپ کی مدد نہیں کرسکتا، کیونکہ مَیں نے مَنت مانی ہے کہ جو کچھ مجھے آپ کو دینا تھا وہ اللّٰہ کے لئے وقف ہے' توتم اِسے جائز قرار دیتے ہو۔ یوں تم کہتے ہو کہ اُسے اپنے ماں باپ کی عزت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اِسی طرح تم اللّٰہ کے کلام کو اپنی روایت کی خاطرمنسوخ کر لیتے ہو۔ ریاکارو! یسعیاہ نبی نےتمہارے بارے میں کیا خوب نبوّت کی ہے، 'یہ قوم اپنے ہونٹوں سے تو میرا احترام کرتی ہے لیکن اُس کا دل مجھ سے دُور ہے۔ وہ میری پرستش کرتے تو ہیں، لیکن بے فائدہ۔ کیونکہ وہ صرف انسان ہی کے احکام سکھاتے ہیں۔'"[a]

[a] متّی 15:3-9

داؤد نے زور سے سانس کھینچا، ”تمہارے اُستاد بڑے دلیر ہیں۔ کیا اُنہیں خوف نہیں کہ کسی دِن قید کیے جائیں گے؟ البتہ مَیں مانتا ہوں کہ اُنہوں نے بڑے پتے کی بات کہی۔ وہ بیٹا کتنا پتھر دِل ہو گا جو روپے پیسے خداوند کو دے دیتا ہے، لیکن اپنے والدین کی دیکھ بھال نہیں کرتا! اور جو امام ایسا ہدیہ قبول کرتا ہے وہ بھی اندھا ہے!“

متّی نے بات جاری رکھی، ”اُستاد نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز ہے نہیں جو انسان کے منہ میں داخل ہو کر اُسے ناپاک کر سکے، بلکہ جو کچھ انسان کے منہ سے نکلتا ہے وہی اُسے ناپاک کر دیتا ہے۔“[a] متّی ہنسا، ”افسوس کہ ہم شاگرد بھی اُن کی بات سمجھنے سے قاصر رہے۔ ہم نے بعد میں مطلب پوچھا تو وہ کہنے لگے، ””کیا تم ابھی تک اِتنے ناسمجھ ہو؟ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ جو کچھ انسان کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے وہ اُس کے معدے میں جاتا ہے اور وہاں سے نکل کر جائے ضرورت میں؟ لیکن جو کچھ انسان کے منہ سے نکلتا ہے وہ دل سے آتا ہے۔ وہی انسان کو ناپاک کرتا ہے۔ دل ہی سے بُرے خیالات، قتل

---

[a] متّی 15:10-11

و غارت، زناکاری، حرام کاری، چوری، جھوٹی گواہی اور بہتان نکلتے ہیں۔ یہی کچھ انسان کو ناپاک کر دیتا ہے، لیکن ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھانے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔'' [a] متّی نے دوبارہ چلنا شروع کر دیا۔ ''دیکھا داؤد، اِس کا مطلب یہی تھا کی ظاہری رسموں کے پیچھے نہ جاؤ بلکہ دِل کی حالت کی فکر کرو۔''

داؤد نے تصدیق میں سر ہلایا اور پوچھنے لگا، ''کیا حضرت عیسیٰ نے اپنے پیروؤں کو کوئی اصول بتائے ہیں کہ وہ کیسی زندگی گزاریں؟''

متّی خوش ہوا۔ یہ شخص بہت اچھے سوال پوچھ رہا ہے۔ ''بالکُل، بالکُل! وہ چاہتا ہے کہ اُس کے پیرو دُنیا میں ایسے ہوں جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کھانے میں نمک ہو، تب ہی مزہ آتا ہے۔ گوشت کو لگایا جائے تو اُسے گلنے سڑنے سے بچاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اِس بگڑے ہوئے معاشرے میں اُس کے پیروؤں کا کردار بھی ایسا ہو۔ اُستاد نے فرمایا کہ ''تم دنیا کا نمک ہو۔ لیکن اگر نمک کا ذائقہ جاتا رہے تو پھر اُسے کیونکر دوبارہ نمکین کیا جا سکتا ہے؟ وہ کسی

---

[a] متّی 15:16-20

بھی کام کا نہیں رہا بلکہ باہر پھینکا جائے گا جہاں وہ لوگوں کے پاؤں تلے روندا جائے گا۔"[a]

اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ نیک زندگی لازم ہے تاکہ نمونے سے لوگ اپنی اپنی زندگی کا جائزہ لے سکیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ "پہاڑ پر واقع شہر کی طرح تم کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ جب کوئی چراغ جلاتا ہے تو وہ اُسے برتن کے نیچے نہیں رکھتا بلکہ شمع دان پر رکھ دیتا ہے جہاں سے وہ گھر کے تمام افراد کو روشنی دیتا ہے۔ اِسی طرح تمہاری روشنی بھی لوگوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کام دیکھ کر تمہارے آسمانی باپ کو جلال دیں۔"[b]

اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آنے لگی۔ داؤد جلدی سے متّی کو گھسیٹ کر ایک دیوار کی اوٹ میں لے گیا۔ "شاید رومی سپاہی اپنی بارکوں کو واپس جا رہے ہیں،" اُس نے سرگوشی کی۔ "اچھا ہے کہ اُن کی نظر ہم پر نہ پڑے۔" چند سپاہی بے ڈھنگے انداز میں گا رہے تھے۔

---

[a] متّی 13:5
[b] متّی 5:14-17

الفاظ بھی اچھی طرح منہ سے نہ نکل رہے تھے۔ ایک نے دوسرے کو چھیڑتے ہوئے ہانک لگائی "رُ- روک جا ... وَ ...، یارو۔ سب ... نش ...، نشے میں ہو۔" اَب وہ آگے بڑھ چکے تھے۔

خاموشی ہوئی تو متّی بولا، "لگتا ہے کہ اُنہیں کہیں سے شراب کی مشکیں ہاتھ لگ گئی ہیں۔ بے چارے، بہت تنہائی محسوس کرتے ہوں گے۔ اپنے گھر اور بال بچوں سے اِتنے دُور زندگی گزارنا کوئی مذاق تو نہیں۔ یوں وہ اپنی فکریں اور غم شراب میں غرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" اُنہوں نے پھر چلنا شروع کر دیا۔ متّی نے پھر باتوں کا سلسلہ چھیڑا۔ "ہمارے اُستاد اِس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں کہ تم خدا سے تو محبت رکھو اور اپنے بھائی کی قدر نہ کرو۔ مجھے آسمانی باپ سے جو بے بہا محبت ملتی ہے، ضروری ہے کہ اُس کی دھار اُن لوگوں کی طرف بھی بہے جن کے درمیان مَیں رہ کر کام کرتا ہوں۔ اگر میرے پڑوسی کی کوئی ضرورت ہو تو مجھے اُس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اگر اُس نے میرا قصور کیا ہو تو چاہئے کہ اُسے معاف کر دوں۔ مُعافی اور محبت کی روح حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کا طُرۂ امتیاز ہونی چاہئے۔"

داؤد نے کہا، "تو کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ توریت کی شریعت کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟"

متی نے اُسے یقین دلایا، "حضرت عیسیٰ نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ ایسی بات ہرگز نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ 'یہ نہ سمجھو کہ مَیں موسوی شریعت اور نبیوں کی باتوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ اُن کی تکمیل کرنے آیا ہوں۔ مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، جب تک آسمان و زمین قائم رہیں گے تب تک شریعت بھی قائم رہے گی — نہ اُس کا کوئی حرف، نہ اُس کا کوئی زیر یا زبر منسوخ ہو گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔'"[a] متّی نے بات جاری رکھی، "لگتا ہے وہ توریت کو ایک بلند معیار اور گہرے معنی دے رہے ہیں۔ مثلاً اُنھوں نے کہا کہ 'تم نے سنا ہے کہ فرمایا گیا ہے، 'اپنے پڑوسی سے محبت رکھنا اور اپنے دشمن سے نفرت کرنا۔' لیکن مَیں تم کو بتاتا ہوں، اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اُن کے لئے دعا کرو جو تم کو ستاتے ہیں۔ پھر تم اپنے آسمانی باپ کے فرزند ٹھہرو گے، کیونکہ وہ اپنا سورج سب پر طلوع

[a] متّی 5:17-18

ہونے دیتا ہے، چاہے وہ اچھے ہوں یا بُرے۔ اور وہ سب پر بارش برسنے دیتا ہے، چاہے وہ راست باز ہوں یا ناراست۔ اگر تم صرف اُن ہی سے محبت کرو جو تم سے کرتے ہیں تو تم کو کیا اجر ملے گا؟ ٹیکس لینے والے بھی تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ ... چنانچہ ویسے ہی کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔'"[a]

داؤد نے لمبا سانس لیا، "یار، اِس پر عمل کرنا تو بہت مشکل لگتا ہے۔ پورا دِل لگانا پڑے گا۔ اگر اللہ کے ساتھ خالص محبت نہ ہو تو دِل میں بھائی کے لئے محبت کہاں ہو گی! دُشمن کا تو ذِکر ہی کیا!"

متّی نے پورے دِل سے اتفاق کرتے ہوئے کہا، "ہمارے استاد بھی اِس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ہر کوئی جو اُنہیں 'خداوند' کہہ کر پُکارتا ہے اُن کا مُخلص پیروکار نہیں ہوتا۔ ایک دِن اُنہوں نے کہا بھی تھا کہ 'ہر ایک جو مجھے 'خداوند، خداوند' کہہ کر پکارتا ہے آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا۔ صرف وہی داخل ہو گا جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر عمل کرتا ہے۔ ... لٰہذا جو بھی میری یہ باتیں سن کر اُن

---

[a] متّی 5:43-48

پر عمل کرتا ہے وہ اُس سمجھ دار آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے مکان کی بنیاد چٹان پر رکھی۔ بارش ہونے لگی، سیلاب آیا اور آندھی مکان کو جھنجھوڑنے لگی۔ لیکن وہ نہ گرا، کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر رکھی گئی تھی۔ لیکن جو بھی میری یہ باتیں سن کر اُن پر عمل نہیں کرتا وہ اُس احمق کی مانند ہے جس نے اپنا مکان صحیح بنیاد ڈالے بغیر ریت پر تعمیر کیا۔ جب بارش ہونے لگی، سیلاب آیا اور آندھی مکان کو جھنجھوڑنے لگی تو یہ مکان دھڑام سے گر گیا۔''[a]

داؤد کے ہونٹوں پر ہلکی سی مُسکراہٹ پھیل گئی۔ ''مَیں سمجھ گیا۔ حضرت عیسیٰ ایسے پیروکار نہیں چاہتے جو اُن کے معیار پر پورے نہیں اترتے بلکہ وہ اُن مُٹھی بھر افراد کی قدر کرتے ہیں جو اُن کے حکموں پر عمل کریں۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا یہ دُرست ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بعض افراد کی اپنے پیچھے چلنے میں حوصلہ شکنی کی تھی؟''

متّی نے ایسے سر ہلایا جس کا مطلب ہاں بھی ہو سکتا تھا اور نہیں بھی۔ ''مَیں بتاتا ہوں۔ ایک دن ہم سڑک پر چلے جا رہے تھے کہ

---

[a] متّی 7:21-27

ایک آدمی دوڑتا ہوا آقا کے پاس آیا۔ وہ جذباتی سا تھا۔ ایسے لوگ کچھ کرنے سے پہلے اکثر سوچا نہیں کرتے۔ بڑے جذباتی انداز میں وہ کہنے لگا، 'اے اُستاد! جہاں کہیں تُو جائے گا مَیں تیرے پیچھے چلوں گا۔' ہمارے اُستاد ایسے پیروکاروں کو ہرگز پسند نہیں کرتے جن کو حقیقت میں پتا نہیں ہوتا کہ ہم کیوں اُن کے پیچھے چلتے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ 'لومڑیاں اپنے بھٹوں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں آرام کر سکتے ہیں، لیکن ابنِ آدم کے پاس سر رکھ کر آرام کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔'[a] ایسی زندگی کے خیال ہی سے وہ آدمی ہمّت ہار گیا۔ لیکن داؤد، مَیں تمہیں بتاتا ہوں، ہمارے مالک کو اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو دِل سے اُن کی پیروی کرنا چاہے تو وہ ضرور اُس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ایک بار اُن کی ملاقات ایک ایسے ہی آدمی سے ہوئی۔ اُنہوں نے اُس سے کہا، 'میرے پیچھے ہو لے۔' وہ آدمی بہت ہی سُست تھا۔ کہنے لگا، 'خداوند، مجھے پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کرنے کی اجازت دیں۔' اور یہ تو سب کو پتا تھا کہ ابھی اُس کا باپ مرا نہیں تھا۔ در

---

[a] متّی 8:20

اصل وہ کہہ رہا تھا کہ مَیں اپنے باپ کی وفات کے بعد ہی تیرے پیچھے چل سکتا ہوں۔ لیکن ہمارے خداوند نے پھر اُس کی ہمت بڑھائی اور کہا کہ 'مُردوں کو اپنے مُردے دفنانے دے۔ تُو جا کر اللّٰہ کی بادشاہی کی منادی کر۔' پھر ایک تیسرا آدمی تھا جو استاد کے پیچھے چلنا چاہتا تھا۔ ہم سب کو احساس تھا کہ مُڑ مُڑ کر پیچھے ہی دیکھتا رہے گا۔ اُس نے حضرت عیسیٰ سے کہا، 'خداوند، مَیں ضرور آپ کے پیچھے ہو لوں گا۔ لیکن پہلے مجھے اپنے گھر والوں کو خیرباد کہنے دیں۔' حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، 'جو بھی ہل چلاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھے وہ اللّٰہ کی بادشاہی کے لائق نہیں ہے۔'"[a]

داؤد نے کہا، "حضرت عیسیٰ نے بالکل دُرست فرمایا۔ ہل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دیکھنے والے کو کبھی سیدھا چلتے نہیں دیکھا۔ مَیں مانتا ہوں کہ خدا کی خدمت پورے دِل ہی سے کی جا سکتی ہے۔"

متّی بھانپ گیا کہ داؤد کے دِل میں کیسی کشمکش جاری ہے۔ کیا یہ نوجوان اُس بھاری قیمت سے کترا رہا ہے جو حضرت عیسیٰ کا پیروکار

[a] لُوقا 9:57-62 پر مبنی۔

ہونے کے لئے ادا کرنی پڑتی ہے؟ اُس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا، ”حضرت عیسیٰ نے کبھی نہیں کہا کہ میرے پیچھے چلنا آسان ہے بلکہ ایک بار تو کہا تھا کہ 'جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنے آپ کا انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے ہو لے۔'“[a]

داؤد نے سر ہلایا، ”متّی، شکریہ۔ تم نے اِتنا وقت دیا۔ تم نے کئی باتیں بتائیں جن پر مجھے سوچنا ہو گا۔ لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ رہ کر تم کتنے بدل گئے ہو۔ اب میری باری ہے کہ تم سے چند باتیں کہوں۔ مَیں تمہیں خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے آقا کو دہرا خطرہ درپیش ہے۔ مَیں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا، متّی۔ لیکن لوگوں کا جوش و خروش دیکھ کر خیال آتا ہے کہ کسی دن وہ اُن کو پکڑ کر زبردستی بادشاہ بنا دیں گے۔ وہ اُن کی طاقت اور قُدرت کو پہچانتے ہیں۔ لیکن رومی حکومت ایک دم حملہ کر دے گی اور اُن کا اُسی وقت خاتمہ ہو جائے گا۔ اُدھر یہودی پیشوا ہیں۔ وہ اُن کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے جل کر کوئلہ ہو رہے ہیں۔ وہ بھی اُن کا کام تمام کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مَیں دیکھ

---

[a] لُوقا 23:9

رہا ہوں کہ ہر دو صورتوں میں تمہارے اُستاد کے لئے خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اپنی آنکھیں کُھلی رکھو تو شاید اُنہیں ایسے خوفناک انجام سے بچا سکو۔"

متّی کو ذرا بھی تشویش نہ ہوئی۔ "ہمارے مالک اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں،" اُس نے داؤد کو یقین دلایا، "اور کیا پتا کسی دن وہ ہماری قوم کے حاکم بن جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ وقت آنے پر وہ خود کو موعودہ المسیح ظاہر کر دیں گے۔"

دُکھیوں کے لئے تسلّی

افرائیم نے داؤد کو واپس کفرنحوم بُلا لیا تھا، کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ اب وہ معمول کی زندگی گزار سکتا ہے۔ داؤد بھی جانتا تھا کہ والد صاحب مجھے اپنے پاس ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کی خواہش پوری نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اب وہ حضرت عیسیٰ کے پیچھے پیچھے چلنے کو بے قرار تھا۔ وہ اُن کی باتیں سُننے اور اپنی آنکھوں سے معجزے دیکھنے کو بے چین رہتا تھا۔ سارے لوگ حضرت عیسیٰ کی تعریف کرتے تھے، بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے تھے کہ کوئی بھی کام اِس استاد کے اختیار سے باہر نہیں۔ مگر داؤد کچھ شکی مزاج آدمی تھا۔ وہ اِن باتوں کو یوں ہی قبول کرنے کو تیار نہ

تھا۔ تاہم وہ سوچتا تھا کہ اِن ساری باتوں میں کچھ نہ کچھ حقیقت تو ضرور ہو گی۔

اِس وقت وہ تیزی سے کفرنحوم کے عبادت خانے کو جا رہا تھا۔ اُس کے والد صاحب نے اُسے عبادت خانے کے ایک سردار یونتن بن یوسیاہ کے لئے ایک پیغام دے کر بھیجا تھا۔ اُس نے سوچا کہ پیغام پہنچانے کے بعد حضرت عیسیٰ کو تلاش کرنا چاہئے، کیونکہ وہ اِس شہر میں آئے ہوئے ہیں۔ اُنہیں تلاش کرنا کوئی مُشکل کام نہ تھا، کیونکہ ایک بڑی بھیڑ ہر وقت اُن کے ساتھ لگی رہتی تھی۔ داؤد اپنے خیالات میں اِتنا کھویا ہوا جا رہا تھا کہ اُسے خبر نہ ہوئی کہ کوئی اُسے پُکار رہا ہے۔ آ کر پُکارنے والے نے اُس کا راستہ روک لیا۔ تب وہ خوشی سے پُکار اُٹھا، "اسحاق صاحب! کفرنحوم کیسے آنا ہوا؟ اِتنی مدت کے بعد آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

اسحاق داؤد سے بغل گیر ہوا۔ "ابراہیم کا خدا تمہیں ہر دُکھ سے محفوظ رکھے،" اُس نے خوش دلی سے کہا۔ "تمہارے غائب ہو جانے سے تمہارے باپ، بھائی اور بہن کو کتنا صدمہ ہوا تھا۔" اُس نے اپنا بایاں

ہاتھ ڈرامائی انداز سے سینے پر رکھا۔ "ہمارے دلوں پر بھی بہت بوجھ تھا۔" پھر بڑی معنی خیز نظروں سے داؤد کو دیکھتے ہوئے پوچھا، "کیا تُم نے سُنا کہ شادی پر کیا کچھ پیش آیا تھا؟"

داؤد نے سر ہلایا، "ہاں۔ لیکن میرے لئے یہ ماننا بہت مشکل ہے کہ سچ مچ ایسا معجزہ ہوا!"

اسحاق نے افسوس کرتے ہوئے جواب دیا، "خود مجھے بھی تو بڑی مشکل سے یقین آ رہا تھا حالانکہ یہ معجزہ میرے اپنے گھر میں ہوا۔ سارا کچھ اِتنی خاموشی سے ہو گیا کہ پتا ہی نہیں چلا۔ لیکن اُس معجزے سے مَیں نے اندازہ لگایا ہے کہ اِن دنوں میں اللّٰہ ہمارے درمیان بڑے بڑے کام کر رہا ہے۔ اب تو جب بھی وقت ملتا ہے مَیں حضرت عیسیٰ کے قریب رہتا ہوں۔ مَیں اُن کا کلام سُنتا اور غور سے اُن کے کام دیکھتا ہوں۔ اب مجھے یقین ہو چلا ہے کہ وہی المسیح ہیں۔"

داؤد نے اُسے دعوت دی، "ہمارے گھر تشریف لا کر کچھ آرام کریں۔ ابا جان اور روت آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

اسحاق نے جواب دیا، "بیٹا، شکریہ۔ لیکن چلنے سے پہلے مَیں اُس معجزے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ابھی ہوا ہے۔" اسحاق نے ایسے سر ہلایا جیسے جو کچھ دیکھا ہے اُس پر یقین کرنا بے حد مشکل ہو۔ "ہم ایک پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے یعنی حضرت عیسیٰ، اُن کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کوڑھی حضرت عیسیٰ کی طرف آ رہا ہے۔ بھیڑ میں کئی ایک تو چیخ اُٹھے، 'ناپاک، ناپاک! دُور ہو جاؤ۔ کوڑھی!' میرے قریب ہی کسی نے بتایا، 'یہ تو سلما بن رام ہے۔ بہت نیک آدمی ہے۔ دیکھو اِس کی آنکھوں میں انسانی کرب کس قدر جھلک رہا ہے۔' اُس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ شاید وہ اُس کی بیوی تھی۔ وہ بولی، 'ابراہیم کا خدا سلما پر رحم کرے اور اُسے اپنے خاندان سے دوبارہ ملا دے۔"

داؤد حیران ہو کر پُکار اُٹھا، "سلما بن رام! تمنع کا شوہر! وہ تو ہمارے گھر میں کام کرتی ہے۔" پھر خاص دل چسپی سے پوچھا، "پھر کیا ہوا؟"

اسحاق کو اِتنی جلدی نہیں تھی۔ "ٹھہرو۔ ابھی بتاتا ہوں۔ بعض لوگوں کے دل پتھر کے ہوتے ہیں۔ کسی نے طنز کیا کہ اللہ نے سلما کو گناہ گار قرار دیا ہے۔ اُس کا اپنا قصور ہے کہ اِتنی مصیبت میں گرفتار ہے۔"

داؤد غصے سے بولا، "مَیں سلما کو کئی سالوں سے جانتا ہوں۔ اچھا آدمی ہے۔ بڑی محبت سے اپنی بیوی بچوں کو پالتا تھا۔ اور تمنّع کا دل بھی بالکل خالص ہے۔"

اسحاق نے تسلّی دیتے ہوئے کہا، "گرم ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں ایک اچھی خبر سُنانے لگا ہوں۔ سلما کو شفا مل چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اُسے کہا کہ جا کر اپنے آپ کو امام کو دکھا۔ رواج کے مطابق ایک امام نے اُس کا معائنہ کیا اور اُسے صحت مند قرار دیا۔ تمنّع ضرور تمہیں ساری بات خود بتائے گی۔"

داؤد سخت حیران ہوا۔ "آخر ہوا کیا؟ کوڑھ یوں ہی تو دُور نہیں ہو جایا کرتا نا! اب تک تو اِس منحوس بیماری کا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا۔"

اسحاق نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا، "بیٹا، یہ حضرت عیسیٰ ہی کا کام ہے۔ مجھے تو اب پکا یقین ہے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ جتنے انسانوں کو مَیں جانتا ہوں اُن سب سے وہ بالکل نرالے ہیں۔"

داؤد نے بے صبری سے اپنا سوال دہرایا، "حضرت عیسیٰ نے سلما سے کیا کِیا؟ اُسے کیسے شفا بخشی؟"

اسحاق نے جواب دیا، "بڑی سیدھی سادی بات ہے۔ سلما نے آگے بڑھ کر استاد کو سجدہ کیا اور منت کی کہ 'خداوند، اگر آپ چاہیں تو مجھے پاک صاف کر سکتے ہیں۔' استاد نے بڑی ترس بھری نظروں سے اُسے دیکھا اور پھر اُسے چھو کر کہا، 'مَیں چاہتا ہوں، پاک صاف ہو جا۔'" اسحاق نے ذرا دم لیا، "مَیں سالما کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحے میں اُس کا کوڑھ جاتا رہا۔"[a]

داؤد کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ "جب ایک عام یہودی کوڑھی کو چھونے سے کتراتا ہے کہ کہیں ناپاک نہ ہو جائے تو امام تو اُس کے سائے سے بھی بھاگتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ سچ مچ استادوں سے کتنے مختلف ہیں!"

---

[a] متّی 8:1-4 پر مبنی۔

اسحاق بولا، ”بعد میں مَیں اُس سے ملا۔ اُس نے بتایا، ’مَیں برسوں اللّٰہ کی محبت پر شک کرتا رہا تھا، لیکن اُس لمحے معلوم ہو گیا کہ سب باتوں کے باوجود خدا ہمیشہ مجھے پیار کرتا ہے۔‘“

داؤد کہنے لگا، ”کتنی حیرت ناک بات ہے۔ لیکن اب مجھے جلدی جا کر ابّا جی کا پیغام پہنچانا چاہئے۔“

جب عبادت خانے کے نزدیک پہنچا تو داؤد یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یونتن بن یوسیاہ اور عبادت خانے کے چند اَور بزرگ کھڑے دُور جاتے رومی سپاہیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ داؤد نے اُن کے درمیان کفرنحوم کے قلعے کے صوبے دار کو پہچان لیا۔

یونتن نے دُور ہی سے داؤد کو سلام کیا اور اُسے گلے لگانے کو بڑھا۔ ”داؤد، تمہاری سلامتی ہو! خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمہیں دوبارہ اپنے خاندان سے ملا دیا۔“

اُس کے قریب ہی ایک معزز آدمی کھڑا تھا۔ اُس کی طرف مُڑتے ہوئے بولا، ”داؤد، یہ ہیں ہمارے عبادت خانے کے معزز سردار یائیر۔“

یائیر نے گرم جوشی سے کہا، "داؤد، مَیں نے ابھی ابھی سُنا ہے کہ کتنے عجیب طریقے سے تمہارا اپنے خاندان سے دوبارہ ملاپ ہوا ہے۔ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے۔ اگر خدا نخواستہ اُسے کچھ ہو گیا تو میرے تو گھر کا چراغ بجُھ جائے گا۔"

یونتن نے اُس سے کہا، "فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تو آپ کی بیٹی بارہ ہی برس کی ہے۔ جوان ہو گی تو آپ کے لئے اَور خوشی کا موجب ہو گی۔"

داؤد کو یاد آیا کہ کیوں آیا ہے۔ "نیکدیمس فریسی نے ابّا جان کو آپ کے لئے ایک پیغام دیا ہے۔ اُن کو پتا چلا کہ آپ حد سے زیادہ مصروف رہتے ہیں، اِس لئے کہتے ہیں کہ ذرا چھٹی کریں اور یروشلم آ کر اُن سے ملیں۔" داؤد مسکرایا، "آپ کی ملاقات سے نیکدیمس کو بھی بہت فائدہ ہو گا۔"

یونتن نے شکریہ ادا کیا۔ "مجھے اندازہ ہے کہ اُس کے دل میں کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ۔ اور یاد آیا، ہم تو اُن ہی کو تلاش کرنے جا رہے ہیں۔"

داؤد نے سوال کیا، "جناب! کیا کوئی خاص وجہ ہے؟"

"ہاں۔ ہمارے عزیز صوبے دار جس نے ہمارا عبادت خانہ بنوایا تھا، اُس نے درخواست کی ہے۔ اُس کا ایک نوجوان غلام ہے جو اُس کو بہت عزیز ہے۔ وہ سخت بیمار بلکہ مرنے کے قریب ہے۔ اِس لئے صوبے دار نے ہم سے درخواست کی ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ملیں اور عرض کریں کہ وہ اُس کو شفا دیں۔"

داؤد بولا، "یہ رومی صوبے دار کتنا فیاض دل ہے۔ اِس کا غلام سچ مچ خاص مقام رکھتا ہو گا! مَیں نے بھی غلامی کا مزہ چکھا ہے۔ غلام کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ لیکن مجھے بھی نیک دِل مالک کا تجربہ ہوا۔" داؤد کی آنکھیں بھر آئیں۔ "کیا صوبے دار حضرت عیسیٰ کو کوئی جادوگر سمجھتا ہے؟"

عبادت خانے کے ایک اَور سردار نے جواب دیا، "نہیں، نہیں۔ صوبے دار نے پاک صحائف کا مطالعہ کر رکھا ہے۔ ہماری طرح وہ بھی اُمید رکھتا ہے کہ المسیح جلدی آنے والا ہے۔ اور اب تو اُس کا ذہن بھی اِس خیال کی طرف آ رہا ہے کہ شاید حضرت عیسیٰ ہی وہ ہستی ہوں جس

کا وعدہ اللہ نے کر رکھا ہے۔" ایک اور سردار بولا، "صوبے دار یہودیوں کے احساسات کا بہت خیال رکھتا ہے۔ چونکہ غیر یہودی ہے اِس لئے اُس نے مناسب سمجھا کہ ہم ہی اُس کی درخواست استاد کے پاس لے جائیں۔"

یائیر کافی بے چین ہو رہا تھا، "مَیں صوبے دار کا بہت احسان مند ہوں۔ مَیں اُس کی مہربانی کے بدلے میں کچھ کرنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے یہ احساس بھی ہے کہ ہمارے لیڈر حضرت عیسیٰ کو بڑی شک کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اِس لئے محتاط رہو اور یاد رکھو کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ کے ساتھ قریبی تعلق رکھیں تو ہماری عزت کے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔" لمحے بھر کے بعد اُس نے سرداروں کی بے چینی کو دُور کرنے کے لئے کہا کہ میری باتوں سے آپ کو تشویش ہو رہی ہو گی۔ بس، اُنہیں بھول جائیں اور اپنے دِل کی مانیں۔ جو بات دُرست معلوم ہوتی ہے وہی کریں۔"

یونتن بولا، ”ٹھیک ہے، جناب۔“ پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا، ”ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ لڑکا قریب المرگ ہے۔“ اُس نے داؤد کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

داؤد فوراً راضی ہو گیا۔ وہ دیکھنے کو بے تاب تھا کہ کیا ہو گا! اُسے شک تھا کہ شاید حضرت عیسیٰ کسی غیر یہودی کی مدد کرنے کو تیار نہ ہوں۔ کیا وہ لڑکے کی مدد کرنے کو کسی غیر یہودی کے گھر میں داخل ہونا پسند کریں گے؟ کیا وہ محض ایک غُلام کے لئے تکلیف گوارا کریں گے؟ راستہ بھر ایسی ہی باتیں سوچتا رہا۔ لیکن وہ دِل سے چاہتا تھا کہ لڑکا بچ جائے۔

یہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی کہ حضرت عیسیٰ کہاں ہیں۔ اُن کا اندازہ دُرست نکلا۔ وہ کفرنحوم کے باہر ایک بڑی بھیڑ کے درمیان موجود تھے۔

یونتن نے داؤد کو اُبھارا، ”تُو بڑا شہ زور ہے۔ ذرا کہنیاں مار کر استاد تک پہنچنے کا راستہ تو بنا۔ ہم تیرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔“

آخر وہ حضرت عیسیٰ تک پہنچ گئے۔ اُنہوں نے ابھی ابھی تعلیم دینا ختم کیا تھا۔ صاف نظر آتا تھا کہ تھک گئے ہیں۔ داؤد کو اِس بات پر سخت تعجب ہوا کہ استاد بے حد حسّاس ہیں۔ لگتا ہے کہ اُنہوں نے

ہماری ضرورت محسوس کر لی ہو۔ وہ اُن کی طرف مُڑے۔ اُن کی مہربان نظریں اُنہیں دعوت دے رہی تھیں کہ اپنی عرض پیش کریں۔ یونتن فوراً آگے بڑھا اور سنجیدگی سے صوبے دار کی درخواست پیش کر کے کہا، "یہ آدمی اِس لائق ہے کہ آپ اُس کی درخواست پوری کریں، کیونکہ وہ ہماری قوم سے پیار کرتا ہے، یہاں تک کہ اُس نے ہمارے لئے عبادت خانہ بھی تعمیر کروایا ہے۔"

حضرت عیسیٰ نے فوراً اُنہیں یقین دلایا، "مَیں ضرور چلوں گا۔" گویا اُن کے لئے ایسا کرنا فطری بات ہو۔ وہ اُسی وقت اُن کے ساتھ چل پڑے۔

شاگردوں میں سے متّی داؤد کے پاس آ گیا، "اب تم کو ہمارے اُستاد کا کچھ پتا چلے گا۔" اُس نے بڑے اعتماد سے کہا، "کوئی ایسا کام نہیں جو وہ نہ کر سکیں۔ مَیں روز کوئی نئی بات دیکھ کر حیران ہوتا ہوں۔"

داؤد نے اقرار کیا، "مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے اُستاد کے دل میں لوگوں کے لئے بے انتہا محبت ہے، ورنہ وہ ہر وقت اِتنی بھیڑ کو اپنے اردگرد کیسے برداشت کر سکتے۔ مَیں تو ایک ہفتہ بھر بھی نہ کر سکتا۔" وہ

گردن اُٹھا کر دیکھنے لگا جیسے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو۔ "دیکھو! کچھ رومی آ گئے ہیں۔ ضرور صوبے دار کے دوست ہوں گے۔ ذرا سُنو کیا کہتے ہیں۔ کہیں وہ غُلام مر نہ گیا ہو!"

صوبے دار کے ایلچی کی آواز اُن تک پہنچ گئی۔ "اُستاد! صوبے دار کہتا ہے کہ میرے گھر میں آنے کی تکلیف نہ کریں، کیونکہ مَیں اِس لائق نہیں ہوں۔ اِس لئے مَیں نے خود کو آپ کے پاس آنے کے لائق بھی نہ سمجھا۔ بس وہیں سے کہہ دیں تو میرا غلام شفا پا جائے گا۔ کیونکہ مجھے خود اعلیٰ افسروں کے حکم پر چلنا پڑتا ہے اور میرے ماتحت بھی فوجی ہیں۔ ایک کو کہتا ہوں، 'جا!' تو وہ جاتا ہے اور دوسرے کو 'آ!' تو وہ آتا ہے۔ اِسی طرح مَیں اپنے نوکر کو حکم دیتا ہوں، 'یہ کر!' تو وہ کرتا ہے۔"

حضرت عیسیٰ سخت حیران ہوئے۔ وہ بھیڑ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، "مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، مَیں نے اسرائیل میں بھی اِس قِسم کا ایمان نہیں پایا۔" پھر اُنہوں نے صوبے دار کے دوستوں سے کہا، "جاؤ، صوبے دار کے ساتھ ویسا ہی ہو جیسا اُس کا ایمان ہے۔"[a]

---

[a] متّی 8:5، 13؛ لُوقا 7:1-10 پر مبنی۔

داؤد نے لمبا سانس کھینچا۔ ایسی بات ہو گئی تھی جو کبھی دیکھی نہ سُنی۔ ایک یہودی بلکہ استاد غیریہودی کے ایمان کی تعریف کر رہے تھے جبکہ بے شمار سُننے والے یہودیوں کو ایمان نہ رکھنے کے باعث شرمندہ ہو کر رہ گئے تھے۔

متّی نے داؤد کو بتایا، "ہمارے خداوند کی قدرت حیرت افزا ہے۔ شفا دینے کے لئے اُن کو بیمار کو چھونے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔"

لیکن داؤد نے محتاط ہو کر جواب دیا، "مَیں تو اُس لڑکے کی صحت یابی کا یقین اُس وقت کروں گا جب تصدیق ہو جائے گی۔"

متّی بے فکر ہو کر ہنسا، "تمہیں مایوسی نہیں ہو گی۔" ذرا جھجھک کے بعد اُس نے داؤد کو دعوت دی، "ہمارے ساتھ نائن شہر کو چلو۔ کل صبح ہم گلیل کی جھیل کے آس پاس کے علاقے کا دورہ شروع کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ایک دن میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ لیکن ممکن ہے کہ اُستاد راستے میں منادی کرنا اور تعلیم دینا پسند کریں۔ پھر کچھ زیادہ دیر لگ جائے گی۔ لیکن اِس سے تمہیں کیا فرق پڑے گا! کُھلے میدان میں

سوئیں گے اور جو کچھ مل جائے خرید کر کھائیں گے۔" پھر ذرا سنجیدگی سے بولا، "ضرور چلو۔ تمہاری نظروں میں بھی وسعت آ جائے گی۔"

اچانک ہل چل مچی۔ کئی آوازیں بلند ہوئیں۔ "خدا کی تعریف ہو!" صوبے دار کے دوست یہ اچھی خبر سُنانے کو واپس آئے تھے کہ اُس کا خادم بالکل تندرست ہو گیا ہے۔

اگلی صبح داؤد حضرت عیسیٰ کے ساتھ جانے کو آیا تو اچھا خاصا ہجوم موجود تھا۔ سفر کے دوران بھیڑ میں اضافہ ہوتا گیا۔ یونتن بن یوسیاہ بھی اُن کے ساتھ تھا۔ کئی گھنٹوں کی مسافت کے بعد وہ کہنے لگا، "مَیں بوڑھا ہوں۔ پاؤں تھک گئے ہیں۔ لیکن میری روح بہت تازہ ہوئی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی باتیں زندگی سے معمور ہیں، اُن سے بڑی تسلّی ملتی ہے۔"

داؤد نے اُس کی ہمت بندھائی، "سر، حوصلہ رکھیں۔ ہم نائن کے قریب ہی پہنچ گئے، صرف ایک مشکل باقی ہے۔ شہر کے قریب کچھ چڑھائی چڑھنی پڑے گی۔"

سردار مُسکرایا، ”مجھے سڑک کا یہ حصہ کبھی اچھا نہیں لگا، اور قبرستان سے تو وحشت ہوتی ہے۔ سڑک کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ قبروں والے غار ہیں۔“ وہ کچھ پریشان سا ہو کر ہنسا، ”میرا خیال ہے کوئی بھی موت کو یاد کرنا پسند نہیں کرتا۔ وہ انسان کا خوفناک دُشمن ہے۔“

داؤد نے ہاں میں ہاں ملائی، ”بالکل دُرست۔ بدقسمتی سے ہم غلط وقت پر پہنچے ہیں۔ لگتا ہے کہ دُشمن کا سامنا ہونے والا ہے۔ لوگ ایک جنازہ اُٹھائے آ رہے ہیں۔“

متّی نے مُڑ کر داؤد کو یقین دلایا، ”اچھا ہوا کہ ہم اِس وقت پہنچے۔ ہمارے اُستاد غمزدوں کو عجیب طور سے تسلّی دیتے ہیں۔ اُن کی باتوں سے انتہائی دُکھی دل بھی سکون پاتا ہے۔“

داؤد اچھی طرح دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ”وہ جھکی کمر والی عورت جو جنازے کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے بے چاری بیوہ لگتی ہے۔“

شمعون پطرس بھی اُن کی گفتگو میں شریک ہو گیا۔ بڑے اعتماد سے کہنے لگا، ”ہمارے اُستاد بیوہ کو ضرور ہی اچھی تسلّی دیں گے۔ اُن کا

دل بہت نرم ہے۔ کیوں نہ ہو! اُن کی اپنی ماں بھی تو بیوہ ہے۔ وہ بیواؤں کے حالِ زار سے بخوبی واقف ہیں۔" وہ رُکا اور پھر پُکار اُٹھا، "ہائے، یہ بیوہ تو نائن کی زِلفہ ہے۔ کیا اِس کے اکلوتے بیٹے آسا کو کچھ ہو گیا ہے؟"

بھیڑ سے ہمدردی کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ ہر آنکھ حضرت عیسیٰ پر لگی تھی تاکہ دیکھے کہ وہ غمزدہ بیوہ کے لئے کیا کریں گے۔ قریب کے بعض لوگوں نے پھسپھسایا کہ اُستاد کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

آخر وہ جنازے کے پاس آ پہنچے۔ کسی نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ کون فوت ہو گیا ہے اور مُڑ کر دوسروں کو بتایا، "ایک بیوہ کے اکلوتے بیٹے کو دفن کرنے کو لا رہے ہیں۔" بہت سے لوگ آہیں بھرنے اور آنسو بہانے لگے۔ بے چاری بیوہ نے پہلے سے برسوں سختیاں برداشت کر کے تنہائی اور مشکلات کی زندگی گزاری تھی۔ اب اُس کا واحد سہارا اور آنکھوں کا نور بھی جاتا رہا تھا۔ سب اُس کے دُکھ اور کرب کو محسوس کر رہے تھے، لیکن مدد کرنے میں سب بے بس تھے۔

بیوہ کا سارا بدن مارے سسکیوں کے کانپ رہا تھا۔ تب حضرت عیسیٰ اُس کی طرف بڑھے۔ متّی نے داؤد سے کہا، "استاد غمزدہ لوگوں سے کیسے عجیب طریقے سے بات کرتے ہیں۔ دیکھ رہے ہو وہ بیوہ کے پاس جا رہے ہیں۔ اُن کی آنکھوں میں کتنی ہمدردی ہے۔ سُنو کہہ رہے ہیں، 'اے عورت، مت رو' اور یہ محض لفظ نہیں ہیں۔"

شمعون پطرس جو اپنے خاندان کی عزیزہ زِلفہ کے لئے افسوس کر رہا تھا کہنے لگا، "زِلفہ کو تسلّی مل رہی ہے۔ دیکھو اُس کی لال سُرخ آنکھیں پورے طور سے حضرت عیسیٰ پر لگی ہیں۔ اب تو اُس کی سسکیاں بھی مدھم ہوگئی ہیں۔"

یونتن بن یوسیاہ نے ہلکی سی چیخ ماری، "استاد جنازے کو چھو رہے ہیں۔ اُنہیں پروا نہیں کہ ناپاک ہو جائیں گے۔ اب جنازہ اُٹھانے والے ٹھہر گئے ہیں۔ شاید استاد مُردے لڑکے کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہش! وہ کچھ کہہ رہے ہیں۔"

ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ پھر حضرت عیسیٰ کی زوردار آواز اُبھری، "نوجوان! مَیں تجھے حُکم دیتا ہوں، اُٹھ۔" پھر کیا ہوا۔ مُردہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

دیکھنے والوں کا تو اُوپر کا سانس اُوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔ اُنہوں نے اُس نوجوان کی گُھٹی گُھٹی آواز سُنی، کیونکہ اُس کا سر ابھی تک کفن میں لپٹا ہوا تھا۔ لوگوں نے جلدی جلدی اُسے کھولا۔ حضرت عیسیٰ نے بڑی نرمی سے نوجوان کا ہاتھ پکڑا اور اُس کی بوڑھی ماں کے جھریوں بھرے ہاتھ میں دے دیا، "یہ رہا تیرا بیٹا۔"

شمعون پطرس بہت متاثر ہوا۔ کہنے لگا، "زِلفہ پھر رو رہی ہے لیکن شکر ہے کہ یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ دیکھو کس طرح استاد کا شکریہ ادا کر رہی ہے!" پھر جیسے نیند سے جاگا ہو وہ پُکار اُٹھا، "دوستو! ہمارے استاد تو موت سے بھی زورآور ہیں۔ ہمارے عظیم نبی اِلیاس اور الیشع نے بھی مُردوں کو زندہ کیا تھا۔ اب لوگوں کو یقین آ جائے گا کہ حضرت عیسیٰ بھی اُسی درجے کے نبی ہیں۔" اُس نے بڑی تسلی سے سر ہلایا، "سُنو! لوگ نعرے مار رہے ہیں کہ 'ہمارے درمیان ایک بڑا نبی برپا ہوا ہے' اور 'اللّٰہ نے اپنی اُمت پر توجہ کی ہے۔'"

صرف یہوداہ اسکریوتی ہی واحد فرد تھا جو اِس موقعے پر زیادہ خوش نہ ہوا۔ وہ بڑبڑانے لگا، "حضرت عیسیٰ کے پاس تو میرے اندازے سے

کہیں زیادہ قُدرت ہے۔" پھر دھیمی آواز میں نتن ایل سے کہا، "ہم نے ابھی ابھی دیکھا ہے کہ وہ موت پر بھی اختیار رکھتے ہیں، لیکن اِس قدرت کو ایک بوڑھی بیوہ کے بیٹے پر ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی! سُنو۔ لوگوں میں اُن کے بارے میں کیسا جوش و خروش ہے۔ استاد کو اپنی قدرت کسی اَور طریقے سے استعمال کرنی چاہیئے۔ وہ تو چُٹکی بجاتے میں اسرائیل کے بادشاہ بن سکتے ہیں۔"

نتن ایل اُس کے پاس سے ہٹ گیا۔ اُسے خیال آیا کہ اگر اِس وقت یہوداہ اسکریوتی خوشی نہیں منا سکتا تو وہ پتھر جیسا بے حِس ہو چکا ہے۔ کیا اُس کے دل میں انسان یا خدا کے لئے کوئی محبت بھی ہے؟ لگتا ہے کہ اُس کی دل چسپی صرف اپنے آپ تک محدود ہے۔

داؤد تو یہ سب کچھ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ وہ یونتن سے کہنے لگا، "حضرت عیسیٰ کے معجزوں سے مجھے المسیح کے بارے میں یسعیاہ نبی کی پیش گوئی یاد آ رہی ہے کہ 'تب اندھوں کی آنکھوں کو اور بہروں کے

کانوں کو کھولا جائے گا۔ لنگڑے ہرن کی سی چھلانگیں لگائیں گے، اور گونگے خوشی کے نعرے لگائیں گے۔'"[a]

یونتن نے اُس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا، "لیکن اِتنی قدرت اور الٰہی اختیار رکھتے ہوئے بھی استاد تمام انسانوں سے زیادہ حلیم ہیں۔"

[a] یسعیاہ 35:5،6

نفرت

بہار کا موسم تھا۔ حضرت عیسیٰ اپنے شاگردوں اور بہت سے دیگر لوگوں کے ہمراہ یروشلم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شمعون پطرس بڑے جوش سے کہنے لگا، "کل پوریم کا تہوار ہے۔ یہ سال کے نہایت خوش گوار دنوں میں آتا ہے۔ جب بہار اپنا جوبن دکھانے لگتی ہے تو طبیعت میں جوش آنے لگتا ہے۔ دیکھو ہر طرف پھول بہار دکھا رہے ہیں۔ سرسبز و شاداب کونپلیں، مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو اور پھولوں کی مہک فضا کو معطّر کر رہی ہے۔ ساتھ ساتھ پنچھیوں کی چہکار کیسی موسیقی بکھیر رہی ہے۔

توما کھسک کر اُستاد کے قریب آ گیا اور بوجھل دِل سے کہنے لگا، "استاد! اکثر ہمارے دلوں پر فکر چھایا رہتا ہے۔ اِسی لئے ارد گرد اللہ کی خوب صورت دُنیا کو دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ کبھی روزانہ ضروریات کے لئے فکر مند ہوتے ہیں اور کبھی دُکھ اور بیماری پریشان کر دیتی ہے۔"

داؤد اور یونتن جو پیچھے پیچھے آ رہے تھے اُن کے کان کھڑے ہو گئے کہ اُستاد کیا جواب دیں گے۔

حضرت عیسیٰ بولے، "غور کرو کہ سوسن کے پھول کس طرح اُگتے ہیں۔ نہ وہ محنت کرتے، نہ کاتتے ہیں۔ لیکن مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ سلیمان بادشاہ اپنی پوری شان و شوکت کے باوجود ایسے شاندار کپڑوں سے ملبّس نہیں تھا جیسے اُن میں سے ایک۔ اگر اللہ اُس گھاس کو جو آج میدان میں ہے اور کل آگ میں جھونکی جائے گی ایسا شاندار لباس پہناتا ہے تو اے کم اعتقادو، وہ تم کو پہنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرے گا ؟ چنانچہ پریشانی کے عالَم میں فکر کرتے کرتے یہ نہ کہتے رہو، 'ہم کیا کھائیں؟ ہم کیا پئیں ؟ ہم کیا پہنیں ؟' کیونکہ جو ایمان نہیں رکھتے وہی اِن

تمام چیزوں کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں جبکہ تمہارے آسمانی باپ کو پہلے سے معلوم ہے کہ تم کو اِن تمام چیزوں کی ضرورت ہے۔“[a]

توما بول اُٹھا، ”شکریہ۔ آپ نے یاد دلایا کہ میرا آسمانی باپ ہے جو میری ساری ضروریات کا خیال کرتا ہے۔ ابھی مجھے یہ بات سیکھنی ہے کہ ہر امر میں اُسی پر بھروسا کروں۔“

یوحنّا بن زبدی نے آہستہ سے اندریاس سے کہا، ”اُستاد کو تو فکرمند ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک طرف تو مذہبی راہنماؤں کا غصہ لمحہ لمحہ بڑھتا جا رہا ہے، دوسری طرف خطرہ ہے کہ ہیرودیس بادشاہ اُن پر ہاتھ ڈالے! یوأنّہ کا خاوند خوزہ جو بادشاہ کے گھر کا افسر ہے، اُس نے اپنی بیوی کو بتایا تھا کہ بادشاہ نے یحییٰ نبی کو محل میں بُلوایا تھا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیسا آدمی ہے اور کیسی باتیں کرتا ہے۔“

اندریاس نے اُس کی بات کاٹی، ”مَیں جانتا ہوں، جانتا ہوں۔ بھرے دربار میں یوحنّا نے علانیہ کہا، ’اے بادشاہ ہیرودیس، تیرے لئے اپنے بھائی کی بیوی کو رکھنا جائز نہیں۔‘ اُس وقت تو کسی نے اُس

---

[a] متّی 6:28-32

پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ لیکن میری بات یاد رکھو۔ بادشاہ کی بیوی ہیرودیاس کو اُس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک یحیٰ کی جان نہ لے لے۔ اللہ اپنے عظیم نبی کو پناہ میں رکھے!"

یوحنّا بن زبدی کہنے لگا، "اگر ہمارے اُستاد ہیرودیس کے ہتھے چڑھ گیا تو خدا کی پناہ! بادشاہ ضرور معجزے کا تقاضا کرے گا اور اُستاد یقیناً فقط دکھاوے کی خاطر معجزہ دکھانے سے انکار کر دیں گے۔ تو بس، انجام افسوس ناک ہی ہو گا۔"

اب وہ یروشلم پہنچ گئے تھے۔ سب اِدھر اُدھر چلے گئے تاکہ رات بسر کرنے کی جگہ تلاش کرسکیں۔ یونتن داؤد سے جُدا ہونے سے پہلے کہنے لگا، "آج ہم نے بہت قیمتی سبق سیکھا ہے۔ ہم بھی حضرت عیسیٰ کے نمونے کی پیروی کر کے ساری فکریں اللہ پر چھوڑ دیں۔"

اِس سال پوریم کی عید سبت کے دِن آئی تھی۔ صبح کو جو لوگ بیت المقدّس میں عبادت کرنے آئے تھے، اب وہ بھی نکل کر گلی کی بھیڑ میں شامل ہو گئے۔ ہر طرف آستر کی کتاب کی باتیں ہو رہی تھیں جو عبادت میں پڑھی گئی تھی۔ یہ یاد دلاتی تھی کہ فارس کے بادشاہ کی یہودی

بیوی آستر نے کیسے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اپنی قوم کی سفارش کی تھی۔

لوگ تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے کھلی جگہوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کہیں بھی کام یا کاروبار کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ خدا نے انسانوں کی سہولت کے لئے جو حکم دیا تھا وہ ایک بھاری جوا بن چُکا تھا۔ اللہ کا مقصد تھا کہ انسان سبت کے دن آرام کرے۔ اِس آرام کے دن کا مقصد یہ تھا کہ انسان جسمانی اور روحانی طور پر تازہ دم ہو جائے۔ لیکن شریعت کے عالموں نے بڑی تفصیل سے فیصلہ کیا تھا کہ اِس دن کیا کیا کام کئے جا سکتے ہیں اور کیا کیا نہیں کئے جا سکتے۔ مثلاً کسی عورت کو اِجازت نہ تھی کہ کھانا پکانے کے لئے آگ جلائے۔ ڈاکٹر صرف اُسی صورت میں مریض کی مدد کرسکتا تھا کہ موت منڈلا رہی ہو۔ کوئی بھی شہر کی حدود سے دو سو گز سے زیادہ دُور نہیں جا سکتا تھا۔ انسانوں کے گھڑے ہوئے اِن احکام کی نافرمانی کی سزا موت تھی، اِس لئے آج نہ تو کوئی دکان کھلی تھی نہ چھابڑی والا ہانک لگا رہا تھا اور نہ کوئی کسان گدھا ہانکے بازار آ رہا تھا۔

ہر فرد کے پاس فارغ وقت کی بہتات تھی۔ موسم بھی بے حد خوش گوار تھا۔ نتیجے میں لوگوں نے کھیل کے میدان گبّتا کا رُخ کیا۔ گبّتا ہیرودیس بادشاہ کے محل کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ کچھ لوگ اپنی پسندیدہ جگہ "بیت حسدا" یعنی "رحم کے گھر" کو چل دیئے۔ یہاں ایک تالاب تھا۔ کہا جاتا تھا کہ تالاب کے پانی میں شفا دینے کی قدرت ہے۔ جب پانی ہلتا تو جو کوئی سب سے پہلے اُس میں اُتر جاتا وہ شفا پاتا تھا۔ اِس تالاب کے اردگرد پانچ برآمدے تھے جن میں ہر قسم کے بیمار پڑے رہتے تھے۔

حضرت عیسیٰ بھی بیت حسدا کے تالاب پر پہنچ گئے۔ وہ خاموشی سے اپنے شاگردوں کے پاس سے چلے آئے تھے۔ آج اُنہیں اکیلے ہی ایک خاص کام کرنا تھا۔ وہ اُن بیماروں کے درمیان گھومنے لگے جو اُمید اور نااُمیدی کے بیچ میں وہاں پڑے تھے۔ اُنہیں اُن پر بہت رحم آیا۔ اپنی تمام تر تازگی کے باوجود بہار کا موسم بھی اُن کے لئے بےحقیقت تھا۔ ایک آدمی کی حالت تو بے حد خراب تھی۔ حضرت عیسیٰ اُس کی طرف چل پڑے۔ اِس عید کے دِن بھی اُسے کوئی ملنے نہیں آیا تھا۔

اُس کے چہرے سے دُکھ، درد اور انسان اور اللہ کے لئے تلخی جھلک رہی تھی۔ گُناہ اور فالج نے اُسے بُری طرح دبا رکھا تھا۔ اُس کی تنہائی بے حساب تھی۔ لوگ بہترین لباس پہنے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ بیمار کو اچانک احساس ہوا کہ دو ہم درد آنکھیں میری حالت کا جائزہ لے رہی ہیں۔ بڑی نرمی سے اُس سے پوچھا گیا، "تمہیں یہاں کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"

بیمار نے مردے سے لہجے میں جواب دیا، "اڑتیس برس۔" کوئی اُس کا دُکھ درد بانٹنے والا نہیں تھا۔ اِس عید کے دِن وہ تنہائی کو اور زیادہ محسوس کر رہا تھا جبکہ دوسرے مریضوں کو ملنے کے لئے بہت سے عزیز آ جا رہے تھے۔

لیکن حضرت عیسیٰ کے اگلے سوال پر وہ حیران رہ گیا، "کیا تُو شفا پانا چاہتا ہے؟"

مریض نے سوچا کیا یہ بھی کوئی سوال ہے؟ پھر بھی اُس نے صاف دِل سے جواب دیا، "جناب، میرا کوئی مددگار نہیں کہ جب پانی ہلے تو

مجھے تالاب میں اُتار دے۔ اور میرے پہنچتے پہنچتے دوسرا مجھ سے پہلے اُتر جاتا ہے۔"

حضرت عیسیٰ کا اِس اکیلے آدمی پر بے انتہا ترس آیا کہ دُنیا بھر میں ایک بھی نہیں جو اُس کی مدد کرتا۔ بَیت حسدا جس کا مطلب ہے "رحم کا گھر" رحم سے خالی تھا۔ کسی کے دِل میں اِتنا رحم نہیں تھا کہ جب پانی ہلے تو اِس بےکس اور لاچار کو باری دے دے۔ موت کے دروازے پر بھی ہر کسی کو اپنی ہی پڑی ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ نے اُس آدمی پر غور سے نظر کر کے کہا، "اُٹھ، اپنی چارپائی اُٹھا اور چل پھر۔"

معذور نے فوراً محسوس کیا کہ حضرت عیسیٰ سے قوت نکل رہی ہے۔ اُس کے دل میں اُن کا حکم ماننے کی اُمنگ لہرا اُٹھی۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ ٹانگوں میں نئی طاقت اُبھرنے لگی۔ اُس کا جسم پھر سے اُس کی ماننے لگا۔ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ مَیں کھڑا ہو سکتا ہوں! چل سکتا ہوں! کوئی درد نہیں۔ صحت یاب ہو کر اِس مصیبت کی جگہ سے جا سکتا ہوں۔ اُس کا دل خوشی سے لبریز ہوا۔ اُس نے اپنی چارپائی اُٹھائی اور وہاں سے چل دیا۔ چلتے چلتے اُسے افسوس ہوا کہ مَیں اپنے محسن کا نام بھی نہ پوچھ سکا۔

ابھی تھوڑی ہی دُور گیا تھا کہ غصہ بھری آوازوں نے روک لیا۔ ”آج سبت کا دن ہے۔ آج بستر اُٹھانا منع ہے۔“ ہر طرف سے خشمگین نظریں اُس پر جمی تھیں۔ اُس کے جامِ مسرت میں غم کے قطرے پڑنے لگے۔ کیا یہ لوگ خوش نہیں کہ اِتنے برسوں کے بعد مَیں اپنی چارپائی اُٹھانے کے قابل ہوا ہوں؟

اُس نے کہا، ”جس آدمی نے مجھے شفا دی اُس نے مجھے بتایا، ’اپنا بستر اُٹھا کر چل پھر۔‘“ شاید اب یہ لوگ میرے ساتھ خوشی منائیں گے۔ لیکن بے فائدہ۔ کتنا افسوس تھا کہ وہ اپنی ہی ہانکے جا رہے تھے۔

”وہ کون ہے جس نے تجھے یہ کچھ بتایا؟“

وہ اِس بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا، کیونکہ شفا دینے کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ وہاں سے چلے گئے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد حضرت عیسیٰ اُسے بیت المقدّس میں مل گئے اور کہا، ”اب تُو بحال ہو گیا ہے۔ پھر گناہ نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ تیرا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جائے۔“

اُس آدمی کو حضرت عیسیٰ سے دوبارہ مل کر بہت خوشی ہوئی۔ اب وہ اپنے الزام لگانے والوں کو بتا سکتا تھا کہ مجھے کس نے شفا بخشی ہے۔ اُس نے سیدھے جا کر اُنہیں بتایا۔ آخر یہودیوں کے سردار کو ایک بات ہاتھ آ گئی جسے وہ حضرت عیسیٰ کے خلاف استعمال کر سکتے تھے۔ مذہبی راہنماؤں کو ناراض کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جب اُنہوں نے حضرت عیسیٰ پر سبت کو توڑنے کا الزام لگایا تو شاگرد بے حد فکرمند ہوئے۔ مگر حیرانی کی بات یہ تھی کہ جب سردار سبت کے دن شفا دینے کے بارے میں باز پُرس کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ بالکل نہ گھبرائے۔ اُنہوں نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا، ”میرا باپ آج تک کام کرتا آیا ہے، اور مَیں بھی ایسا کرتا ہوں۔“ اِن الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا، یہاں تک کہ وہ اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے کہ یہ نہ فقط سبت کا حُکم توڑتا بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ کہتا ہے۔

جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ قوم کے راہنما ہمیشہ کے لئے میرے دُشمن بن گئے ہیں تو اُنہوں نے اُن کا سامنا کیا۔ شعلہ بار آنکھوں کے ساتھ اُنہوں نے جواب دیا، ”تم اِس لئے ناراض ہوتے ہو کہ مَیں نے

اللہ کو اپنا باپ کہا۔ آج مَیں تمھیں صاف صاف بتا دیتا ہوں کہ باپ کسی کی بھی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے عدالت کا پورا انتظام فرزند کے سپرد کر دیا ہے تاکہ سب اُسی طرح فرزند کی عزت کریں جس طرح وہ باپ کی عزت کرتے ہیں۔“

لیڈر ششدر رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ خود کو اُن کے ہونے والے مُنصف ٹھہرا رہے تھے۔ بلکہ وہ اُن سے اُس عزت کا مطالبہ بھی کر رہے تھے جو اللہ کو ہی دینا روا ہے۔ احتجاجی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ شاگردوں کی تشویش میں اضافہ ہوتا گیا۔ اُن کے آقا کی باتیں لیڈروں کے غیض و غضب کو ہَوا دیتی جا رہی ہیں۔ اب تو وہ اُنہیں سنگسار کرنے کو تیار تھے۔ ساتھ ساتھ شاگرد حیران ہو رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ کیسے اختیار کا دعویٰ کرتے ہیں! بلکہ اب تو ایک اَور دعویٰ کیا۔ اُنہوں نے فرمایا، ”مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، جو بھی میری بات سن کر اُس پر ایمان لاتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے ابدی زندگی اُس کی ہے۔ اُسے مجرم نہیں ٹھہرایا جائے گا بلکہ وہ موت کی گرفت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔“[a]

---

[a] یُوحنّا 5:24

لیڈر غُصّے سے دانت پیسنے لگے، "اِس ناصری کو اِن الفاظ کی قیمت اپنی جان سے ادا کرنی پڑے گی۔"

بہار کے موسم کا نہایت خوش گوار دِن تھا۔ لیکن جب شاگرد حضرت عیسیٰ کے ساتھ گھر کو لوٹے تو نہایت دل گیر تھے۔ اُنہوں نے اپنے اُستاد کی زبان سے عظیم باتیں سُنی تھیں۔ وہ حیران تھے کہ اُنہوں نے اپنے بارے میں کیسے کیسے دعوے کئے ہیں۔ اِس کے علاوہ اُنہوں نے لیڈروں کی بڑھتی ہوئی دُشمنی کا بھی اندازہ کر لیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے چاروں طرف خطرہ ہی خطرہ منڈلا رہا تھا۔ کیا اگلی بار وہ اِن عیّار لیڈروں کے پنجوں سے بچ سکیں گے؟

لیکن یہوداہ اسکریوتی خوش ہو کر کہنے لگا، "ہمارے اُستاد کتنے دلیر ہیں! وہ کتنی بے باکی سے لیڈروں کا سامنا کر رہے تھے! کوئی فکر نہ کرو۔ اُن میں اِتنی قدرت ہے کہ اِن سب کو لمحے بھر میں چِت کر دیں۔ شاید ... شاید اَب وہ دن نزدیک ہی ہے کہ وہ المسیح کے پورے جاہ و جلال کے ساتھ خود کو ظاہر کریں!"

ساتھی شاگردوں نے یہوداہ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اُن کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ہمارے اُستاد کو اپنی حفاظت کی پروا کیوں نہیں ہے؟ اُنہوں نے تو بچّے کی طرح اپنی حفاظت کو آسمانی باپ پر چھوڑا ہوا ہے۔

ہر ایک کے لئے فکرمندی

گلیل کی جھیل کی لہریں آہستہ خرامی سے کفرنحوم کے ساحل سے ٹکرا رہی تھیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے حضرت عیسیٰ کنارے کی دوسری طرف گنیسرت کے علاقے سے واپس آئے تھے، لیکن اُن کی آمد کی خبر سُن کر ایک بڑی بھیڑ پہلے ہی کنارے پر جمع ہو گئی تھی۔

یونتن بن یوسیاہ سب سے پہلے پہنچنے والوں میں تھا۔ اُسے شمعون پطرس سے بات چیت کرنے کا موقع مل گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ دوسرے کنارے پر ہونے والے واقعے نے شمعون کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

بڑے تعجب سے اُس نے بتایا، ”یونتن، حضرت عیسیٰ بدروحوں کے پورے لشکر سے بھی نپٹ سکتا ہے۔ ہم اِس کے گواہ ہیں۔“

یونتن نے دیکھا کہ داوٗد جلدی جلدی آ رہا ہے۔ سانس پھولی ہوئی ہے۔ آتے ہی کہنے لگا، ”جناب! کیا آپ ایک کام کریں گے؟“

”بیٹا کیا ہوا ؟ کیا کوئی خطرے میں ہے؟“

”جناب حنّہ ہے نا! یائیر کی اکلوتی بیٹی! وہ مرنے کے قریب ہے۔ یائیر بڑی بے تابی سے استاد کی واپسی کا انتظار کر رہا ہے۔ بے چارہ فکر سے پاگل ہو رہا ہے۔ مَیں حضرت عیسیٰ کی تلاش میں دو بار یہاں آ چلا ہوں۔ لیکن بدقسمتی سے اَور زیادہ ٹھہر نہیں سکتا۔ مجھے اپنے بھائی یشوع سے ملنے جانا ہے۔ اُسے وقت دے رکھا ہے۔“

حنّہ کی بیماری کی خبر سُن کر یونتن کا دل دھک سے رہ گیا۔ اُس کے ہونٹ خُشک ہو گئے۔ کہنے لگا، ”یائیر اور اُس کی بیوی مِلکاہ کی تو ساری پونجی ہی حنّہ ہے۔ مَیں فوراً جا کر عبادت خانے کے اِس معزز سردار کو اطلاع دوں گا کہ حضرت عیسیٰ کفرنحوم پہنچ چکے ہیں۔“

داؤد نے کانپتی آواز سے پیچھے سے یونتن کو پُکار کر کہا، ”حضرت عیسیٰ ہی یائیر کی آخری اُمید ہیں۔ اچھے سے اچھے ڈاکٹر بھی حنّہ کے بارے میں مایوس ہیں۔“

یونتن تیزی سے گلیوں میں گزرتے ہوئے سوچنے لگا کہ یائیر بڑی دُور نکل آیا ہے۔ ابھی چند ہی ہفتے ہوئے کہ لیڈروں کی طعن و تشنیع کے خوف سے استاد کے نزدیک نہیں آنا چاہتا تھا۔ اِتنی دیر میں یائیر کے مکان پر پہنچ گیا۔ اُس کا خادم حنوک اُسے اندر لے گیا۔ اُس نے آنسو پونچھتے ہی مدھم سی آواز میں بتایا کہ ”حنّہ تو بس آخری سانس لے رہی ہے۔ اُس کی حالت کی خبر سارے کفرنحوم میں پھیل گئی ہے۔ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ مالک کے کتنے خیرخواہ ہیں۔ مگر سب بے بس ہیں۔“ ہاتھ کے اشارے سے اُس نے آگے بڑھنے کو کہا، ”وہ مالک بھی آ گئے۔“

یائیر پر مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ وہ یونتن کو بٹھا کر کمرے میں بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ پھر کہا، ”مَیں استاد کا دیر سے ... بہت دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ کیا وہ کبھی اِس شہر کو واپس نہیں آئیں گے؟

ہائے میری حنّہ! میری بچی! مجھ سے اُس کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ اُس کے چہرے پر موت کی پرچھائیاں نظر آنے لگی ہیں۔ آنکھیں کھلی ہیں مگر کسی کو پہچانتی نہیں۔ بخار کی شدت سے اُس کی سانسیں اُکھڑ رہی ہیں۔ یونتن، میرے دوست، بتاؤ مَیں کیا کروں؟"

اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے یونتن نے صلاح دی، "یائیر، حضرت عیسیٰ جھیل کے کنارے پہنچ گئے ہیں۔"

یہ سُنتے ہی اُس نے ایک خادمہ کو آواز دی، "ہیگتھ۔ میرے جوتے۔ جلدی سے میرے جوتے لاؤ۔" ہیگتھ آئی تو یائیر نے اُس سے کہا، "تُم ابھی ابھی مریضہ کے پاس تھیں۔ میری حنّہ کا کیا حال ہے؟" اُس نے مشکل سے تھوک نگلا اور بے صبری سے کہنے لگا، "نہیں، نہیں۔ بتانے کی ضرورت نہیں، مَیں جانتا ہوں۔ جانتا ہوں میری حنّہ کی حالت کہاں سنبھلی ہو گی ... بگڑی ہی ہو گی!" پھر اپنے دوست سے مخاطب ہوا، "چل یونتن۔ چلو، جلدی کرو۔ اَب تو صرف وہی ہماری اُمید ہیں۔"

جھیل کی طرف جاتے ہوئے یونتن اپنے دوست کو سمجھانے لگا، "یائیر، حضرت عیسیٰ پر اعتماد کرو۔ اُن میں قدرت ہے۔ اور وہ تمہارے جیسے ضرورت مندوں کی مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اُن پر ایمان رکھا جائے۔"

یائیر نے بڑے دُکھ سے جواب دیا، "کسی اَور کی بیٹی کے بارے میں جو موت کے قریب ہو یہ ایمان رکھنا آسان ہے کہ وہ بچ جائے گی۔ میری روح میں طوفان مچا ہے۔ میرا دل خوف سے دھڑک رہا ہے۔"

"میرے دوست، حوصلہ رکھو۔ حضرت عیسیٰ کو رتّی بھر کا ایمان بھی دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔ صرف چند گھنٹے ہوئے کہ اُنہوں نے گراسینیوں کے علاقے میں ایک آدمی کو بدروحوں کے لشکر سے آزاد کیا ہے۔"

"وہی تو نہیں جو زنجیروں کو توڑ ڈالتا، بیڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا اور قبروں میں رہا کرتا تھا؟ وہ تو گراسینیوں کے لئے عذاب بنا ہوا تھا۔"

"بالکل وہی۔ وہ شفا پا چکا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ آنے پر بڑا زور دے رہا تھا، مگر استاد نے اُسے واپس بھیج دیا کہ اپنے عزیزوں کو بتائے کہ رب نے اُس کے لئے کیسے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔"

یائیر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ "جب حضرت عیسیٰ اُس سے ملا تو کیا اُس نے اُن پر حملہ تو نہیں کیا؟ وہ تو بڑا ہی خطرناک ہے۔"

"نہیں۔ بلکہ جب اُس نے دُور سے حضرت عیسیٰ کو آتے دیکھا تو دوڑ کر آیا اور اُسے سجدہ کیا۔"

"یقین نہیں آتا! کیا بدروحیں بھی اُنہیں سجدہ کرتی ہیں؟" یائیر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن صبر سے میری بات سُنو۔ سجدے میں پڑے پڑے وہ آدمی زور زور سے چیخنے لگا، "اے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے فرزند، میرا آپ کے ساتھ کیا واسطہ ہے؟ اللہ کے نام میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے عذاب میں نہ ڈالیں۔"[a]

---

[a] مرقس 5:6-7

یائیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، ”کیا بدروحیں ایک حلیم آدمی کے بھیس میں چھپے ہوئے المسیح کو پہچانتی ہیں؟ کیا المسیح حضرت عیسیٰ سے زیادہ قادر ہو گا ؟ کیا وہ اِن سے بھی بڑے معجزے دکھائے گا ؟ کیا وہ اِن سے بھی زیادہ بے لوث ہو گا ؟ کیا وہ اِن سے بڑھ کر اللہ کے جلال کو ظاہر کرے گا ؟ مَیں نے دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ صرف غریبوں سے ہمدردی رکھنے والے نہیں ہیں بلکہ تمام عجیب و غریب کاموں میں اُن کا مقصد یہی ہے کہ خدا کی بڑائی ہو۔“

یونتن نے اتفاق کیا۔ پھر سامنے اشارہ کرکے بولا، ”شکر ہے، ہم تقریباً استاد کے پاس آ پہنچے ہیں۔ دوست، حوصلہ رکھو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔“

لیکن یائیر کی آواز میں مایوسی تھی۔ وہ منت کرکے کہنے لگا، ”بھئی، اِس بھیڑ میں سے راستہ بنانے میں تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔ لوگ تو دیوار کی طرح گھیرا ڈالے کھڑے ہیں۔ کہیں حضرت عیسیٰ تک پہنچتے پہنچتے لڑکی دَم نہ توڑے۔“

"نہیں، نہیں۔ ہرگز نہیں۔ چلو چلیں۔" پھر وہ بڑی بلند آواز سے پکارتے ہوئے راستہ بنانے لگا۔ "ایک پریشان باپ کو راستہ دو۔ ہمارے معزز سردار یائیر کے لئے راستہ چھوڑو۔"

پھر بھی آگے بڑھنا آسان نہ تھا۔ آہستہ، بہت آہستہ آہستہ وہ آگے بڑھے۔ جب وہ آخر میں حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچے تو یائیر اُن کے قدموں میں گر کر التجا کرنے لگا، "میری چھوٹی بیٹی مرنے والی ہے، براہِ کرم آ کر اُس پر اپنے ہاتھ رکھیں تا کہ وہ شفا پا کر زندہ رہے۔"[a]

حضرت عیسیٰ نے بڑی ہمدردی سے اُس پریشان باپ کی ڈھارس بندھا کر کہا، "مَیں ضرور چلوں گا۔"

وہ یائیر کے گھر کو روانہ ہوئے تو ساری بھیڑ بھی ساتھ ہو لی۔ یونتن کو افسوس ہو رہا تھا کہ دھکم دھکا کرتی بھیڑ جلدی پہنچنے میں سخت رُکاوٹ بن رہی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ ہی آگے بڑھ سکتے تھے۔

---

[a] مرقس 5:23

فکرمند باپ کی آنکھوں سے پھر مایوسی جھانکنے لگی۔ اُس نے یونتن سے کہا، "میرا دل خوف سے دھک دھک کر رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ ہم حنّہ تک وقت پر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

اَب تو اچانک حضرت عیسیٰ رُک گئے اور مُڑ کر پوچھنے لگے، "کس نے میرے کپڑوں کو چھوا ہے؟"[a]

یائیر کو دھچکا سا لگا۔ اِس وقت ایسا سوال پوچھنے کا کیا موقع ہے! شاگردوں کا بھی یہی خیال تھا۔ شمعون پطرس قدرے ناخوش ہو کر کہنے لگا، "آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ ہجوم آپ کو گھیر کر دبا رہا ہے۔ تو پھر آپ کس طرح پوچھ سکتے ہیں کہ کس نے مجھے چھوا؟"[b] لیکن حضرت عیسیٰ نے اُس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اُن کی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔

آخر ایک عورت خوف کے مارے لرزتی ہوئی آگے بڑھی۔ وہ حضرت عیسیٰ کے قدموں پر گِر گئی اور شرم ساری سے اقرار کرنے لگی، "مجھے

---

[a] مرقس 30:5

[b] مرقس 31:5

معاف کر دیں۔ مَیں نے ہی آپ کو چھوا ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لیکن بارہ برس سے میرا خون بند نہیں ہو رہا تھا۔ مَیں نے اپنا سارا مال حکیموں پر خرچ کر ڈالا لیکن آرام آنے کے بجائے میری حالت بد سے بدتر ہوگئی۔ خداوند، آپ ہی میری واحد اُمید تھے۔ مَیں نے دِل میں کہا، 'اگر مَیں صرف اُن کے لباس کو ہی چھو لوں تو مَیں شفا پا لوں گی۔"

حضرت عیسیٰ نے بڑی ہمدردی سے اُس دُکھی عورت کو دیکھا اور اُسے تسلّی دیتے ہوئے فرمایا، "بیٹی، تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے۔ سلامتی سے جا اور اپنی اذیت ناک حالت سے بچی رہ۔"[a]

اب یائیر کے اعصاب جواب دے گئے۔ اُس نے بڑی تلخی سے سوچا کہ کیا یہ عورت استاد کو چھونے کے لئے کسی اَور وقت نہیں آ سکتی تھی؟ اِتنے میں اُس نے اپنے گھر کے کچھ آدمیوں کو آتے دیکھا۔ اُس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

[a] مرقس 34:5

جب حنوک نے اُسے غم ناک خبر دی تو وہ خود پر قابو نہ رکھ سکا اور تھرتھر کانپنے لگا۔ حنوک نے کہا، "آپ کی بیٹی فوت ہو چکی ہے، اب اُستاد کو مزید تکلیف دینے کی کیا ضرورت؟"[a]

حضرت عیسیٰ نے یہ بات سُن لی مگر بالکل پریشان نہ ہوئے۔ اُنہوں نے اعتماد کے ساتھ عبادت خانے کے سردار سے کہا، "خوف نہ کر۔ صرف ایمان رکھ۔" پھر اُنہوں نے ہجوم کو پیچھے ٹھہرنے کا حُکم دیا۔ شاگردوں میں سے بھی صرف شمعون پطرس، یعقوب اور یوحنّا کو ساتھ جانے کی اجازت ملی۔

یہوداہ اسکریوتی اپنے اُستاد اور ساتھی شاگردوں کو جاتے ہوئے غور سے دیکھنے لگا۔ بڑی ہٹ دھرمی سے اُس نے اندریاس سے کہا، "یہ اچانک اِتنے پردہ داری کیوں؟ کیا یہ تینوں باقی ہم سب سے اچھے ہیں؟"

اندریاس نے اُسے سمجھایا، "بچوں جیسی باتیں مت کرو، یہوداہ۔ ایسے نازک موقعے پر بہتر ہے کہ استاد کے ساتھ تھوڑے ہی لوگ ہوں۔"

---

[a] مرقس 35:5

گھر جاتے ہوئے یائیر نائن کے اُس نوجوان کو یاد کر رہا تھا جسے حضرت عیسیٰ نے زندہ کیا تھا۔ اُسے محسوس ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ چلتے چلتے میرا ایمان بڑھ رہا ہے۔ اَب وہ گھر کے قریب آ گئے تھے۔ اب کیا ہو گا؟ دُور ہی سے اُنہیں رونے دھونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ گھر کے اندر کہرام مچا ہوا تھا۔ یائیر کا دل پھر ڈول گیا، اور حضرت عیسیٰ پر اُس کا ایمان ڈگمگانے لگا۔ تب حضرت عیسیٰ نے اُسے ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ یائیر کا دل پھر اُمید سے بھر گیا۔

پھر حضرت عیسیٰ بھرپور اعتماد کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور ماتم کرنے والوں کو سختی سے جھڑکے، "یہ کیسا شورشرابہ ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سو رہی ہے۔"[a]

کئی ایک نگاہیں اُنہیں گھورنے لگیں اور بعض تو اُن پر ہنسے۔ ظاہر تھا کہ لڑکی مر چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اُنہیں باہر نکلنے کو کہا۔ صرف لڑکی کے ماں باپ اور تین شاگردوں کو گھر میں ٹھہرنے کی اجازت ملی۔

---

[a] مرقس 39:5

یائیر نے سسکیاں لیتے ہوئے پہلے اپنی بیٹی کو اور پھر اپنی بیوی کو دیکھا۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت عیسیٰ نے لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر صرف اِتنا کہا، "چھوٹی لڑکی، مَیں تجھے حکم دیتا ہوں کہ جاگ اُٹھ!"

لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حنّہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اُٹھ کر کمرے میں یوں چلنے پھرنے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

ہر ایک پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یائیر دنگ رہ گیا کہ حضرت عیسیٰ کی آواز میں کیسا اختیار ہے! سب کا دھیان اِس عظیم معجزے پر لگا تھا۔ لیکن حضرت عیسیٰ کو یاد رہا کہ حنّہ کے کمزور بدن کو خوراک کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے ماں باپ کو کہا کہ لڑکی کو کچھ کھانے کو دیا جائے۔

یائیر اور اُس کی بیوی کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ اُن کی بیٹی اُنہیں واپس مل گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ کی قدرت کو آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

یحییٰ نبی کی گرفتاری اور موت

ایک دن یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے علاقے میں پھیل گئی کہ ہیرودیس بادشاہ نے یحییٰ نبی کو گرفتار کر لیا ہے۔ کفرنحوم میں عبادت خانے کے باہر مردوں اور عورتوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ یہ خبر سُن کر مرد تو جیسے سکتے میں آ گئے اور عورتیں رونے لگیں۔ یائیر بتانے لگا، "مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہیرودیس کے سپاہی حضرت یحییٰ کو باندھ کر لے جا رہے ہیں۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ اُنہیں مخائرس کے قلعے میں بند کیا گیا ہے۔" یہ جگہ 'سیاہ بُرج' کے نام سے مشہور تھا، کیونکہ وہاں سے کوئی بچ کر نہیں نکلتا تھا۔

یونتن بن یوسیاہ پریشان ہو کر بولا، "سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا نے اپنے وفادار خادم کو کیوں اُس شریر بادشاہ سے نہیں بچایا۔"

کسی نے خبردار کیا، "خاموش۔ کوئی غلط آدمی نہ سُن لے۔" افرائیم بھی موجود تھا۔ وہ اعتماد سے کہنے لگا، "قادرِ مطلق اب بھی اپنے خادم کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ وہ اُنہیں اُس موت کے قلعے سے بھی چُھڑا سکتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ قادرِ مطلق کے خیال ہمارے خیال نہیں ہوتے۔" غصہ بھری آواز سے اُس نے بات جاری رکھی، "مجھے یقین ہے کہ اِس ساری کارروائی کے پیچھے اُس خبیث ہیرودیاس کا ہاتھ ہے۔ نبی کے منہ سے مذمت سُن کر وہ جل بُھن گئی ہو گی۔ وہ سوچتی ہو گی جب تک یحییٰ زندہ ہوں ہیرودیس کے ساتھ میرا تعلق محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جب تک وہ مارے نہ گئے اُسے چین نہیں آنے کا۔"

روت نے غصے سے کہا، "ہیرودیاس اپنی بیٹی کے لئے کیسا نمونہ پیش کر رہی ہے! سلومی تو پہلے ہی اپنی ماں کی طرح بدنام ہے۔"

شمعون پطرس کی ساس میرب رو کر کہنے لگی، "وہ یحییٰ نبی کو بیڑیاں پہنا کر لے گئے۔ وہ تو کُھلے صحراؤں کے فرزند ہیں۔ اُس تنگ و تاریک تہہ خانے میں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے اُنہیں کتنی تکلیف ہوتی ہو گی! دھوپ اور کھلی ہَوا اُن کا گھر، اور رات کے تارے اُن کے رفیق تھے۔"

یونتن کی آواز میں اُمید کی جھلک تھی، "ہو سکتا ہے یحییٰ نبی کو چُھڑانے کے لئے حضرت عیسیٰ کوئی معجزہ دکھائیں! آخر یحییٰ نے اُن کے بارے میں ہی تو گواہی دی تھی۔"

یائیر نے جواب دیا، "جب سے حضرت عیسیٰ نے حنّہ کو زندہ کیا ہے، مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اب میرے دل میں ذرا بھی شک نہیں رہا کہ وہ المسیح ہیں۔ مطلب ہے کہ اللہ کی بادشاہی کسی دن بھی آ سکتی ہے۔ عزیزو، جب حضرت عیسیٰ حکومت سنبھالیں گے تو ہیرودیس کی قوت ہمیشہ کے لئے خاک میں مل جائے گی۔ اِس لئے حوصلہ رکھو اور اپنی اُمید حضرت عیسیٰ پر لگاؤ۔"

لیکن وقت گزرتا گیا اور کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت یحییٰ قید خانے میں پڑے سڑتے رہے۔ پہلے تو اُن کا ذہن اُلجھن میں پڑا رہا۔ وہ اپنے آپ کو اُس پرندے کی طرح محسوس کر رہے تھے جسے کسی نے پنجرے میں بند کر رکھا ہو۔ وہ بہت مایوس ہونے لگے۔ اُنھوں نے اپنے شاگردوں کی زبانی حضرت عیسیٰ کے معجزوں کا ذکر سُنا تو تھا، لیکن اِس سے بھی اُن کا دل خوش نہ ہو سکا۔ کیا المسیح کو اپنا بازو ننگا کر کے اپنی قدرت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے؟ کیا ملاکی نبی نے المسیح کے بارے میں پیش گوئی نہیں کی تھی کہ ”جس رب کو تم تلاش کر رہے ہو وہ اچانک اپنے گھر میں آ موجود ہو گا۔ ہاں، عہد کا پیغمبر جس کی تم شدت سے آرزو کرتے ہو وہ آنے والا ہے! لیکن جب وہ آئے تو کون یہ برداشت کر سکے گا؟ کون قائم رہ سکے گا جب وہ ہم پر ظاہر ہو جائے گا؟ وہ تو دھات ڈھالنے والے کی آگ یا دھوبی کے تیز صابن کی مانند ہو گا۔“[a]

آخر میں اُنھوں نے حضرت عیسیٰ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے ایلچی بھیجے کہ کیا وہی موعودہ المسیح ہیں یا نہیں۔ جب ایلچی واپس پہنچے تو وہ

[a] ملاکی 3:1-2

اُس تاریک اور نَم دار تہہ خانے میں بیٹھے بیٹھے حضرت عیسیٰ کے جواب کو بار بار دہرانے لگے، ”یحییٰ کے پاس واپس جا کر اُسے سب کچھ بتا دینا جو تم نے دیکھا اور سنا ہے۔ ’اندھے دیکھتے، لنگڑے چلتے پھرتے ہیں، کوڑھیوں کو پاک صاف کیا جاتا ہے، بہرے سنتے ہیں، مُردوں کو زندہ کیا جاتا ہے اور غریبوں کو اللہ کی خوش خبری سنائی جاتی ہے۔‘ مبارک ہے وہ جو میرے سبب سے ٹھوکر کھا کر برگشتہ نہیں ہوتا۔“[a] یہ جواب یسعیاہ نبی کی پیش گوئی تھا۔ دوسرے لفظوں میں حضرت عیسیٰ فرما رہے تھے کہ جو کچھ المسیح کے بارے میں کہا گیا ہے اُس پر دوبارہ غور کر۔ اب حضرت یحییٰ کو یاد آیا کہ یسعیاہ نبی کے مطابق المسیح ایک حلیم چرواہے کے روپ میں بھی پیش آئے گا: ”وہ بھیڑ کے بچوں کو اپنے بازوؤں میں محفوظ رکھ کر سینے کے ساتھ لگائے پھرے گا اور اُن کی ماؤں کو بڑے دھیان سے اپنے ساتھ لے چلے گا۔“[b]

---

[a] متّی 11:4-6
[b] یسعیاہ 40:11

آخر مطمئن ہو کر یحییٰ نے کہا، "میرا یہ خیال غلط تھا کہ المسیح عدالت ہی کرنے آئے گا۔ اے میری جان پھر سے خوش ہو، کیونکہ حضرت عیسیٰ سچ مچ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ مَیں نے اچھا کیا کہ اُن کی راہ تیار کروں۔ لازم ہے کہ وہ بڑھتے جائیں جبکہ مَیں گھٹتا جاؤں۔"

اُن کی کوٹھری کے باہر چابیوں کی جھنکار سُنائی دی۔ چرچرا کر دروازہ کُھلا اور داروغہ اندر آیا۔ "بادشاہ سلامت تمہیں بُلاتے ہیں،" وہ تُرش مزاجی سے بولا۔ "میری بات مانو تو اپنی زبان کو لگام دو۔ مجھے اور تمہیں بادشاہ کی ذاتی زندگی سے کیا واسطہ؟"

حضرت یحییٰ نے سختی سے جواب دیا، "میرا جسم اگرچہ قید میں ہے مگر میری روح آزاد ہے۔ مجھے تو بادشاہ کو بھی المسیح کی آمد کے بارے میں خبردار کرنا ہے۔"

داروغے نے غُصیلی آواز نکالی اور اُنہیں سختی سے ساتھ چلنے کا حُکم دیا۔ ہیرودیس صوفے پر بیٹھا تھا۔ کمرہ بڑے شان دار طریقے سے سجا ہوا تھا۔ مشعلوں سے وہ بُقعۂ نُور بن گیا تھا۔

"عالی جاہ، قیدی حاضر ہے۔"

ہیرودیس نے موٹی سی اُنگلی دروازے کی طرف اُٹھائی، "نبی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ اور نکل جاؤ۔ نکمّے کُتّے۔" دھمکی کے انداز میں غُرّایا، "اور اپنے خبیث منہ پر دھیان رکھنا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ یحییٰ یہاں آیا ہے بلکہ ہیرودیاس اور سلومی کو بھی نہیں۔ سمجھے؟"

داروغہ تعظیم سے جھکا، "عالی جاہ، حُکم کی تعمیل ہو گی۔"

ہیرودیس پھر غُرّایا، "دفع ہو جاؤ۔ سر مت کھاؤ۔" پھر یحییٰ نبی سے مخاطب ہوا، "یوں تن کر کیا کھڑے ہو۔ ہمیں کمتری کا احساس ہوتا ہے۔ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ بیٹھ جاؤ۔ باتیں کریں۔"

"شکریہ عالی جاہ،" یحییٰ صوفے کی نرم گدّی پر بیٹھ گئے۔ ہیرودیس نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "تم سمجھتے ہو گے کہ شاید ہم نے تم سے بدلہ لیا ہے۔ بالکُل غلط۔ ہیرودیاس تو تمہیں اُسی وقت مروا دیتی۔ دِن رات یہ عورت ہمیں اُکساتی رہتی ہے کہ تمہارا کام تمام کر دیں۔ یقین کرو یا نہ، قید خانہ ہی ایک جگہ ہے جہاں تُم اُس سے محفوظ ہو۔" ہیرودیس ہنسنے لگا جیسے یہ کوئی بڑی شگفتہ بات ہو۔ وہ جانتا تھا کہ یحییٰ نبی ہیں، اور

وہ خدا کے غضب سے ڈرتا تھا۔ اُس نے شکایت بھرے لہجے میں کہا، "تمہیں اِس طرح ملکہ کا غُصّہ بھڑکانے کی آخر کیا ضرورت تھی؟"

یحییٰ نے سنجیدگی سے جواب دیا، "عالی جاہ، گناہ کو اِتنا ہلکا نہیں سمجھا جا سکتا۔ میری ذمے داری ہے کہ ملکہ کو بھی اُس کا گناہ بتاؤں۔"

"چل، تمہیں اِس کا بے حد فائدہ ہوا نا!" ہیرودیس نے ناراضی سے جواب دیا۔ پھر با دلِ نخواستہ ماننا پڑا، "پھر بھی ہم جانتے ہیں کہ تم ہمارے دوست ہو۔ یحییٰ دوست سچّی بات کہتا ہے۔" بادشاہ نے نبی پر بھرپور نظر ڈالی۔ اُس کی آنکھوں میں بے چینی تھی۔ "بادشاہ کی زندگی میں صرف خوشیاں ہی نہیں ہوتیں۔ ہم چوروں اور قاتلوں اور جھوٹوں ... جھوٹے کُتّوں سے گھرے رہتے ہیں۔" اُس نے خبردار کرنے کو اُنگلی اُٹھائی، "ہمیں چوکنّا رہنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی کاٹ نہ کھائے۔" وہ پھر ہنسا۔ "سچائی ہمارے لئے بے کار ہوتی ہے۔ ہا ہا! اور تمہیں سچائی سے کیا ملا؟ قید خانہ؟"

حضرت یحییٰ نے ایک دم جواب دیا، "رب کا حُکم ماننے میں بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

ہیرودیس نے منہ بنایا، "خوشی کے بارے میں تمہارا خیال ہمارے خیال سے بالکل مختلف ہے۔ تُم فاقے کرتے، پھٹے پرانے کپڑے پہنتے، تمہیں کبھی آرام نصیب نہیں ہوتا، تُم روزے رکھتے اور دُعا کرتے رہتے ہو۔ ساتھ ہی خوشی کا ذکر بھی کرتے ہو! یہ کیا بات ہے؟ ہمیں بھی تو سمجھاؤ۔"

بادشاہ کا سوال قدرے سنجیدہ تھا۔ نبی نے جواب دیا، "عالی جاہ، یہ ایسی خوشی ہے جس سے آپ واقف نہیں۔ یہ خوشی اُس چشمے سے پھوٹتی ہے کہ خداوند نے ہمیں اپنی شبیہ پر بنا کر ہمیں اِس قابل بنایا ہے کہ اُسے جانیں اور اُس کی خدمت کریں۔"

ہیرودیس نے لمحے بھر اِس بات پر سوچا۔ پھر ایک دم یحییٰ کی طرف مُڑا، "اِس خوشی کی حد سے زیادہ بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ ہم بے وقوف نہیں کہ اِس بات کو سمجھ پائیں۔ اللّٰہ کے احکام کو ماننا کتنی دقت کا باعث ہے! چوری نہ کرو، جھوٹ نہ بولو۔ ہا ہا ہا۔ اپنے بھائی کی بیوی نہ رکھو وغیرہ وغیرہ۔" باہر کسی اُلو کی اُداس آواز گونجی، اور ہَوا سے کچھ پتے کھڑکھڑا اُٹھے۔

حضرت یحییٰ آگے کو جھکے، "عالی جاہ، اللہ کے احکام اِس لئے ہیں کہ نیک زندگی بسر کرنے میں ہماری مدد کریں۔ جہاں خدا ہے، وہاں مجبوری نہیں بلکہ آزادی ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میرے بچے خوش و خُرم زندگی گزاریں۔ وہ ہمیں ہماری بری خواہشات، لالچ، نفس اور سخت دلی سے بچانا چاہتا ہے۔ اِس میں ہماری اپنی ذلّت ہے، اِس لئے اُس نے ہماری راہنمائی کے لئے یہ احکام دیئے ہیں۔ جناب، یقین کریں کہ اِس سے بڑی کوئی بات نہیں کہ انسان یہ جانے کہ اللہ مجھے پیار کرتا، مجھے قبول کرتا ہے۔"

ہیرودیس لمحے بھر کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر مضحکہ اُڑاتے ہوئے بولا، "تمہارے لئے تو یہ آسان ہے۔ مگر ہمارا خیال کرو۔ ہم شاہی گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں باپ اپنے بچوں کو قتل کر دیتا ہے۔ گالی گلوچ اور جھوٹ روزانہ معمول کی باتیں ہیں۔ ہماری سوچ اور ہمارا کردار تو اِسی سانچے میں ڈھلا ہے۔ اگر ہم خدا پرست ہو جائیں تو بادشاہ ہونے سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔" اُس نے اپنے خُشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "ہم شاہانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ عزت اور عیش کی۔" اُس نے

یحییٰ کی طرف اشارہ کیا، "تم اِن باتوں کے بارے میں بھلا کیا جانو! تم نے دُنیا کی خواہشوں کا مزہ چکھا ہی نہیں۔ ویسے بھی دو ایک خامیوں اور کمزوریوں سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

یحییٰ نے خبردار کیا، "اِس سے آپ کی ساری زندگی تباہ ہو سکتی ہے۔ گناہ ایک ایسی زبردست طاقت ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ مَیں مِنت کرتا ہوں کہ اپنے بھائی کی بیوی کو چھوڑ دیں۔"

ہیرودیس کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ "میرے دوست، تم نہیں جانتے کہ ہیرودیاس کتنی حسین اور شیرین ہے۔ وہ مرد کے جذبات کیسے بھڑکاتی ہے!"

"عالی جاہ، اُسے چھوڑ دیں۔ میری یہی ہاتھ جوڑ کر عرض ہے۔"

ہیرودیس نے جمائی لی۔ "ہم کمزور انسان ہیں۔ جب ہم ہیرودیاس کے پاس ہوتے ہیں تو وہ ہمارے ارادے کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ جب تمہارے ساتھ ہوتے ہیں تو تمہارا کہا ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اَب جاؤ۔ دل میں ہم تُم پر رشک کرتے ہیں۔" پھر اُس نے بلند آواز سے باہر کھڑے داروغے کو حُکم دیا: "نبی کو لے جاؤ۔"

وقت گزرتا گیا۔ بادشاہ کی سالگرہ آ گئی۔ ہیرودیس نے امیروں اور رئیسوں کے علاوہ گلیل کے کچھ بزرگوں کو بھی جشن میں دعوت دی۔ یہ جشن مخائرس قلعے میں ہی منایا جانا تھا۔ جشن سے چند روز پہلے تبریاس کے شہر سے ایک عظیم الشان جلوس قلعے کے لئے روانہ ہوا۔ ہیرودیاس، سلومی اور محل کی دیگر خواتین گاڑیوں میں سوار تھیں۔ مقامی سپاہیوں کی بڑی تعداد اُن کے جِلَو میں تھی۔ اُس جلوس میں امام، لاوی قبیلے کے خادم، درباری افسران، خدمت گار، نوکر چاکر اور غُلام، سب ہی شامل تھے۔

ہیرودیس بادشاہ ایک شان دار گھوڑے پر سوار جلوس کے آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ بڑے فخر سے کبھی جلوس پر اور کبھی لہراتے ہوئے رنگارنگ جھنڈوں پر نظریں دوڑاتا رہا۔ فوجی بینڈ کی دُھنیں اَور ہی بہار دکھا رہی تھیں۔

ہیرودیس بڑی ترنگ میں سوچ رہا تھا کہ جلد ہی نبی کو رِہا کر دوں گا۔ بس ہیرودیاس کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔ ہیرودیاس نے تو کہا ہے کہ مجھے

اور مہمانوں کو زبردست تفریح پیش کرے گی۔ بے شک یہ تفریح سچ مچ دل بہلائے گی۔ شاید حسین رقاصوں کی ٹولی خاص رقص پیش کرے گی۔

بادشاہ کی سال گرہ سے چند دن پہلے کھیل تماشے اور رنگا رنگ تفریحات کی بھرمار شروع ہوئی۔ ہر طرف چہل پہل اور رونق لگی رہی۔ بادشاہ تہہ خانے میں قید نبی کو بالکل بھول چکا تھا۔ البتہ ہیرودیاس کو یاد تھا کہ میرا دُشمن قریب ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے مجھے چین نہیں آ سکتا۔ اُسے ہٹانے کے لئے سال گرہ کا دن تو بہت سازگار رہے گا۔

تب سالگرہ کا دن آ گیا۔ شام کے وقت مشعلوں نے ضیافت کے ہال کو بُقعۂ نُور بنا دیا۔ میزوں پر پھولوں کی سجاوٹ تھی۔ سونے چاندی کے برتن جگمگا رہے تھے۔ خادم جگمگ جگمگ کرتے سنہری روپہلی لباس پہنے مہمانوں کی خدمت کے لئے چاروں طرف بھاگے پھر رہے تھے۔ گوناگوں کھانوں کی خوشبوئیں بھوک کو تیز کر رہی تھیں۔

بہترین شراب پیش کی گئی، اور جلد ہی اُس کا اثر صاف نظر آنے لگا۔ ہنسی قہقہوں میں بدل گئی۔ مذاق اور لطیفے گندے ہوتے گئے۔

ہیرودیاس نے دیکھا کہ بادشاہ بڑی ترنگ میں ہے۔ تیز شراب اور خوش باشی نے اُس پر نشہ طاری کر دیا ہے۔ اِس وقت بادشاہ سے کام نکلوایا جا سکتا ہے۔ تب ہیرودیاس نے اپنی بیٹی کو اشارہ دیا، "اب وقت آ گیا ہے کہ بادشاہ کو خوش کرو۔"

اشارہ پاتے ہی سلومی اُٹھ کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو ہر ایک اُسے دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ لڑکی نے رقص کا ہلکا پھلکا ادھ ننگا لباس پہن رکھا تھا۔ اُس نے حاضرین پر بھرپور نظر ڈالی۔ آنکھوں میں عجیب چمک تھی۔ پھر اُس نے رقص شروع کیا۔ اُس کی ہر حرکت من موہنی تھی۔ رفتہ رفتہ رقص میں تیزی آتی گئی۔ اُس کا انگ انگ تھرکتا گیا۔ رقص زوروں پر آیا تو مردوں کو اپنے دلوں پر قابو رکھنا مُشکل ہو گیا۔ پھر دھیمے دھیمے رقص ختم ہوا۔ سلومی ایک ادائے دل رُبائی کے ساتھ رُک گئی۔ پورا ہال تالیوں اور تعریف کی آوازوں سے گونج اُٹھا۔

بادشاہ بھی جذبات کی رَو میں بہہ گیا اور بے سوچے پُکار اُٹھا، "جو جی چاہے مجھ سے مانگ تو مَیں وہ تجھے دوں گا۔" بلکہ اُس نے قَسم کھا کر

کہا، ”جو بھی تُو مانگے گی مَیں تجھے دوں گا، چاہے بادشاہی کا آدھا حصہ ہی کیوں نہ ہو۔“[a]

سلومی نے بڑی نزاکت سے جھک کر شکریہ ادا کیا، ”عالی جاہ، حضور کی فیاضی کی انتہا نہیں۔ مہلت عطا کی جائے۔ سوچ کر بتاتی ہوں۔“ سب کی نظروں کے سامنے وہ ہال سے باہر چلی گئی۔ پھر کیا ہوا۔ وہ سیدھی ماں کے پاس پہنچی اور شرارتی مُسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگی، ”کامیاب ہوگئی ہوں۔ اب کیا مانگوں؟“

ہیرودیاس کے پاس جواب تیار تھا۔ دانت پیستے ہوئے کہنے لگی، ”یحییٰ کا سر مانگو۔ جلدی جاؤ۔ کہیں ہیرودیس کی ترنگ بدل نہ جائے، وہ اپنا وعدہ بھول جائے اور موقع ہاتھ سے نکل جائے۔“

لڑکی کو تیزی سے واپس آتے دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ کیا مانگے گی۔ برتنوں کی کھنک، ہنسی کی آوازیں، بات چیت کا شور یک لخت بند ہوگیا۔ ہال میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ اِس خاموشی میں سلومی کی تیکھی آواز

---

[a] مرقس 6:22-23

گونجی، "مَیں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ابھی ابھی یحییٰ بپتسمہ دینے والے کا سر ٹرے میں منگوا دیں۔"

بادشاہ مبہوت رہ گیا۔ شراب کا جام لڑھکتا ہوا فرش پر جا گرا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ ہیرودیاس کی کارستانی ہے۔ اُسے حضرت یحییٰ پر ترس آیا، مگر اپنی قَسم اور حاضرین کے سبب بے بس تھا۔ اُسے خیال آیا کہ مجھے یہ وعدہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ مگر اب اُس کا گھمنڈ اُسے اپنی غلطی ماننے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ لمحے بھر میں اُس نے خود پر قابو پایا۔ دیکھنے والوں کو احساس ہوا کہ حالات پر اُس کی پوری گرفت ہے اور لڑکی کی درخواست اُس کے نزدیک معمولی سی چیز ہے۔ بڑے رعب سے اُس نے ایک سپاہی کو حُکم دیا، "جاؤ، اُس کا سر ٹرے میں رکھ کر فوراً پیش کرو۔ جلدی کرو!"

چند لمحوں کے لئے حاضرین سکتے میں رہ گئے۔ سپاہی کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے مہمانوں نے پھر سے باتیں کرنا شروع کر دیں اور موج میلا پھر بڑھ گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی تھے جو لڑکی کی درخواست پر کانپ کر رہ گئے تھے۔ ہیرودیس کا افسر خوزہ تو بہت رنجیدہ

دکھائی دینے لگا۔ جب نبی کی موت کی خبر پھیلے گی تو کیا ملک میں بلوے شروع نہ ہو جائیں گے؟

ہر لمحے بادشاہ کے خلاف اُس کے غصے میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ "ہیرودیس کیسا کمزور آدمی ہے۔ بے سوچے بول اُٹھتا ہے۔ گُناہ کا غلام، ایک ایمان دار کی جان بچانے کے لئے اپنی غلطی ماننے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔"

اِتنی دیر میں سپاہی ٹرے میں نبی کا سر اُٹھائے داخل ہوا اور ٹرے سلومی کو تھما دیا۔ ٹرے سے گرم گرم خون ٹپک رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر کئی ایک مہمانوں کی طبیعت خراب ہونے لگی۔ اُنھوں نے منہ پھیر لئے مگر سلومی پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ خوزہ حیران رہ گیا کہ لڑکی کتنی بے حِسی سے ٹرے لے کر چلی گئی۔

اب ہیرودیس کی آواز زیادہ گرج دار ہوگئی۔ وہ جام پر جام پیئے جا رہا تھا۔ لیکن بار بار خلا میں ایسے گھورتا جیسے کچھ نظر نہ آ رہا ہو۔ خوزہ نے اندازہ لگا لیا کہ ظاہری خوشی دل کے طوفان کو چھپانے کا ایک پردہ ہے۔ حضرت یحیٰی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ گناہ ایک ہیبت ناک قوّت

ہے۔ وہ گناہ سے ایسے کھیلتا رہا تھا جیسے ہمیشہ اُس پر قابو رکھ سکے گا۔ اب گناہ نے اُسے بے بس کر دیا تھا اور اُسے غلام کی طرح اُس کا حُکم ماننا پڑا تھا۔ یحییٰ آزاد تھا، کیونکہ وہ قید میں بھی خدا کی مرضی پوری کر رہا تھا۔ ہیرودیس دانت پیسنے لگا۔ آج اُسے احساس ہوا کہ میرے پاس ایک اَن مول چیز تھی یعنی میری روح۔ لیکن آج مَیں اُسے کھو بیٹھا ہوں۔

"ارے احمق، اور شراب دو،" وہ ایک خادم پر دہاڑا۔ "آج ہماری سال گرہ ہے۔ او غلام کے بچّو! زوردار ساز بجاؤ۔ خوشی کی تانیں اُڑاؤ۔ آج خوشی کا دن ہے۔"

جب نبی کے شاگردوں نے اُن کی موت کی خبر سنی تو آئے اور اُن کی لاش کو لے کر دفن کیا۔ اگرچہ اُن کے دل نہایت اُداس تھے لیکن اُن کو بے حد تسلّی بھی تھی۔ حضرت یحییٰ نے رب کے تحت زندگی بسر کی تھی۔ وہ نور کی طرح چمکتے رہے تھے تاکہ لوگوں کی اللہ تک راہنمائی کریں۔ اب وہ اپنے ابدی وطن میں ہمیشہ آزاد رہیں گے۔

عوام کا تجسس

اپریل کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ گلیل کی جھیل کے آس پاس کے قصبے اور دیہات گرمی کی لپیٹ میں تھے۔ کفرنحوم کے باشندوں کی بدقسمتی تھی کہ اُن کا علاقہ سمندر کی سطح سے کافی نیچے تھا۔ اردگرد کی پہاڑیاں گرمی میں مزید اضافے کا باعث بنتی تھیں۔ لوگ سائے دار جگہوں میں پناہ تلاش کرتے پھرتے تھے۔ جنہیں دُھوپ میں کام کرنا پڑتا تھا اُن کی حالت قابلِ رحم تھی۔

حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگردوں کو بھی کُھلے میدان میں کام کرتے ہوئے بڑی دقت آ رہی تھی۔ لیکن جھلملاتی گرمی بھی حضرت عیسیٰ کو اپنے

کام سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ یہ دیکھ کر اُن کے شاگرد بھی قدم سے قدم ملا کر چلتے رہے۔

آج بھی بڑی بھیڑ اُن کے گرد جمع تھی۔ اُنہیں کھانا کھانے کی فرصت بھی نہ ملی۔ بار بار حضرت عیسیٰ کی محبت بھری نظریں اُن کو تقویت دیتی رہی۔ جلیسے کہہ رہی ہوں، "میرے عزیز دوستو، مَیں تم سے بہت خوش ہوں۔" اِسی سے اُنہیں حوصلہ ملتا رہا۔ لیکن پھر بھی وقت آ گیا کہ وہ بڑی تھکاوٹ محسوس کرنے لگے۔ جب حضرت عیسیٰ نے کہا کہ "ہم آرام کرنے جھیل کے پار چلیں" تو اُن کے دل شکرگزاری سے بھر گئے۔

شمعون پطرس اور یوحنا زبدی اپنی ایک کشتی اُستاد کے لئے ہر وقت تیار رکھتے تھے۔ جلدی سے سارے سوار ہو گئے اور مشرق کی سمت جھیل پار کرنے لگے۔ ہَوا ٹھیک تھی۔ وہ گھنٹے بھر بلکہ شاید آدھے گھنٹے میں پار اُترنے کی اُمید رکھتے تھے۔ دوسرا کنارہ کوئی پندرہ ہی میل دُور تھا۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہَوا بادلوں سے اَٹکھیلیاں کر رہی تھی۔ ہر فرد یحییٰ نبی کے المناک انجام کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ چند ایک تو پہلے اُسی کے شاگرد رہے تھے۔ اندریاس یہوداہ اسکریوتی سے کہنے لگا، "مجھے رہ رہ کر

یحییٰ نبی کا خیال آ رہا ہے۔ ہماری طرح نوجوان تھے۔ اُنھوں نے میری زندگی میں نیا جوش بھر دیا۔ اللّٰہ سے اُن کی محبت اور خدمت کرنا، میرے لئے تو ایک بڑا نمونہ ثابت ہوا ہے۔ اُنہیں سچا نبی ہونے کی قیمت اپنی جان سے ادا کرنی پڑی۔ وہ ہیرودیس کے گناہ کے بارے میں چُپ نہیں رہ سکتے تھے، کیونکہ خدا کا روح اُنہیں اُبھارتا تھا کہ بادشاہ کو خبردار کریں۔"

لیکن یہوداہ اسکریوتی کے چہرے سے سختی کی جھلک تھی۔ اُس کی نظروں میں شک جھلک رہا تھا۔ وہ کہنے لگا، "سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یحییٰ المسیح کا پیش رَو تھے تو اللّٰہ نے ہیرودیس کو اُنہیں مار ڈالنے کیوں دیا؟ کیا یہ نہیں ہونا چاہئے تھا کہ وہ المسیح کی بادشاہی میں معزّز مقام پر فائز ہوتے؟" اُس نے شک بھرے انداز میں بات ختم کی، "میرے خیال میں حضرت عیسیٰ المسیح ہیں۔ لیکن آج کل میرے ذہن میں یہ سوال ہل چل مچا رہا ہے کہ اگر وہ سچ مچ المسیح ہیں تو پھر اپنے پیش رَو پر یہ سب کچھ کیوں گزرنے دیا؟"

اندریاس نے بڑے جوش سے جواب دیا، ”یہوداہ، چونکہ اُستاد نے حضرت یحییٰ کے معاملے میں تمہاری توقع کے مطابق مداخلت نہیں کی اِس لئے کہیں تم اُنہیں جعلی مسیح تو نہیں سمجھنے لگے؟“

یہوداہ نے بے زاری سے سنی اَن سنی کر کے کہا، ”اُس نبی نے بڑی وفاداری سے حضرت عیسیٰ کے حق میں گواہی دی تھی، تو بھی حضرت عیسیٰ نے اُن کی مدد کے لئے اُنگلی تک نہ ہلائی۔ آخر کیوں؟“

حضرت عیسیٰ پر یحییٰ کی موت کا خاص اثر ہوا۔ اُنہیں پورا علم تھا کہ خود میری زندگی میرے پیش رَو کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اب اُنہیں یقین ہو گیا کہ میرا انجام بھی قریب ہے۔

جن لوگوں کو وہ جھیل کے اُس طرف چھوڑ آئے تھے اُنہیں بہت مایوسی ہوئی۔ وہ حضرت عیسیٰ کو چھوڑنے پر تیار نہ تھے۔ داؤد، اُس کا بھائی یشوع اور اسحاق بن عوبید بھی اِن ہی لوگوں میں شامل تھے۔ میرب کی پڑوسن تبیتا اور روت بن افرائیم بھی وہیں تھیں۔ اسحاق بڑے جوش سے پُکارا، ”چلو! استاد کے پیچھے چلیں۔“ تب وہ سب پیدل ہی چل پڑے۔ جوں جوں آگے بڑھتے گئے بھیڑ زیادہ ہوتی گئی۔ جو لوگ فسح

کی عید کے لئے گروہ درگروہ یروشلم کو جا رہے تھے وہ بھی اُن میں شامل ہو گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ راستے میں کہیں سایہ نہ تھا مگر حضرت عیسیٰ سے ملنے کے شوق میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ کوئی بیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ قریباً چار گھنٹے لگ گئے لیکن اُنہیں کوئی پروا نہ تھی۔

شاگردوں کو بس تھوڑا ہی آرام ملا۔ جب کنارے کے قریب پہنچے تو جو سونے کی کوشش کر رہے تھے، اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں جگایا۔ "وہ آ رہے ہیں، لوگوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ! اُن کے پیچھے اُڑتی گرد کا بادل دیکھو! چُھٹی ختم۔ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔"

لیکن حضرت عیسیٰ کو اُن پر ترس آیا جو اِتنے لمبے سفر اور اِتنی گرمی کے باعث بالکل ماندہ ہو رہے تھے۔ وہ اپنی تھکاوٹ بھول گئے، کیونکہ یہ لوگ اُن بھیڑوں کی مانند تھے جن کا چرواہا نہ ہو۔

روت تبیتا سے کہنے لگی، "میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا ہے کہ ہم استاد کا وقت چھین رہے ہیں جبکہ وہ بے حد تھکے ہوئے ہیں۔ حیرانی

کی بات ہے کہ وہ اِتنی بے غرضی سے ہماری خدمت کرنے کو تیار ہیں۔"

تھکے ماندے لوگ آ کر گھاس پر بیٹھتے گئے۔ حضرت عیسیٰ اُن کو تعلیم دینے لگے۔ وہ بڑی چاہت سے سُنتے رہے، یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ کے خیالات آسمانی باتوں پر مرکوز تھے پھر بھی اُنہیں احساس ہوا کہ اب اِن لوگوں کو جسمانی خوراک کی بھی ضرورت ہے۔

شاگرد بولے، "لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو جانے دیں۔ اندھیرا ہو رہا ہے۔ اِن کو تو راہ میں کچھ کھانے کو بھی مشکل ہی سے ملے گا۔"

اُنہیں آزمانے کی غرض سے حضرت عیسیٰ نے کہا، "تُم ہی اُنہیں کھانے کو دو۔"

فلپس اُنہیں یوں دیکھنے لگا جیسے کچھ سمجھا نہیں۔ "کیا آپ کا مطلب ہے کہ جا کر 200 سِکے کی روٹیاں لائیں؟ لیکن وہ بھی اِتنے لوگوں میں کیا ہوں گی؟"

اندریاس کچھ معلوم کرنے چلا گیا۔ جلدی ہی واپس آ کر اُس نے اطلاع دی کہ "ایک لڑکے کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ لیکن اِتنے لوگوں میں یہ کیا ہیں؟"

حضرت عیسیٰ نے پورے اعتماد سے فرمایا، "اب جا کر لوگوں کو سو سو اور پچاس پچاس کی گروہوں میں بٹھاؤ۔"

تبیتا روت سے بولی، "پتا نہیں کیا ہونے والا ہے۔ شمعون پطرس تو کہہ رہا تھا کہ ہمیں کھانا کھلایا جائے گا۔ کھلانے کو تو کچھ ہے ہی نہیں۔"

روت ہنسنے لگی۔ اُس نے حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا، "دیکھو۔ وہ تو تمنع کا لڑکا یوایل ہے جو حضرت عیسیٰ کے قریب کھڑا ہے۔ لگتا ہے وہ کچھ کھانے کو ساتھ لایا ہے۔ شاید کچھ روٹیاں اور مچھلیاں۔"

تبیتا نے تائید کی، "بڑا اچھا لڑکا ہے۔ وہ اُنہیں حضرت عیسیٰ کو پکڑا رہا ہے۔ استاد کو شریک کر کے کتنا خوش ہے! اور کیوں نہ ہو! حضرت عیسیٰ نے تو اُس کے باپ کو کوڑھ سے شفا بخشی تھی۔ وہ یہ احسان کبھی بھول نہیں سکتا۔"

لڑکا یوایل اپنی روٹیاں اور مچھلیاں حضرت عیسیٰ کو دے کر دوسروں کے ساتھ کھڑا دیکھنے لگا۔ حضرت عیسیٰ نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں، آسمان کی طرف نظریں اُٹھائیں، اُن پر برکت چاہی اور اُنہیں توڑ کر شاگردوں کو دینے لگے۔

اُسی لمحے داؤد نے زور سے یشوع کا بازُو ہلایا اور پُکار اُٹھا، ”دیکھ رہے ہو؟ روٹیوں اور مچھلیوں کے ٹکڑے حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ جتنے وہ شاگردوں کو پکڑواتے ہیں اُتنے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ دیکھو، کتنے لوگوں کو کھانا مل بھی چکا ہے۔“

داؤد نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور حساب لگاتے ہوئے بولا، ”عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر صرف مَردوں کی تعداد ہی کوئی پانچ ہزار ہو گی۔ بہت سے لوگ کھا بھی رہے ہیں۔ اَب مجھے کوئی شک نہیں رہا کہ سب کو پیٹ بھر کر کھانا ملے گا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے معجزہ ہو رہا ہے۔“ وہ یشوع سے مخاطب ہوا، ”بھائی کیا المسیح اِس سے بڑا معجزہ دکھائے گا؟ بے شک اِن بڑے معجزوں کے وسیلے سے خدا اِس بات پر مُہر کر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں۔“

یشوع بن افرائیم نے اتفاق کیا، ”شاید حضرت عیسیٰ اِس معجزے سے ہمیں کوئی خاص بات سکھانا چاہتے ہوں۔“

اسحاق آگے کو جھکا، ”شاید اب حضرت عیسیٰ حلیم خادم کا لبادہ اُتار کر اپنا حقیقی جلال اور شان و شوکت دکھانے لگے ہوں۔“

یشوع بن افرائیم نے چاروں طرف نظر دوڑائی، ”سب کے سب کھا رہے ہیں۔“ وہ متعجب ہو کر بولا، ”اِتنے بڑے مجمع کو کھانا بانٹ بانٹ کر شاگرد بے چارے تھک کر چُور ہو گئے ہیں۔“

وہ سچ مچ تھک گئے تھے۔ لیکن ساتھ ساتھ بے حد شادمان بھی تھے، کیونکہ اب اُن کے آقا نے شفا کے معجزوں سے بالکل مختلف معجزہ دکھایا تھا۔ اِتنے بے شمار لوگوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا بلکہ کچھ کھانا تو بچ بھی گیا۔ اِتنا بڑا معجزہ دیکھ کر اُن کے ذہن میں یہ خیال گردش کرنے لگا کہ جس نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار سے زیادہ افراد کو سیر کر دیا، وہ تو ہماری ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے چاہے جسمانی ہو چاہے روحانی۔

جب لوگ روٹیاں اور مچھلیاں کھانے لگے تو حضرت عیسیٰ کے لئے اُن کا جوش و خروش اَور بڑھ گیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے، ”سچ

مچ یہ وہی نبی ہیں جو دُنیا میں آنے کو تھا!" وہ اِس بات پر خوش تھے کہ وہ شفا بخشنے کے علاوہ بھی معجزہ کر سکتے ہیں۔ بے شک یہی المسیح ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ اگر وہ یہ چیزیں کثرت سے مہیا کر سکتے ہیں تو ہمارے دُشمن رومیوں کو بھی ملک سے نکال سکتے ہیں۔ کیوں نہ ہم اُنہیں اپنے ساتھ یروشلم لے جائیں اور اگر ضرورت ہوئی تو زبردستی اپنا بادشاہ بنا لیں۔

بھیڑ کے جوش و خروش نے شاگردوں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ سوچنے لگے کہ آخر ہمارا خواب بھی پورا ہونے کو ہے۔ اَب استاد دُنیا میں اپنی سلطنت قائم کریں گے اور ہمیں معزّز رتبے ملیں گے۔ خاص طور پر یہوداہ اسکریوتی تو بے حد خوش تھا، کیونکہ وہ دوسرے شاگردوں سے کہیں بڑھ کر بے تاب تھا کہ حضرت عیسیٰ اپنی دُنیاوی سلطنت قائم کریں۔

لیکن وہ مایوس ہوئے۔ عین اُس وقت جب عوام کا جوش و خروش عروج پر تھا تو حضرت عیسیٰ نے اچانک اُن کو حکم دیا، "کشتی میں سوار ہو کر جلدی جلدی جھیل کے پار چلے جاؤ۔" وہ اُس خطرے کو بھانپ

گئے تھے جو اُن کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ لوگوں کے جوش نے اُن کی سوچ کو دُھندلا کر دیا تھا۔ اُن کے دل میں طاقت، عزت اور عظمت کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی تھی۔ وہ ابھی تک نہیں سمجھے تھے کہ فی الحال اللہ کی بادشاہی اِس دُنیا کی نہیں بلکہ اُس دل میں ہی قائم ہوتی ہے جو خدا کی مرضی پوری کرنے پر آمادہ ہو۔ ایسے دل کے اردگرد اللہ کی بادشاہی نظر آتی ہے، کیونکہ خدا کا روح اُس میں کام کرتا ہے۔

اب حضرت عیسیٰ نے جلدی سے بھیڑ کو رُخصت کر دیا۔ پھر وہ ایک پہاڑ پر دُعا مانگنے کو چلے گئے، کیونکہ بہت کچھ تھا جو وہ اپنے آسمانی باپ کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اِدھر دنیاوی باتوں سے سرشار بھیڑ غلط قِسم کی بادشاہی کے لئے بے قرار تھی۔ اُدھر شاگرد طاقت اور عزّت کے پیچھے پڑے تھے۔ ساتھ ساتھ اُن کے سامنے ایک نہایت مشکل راستہ تھا۔ اِن سب باتوں سے نپٹنے کے لئے وہ دُعا کرنے میں لگ گئے تاکہ قوّت اور تازگی حاصل کریں۔

اِس موقعے پر شاگرد بھی ہجوم سے جُدا نہیں ہونا چاہتے تھے، کیونکہ سب کچھ اُن کی خواہش کے مطابق ہو رہا تھا۔ وہ خود کو ایسے اہم محسوس

کر رہے تھے جیسے معجزہ خود اُنھوں نے کیا ہو۔ کیا عجب کہ وہ اُداس ہو کر جھیل کو پار کرنے لگے۔ یہوداہ اسکریوتی تو خطرناک حد تک باغیانہ سوچوں میں پڑ گیا۔ وہ غُصّے سے کہنے لگا، ”بے شک استاد نے ہمیں خاص مقصد کے تحت واپس بھیج دیا ہے۔ شاید اِس وقت اعلان ہو رہا ہو کہ وہ یہودیوں کے بادشاہ ہیں۔ شاید وہ ہمیں اپنی بادشاہی میں کوئی حصہ نہیں دینا چاہتے۔“

اچانک ہی مغرب سے طوفانی آندھی اُٹھی۔ لہریں دیوانوں کی طرح اُن کی طرف لپکیں۔ کشتی کھلونے کی طرح ہچکولے کھانے لگی۔ سب جانتے تھے کہ کتنا بڑا خطرہ درپیش ہے۔ قدرت کی طاقت کے سامنے وہ بالکل بے بس تھے۔ جو پہلے اپنے آپ کو اِتنا بڑا سمجھ رہے تھے اب خوف سے کانپنے لگے۔ ایک لمحے کشتی دیو قامت لہر پر اوپر اُٹھتی تو اگلے ہی لمحے ایک اَور لہر اُسے نیچے پٹخ دیتی۔ اُن کے سامنے موت ناچتی نظر آنے لگی۔ اُن کی آنکھیں بار بار آسمان کی طرف اُٹھتیں۔ بادلوں نے سیاہ کمبل کی طرح پورے چاند کو چھپا رکھا تھا۔ لمحے بھر کو چاند کا ایک

ٹکڑا نظر آتا تو بپھری ہوئی جھیل پر ہلکی سی روشنی پھیل جاتی اور اگلے ہی لمحے پھر گُھپ اندھیرا ہو جاتا۔

اچانک ہی متی گلا پھاڑ کر چلاّنے لگا، "مدد ... مدد ... بھوت۔ کوئی چیز لہروں پر چلی آ رہی ہے۔ خدایا ہمیں اِس بدروح سے بچا!" پھر چاند دوبارہ ایک بادل کے پیچھے غائب ہو گیا۔ دوسرے سب گھبرا گئے۔

تب شمعون پطرس اُسے سختی سے سمجھانے لگا، "یار متّی! اپنے آپ پر قابو رکھو۔ تمہارے اعصاب تمہیں دھوکا دے رہے ہیں۔ کیا تم اِتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے؟"

لیکن متی نے ضد کیا کہ مَیں نے ضرور بھوت دیکھا ہے۔ اگلے ہی لمحے جب بادل ذرا سا ہٹا تو سارے ہی خوف سے چلاّ اُٹھے۔ ایک شبیہ طوفانی لہروں پر چلتی ہوئی اُن کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر بھی جب کوئی لہر اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیتی یا چاند چھپ جاتا تو تاریکی میں اُنہیں اپنی ذہنی حالت پر شک ہونے لگتا۔ آہستہ آہستہ وہ شبیہ بڑھتی بڑھتی کشتی کے قریب آ پہنچی۔ سب دیوانہ وار چیخنے چلاّنے لگے۔ پھر طوفان کے شور میں ایک اور آواز سُنائی دینے لگی۔ اَب تو اُن کے

خوف کی انتہا نہ رہی۔ یوحنّا بن زبدی ہکلاتے ہوئے بولا، "بدروح کچھ کہہ رہی ہے۔" لیکن شور کی وجہ سے صاف سُنائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ آواز کیا کہہ رہی ہے۔

متی نے کانپتے ہاتھوں سے چہرے پر سے پانی پونچھا۔ "پانی سے تو مَیں یوں بھی گھبراتا ہوں۔ مگر اِس وقت تو حواس بالکل جواب دے گئے ہیں۔ لگتا ہے کہ مَیں اُستاد کی آواز سُن رہا ہوں، لیکن ..."

اُسی لمحے حضرت عیسیٰ کی مضبوط آواز طوفان کو چیرتے ہوئے اُن تک پہنچی، "حوصلہ رکھو! مَیں ہی ہوں۔ مت گھبراؤ۔"

شمعون پطرس نے فوراً اپنے آپ پر قابو پا کر بڑی دلیری سے جواب دیا، "خداوند، اگر آپ ہی ہیں تو مجھے پانی پر اپنے پاس آنے کا حکم دیں۔"

اُنہوں نے کہا، "آ۔"

پطرس کشتی سے نکل کر پانی پر چلتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی طرف جانے لگا۔ مگر جب بپھرتی لہروں پر نظر کی تو ڈر گیا اور آہستہ آہستہ پانی میں دھنسنے لگا۔ خوف کے مارے وہ چلّا اُٹھا، "خداوند، مجھے بچائیں!"

حضرت عیسیٰ نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اُس کا ہاتھ تھام لیا اور اُسے جھڑکا، "اے کم اعتقاد! تُو شک میں کیوں پڑ گیا تھا؟"

جوں ہی حضرت عیسیٰ اور پطرس کشتی میں آئے ہَوا تھم گئی۔[a]

اپنے اُستاد کے تئیں وہ خود کو کتنا چھوٹا محسوس کر رہے تھے! بہادُر شمعون پطرس کو بھی اپنے مالک کے قوّت بخش ہاتھ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اَب اُنہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اپنی طاقت سے ایسے خوفناک طوفان سے سلامتی سے نہیں گزر سکتے بلکہ اپنے آقا کے بغیر وہ قطعاً کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ حیران رہ گئے کہ حضرت عیسیٰ کتنے عجیب ہیں۔ وہ تو فطرت کی طاقتوں پر بھی اختیار رکھتے ہیں!

کفرنحوم کے بھی کچھ لوگ اُس بھیڑ میں شامل تھے جس کو حضرت عیسیٰ نے کھانا کھلایا تھا۔ اگلے دِن اُن کو پتا چلا کہ وہ عبادت خانے میں ہیں۔ چونکہ اُنہوں نے دیکھا تھا کہ وہ کشتی میں بیٹھ کر شاگردوں کے

[a] متّی 14 پر مبنی۔

ساتھ نہیں چلے گئے تھے اِس لئے وہ حیرانی سے پوچھنے لگے، ”اُستاد، آپ یہاں کب آئے؟“

حضرت عیسیٰ نے جواب میں اُنہیں جھڑکا۔ اُنہوں نے اُن کی آنکھوں کے سامنے مُعجزہ کیا تھا، مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تھے کہ وہ المسیح ہیں۔ اِس کے بجائے اُن کی دُنیاوی نجات دہندے کے لئے اُمید جاگ اُٹھی تھی جو اُن کو کھلاتا پلاتا اور ساری دُنیاوی ضروریات پوری کرتا رہے۔ ہاں، جو اُنہیں ایسی کامل سرزمین مُہیا کر دے جس میں نہ موت ہو نہ بیماری، نہ دُکھ درد۔ حضرت عیسیٰ اُن سے کہنے لگے، ”مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، تم مجھے اِس لئے نہیں ڈھونڈ رہے کہ الٰہی نشان دیکھے ہیں بلکہ اِس لئے کہ تم نے جی بھر کر روٹی کھائی ہے۔ ایسی خوراک کے لئے جد و جہد نہ کرو جو گل سڑ جاتی ہے، بلکہ ایسی کے لئے جو ابدی زندگی تک قائم رہتی ہے اور جو ابنِ آدم تم کو دے گا، کیونکہ اللہ باپ نے اُس پر اپنی تصدیق کی مُہر لگائی ہے۔“[a]

---

[a] یوحنّا 6:26-27

شمعون پطرس یوحنّا کے قریب کھڑا تھا۔ وہ آہستہ سے کہنے لگا، ”کیا اُنہیں نظر نہیں آتا کہ خدا نے اپنے پاک روح کے وسیلے سے حضرت عیسیٰ پر اپنی مُہر لگائی ہے؟ یقیناً جو چاہے وہ جان سکتا ہے کہ یہی المسیح ہیں۔ اگر کل کے عظیم معجزے نے اُن کی آنکھیں نہیں کھولیں تو کوئی نہیں کھول سکتا۔“

یوحنّا نے ہاں میں سر ہلایا، ”دیکھو، ہمارے مالک صرف یہ چاہتے ہیں کہ اِن میں ہمیشہ کی زندگی پانے کی خواہش ہو۔ اَب تک تو یہ صرف لالچ اور حرص سے بھرے ہوئے لگتے ہیں۔ وہ دیکھو، اب اِس عبادت خانے کے سردار آگے بڑھ رہے ہیں۔“

ایک عالِم نے بڑے شوق سے پوچھا، ”ہم کیا کریں تاکہ اللہ کے کام انجام دیں؟“

حضرت عیسیٰ کے چہرے پر اُداس سی مُسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ لوگ ابھی تک سمجھتے تھے کہ ہم اپنے نیک کاموں سے ابدی زندگی کما سکتے ہیں۔ کس قدر گمراہ تھے! زندگی کا تو صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اُنہوں

نے جواب دیا، ”اللہ کا کام یہ ہے کہ تم اُس پر ایمان لاؤ جسے اُس نے بھیجا ہے۔“[a]

سرداروں کی بے چینی ظاہر تھی۔ حضرت عیسیٰ نے صاف طور سے کہہ دیا تھا کہ اِس بات کو قبول کرو کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ لیکن وہ اِس کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ اُن سے بحث کرنے لگے، ”تو پھر آپ کیا الٰہی نشان دکھائیں گے جسے دیکھ کر ہم آپ پر ایمان لائیں؟ آپ کیا کام سرانجام دیں گے؟ ہمارے باپ دادا نے تو ریگستان میں مَن کھایا۔ چنانچہ کلامِ مُقدّس میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے اُنہیں آسمان سے روٹی کھلائی۔“[b]

یوحنّا نے سر ہلایا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔ ”کیا کل والا معجزہ ایسا نشان نہیں؟ کیا یہ لوگ اِس سے بھی شان دار معجزے دیکھنا چاہتے ہیں؟“

اَب بھیڑ کی پوری توجہ حضرت عیسیٰ پر تھی۔ وہ کیا جواب دیں گے؟ حضرت موسیٰ اسرائیلیوں کے پہلے نجات دہندہ تھے۔ اُن کا ایمان تھا کہ

---

[a] یوحنّا 6:29
[b] یوحنّا 6:30-31

اُن ہی کی معرفت ہمارے آبا و اجداد کو آسمان سے روٹی یعنی مَن ملا تھا۔ اُن کی توقع تھی کہ دوسرا نجات دہندہ یعنی المسیح بھی ایسا ہی کرے گا۔ حضرت عیسیٰ نے اُن کی غلط سوچ پر نکتہ چینی نہیں کی بلکہ بڑے تحمّل سے بیان کیا، "مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ خود موسیٰ نے تم کو آسمان سے روٹی نہیں کھلائی بلکہ میرے باپ نے۔ وہی تم کو آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے۔ کیونکہ اللّٰہ کی روٹی وہ شخص ہے جو آسمان پر سے اُتر کر دنیا کو زندگی بخشتا ہے۔"[a]

حضرت عیسیٰ کے الفاظ نے سب کو اُلجھن میں ڈال دیا۔ "یہ اللّٰہ کی روٹی درحقیقت ہے کیا جو دُنیا کو زندگی بخشتی ہے؟ یہ کوئی چیز تو ہو نہیں سکتی۔ تو پھر کیا کوئی شخص ہے؟" اُن میں کچھ ایسے بھی افراد موجود تھے جن کے ذہن میں کل کا معجزہ ابھی تازہ تھا۔ وہ مِنت کرنے لگے، "خداوند، ہمیں یہ روٹی ہر وقت دیا کریں۔"[b]

حضرت عیسیٰ نے بڑی اُداسی سے اُن پر نظر دوڑائی۔ اَب بھی اِن کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ حقیقی خوشی کیا ہے۔ اِن کے نزدیک خوشی سے مُراد یہ

---

[a] یوحنّا 6:32-33
[b] یوحنّا 6:34

ہے کہ کوئی غم اور فکر نہ ہو اور کھانے پینے کی کثرت ہو۔ اُن کی خواہشات اللہ اور اُس کی بادشاہی کے بجائے اپنے ہی گرد گھومتی رہتی تھیں۔ کاش وہ یہ سب کچھ سمجھ سکتے! اُنہوں نے فرمایا، "مَیں ہی زندگی کی روٹی ہوں۔ جو میرے پاس آئے اُسے پھر کبھی بھوک نہیں لگے گی۔ اور جو مجھ پر ایمان لائے اُسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔"[a]

شاگرد پورے دل سے اِس بات سے متفق تھے۔ وہ بھی مختلف طریقوں سے خوشی ڈھونڈتے رہے تھے لیکن صرف حضرت عیسیٰ کو پا لینے کے بعد ہی اُن کی زندگیاں بامعنی بنی تھیں۔ شمعون پطرس کو المسیح کے بارے میں یسعیاہ نبی کی ایک پیش گوئی یاد آئی، "نہ اُنہیں بھوک ستائے گی نہ پیاس۔ نہ تپتی گرمی، نہ دھوپ اُنہیں جُھلسائے گی۔ کیونکہ جو اُن پر ترس کھاتا ہے وہ اُن کی قیادت کرکے اُنہیں چشموں کے پاس لے جائے گا۔"[b] حضرت عیسیٰ کے ساتھ اُن کو یہی تجربہ ہوا تھا۔

---

[a] یوحنّا 35:6
[b] یسعیاہ 10:49

اَب عبادت خانے میں حضرت عیسیٰ کی آواز گونج اُٹھی، ”تم نے مجھے دیکھا اور پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ جتنے بھی باپ نے مجھے دیئے ہیں وہ میرے پاس آئیں گے اور جو بھی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دوں گا۔“[a]

عبادت خانے میں خاموشی چھا گئی۔ لوگ سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت عیسیٰ نے پھر اپیل کی تھی کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ اُنہوں نے بڑے بڑے نشان دکھائے تھے مگر نتیجہ کیا نکلا؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ خدا اپنے حقیقی فرزندوں کو حضرت عیسیٰ کے پاس لائے گا تو کیا حضرت عیسیٰ کو ردّ کر کے وہ اللہ سے دُور نہیں ہیں؟

عبادت خانے کے سردار بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ اگر ہر ایک حضرت عیسیٰ پر ایمان لا کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکے تو پھر حد کہاں رہی؟ پھر تو سابق قاتل، چور، رِشوت خور اور غیریہودی بھی خدا کے برگزیدوں میں شامل ہوں گے۔ یہ کتنا ناقابلِ یقین خیال تھا۔ ایسے لوگوں کو اللہ کے قریب آنے کا کوئی حق نہیں۔ جو بھی ہو، اُس وقت ہر ایک

---

[a] یوحنّا 6:36-37

یہ بات سمجھ گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے مطابق آسمان کا دروازہ سب کے لئے کُھلا ہے۔ اِن میں سے کتنے اِس موقعے سے فائدہ اُٹھائیں گے؟

جیسے کہ پہلے بھی کئی موقعوں پر کیا تھا، اَب بھی حضرت عیسیٰ نے اُنہیں بتایا کہ "مَیں اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہوں۔" وہ کہنے لگے، "کیونکہ مَیں اپنی مرضی پوری کرنے کے لئے آسمان سے نہیں اُترا بلکہ اُس کی جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس نے مجھے بھیجا اُس کی مرضی یہ ہے کہ جتنے بھی اُس نے مجھے دیئے ہیں اُن میں سے مَیں ایک کو بھی کھو نہ دوں بلکہ سب کو قیامت کے دن مُردوں میں سے پھر زندہ کروں۔ کیونکہ میرے باپ کی مرضی یہی ہے کہ جو بھی فرزند کو دیکھ کر اُس پر ایمان لائے اُسے ابدی زندگی حاصل ہو۔"[a]

سب بڑبڑانے لگے۔ مگر حضرت عیسیٰ نے پروا نہ کی بلکہ مزید کہا، "تمہارے باپ دادا ریگستان میں مَن کھاتے رہے، توبھی وہ مر گئے۔

---

[a] یوحنّا 6:38-40

لیکن یہاں آسمان سے اُترنے والی ایسی روٹی ہے جسے کھا کر انسان نہیں مرتا۔ مَیں ہی زندگی کی وہ روٹی ہوں جو آسمان سے اُتر آئی ہے۔ جو اِس روٹی سے کھائے وہ ابد تک زندہ رہے گا۔ اور یہ روٹی میرا گوشت ہے جو مَیں دنیا کو زندگی مہیا کرنے کی خاطر پیش کروں گا۔“[a]

یہ سوال عبادت خانے میں جم سا گیا کہ ”تمہارا انجام کیا ہو گا ؟ کیا تمہارے باپ جیسا انجام ہو گا یا ہمیشہ کی زندگی؟“ اِس مرحلے پر حضرت عیسیٰ نے اپنے سُننے والوں کو جتا دیا کہ ہمیشہ کی زندگی دینے والا مَیں ہوں، کیونکہ دُنیا کے گناہ کی خاطر مَیں اپنا بدن قربان کر دوں گا۔

تب عبادت خانے کے سرداروں میں بحث ہونے لگی یہاں تک کہ اُن میں پھوٹ پڑ گئی۔ بعض نے حضرت عیسیٰ کی باتوں کو قبول کر لیا جبکہ دوسروں نے ردّ کر دیا، یہاں تک کہ اُن کے پیروکاروں میں بھی بڑبڑانے کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ حضرت عیسیٰ سب کچھ جانتے تھے، اِس لئے اُنہوں نے کہا، ”کیا تم کو اِن باتوں سے ٹھیس لگی ہے؟ تو پھر تم کیا سوچو گے جب ابنِ آدم کو اوپر جاتے دیکھو گے جہاں وہ پہلے

---

[a] یوحنّا 6:49-51

تھا ؟"[a] اِس موقعے پر اُن کے پیروؤں میں سے بھی بہت سے اُنہیں چھوڑ کر چلے گئے، کیونکہ اُنہوں نے اُن کی یہ باتیں سن کر ٹھوکر کھائی۔

پھر حضرت عیسیٰ نے اپنے بارہ شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہا، "کیا تم بھی چلے جانا چاہتے ہو؟"

وہ چپ رہے کیونکہ جانتے نہیں تھے کہ کیا کہیں۔ پھر شمعون پطرس نے بڑے اعتماد سے خاموشی کو توڑا، "خداوند، ہم کس کے پاس جائیں؟ ابدی زندگی کی باتیں تو آپ ہی کے پاس ہیں۔ اور ہم نے ایمان لا کر جان لیا ہے کہ آپ اللہ کے قدوس ہیں۔"[b]

حضرت عیسیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُنہوں نے جواب دیا، "شمعون بن یونس، تُو مبارک ہے، کیونکہ کسی انسان نے تجھ پر یہ ظاہر نہیں کیا بلکہ میرے آسمانی باپ نے۔"[c] لیکن یہ کہتے ہی اُن کی آنکھوں میں گہری اُداسی اُتر آئی، اور وہ درد بھری آواز سے کہنے لگے، "کیا مَیں نے تم بارہ کو نہیں چنا؟ تو بھی تم میں سے ایک شخص شیطان

---

[a] یوحنّا 6:61-62
[b] یوحنّا 6:67-69
[c] متّی 16:17

ہے۔" (وہ یہوداہ اسکریوتی کی طرف اشارہ کر رہے تھے جس نے بعد میں اُنہیں دشمن کے حوالے کر دیا۔)[a]

[a]یوحنّا 6:70-71

قتل کا منصوبہ

یروشلم میں امامِ اعظم کائفا نے یہودی لیڈروں کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اُس نے آغاز کرتے ہوئے کہا، ”بھائیو! ایک مسئلہ ختم ہوا تو دوسرے کا سامنا ہے۔ ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے یحییٰ نے ہمیں پریشان کر رکھا تھا۔ اُس کے زبردست کردار ہزاروں کو اپنی طرف کھینچنے لگی تھی۔“

ایک سردار اُس کی حمایت میں بولا، ”وہ بہت نیک آدمی تھا۔ یحییٰ جو منادی کرتا تھا اُس کے مطابق زندگی بھی گزارتا تھا۔ اُسے نہ دولت کا لالچ تھا، نہ عزت کی ہوس۔ اُس کا مقصد خدا کی خدمت کرنا اور لوگوں کو المسیح کی آمد کے لئے تیار کرنا تھا۔“

کائفا نے جھلّا جواب دیا، ”مُحترم ہارون صاحب، یہ عزت اور دولت پر بحث کرنے کا موقع نہیں ہے۔ ہمیں فکر اِس بات کی تھی کہ اُس کی نئی تعلیم عوام کو گمراہ کر دے گی۔“

کائفا کا سُسر حنّا جو پہلے امامِ اعظم رہا تھا اُس نے بڑے تیکھے انداز میں اپنے داماد کو گھورا، ”ہیرودیس نے ہمارا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بے شک یحییٰ نیک آدمی تھا۔ اُس میں جوش بھی بے حد تھا۔ لیکن ہم اُس کی راہنمائی میں نہیں چل سکتے تھے۔ اُس نے تو ناصرت کے حضرت عیسیٰ کو المسیح قرار دیا تھا۔“

ایک اَور سردار میکاہ کہنے لگا، ”ہاں۔ یحییٰ نے گواہی دی تھی کہ حضرت عیسیٰ کو اللہ نے بھیجا ہے، بلکہ یہاں تک کہا کہ ’دیکھو، یہ اللہ کا لیلا ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔‘“[a]

”بالکل فضول بات،“ کائفا بڑبڑایا۔ ”ایسا لگتا تھا کہ یحییٰ حضرت عیسیٰ کو کوئی الٰہی ہستی خیال کرتا تھا۔“

---

[a] یوحنّا 1:29

حنّا نے ٹھٹھا مارا، ”کیا خوب! المسیح اور ناصرت کے ایک بڑھئی کا بیٹا!“

نیکدیمس نے بڑی جرأت سے کہا، ”خدا چھوٹے بڑے ہر کسی کو اپنے کام کے لئے استعمال کرتا ہے۔“

اِس پر امامِ اعظم نے اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ تب اُن کے ایک ساتھی القانہ نے جواب دیا، ”لگتا ہے ہیرودیس بادشاہ کو اپنے اوپر اللہ کا غضب محسوس ہو رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے معجزات کے بارے میں سُن سُن کر اُسے یقین ہوتا جا رہا ہے کہ در اصل وہ یحییٰ ہی ہے جو مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ سُنا ہے کہ ہیرودیس آج کل بہت بے چین رہتا ہے۔ اپنے اِس توہم پرستانہ یقین کے باوجود وہ حضرت عیسیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔“

وہ بادشاہ کی بے چینی پر ہنستے رہے۔ ہارون بڑی بے پروائی سے کہنے لگا، ”اگر ہیرودیس کی حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہو جائے تو شاید وہ ہمارا دوسرا مسئلہ بھی حل کر دے!“ بعض نے اِسے گھٹیا مذاق خیال کیا۔

باتیں کرتے کرتے کائفا نے زور سے میز پر مُکا مارا، ”بھائیو! خاموش ہو جاؤ! حضرت عیسیٰ کے ذکر سے ہم اپنے اصلی مسئلے پر آ گئے ہیں۔ اِس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ اِس بات سے باخبر ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کے پاس یحییٰ سے کئی گُنا زیادہ بھیڑ جمع ہو رہی ہے۔ اِس کے علاوہ وہ بڑی قُدرت کا مظاہرہ بھی کرتا رہتا ہے۔“

عین اُس وقت باہر بڑا شور سُنائی دیا۔ ”اوہ! خدایا!“ وہ حیرانی سے بڑبڑایا۔ ”کہیں جنگ نے تو ہمیں نہیں آ لیا؟“ کائفا نے فوراً بیت المقدّس کی پولیس کے کپتان کو طلب کر کے حکم دیا، ”دوڑ کر جاؤ۔ پتا کرو کہ کیا ہو رہا ہے؟“ پھر اُسے آتشیں آنکھیں دکھاتے ہوئے گرجا، ”منہ کیا دیکھ رہے ہو! جلدی جاؤ۔“

کپتان ادب سے جھکا، ”بہتر حضور۔ مجھے لگا کچھ اَور حُکم بھی ہو گا۔ ... کچھ ... ۔“

امامِ اعظم دہاڑا، ”چلتے بنو!“ وہ ہتھیار بند آدمی بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے نکل گیا۔

بیت المقدّس کی پولیس کا کپتان چلا گیا تو حنّا سنجیدگی سے کہنے لگا، ”حضرت عیسیٰ جیسا آدمی ہمارے ملک میں جنگ اورخون ریزی کا سبب بن سکتا ہے۔ ہمیں معتبر افراد سے خبر ملی کہ اُس نے ایک بہت بڑا معجزہ کیا ہے۔ پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے ہی پانچ ہزار افراد کو سیر کر دیا۔ مجھے تو تماشا ہی لگتا ہے۔ اِس کے پیچھے شیطانی قوّتیں ہوں گی لیکن پھر بھی جاہل اور لعنتی عوام بہت متاثر ہوئے ہیں۔ سُنا ہے کہ اِتنے جوش میں آ گئے تھے کہ اُس کو اپنا بادشاہ بنانے پر تُل گئے تھے۔“

کائفا حقارت سے کہنے لگا، ”یہ بھی سُنا ہے کہ پانچ ہزار کو کھلانے کے بعد وہ کفرنحوم کے عبادت خانے میں اپنے متعلق بڑے بڑے دعوے کر رہا تھا۔ وہ تو اپنے آپ کو المسیح ثابت کر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ ’مَیں خدا کی روٹی ہوں جو آسمان سے اُتری ہے‘ اور وعدہ کیا کہ ’جتنے مجھ پر ایمان لائیں گے مَیں اُن سب کو ہمیشہ کی زندگی دوں گا۔‘“ کائفا کا چہرہ نہایت سخت ہو رہا تھا۔ ”اِس سے پیشتر کہ یہ جاہل اورگنوار لوگ اُسے بادشاہ بنا لیں ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔“

القانہ نے سادگی سے دریافت کیا، "اگر عیسیٰ یہودیوں کا بادشاہ بننا چاہتا تو یہ موقع اُس کے لئے بہت موزوں تھا۔ بھلا اُس نے موقعے سے فائدہ کیوں نہ اُٹھایا؟"

حنّا نے اپنی آواز کو قابو میں رکھتے ہوئے جواب دیا، "القانہ، اللّٰہ نہ کرے۔ اگر ہمارے لوگ کسی کو بادشاہ منتخب کریں تو رومی فوراً مداخلت کریں گے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگ صلیبوں پر کھینچے جائیں؟ دِنوں تک وہاں لٹکتے اور سِسک سِسک کر مرتے رہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم لیڈروں کے جو عہدے ملے ہیں وہ چِھن جائیں؟ ہمیں چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ بہت چوکنّا۔"

ارمتیہ کے یوسف نے ایسے سوال کیا جیسے خاموش فضاؤں سے پوچھ رہا ہو، "لیکن اگر عیسیٰ سچ مچ خدا کا بھیجا ہوا ہے تو ...؟"

کائفا کے سسر نے اُسے فوراً ٹوکا، "بھائی یوسف، آپ سے تو ہمیں ایسی بات کی توقع نہ تھی۔ بھلا عالموں میں سے بھی کوئی اِس کا پیروکار ہوا ہے؟"

اُن میں سے بہت سے حنّا سے مُتفق نہ تھے، لیکن اُنہوں نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ کیا سب کو معلوم نہیں کہ کفرنحوم کے عبادت خانے کے مشہور سردار نے خود حضرت عیسیٰ کے قدموں میں جھک کر اُس سے منت کی تھی کہ آ کر میری بیٹی کو شفا دیں؟ اور کیا اُس کی بیٹی حضرت عیسیٰ کے اِس معجزے کا جیتا جاگتا ثبوت نہیں جو اُنہوں نے ایمان کے جواب میں کیا تھا؟

بیت المقدّس کی پولیس کا کپتان واپس آیا۔ اُس کے آنے نے ماحول کو تھوڑا سا ہلکا کر دیا۔ وہ امامِ اعظم کو بتانے لگا، "عالی جاہ! مشہور گوریلا لیڈر برابا اور اُس کے ساتھی اکیم اور شیبا نے شہر میں بلوا کر دیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک آدمی مارا بھی گیا ہے۔"

امامِ اعظم نے بڑا نپا تُلا جواب دیا، "کیا برابا اور اُس کے ساتھیوں کو حراست میں لیا گیا ہے؟"

"جی ہاں، جناب والا۔ ہمارے قومی ہیرو قید خانے میں بند ہیں۔ اُن کا انجام بُرا ہی ہو گا۔"

"بس کافی ہے۔ جاؤ"

حنّا کہنے لگا، "برابا بہت منہ زور ہے۔ بلوا شروع کرنے سے پہلے اُسے خوب سوچ لینا چاہیئے تھا۔ وہ بھی قوم کے لئے خطرہ پیدا کرسکتا ہے۔ بے شک ہمارے زیلوتیس نیک مقصد رکھتے ہیں، لیکن ہیں سر پھرے۔ روم جیسی طاقت کو فتح کرنا کہاں ممکن ہے!"

کائفا نے بے زاری سے کہا، "بزرگوار حنّا، اِس وقت زیلوتیس گروہ کو بھول جائیں۔ اصلی مسئلے پر توجہ دیں۔ اِس عیسیٰ کا مُنہ کس طرح بند کیا جائے؟ کیا بہتر نہ ہو گا کہ کسی طرح اُسے ہمیشہ کے لئے راستے سے ہٹانے کا بندوبست کیا جائے؟" اُس نے خبردار کرتے ہوئے ہاتھ بلند کیا، "لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ اُس کے زبردست حامی ہیں۔ اگر اِس کام میں ہوشیاری نہ کی تو کہیں وہ ہمیں سنگسار نہ کر دیں۔ بڑی حکمت کی ضرورت ہے۔"

کسی نے شکایت کی، "یہ ناصری جس طرح ہمارے معزّزوں اور عالِموں سے بات کرتا ہے بہت اشتعال انگیز ہے۔"

کسی اَور نے الزام لگایا، "سبت کو بھی توڑتا ہے۔"

ایک اَور سردار حقارت سے بولا، "گناہ گاروں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے اور ایک ٹیکس لینے والا تو اُس کے شاگردوں میں بھی شامل ہے۔"

کائفا کو اِن باتوں سے بڑا حوصلہ ہو رہا تھا۔ "بھائیو، دیکھا اِس عیسیٰ کے خلاف کتنی شکایات ہیں! لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ایسی شکایتیں رومی گورنر کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ ہمیں الزام کو ایسی شکل دینی ہو گی کہ رومی حکومت کچھ کرنے پر مجبور ہو جائے۔"

حنّا اپنے نرم نرم ہاتھ ہلاتے ہوئے کہنے لگا، "میرے خیال میں گورنر کو مجبور کرنا زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔ پیلاطس نے کئی بار اپنی شرارتوں سے ہمارے قومی اور دینی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اِس وجہ سے وہ اپنے عہدے کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ ہم قیصر سے دو ایک شکایتیں کر دیں تو اُس کا زوال یقینی ہے۔"

حنّا نے بےحس سی نگاہوں سے کائفا کو دیکھا، "اِس لئے میری صلاح ہے کہ ہم اُس کی غیریقینی حالت کا فائدہ اُٹھائیں اور اُسے ڈرائیں۔ پیلاطس بہت بزدل ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دے گا۔"

امامِ اعظم نے اِن الفاظ کے ساتھ اجلاس کو برخاست کر دیا، ”ہم عیسیٰ پر کڑی نظر رکھیں۔ اُمید ہے کہ وہ ہماری شریعت کے خلاف یا روم کے خلاف ضرور کچھ کرے گا یا کہے گا۔ یوں ہمارے ہتھے چڑھ جائے گا۔“

غیر یہودیوں میں دَورہ

اپنی خدمت کے دوسرے سال کے موسمِ گرما میں حضرت عیسیٰ تین بار اپنے ملک سے باہر گئے۔ ہم دو سفروں کا حال بیان کرتے ہیں۔ اسرائیل میں اُن کی مخالفت زور پکڑتی جا رہی تھی۔ اُنہیں معلوم تھا کہ میرے کوچ کا وقت نزدیک آ رہا ہے۔ اِس لئے وہ اپنے شاگردوں کو اُس کام کے لئے تیار کرنے لگے جو اُنہیں بعد میں کرنا تھا۔ اسرائیل میں اُنہیں تنہائی کا وقت نہیں ملتا تھا۔ صبح سویرے سے رات گئے تک بیمار اور دُکھی اُن کو گھیرے رہتے تھے۔

پہلے سفر میں وہ شمال میں بحیرۂ روم کے ساحل پر واقع صور اور صیدا کے شہروں کو گئے۔ راستہ پہاڑوں میں سے ہو کر جاتا تھا۔ شمعون پطرس نے اوپر پہنچ کر ہانپتے ہوئے پیچھے نگاہ دوڑائی اور نتن ایل سے کہا، ”ہمارے آقا بھی عجیب آدمی ہیں۔ دیکھو کیسے قدم بڑھاتے جا رہے ہیں۔ تھکن کا تو نام ہی نہیں لیتے۔“

نتن ایل نے اپنے ساتھی شاگرد کی ہمت بندھائی، ”حوصلہ رکھو۔ چوٹی پر پہنچ چکے ہیں۔ دیکھو کتنا سندر نظارہ ہے!“

دوسرے ساتھی بھی رُک کر اِس دل فریب منظر سے لُطف اندوز ہونے لگے۔ شمعون پطرس جوش سے کہنے لگا، ”فلسطین کا سارا ملک ہمارے قدموں تلے ہے۔ شُکر ہے اب چڑھائی ختم ہو گئی ہے!“

حضرت عیسیٰ نے اپنے تھکے ماندے شاگردوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا، ”چند ہی دنوں میں ہم سمندر کے راستے صور شہر میں پہنچ جائیں گے۔“

سب نے اُنہیں یقین دلایا کہ اِس سفر سے ہمیں بڑا مزہ آ رہا ہے۔ خاص طور سے اِس لئے کہ اپنے اُستاد کے ساتھ تنہا وقت گزارنے کا موقع ملا ہے۔ فلپس کہنے لگا، ”استاد! بیماروں اور دُکھی لوگوں کی مدد کرنا

بہت عظیم کام ہے، لیکن کبھی کبھی دُنیا کے شور و غُل سے نکل آنا بھی ضروری ہوتا ہے۔"

صور کی دُنیا اُن کے اپنے علاقے سے بالکل مُختلف تھی۔ یہاں روم کی ساری شان و شوکت اُن کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ لیکن ایسے شان دار علاقے میں رہنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ حضرت عیسیٰ نے ایک الگ تھلگ علاقے میں رہنے کو ترجیح دی تاکہ عوام کی نظروں سے بچے رہیں۔ اُنہیں معلوم تھا کہ میری شہرت فلسطین کی حدود سے نکل کر دُور دُور پہنچ چُکی ہے۔ فلسطین کے باہر کے علاقوں سے بھی بیمار ہر روز اُن کے پاس لائے جاتے تھے۔ جلد ہی شاگردوں کو معلوم ہو گیا کہ یہاں بھی چھپنے کی کوشش بے سود ہے۔ یہاں کے لوگ بھی حضرت عیسیٰ کو جانتے ہیں۔

ایک دِن اُن کی قیام گاہ کی خبر آئرس کو بھی ہو گئی۔ وہ کفرنحوم کے قلعے کے صوبے دار پرِسکس کے مُنشی کی بہن تھی۔ آئرس کو سخت پریشانی کا سامنا تھا۔ اُس کی بیٹی بدروح کے قبضے میں تھی، اور لگتا تھا کہ کوئی اُس کی مدد نہیں کر سکتا۔ لڑکی کا دُکھ دیکھ دیکھ کر ماں ہر وقت کُڑھتی تھی اور غم کھاتی رہتی تھی۔ اکثر وہ سوچا کرتی، "یہ تو کھیلنے کودنے اور سہیلیوں کے ساتھ

دل لگی کرنے کے دِن ہیں۔ لیکن بے چاری کو اِن باتوں کو ہوش ہی نہیں۔ اِس بدروح نے ساری خوشیوں کے دروازے اُس پر بند کر رکھے ہیں۔ ہم دونوں کو کیسی مایوسی کی زندگی کا سامنا ہے!"

آئرس نے اپنے بھائی سے سُنا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے صوبے دار کے نوکر کو معجزانہ طور پر اچھا کیا ہے۔ اُس نے یہ بھی سُن رکھا تھا کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس سے حضرت عیسیٰ شفا نہ دے سکیں۔ اُس کے خیالات اُس نبی کے کردار کے گرد گھومتے رہتے تھے۔ لیکن غیر یہودی عورت ہوتے ہوئے وہ کِس طرح اُن سے مُلاقات کر سکتی تھی؟

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ آئرس اپنے صحن میں تھی۔ وہ اپنی چھوٹی بیٹی خلوئے کو اپنے بازوؤں میں تھامے اُس سے میٹھی میٹھی باتیں کر رہی تھی۔ ناشتے کے برتن ابھی دھونے تھے۔ آگ پر کیتلی رکھی تھی۔ اُس کی ٹونٹی سے بھاپ کے مرغولے نکل رہے تھے اور ڈھکنا عجیب جل ترنگ بجا رہا تھا۔ گویا اعلان کر رہا ہو کہ پانی تیار ہے۔ لیکن آئرس کی آنکھیں صرف خلوئے پر لگی تھیں۔ وہ بڑی محبت سے کہہ رہی تھی، "میری ننھی پری۔ ایک دن تُو بھی دوسرے بچوں کی طرح آزاد اور خوش ہو گی۔" پُرنم آنکھوں کے

ساتھ اُس نے اُس کا ماتھا چوم لیا۔ اُس نے بڑی افسردگی سے دیکھا کہ خلوئے کی آنکھیں چڑھی چِڑھی سی ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اِس کا مطلب ہے کہ مصیبت آ رہی ہے۔ ایسے موقع پر خلوئے ایک انجان خوف سے گِھر جاتی تھی۔ اگلے ہی لمحے اُس نے زبردستی خود کو ماں کے بازوؤں سے آزاد کرا لیا اور چیختی اور لڑکھڑاتی ہوئی اُبلتی ہوئی کیتلی کی طرف لپکی۔

"نہیں، نہیں۔ اے بدروح، میری لاڈلی کو نقصان نہ پہنچانا،" آئرس دیوانہ وار چلّا اُٹھی۔ اُس نے بڑھ کر بیٹی کو پکڑنا چاہا۔ عین اُس وقت اُس کی عزیزہ لُدیہ نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور پُکار کر کہا، "آئرس، آئرس! جلدی دروازہ کھولو۔ بڑی اچھی خبر لائی ہوں۔"

آئرس بیٹی کو سنبھالتے سنبھالتے بے دم ہو رہی تھی۔ وہ کانپتی آواز سے پُکاری، "دھکا دو۔ کُنڈی نہیں لگی ہوئی۔"

لُدیہ جلدی سے اندر داخل ہوئی اور دھڑکتے دل کے ساتھ کہنے لگی، "آئرس، وہ آ گئے ہیں۔ ناصرت کے نبی ہمارے شہر میں ہیں۔ دوڑ کر جاؤ۔ اُنہیں ڈھونڈو۔ شاید ایسا موقع پھر کبھی نہ آئے۔"

آئرس نے لمبا سانس لیا، "لُدیہ، میری اچھی بہن، تُم خلوئے کا خیال رکھو۔ میں ابھی جاتی ہوں۔" جواب کا انتظار کئے بغیر وہ گھر کے اندر چلی گئی۔ "میرا دوپٹا کہاں گیا،" وہ افراتفری میں بڑبڑائی۔ "یہ رہا۔ اور یہ رہی میری جوتی۔" دروازے سے نکلتے نکلتے اُس نے تاکید کی، "لُدیہ، خیال رکھنا۔ خلوئے خود کو نقصان نہ پہنچا بیٹھے۔ مَیں جا رہی ہوں۔ کدھر کو جاؤں لُدیہ؟"

لُدیہ نے نصیحت کی، "حوصلہ رکھو آئرس، اپنے آپ کو سنبھالو۔ دائیں طرف کو چراگاہوں کی طرف جاؤ۔ وہیں نظر آئے تھے۔"

آئرس کی آنکھیں اُمید سے چمکنے لگیں۔ مزید انتظار کئے بغیر وہ حضرت عیسیٰ کی تلاش میں چل نکلی۔ لُدیہ مُسکرا دی۔ اُسے یقین تھا کہ آئرس کی مُراد ضرور پوری ہو گی۔

آخر آئرس کو حضرت عیسیٰ مل ہی گئے۔ اُس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ اپنے دلی کرب سے پکار اُٹھی، "خداوند، ابنِ داؤد، مجھ پر رحم کریں۔ ایک بدروح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے۔" بے چاری ماں نے بڑی فکرمندی سے استاد کی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ جواب کیوں نہیں دے

رہے۔ کیا اُنہیں کچھ پروا نہیں؟ کیا مجھے اُن کے شاگردوں سے سفارش کرانی چاہئے؟ حضرت عیسیٰ کی خاموشی سے وہ اَور بھی پریشان ہوگئی۔

آخر شاگرد بولنے لگے، لیکن اُن کی باتیں سُن کر اُس کا دل بیٹھ گیا۔ وہ اپنے اُستاد سے مِنت کرنے لگے، "اُسے فارغ کر دیں، کیونکہ وہ ہمارے پیچھے پیچھے چیختی چلّاتی ہے۔"

آئرس کو احساس ہو رہا تھا کہ مَیں اِن کے لئے بڑی بے زاری کا باعث بنی ہوئی ہوں۔ اُس نے سوچا، "اِن کو میری بیٹی اور اُس کے خوف ناک دُکھ کی کیا پروا ہے!" لیکن حضرت عیسیٰ کی آنکھیں اُسے بے اختیار اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ اُن میں کوئی ایسی بات تھی جو اُسے حوصلہ دے رہی تھی کہ درخواست کئے جائے۔

آخر میں حضرت عیسیٰ نے بولنے کو منہ کھولا۔ شاگردوں کے دل سے بھی بوجھ اُتر گیا۔ اُنہیں یقین تھا کہ ہمارے آقا اُسے واپس بھیج دیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے ہونٹ ہلتے دیکھ کر آئرس سنبھل گئی۔ لیکن فوراً ہی

اُس کی خوشی کافور ہو گئی۔ وہ کہنے لگے، ”یہ مناسب نہیں کہ بچوں سے کھانا لے کر کُتوں کے سامنے پھینک دیا جائے۔“

دل ہی دل میں آئرس نے بہت بُرا مانا، ”ہائے، یہ کیوں! حضرت عیسیٰ کا دل اِتنا سخت کیوں ہے! ہم نے تو سُنا تھا کہ وہ پرلے درجے کے ہم درد اور مہربان ہیں۔ مَیں تو مدد اور تسلّی پانے آئی ہوں۔ بے عزتی کرانے تو نہیں۔“ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی حضرت عیسیٰ کی آنکھوں سے محبت جھلک رہی تھی، اور یہ محبت اُسے اَور التجا کرنے پر اُکسا رہی تھی۔ سوچنے لگی، کیا وہ میرے ایمان کا امتحان لے رہا ہے؟ اُس کی ممتا اُسے مجبور کر رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کا دامن نہ چھوڑے۔ اُنہوں نے صوبے دار کے نوکر کو تندرست کیا ہے، وہ ضرور میری پیاری خلوئے کو بھی شفا دے سکتے ہیں۔ اُس نے بڑی عاجزی سے جواب دیا، ”جی خداوند، لیکن کُتے بھی وہ ٹکڑے کھاتے ہیں جو اُن کے مالک کی میز پر سے فرش پر گر جاتے ہیں۔“

حضرت عیسیٰ نے اُسے تعریفی نظروں سے دیکھا اور جواب دیا، "اے عورت، تیرا ایمان بڑا ہے۔ تیری درخواست پوری ہو جائے۔"[a]

آئرس نے دل سے حضرت عیسیٰ کا شکریہ ادا کیا اور گھر کو روانہ ہو گئی۔ وہ حضرت عیسیٰ کی بات پر پورا بھروسا رکھتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ خلوئے شیطان کے قبضے سے چھوٹ کر تندرست ہو چکی ہے۔ اُس کا دل خوشی سے دھڑک رہا تھا کہ جاتے ہی آزاد اور خوش باش خلوئے سے مُلاقات ہو گی۔ صحن میں داخل ہوتے ہی اُس نے لُدیہ اور خلوئے کی پُرمسرت آوازیں سُنیں۔ وہ جلدی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی۔ "خلوئے! میری بچی، میری لاڈلی۔" اُس نے اُسے اپنی باہوں میں بھینچ لیا، "میری لاڈلی ٹھیک ہو گئی ہے!"

اب وہ بالکل تھک گئی تھی۔ وہ بیٹی کو گود میں لئے بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ "لُدیہ بہن، معاف کرنا،" وہ سسکی لیتے ہوئے بولی۔ "یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ مَیں ابھی، تھوڑی دیر میں ساری بات بتاتی ہوں۔ یہ حضرت عیسیٰ کیسے آدمی ہیں؟ لُدیہ کیا تُم جانتی ہو؟"

---

[a] متّی 15:21-28

لُدیہ کی آنکھیں بھی آب دیدہ ہوگئی تھیں۔ اُس نے جواب دیا، "لوگ کہتے ہیں کہ وہ بڑے نبی ہیں۔ بعض یہودی تو خیال کرتے ہیں کہ وہ اُن کا آنے والا المسیح ہیں جس کا وہ صدیوں سے انتظار کر رہے ہیں۔ پتا نہیں کون سی بات صحیح ہے۔"

آئرس بولی، "مَیں تو چکرا گئی ہوں۔ مگر یہ حضرت عیسیٰ ہے کوئی خاص ہی ہستی۔ ایسی ہستی کہ نہ کبھی دیکھی نہ سُنی۔ جب مَیں نے درخواست کی تو پہلے بہت سخت لفظوں میں جواب دیا۔" آئرس نے آنکھیں سُکیڑیں۔ "شاید تمہیں یہ بات عجیب لگے، مگر اُن کی اِتنی سخت باتوں کے باوجود مجھے احساس ہو رہا تھا کہ وہ میرے دُکھ درد کا پورا پورا احساس رکھتے ہیں۔" لُدیہ خاموش سُن رہی تھی۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آئرس بولتی گئی، "لُدیہ، کاش ہمارا کوئی دیوتا ہو جو اِس نبی کی مانند انسانی دُکھ درد کا احساس رکھتا ہو!"

لُدیہ نے بے ساختہ جواب دیا، "اگر ایسا ہوتا تو مَیں اپنی محبت، دولت، طاقت، غرض اپنی جان بھی اُس پر نثار کر دیتی۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ہمارے دیوتا تو تعظیم کے لائق ہی نہیں۔"

آئرس نے تائید میں سر ہلایا۔ وہ بولی تو لہجے میں تھکن سی تھی، ”ہمیں زندگی کی بھول بُھلیوں سے کون نکالے گا ؟ یہ ساری کائنات اور یہ حسین وجمیل زمین کس نے بنائی ہے؟ ہم کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کو جا رہے ہیں؟ اور زندگی کا مقصد کیا ہے؟“

اُدھر حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد آگے بڑھتے گئے۔ آئرس اور اُس کی پُرزور منت سماجت ابھی تک اُن کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ شاگردوں نے ساری گفتگو بڑی دل چسپی سے سُنی تھی۔ وہ عورت غیریہودی تھی۔ اُن کے خیال میں اُس کا کوئی حق نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ سے مدد لے۔ وہ خود کو راست باز خیال کرتے تھے۔ اِس لئے جو سلوک حضرت عیسیٰ نے شروع میں اُس عورت سے کیا تھا وہ اُس کو درست سمجھتے تھے۔ مگر جلد ہی اُنہیں احساس ہونے لگا تھا کہ اُستاد جان بوجھ کر اُس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کر رہے ہیں تاکہ اُس کے اندر ایمان کی چنگاری بھڑک کر تیز شعلہ بن جائے۔ اور آخر میں وہ اُس کے ایمان کی مضبوطی پر حیران رہ گئے تھے۔ اُن کے آقا نے ایک غیریہودی کے ایمان کو ایک جگمگاتے ہیرے کی طرح اُن کے سامنے لا رکھا تھا۔ ایک بار پہلے

بھی اُنھوں نے ایسا ہی کیا تھا—اُس وقت جب اُنھوں نے صوبے دار کے نوکر کو شفا بخشی تھی۔ اُس وقت فرمایا تھا، ”مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، مَیں نے اسرائیل میں بھی اِس قِسم کا ایمان نہیں پایا۔ مَیں تمھیں بتاتا ہوں، بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آ کر ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے۔ لیکن بادشاہی کے اصل وارثوں کو نکال کر اندھیرے میں ڈال دیا جائے گا، اُس جگہ جہاں لوگ روتے اور دانت پیستے رہیں گے۔“[a]

ہوتے ہوتے شاگردوں پر یہ راز کُھلنے لگا کہ آسمان کی بادشاہی دُنیا کی تمام اقوام کے لئے ہے نہ کہ صرف یہودیوں کے لئے۔ لیکن ابھی وہ اِس بات کو ماننے پر آمادہ نہ تھے۔ ابھی وہ اللہ کی عظمت اور ہر انسان کے لئے اُس کی محبت پر خوشی منانے کو تیار نہ تھے۔ تو بھی اِن دو غیریہودیوں کا ایمان اُن کے سامنے جگمگاتے ہوئے اُن کی تنگ نظری کو چیلنج کر رہا تھا۔

[a] متّی 8:10-12

ایک اَور موقعے پر حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد اپنے وطن سے باہر قیصریہ فلپی کے علاقے میں گئے۔ یہ گلیل کی جھیل کے شمال میں چند دنوں کی مسافت پر حرمون پہاڑ کے دامن میں ہے۔ گو گرمیوں کا موسم تھا تو بھی حرمون کی چوٹی برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔

حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد اِس خوب صورتی سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ وہاں اُنھوں نے دریائے یردن کا منبع بھی دیکھا۔ حرمون پہاڑ سے پورے زور شور سے نکلتے ہوئے دریا کا نظارہ ایک الگ خوب صورتی رکھتا ہے۔ سفر پر روانہ ہوتے وقت شاگردوں نے محسوس کیا کہ ہمارے آقا اپنے خیالوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ شاید کسی خاص موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اِسی انتظار میں تھے کہ اُنھوں نے سوال کیا، ”لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟“

یعقوب نے بے ساختہ جواب دیا، ”بعض یحییٰ نبی کہتے ہیں۔ بعض اِلیاس، بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔“ دوسروں کے ساتھ ساتھ نتن ایل کو بھی خیال تھا کہ ابھی اَور سوال جواب ہوں گے۔ اُستاد کے

انداز سے واضح تھا کہ وہ اُن کا اہم امتحان لے رہے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ میرے ساتھ رہ کر اُنہوں نے کچھ سیکھا ہے۔

اب حضرت عیسیٰ نے شاگردوں سے سیدھے سوال کیا، ”تمہارے نزدیک مَیں کون ہوں؟“

شمعون پطرس اِس سوال پر غور کرنے لگا، ”یہ تو دُرست ہے کہ حضرت عیسیٰ قدیم نبیوں کی مانند ہیں، لیکن پھر بھی وہ یکتا اور بے مثال ہیں۔ وہ نبی سے بڑھ کر ہیں۔ حضرت عیسیٰ خود کو ابنِ آدم کہتے ہیں۔ دانیال نبی نے المسیح کو آدم زاد کی شکل میں دیکھا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ 'رات کی رویا میں مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ آسمان کے بادلوں کے ساتھ ساتھ کوئی آ رہا ہے جو ابنِ آدم سا لگ رہا ہے۔ جب قدیم الایام کے قریب پہنچا تو اُس کے حضور لایا گیا۔ اُسے سلطنت، عزت اور بادشاہی دی گئی، اور ہر قوم، اُمّت اور زبان کے افراد نے اُس کی پرستش کی۔ اُس کی حکومت ابدی ہے اور کبھی ختم نہیں ہو گی۔ اُس کی بادشاہی کبھی تباہ نہیں ہو گی۔“[a]

[a] دانیال 7:13-14

ساری بات شمعون پطرس کے ذہن میں آ گئی۔ دانیال نبی کی اِس پیش گوئی کے مطابق المسیح الٰہی ذات ہو گا لیکن ایک عام انسان کی طرح انسانوں کے درمیان رہے گا۔ اُس کا خاص لقب 'ابنِ آدم' ہو گا۔ پطرس پر روشن ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نبیوں کی لمبی قطار میں محض ایک اَور نبی نہیں ہیں جن سے گزشتہ زمانوں میں خدا طرح بہ طرح کلام کیا کرتا تھا بلکہ وہ تو زندہ خدا کے فرزند ہیں۔ سوائے فرزند کے کون ہے جو باپ کی مرضی اور مقصد کو پوری طرح جان سکے؟ اِس لئے پطرس نے پورے اعتماد کے ساتھ جواب دیا، "آپ زندہ خدا کے فرزند مسیح ہیں۔"

اُس کے جواب سے حضرت عیسیٰ کا چہرہ چمک اُٹھا اور وہ کہنے لگے، "شمعون بن یونس، تُو مبارک ہے، کیونکہ کسی انسان نے تجھ پر یہ ظاہر نہیں کیا بلکہ میرے آسمانی باپ نے۔ مَیں تجھے یہ بھی بتاتا ہوں کہ تُو پطرس یعنی پتھر ہے، اور اِسی پتھر پر مَیں اپنی جماعت کو تعمیر کروں گا، ایسی جماعت جس پر پاتال کے دروازے بھی غالب نہیں آئیں گے۔"[a]

---

[a] متّی 16:13-20

چونکہ اب شاگرد جان گئے تھے کہ وہ کون ہیں اِس لئے حضرت عیسیٰ نے محسوس کیا کہ مَیں اُنہیں اُن مشکل واقعات سے آگاہ کرسکتا ہوں جو مجھے اور اُن کو درپیش ہیں۔ اِس لئے اُنھوں نے آنے والے واقعات کو اُن پر ظاہر کرنا شروع کیا۔ فرمایا، ”لازم ہے کہ مَیں یروشلم جا کر قوم کے بزرگوں، راہنما اماموں اور شریعت کے علما کے ہاتھوں بہت دُکھ اُٹھاؤں۔ مجھے قتل کیا جائے گا، لیکن تیسرے دن مَیں جی اُٹھوں گا۔“

اب شمعون پطرس کی تیوری چڑھ گئی۔ وہ بڑے جوش سے کہنے لگا، ”اے خداوند، اللہ نہ کرے کہ یہ کبھی بھی آپ کے ساتھ ہو۔“ دوسروں نے بھی ہم آواز ہو کر کہا، ”ہرگز نہیں!“

شاگردوں کے جواب سے حضرت عیسیٰ کا چہرہ اُداس ہو گیا۔ اُنھوں نے شمعون پطرس کو جھڑک کر کہا، ”شیطان، میرے سامنے سے ہٹ جا! تُو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے، کیونکہ تُو اللہ کی سوچ نہیں رکھتا بلکہ انسان کی۔“

شمعون پطرس کی آنکھوں میں اُداسی کی پرچھائیاں لہرانے لگیں۔ تھوڑی ہی دیر پہلے استاد نے اُس کی سمجھ اور ایمان کی تعریف کی تھی

تو اب اِتنی جلدی شیطان اُسے کیسے اللہ کی مرضی کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے استعمال کرنے لگا ؟ شرم سار ہو کر اُس نے اپنا سر جُھکا لیا۔

حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کی پریشانی دیکھی۔ لیکن اُنہیں اُن کو ایک اہم سبق سکھانا تھا، اِس لئے کہنے لگے، "جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنے آپ کا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے ہو لے۔ کیونکہ جو اپنی جان کو بچائے رکھنا چاہے وہ اُسے کھو دے گا۔ لیکن جو میری خاطر اپنی جان کھو دے وہی اُسے پا لے گا۔ کیا فائدہ ہے اگر کسی کو پوری دنیا حاصل ہو جائے، لیکن وہ اپنی جان سے محروم ہو جائے؟ انسان اپنی جان کے بدلے کیا دے سکتا ہے؟ کیونکہ ابنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا، اور اُس وقت وہ ہر ایک کو اُس کے کام کا بدلہ دے گا۔"[a]

یہوداہ اسکریوتی کے چہرے پر غُصّے سے بل پڑ گئے۔ وہ متّی کو الگ لے جا کر پوچھنے لگا، "کیا تُم استاد کی بات سمجھے ہو؟ مَیں ایسی

---

[a] متّی 16:21-27

فضول باتوں کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ایک طرف تو قتل کیے جانے کی باتیں کر رہے ہیں، دوسری طرف ہم سے توقع کرتے ہیں کہ اُن کی پیروی کریں۔ میرا تو صاف اِنکار ہے۔“

متّی قدرے بے چینی سے مُسکرایا، ”ہم سب کی بہتری اِسی میں ہے کہ اپنے آپ کو اہمیت دینا چھوڑ کر اللہ کو مرکزی مقام دیں۔ مَیں پھر کہتا ہوں، اِسی میں ہمارا بھلا ہے۔“ لمحے بھر کے بعد اُس نے بھی اعتراف کیا کہ مَیں بھی اِس بات سے پریشان ہوں جو ہمارے آقا نے اپنی موت کے بارے میں کی۔“

شاگرد بہت مایوس ہو گئے۔ وہ ہر ممکن کوشش کے باوجود اِن دردناک خیالوں سے پیچھا نہیں چُھڑا سکتے تھے۔ اگر اُستاد مر گئے تو بس، یہ اُمید بھی گئی کہ وہ اِس زمین پر اپنی سلطنت قائم کریں گے۔ کیا ہمیں مغالطہ لگ رہا ہے؟ کیا وہ المسیح نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر وہ کیوں ایسی دردناک بات کر کے ہمارا بھی دِل توڑ رہے ہیں؟ اِن سب باتوں کا کیا مطلب ہے؟ ایسی صورت میں تو تھوڑے ہی عرصے میں ہر ایک اُن کو اور اُن کے عظیم کارناموں کو بھول جائے گا۔ وہ تو ایسے نجات

دہندے کے انتظار میں ہیں جو قیصر سے نپٹ سکے۔ اُن کو اُستاد کے معجزوں سے بڑی تسلّی تھی، خصوصاً جب اُنہوں نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کو سیر کیا تھا۔ وہ بہت خوش تھے کہ یہی ہمارے نجات دہندہ ہیں جو تھوڑے میں بھی بے شمار لوگوں کو سیر کر سکتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ موت سے بھی زور آور ہیں۔ اُنہوں نے نائن میں اُنہیں ایک نوجوان کو زندہ کرتے دیکھا تھا، اور یوحنّا، یعقوب اور پطرس نے اُنہیں ایک لڑکی کو مُردوں میں سے جِلاتے دیکھا تھا۔

شاگرد جتنا قریب سے حضرت عیسیٰ کو دیکھتے تھے اُتنا ہی قائل ہو جاتے تھے کہ یہی نجات دہندہ المسیح ہیں۔ وہ توقع کر رہے تھے کہ وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے جب وہ اپنے المسیح ہونے کا کُھلم کُھلا اعلان کر کے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لیں گے۔ اُن کی اُمیدیں بہت بلند تھیں مگر حضرت عیسیٰ نے اِس بات سے اُنہیں مایوسی کے گڑھے میں دھکیل دیا تھا۔ اُن کا اپنا خیال یہ تھا کہ پیشتر اِس سے کہ لیڈر اُن کے خلاف قدم جما لیں اُنہیں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

یہوداہ اسکریوتی تو حضرت عیسیٰ سے سخت ناراض تھا۔ اُسے اُن سے بڑی بڑی اُمیدیں تھیں۔ جو قدرت اُن کے پاس تھی، اُس سے یقیناً ہر کام کیا جا سکتا تھا۔ اُس کے خیال میں حضرت عیسیٰ اپنی گراں قدر طاقت اور قوّت کو خواہ مخواہ ضائع کر رہے ہیں۔

ایک ہفتہ اِسی افسوس اور غم میں گزر گیا۔ پھر حضرت عیسیٰ تین قریبی شاگردوں یوحنّا بن زبدی، اُس کے بھائی یعقوب اور شمعون پطرس کو ساتھ لے کر حرمون پہاڑ پر چلے گئے۔ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے اُن کا دِل دوبارہ خوش اور طبیعت خوش باش ہو گئی۔

اپنے آقا کے ساتھ چلنے سے گزشتہ سارا بوجھ اُتر گیا۔ اُن کو ذرا بھی فکر نہ ہوئی کہ دیر ہو رہی ہے، کیونکہ وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو رات کاٹنے کے لئے موزوں تھی۔ آج کی تھکاوٹ بھی صحت افزا تھی۔ آج وہ گھنٹوں جاگتے اور سوچتے نہ رہیں گے بلکہ جلد ہی سو جائیں گے۔ یوں جوں ہی وہ لیٹے نیند نے اُنہیں آ لیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ گھٹنوں کے بل

گِر کر دُعا کرنے لگے۔ شاگردوں کو دیکھ دیکھ کر اُن کا دل بوجھل ہو رہا تھا اور اُنہیں اپنا انجام بھی سامنے نظر آ رہا تھا۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ مجھے یہ ساری باتیں اپنے آسمانی باپ کے سامنے پیش کرنی ہیں۔

دعا کرتے کرتے ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ شاگرد بھی جاگ اُٹھے۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے آقا کو دیکھنے لگے۔ اُن کے سامنے ہی اُستاد کی صورت تبدیل ہو گئی۔ رات کی تاریکی میں اُن کا چہرہ سورج کی طرح چمکنے لگا، اُن کے کپڑے نور کی مانند سفید ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے آقا کو اِس حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یوحنّا بن زبدی نے کوئی پچاس سال بعد اِس تجربے کے بارے میں لکھا۔ اُس وقت بھی اِس لمحے کی عظمت اور دہشت اُس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ "ہم نے اُس کے جلال کا مشاہدہ کیا۔ وہ فضل اور سچائی سے معمور تھا اور اُس کا جلال باپ کے اکلوتے فرزند کا سا تھا۔"[a] اِسی طرح شمعون پطرس

[a] یوحنّا 14:1

نے بعد میں لکھا کہ ”ہم نے اپنی ہی آنکھوں سے اُن کی عظمت دیکھی تھی۔“[a]

شاگردوں پر جیسے سکتہ طاری ہوا کہ اِتنے میں اِلیاس نبی اور موسیٰ نبی ظاہر ہوئے۔ حضرت موسیٰ جو کہ شریعت کے علم بردار تھے اور اِلیاس جو اسرائیل کے عظیم نبی تھے۔ یہ دونوں اِس بات کی تصدیق کرنے کو ظاہر ہوئے کہ یہی وہ ہستی ہے جس میں شریعت اور نبیوں کی ساری باتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ دونوں عظیم نبی حضرت عیسیٰ سے باتیں کرنے لگے۔ شاگرد سن کر دنگ رہ گئے کہ یہ ہمارے آقا کی موت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ دونوں نبی بڑے خوش تھے کہ عنقریب ہی حضرت عیسیٰ اپنے خون سے دُنیا کے گناہ کا کفّارہ دیں گے اور اِس طرح شیطان کی قوّت ہمیشہ کے لئے توڑ دیں گے۔ وہ کیسا عجیب وقت ہو گا جب بالآخر فردوس کے دروازے دوبارہ کُھل جائیں گے اور انسان اور خدا کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے بحال ہو جائے گا۔ اُن کے آقا اور یہ نبی بہت گہری باتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ اب شاگردوں پر

---

[a] 2 پطرس 1:16

حضرت عیسیٰ کی آنے والی موت کے ایک اَور ہی پہلو کا انکشاف ہوا۔ اُن کی موت رائیگاں نہیں جائے گی جیسا کہ وہ پہلے خیال کرتے تھے۔ اور نہ ہی موت کو قبول کرنا اُن کی کمزوری کا نشان ہو گا، بلکہ اپنی جان دیتے ہوئے وہ اپنے آسمانی باپ کی مرضی پوری کر رہے ہوں گے۔ اگرچہ شاگرد اِن گہری باتوں کو پوری طرح نہ سمجھتے تھے، تاہم اُن کو عجیب اطمینان حاصل ہوا۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں دکھائی دینے لگا۔

یہ سب کچھ دیکھ اور سُن کر شمعون پطرس کا ذہن چکرا گیا۔ وہ جوش میں آ کر اُن آسمانی مہمانوں کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے پُکار اُٹھا، "خداوند، کتنی اچھی بات ہے کہ ہم یہاں ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو مَیں تین جھونپڑیاں بناؤں گا، ایک آپ کے لئے، ایک موسیٰ کے لئے اور ایک الیاس کے لئے۔"

وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ ایک چمک دار بادل آ کر اُن پر چھا گیا اور بادل میں سے ایک آواز سنائی دی، "یہ میرا پیارا فرزند ہے، جس سے مَیں خوش ہوں۔ اِس کی سنو۔"

یہ سن کر شاگرد دہشت کھا کر اوندھے منہ گر گئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ نے آ کر اُنہیں چھوا۔ اُنہوں نے کہا، ”اُٹھو، مت ڈرو۔“ تب کہیں اُن کی جان میں جان آئی۔ اُنہوں نے نظر اُٹھائی تو حضرت عیسیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھا۔[a] شاگرد جان گئے کہ آسمانی آواز نے حضرت عیسیٰ کی یکتائی کے بارے میں بااختیار شہادت دی ہے۔ اُن کو حُکم ہوا تھا کہ صرف اُن ہی کی سُنیں۔

شمعون پطرس پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ جذبات سے مغلوب ہو کر اُس کا انگ انگ کانپ رہا تھا۔ الٰہی آواز جو صرف اُن ہی کے لئے تھی، اُس نے کہا تھا کہ ”یہ میرا پیارا فرزند ہے، جس سے مَیں خوش ہوں۔ اِس کی سنو۔“ وہ سوچ رہا تھا، ”نورانی بادل سے آتی اِس آواز نے میرے دلی ایمان کی تصدیق کر دی ہے کہ استاد سچ مچ اللّٰہ تعالیٰ کے فرزند ہیں۔“

جب نبی چلے گئے تو حضرت عیسیٰ اور اُن کے ساتھی پہاڑ سے نیچے اُترے۔ اب شاگرد اپنے میں اور اپنے آقا میں فرق کو زیادہ محسوس کر

---

[a] متّی 17:4-9

رہے تھے۔ اُس وقت اُنہیں حضرت عیسیٰ میں ایک نئی قوّت دکھائی دے رہی تھی۔ آسمانی آواز سے اُنہیں تسلّی ملی تھی کہ وہ دُرست راہ پر ہیں چاہے انسان اُنہیں کتنے غلط کیوں نہ سمجھتے ہوں۔ صلیب کی راہ بے مقصد نہیں ہو گی بلکہ جو ایمان لائیں گے اُن سب کے لئے وہ نجات کا باعث ہو گی۔

اہم پیغام

سورج غروب ہونے کو تھا۔ اکتوبر کے اُس سہانے دِن یروشلم کے باشندے ابھی رات کو خوش آمدید کہنے کو تیار نہ تھے۔ کل جھونپڑیوں کی عید یعنی فصلی شکرگزاری کا تہوار شروع ہونے کو تھا۔ اِس موقعے کے لئے وہ سبز شاخوں سے جھونپڑیاں بنا رہے تھے۔ اِس عید کے موقعے پر ہفتے بھر اُن میں رہنا تھا۔

روت اور اُس کا بھائی داؤد اُن دو جھونپڑیوں کو فخر سے دیکھ رہے تھے جو اُنھوں نے اپنے مکان کی چھت پر بنائے تھے۔ ڈوبتے سورج کی کرنیں اُن ہری ہری شاخوں کو عجیب رنگ اور چمک دے رہی

تھیں۔ روت بولی، ”اِس موقعے پر ہمیشہ بچپن کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔“

داؤد ہنس کر کہنے لگا، ”میرا بھی یہی حال ہے۔ مجھے یاد ہے ہمارے ماں باپ مل کر جھونپڑیاں بنایا کرتے، اور ہم بڑے شوق سے اُن کی مدد کیا کرتے تھے۔“

روت نے جواب دیا، ”مدد کیا خاک کرتے تھے۔ مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اُس موقعے پر امّی جی ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ ہم کیوں ہفتے بھر اِن میں رہتے ہیں۔“

داؤد بولا، ”جب وہ یہ ساری باتیں ہمیں سمجھاتیں تو اُن کا چہرہ کتنا سنجیدہ ہوتا تھا۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ ”یاد رکھنا کہ ہمارے باپ دادا فلسطین کی طرف سفر کرتے ہوئے چالیس سال تک جھونپڑیوں میں رہتے رہے۔ اِس لئے ہم بھی ایک ہفتے تک اِن جھونپڑیوں میں رہتے ہیں تاکہ اللہ کے اُس فضل کو یاد رکھیں جو وہ ہمارے باپ دادا پر کرتا رہا۔“

روت پُرانی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہنے لگی، ”جب جھونپڑیاں تیار ہو جاتیں تو مَیں چپکے سے اکیلی ایک میں گُھس جاتی۔ مَیں تصور کرتی

کہ مَیں باپ دادا میں سے کوئی ہوں اور فلسطین کو جا رہی ہوں۔ اِس سے مجھے بے حد خوشی ہوتی تھی۔“

اُسی وقت اُن کا بوڑھا نوکر روبن ہانپتا ہوا چھت پر آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ کھانا تیار ہے۔ اُس نے چمکتی آنکھوں سے جھونپڑیوں کو دیکھا اور تعریف کی، ”بہت خوب! تُم نے بہت خوب صورت جھونپڑیاں بنائی ہیں۔“ اُس کی آنکھیں بھر آئیں اور آواز تھرتھرانے لگی، ”کتنی مُدت ہوگئی ہے کہ تمہاری ماں کو فخر ہوتا تھا کہ مَیں سارے یروشلم میں سب سے عُمدہ جھونپڑی بناتی ہوں۔“ پھر اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے وہ قدرے خوشی سے بولا، ”جھونپڑیوں کی عید، فصلی شکرگزاری کی عید بھی ہے۔ خداوند چاہتا ہے کہ ہم خوشی منائیں۔“

روبن جھونپڑیوں کا اچھی طرح جائزہ لینے لگا۔ روت اور داؤد مُسکراتے ہوئے اُسے دیکھتے رہے۔ آخرکار اُن کے نوکر نے جھونپڑیوں سے نظریں ہٹائیں اور کہا، ”چھتوں پر اور گلیوں میں یہ جھونپڑیاں کتنی اچھی لگتی ہیں۔ لیکن یہ اُن جھونپڑیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جو لوگ دیہات میں بناتے ہیں۔“ اُسے اپنا بچپن یاد آ گیا تو اُس کی آنکھیں چمک اُٹھیں،

"دیہات میں کئی خاندان اپنے تاکستانوں میں چلے جاتے ہیں اور ہفتوں وہیں رہتے ہیں۔ ہر طرف پُرمسرت شُکر گزاری کے نغمے عجیب سماں پیدا کرتے ہیں۔"

داؤد نے کان کھڑے کر لئے، "مجھے بیت عنیاہ والے دوستوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔" تھوڑی ہی دیر بعد لعزر، مرتھا اور مریم کو ساتھ لئے اُن کا باپ افرائیم چھت پر آ گیا۔ اُن کی ملاقات اِتنے پُرتپاک تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مرتھا بڑے جوش سے کہنے لگی، "یروشلم تو پہچانا ہی نہیں جاتا! شہر کی فصیل کے باہر پہاڑوں اور وادیوں میں ہر جگہ زائرین کی سرسبز جھونپڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ قِدرون کی وادی اور زیتون کا پہاڑ بھی جھونپڑیوں سے اَٹے پڑے ہیں۔" اُس نے ہنستے ہوئے بات ختم کی، "لگتا ہے کہ یروشلم کے ساتھ سبز جھونپڑیوں کا ایک جُڑواں شہر وجود میں آ گیا ہے۔"

مریم نے وضاحت کی، "زائرین کے خاندانوں میں زبردست مُقابلہ ہو رہا ہے۔ ہر خاندان دوسرے سے بڑھ کر خوب صورت جھونپڑی بنانے

کی کوشش میں ہے۔" اُس نے بے یقینی کے انداز میں سر ہلایا، "آپ لوگ تصور نہیں کر سکتے کہ کتنے لوگ ابھی تک ہری ٹہنیاں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

افرائیم نے خوش دلی سے جواب دیا، "ہر سال ایسا ہی ہوتا ہے۔ اچھا ہی ہے کہ اِس طرح لوگوں کو خوشی کا اظہار کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔"

لعزر نے تائید کی، "ہاں، لوگ یہ سب کچھ خوشی کر رہے ہیں۔"

اَب روت نے اُنہیں کہا کہ نیچے چل کر کھانا کھائیں۔ وہ کتنی خوش تھی کہ اُس کے دوست جھونپڑیوں کی عید ہمارے ساتھ منانے پر راضی ہو گئے ہیں۔ اگر بیت عنیاہ یروشلم کے قریب ہی تھا لیکن ساری تقریبات میں حصہ لینے کے لئے شہر میں رہنے سے بڑی سہولت ہو جاتی تھی۔ شام کو عبادت تو عموماً رات گئے ختم ہوتی تھی۔

جلد ہی روت، مرتھا اور مریم رات بسر کرنے کے لئے عورتوں کی جھونپڑی میں چلی گئیں۔ لیکن اُن کا ارادہ جلد سونے کا نہیں تھا بلکہ اُن کے دل طویل گپ شپ لگانے پر مائل تھے۔ مریم نے جمائی لیتے

ہوئے کہا، "اِن شاخوں میں سے چمکتے تاروں کو دیکھ کر کتنا لطف آ رہا ہے۔" وہ لیٹ گئی۔

روت اپنے کونے سے کہنے لگی، "مجھے عید کا ساتواں دِن اچھا لگتا ہے۔ بچپن میں اِس بات سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ ایک امام خاص طور پر شلوخ کے حوض پر جاتا ہے تاکہ صبح کی قربانی کی رسوم ادا کرنے کے لئے وہاں سے پانی لائے۔ مَیں والد صاحب سے درخواست کیا کرتی تھی کہ مجھے حوض پر لے جائیں تاکہ امام کی آمد دیکھوں۔ امام پہنچتا تو تین بار نرسنگا بجا کر اُس کا استقبال کیا جاتا۔ پھر امام ہم دوسروں کے ساتھ بیت المقدّس کو واپس آتے۔ بیت المقدّس میں امامِ اعظم یہ پانی مذبح پر چاندی کے ایک پیالے سے اُنڈیلتا۔ مَیں اِس رسم سے بہت متاثر ہوتی تھی۔ مجھے پتا تھا کہ خدا جو بارش عطا کرتا ہے، اُس کی شکرگزاری کے لئے یہ رسم ادا کی جاتی ہے۔ ہر سال جب مَیں اِس رسم میں شامل ہوتی ہوں تو میرا دِل شکرگزاری سے بھر جاتا ہے۔ مَیں یاد کرتی ہوں کہ بیابان میں چالیس سالہ سفر کے دوران اللہ کیسے معجزانہ طور سے ہمارے باپ دادا کو پانی مہیا کرتا رہا۔"

مریم اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ "پانی اُنڈیلنے کی رسم میں مجھے وہ موقع بہت اچھا لگتا ہے جب یسعیاہ نبی کے صحیفے سے وہ آیت پڑھی جاتی ہے جہاں لکھا ہے، 'تم شادمانی سے نجات کے چشموں سے پانی بھرو گے۔'"[a] سچ مچ جیسے زمینی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے ویسے ہی روحانی زندگی کے لئے اللہ کے روح کی ضرورت ہے۔ جب یہ آیت پڑھی جاتی ہے تو ہم المسیح کو یاد کرتے ہیں جو ہمارے لئے روح القدس لے کر آئے گا۔" مریم سوچ میں پڑ گئی کہ باقی دونوں کو اپنے دل کے راز میں شریک کروں یا نہ۔ جب وہ بولی تو اُس کی آواز جذبات کے مارے اچھی طرح سے نہیں نکل رہی تھی۔ "جب سے میری حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی ہے، مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ ہمیں روح القدس دے سکتے ہیں۔ یحییٰ نبی نے بھی تو یہی گواہی دی تھی کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں۔ ایک بار اُنہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ 'میرے بعد ایک آنے والا ہے جو مجھ سے بڑا ہے۔ ... مَیں تم کو پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں،

[a] یسعیاہ 3:12

لیکن وہ تمہیں روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔“[a] جب سے مَیں حضرت عیسیٰ کے قدموں میں بیٹھ کر اُن کی باتیں سُنتی رہی ہوں میری روح کو ایک عجیب تسلی ہو رہی ہے۔ وہ خدا کو اِتنا قریب لے آتے ہیں کہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم اُسے چھو سکتے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے اللہ کی محبت اور وفاداری کی قدر کرنا سکھایا ہے۔ میری سمجھ میں آنے لگا ہے کہ خدائے عظیم ہماری کتنی فکر کرتا ہے۔ ہم اُس کے نزدیک کتنے قیمتی ہیں اور وہ ہماری محبت اور رفاقت کا کتنا آرزومند ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب سے حضرت عیسیٰ نے خدا کو مجھ پر ظاہر کیا، میری سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ پورے دل و جان سے اُن کی خدمت کروں۔“

مرتھا نے بے ساختہ اپنی بہن کے نظریے کی حمایت کی۔ روت نے بھی اعتراف کیا، ”مَیں بھی حضرت عیسیٰ کی بڑی عزت کرتی ہوں، لیکن اُنہیں ابھی اَور زیادہ جاننا چاہتی ہوں۔“

مرتھا نے پھر جھونپڑیوں کی عید کی باتیں شروع کر دیں۔ اُسے یہ عید اِس لئے بھی زیادہ پسند تھی کہ اُسے روشنی کی عید بھی کہا جاتا تھا۔ وہ بڑی

---

[a] مرقس 1:7-8

خوشی سے یاد کرنے لگی کہ "پہلے دِن کی شام تو نہایت خوب صورت ہوتی ہے۔ بیت المقدّس میں خواتین کے صحن کی دیوار کے ساتھ ساتھ سنہری شمع دان رکھ دیئے جاتے ہیں۔ مَیں ہر روز انتظار کرتی ہوں کہ کب شام ہو اور کب وہ روشن کئے جائیں۔ عورتوں کا صحن جگمگانے لگتا ہے، تو خاص راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جب رات کو لاوی قبیلے کے خادم طرح طرح کے سازوں کے ساتھ حمد و ستائش کے گیت گاتے ہیں تو وہاں سے ہلنے کو جی نہیں چاہتا۔"

روت کہنے لگی، "یہ چراغ ہمیں اُس روشنی کی یاد دلاتے ہیں جو بیابان میں ہمارے باپ دادا کو مہیا کی گئی تھی۔ جب اُن شمع دانوں کی روشنی چاروں طرف پھیلتی ہے، تو مَیں اپنے باپ دادا کو یاد کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ رات کو اللہ کس طرح آگ کے ستون میں ہو کر اُن کی راہنمائی کرتا تھا۔ اور جب وہ خیمے لگا کر آرام کرتے تھے تو رات کو خیموں کے اوپر چھائے ہوئے آگ کے ستون کو دیکھ کر اُن کو اپنی حفاظت کا پورا پورا یقین ہوتا تھا!" اپنی بات پر ذرا غور کرنے کے بعد وہ کہنے لگی، "اِن تمام باتوں کو یاد کرکے ہمیں اِس بات پر بھی خوشی منانی چاہیئے کہ خدا

ہم پر بھی مہربان ہے۔ وہ فصلوں کے لئے بارش اور دھوپ دیتا ہے۔ اب وہ ویسے ہی بڑی فیاضی سے ہماری پانی اور روشنی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔“

آخر مرتھا نے صلاح دی، ”چلو، اب سو جائیں تاکہ کل تازہ دم ہوں۔“ اُسے بعد میں کچھ خیال آیا تو بولی، ”تم دونوں کا کیا خیال ہے؟ کیا حضرت عیسیٰ بھی عید میں آئیں گے؟“

مریم نے کروٹ لیتے ہوئے کہا، ”میرا خیال ہے نہیں آئیں گے۔ اگر آئے تو خطرہ ہے کہ قوم کے سردار اُنہیں پکڑ کر موت کے گھاٹ اُتار دیں۔ مجھے اُمید نہیں کہ آئیں گے۔ لیکن لوگ اُن کی کمی ضرور محسوس کریں گے۔ ہمارے اچھے استاد کی تعلیم کے بغیر یہ عید خالی خالی سی رہ جائے گی۔“

اگلی صبح افرائیم، اُس کے بچے اور مہمان سب صبح کی عبادت کے لئے چل دیئے۔ گلیوں میں بے پناہ ہجوم تھا۔ طرح طرح کی بولیاں کانوں میں آ رہی تھیں۔ اُن کے آگے آگے جانے والوں میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے سوال کیا، ”تمہارا کیا خیال ہے، کیا حضرت عیسیٰ

بھی عید میں آئیں گے؟ کیا بیت المقدّس میں آنے کی جرأت کریں گے، جہاں اُن کے خون کے پیاسے دَبکے بیٹھے ہیں؟" اچانک بولنے والا رُک کر بڑی احتیاط سے اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اُن دنوں حضرت عیسیٰ کا نام لینا بھی خطرناک تھا۔ اُن کے خیرخواہ ہونے یا اُن کی حمایت کرنے کا مطلب تھا کہ ایسا آدمی اپنی نیک نامی اور یہودی قوم میں اپنے رتبے سے ہاتھ دھو لے گا۔ لیڈر اِتنے ناراض تھے کہ وہ ایسے شخص سے فوراً حقہ پانی بند کر دیتے۔ تب اُسے ساری زندگی تنہائی اور ذلّت میں گزارنی پڑتی۔ لیکن بھیڑ میں چلتے پھرتے افرائیم اور اُس کے ساتھیوں کو احساس ہو گیا کہ اِن سب باتوں کے باوجود عام لوگوں کو بڑی توقع ہے کہ حضرت عیسیٰ عید میں آ ہی جائیں گے۔

افرائیم نے گہرا سانس لیا، "مجھے ڈر ہے ... یہ ڈر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نے عید کی تقریبات میں شرکت کی تو ضرور مصیبت برپا ہو جائے گی۔ اُن کا یہاں آنا سخت نادانی ہو گی۔ مَیں نے شہر کے بڑے پھاٹک پر بیت المقدّس کے مُحافظوں کے کپتان کو بھی دیکھا۔ دوستو! اُن کا وہاں کھڑا ہونا بے معنی نہیں! مجھے یقین ہے کہ امامِ اعظم کائفا نے

اُنہیں وہاں کھڑا کیا ہے تاکہ جوں ہی حضرت عیسیٰ آئیں اُنہیں گرفتار کرلیں۔ وہ ضرور اُنہیں زائرین کے اِتنے بڑے ہجوم سے خطاب کرنے سے روکیں گے۔ اب تو اُن کا غصہ نفرت میں بدل چکا ہے، کیونکہ اُنہوں نے اُن سے بڑی کھری کھری باتیں کی ہیں۔"

روت اپنے باپ کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس نے بڑی فکرمندی سے کہا، "پتا نہیں یہ لوگ استاد سے اِتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟ جہاں تک مَیں سمجھتی ہوں وہ اپنی عزّت نہیں چاہتے۔ وہ اِن لیڈروں کی طرح اپنے آپ کو بڑا بنانا نہیں چاہتے۔ وہ لوگوں کی توجہ ہمیشہ اللہ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ پچھلی بار جب مَیں نے اُن کو بیت المقدّس میں دیکھا تو وہ کہہ رہے تھے، "مَیں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا بلکہ جو کچھ باپ سے سنتا ہوں اُس کے مطابق عدالت کرتا ہوں۔ اور میری عدالت راست ہے کیونکہ مَیں اپنی مرضی کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اُسی کی جس نے مجھے بھیجا ہے۔"[a] جوش سے وہ کہتی گئی، "ابّا جی! کیا آپ کے خیال میں المسیح حضرت عیسیٰ سے زیادہ

[a] یوحنّا 5 :30

بڑے کام کرے گا؟ مَیں تو نہیں سمجھتی۔ یقیناً یہی وہ ہیں جسے بھیجنے کا وعدہ خدا نے کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے راہنماؤں نے اپنے کان اور آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔"

افرائیم نے سر ہلایا، "صدرِ عدالت میں کم سے کم ایک بندہ ضرور ہے جو حضرت عیسیٰ کے لئے کُھلا ذہن رکھتا ہے، یعنی ہمارا دوست نیکُدیمس۔ لیکن اپنے ساتھیوں کا سامنا کرنا اُس کے لئے مشکل ہے۔ امامِ اعظم کائفا اور اُس کا سسر حنّا جو پہلے امامِ اعظم تھا، اور اِس طرح کے دوسرے سردار حضرت عیسیٰ کو پکڑنے پر تُل ہی گئے ہیں۔"

اُسی لمحے ایک سپاہی کی رعب دار آواز گونجی، "ہٹ جاؤ۔ بیت المقدّس کی پولیس کے کپتان کے لئے راستہ چھوڑو۔" لوگ جلدی جلدی ہٹ گئے۔ کپتان اور سپاہیوں کا دستہ سینہ تانے گُزر گیا۔ افرائیم اور اُس کے ساتھیوں سے تھوڑا آگے جا کر اُنھوں نے چند گلیلیوں کو دبوچ لیا۔ "کیا تُم حضرت عیسیٰ بن یوسف کے بھائی ہو؟" اُنھوں نے اقرار کیا کہ ہیں۔ تب کپتان اُنہیں دھمکا دھمکا کر حضرت عیسیٰ کا اتا پتا پوچھنے لگا۔ لیکن جب اُسے پتا چلا کہ وہ عید کی رسومات ادا کرنے کے

لئے نہیں آئے تو ٹھنڈا پڑ گیا۔ اُسے بس اِن ہی کی فکر تھی۔ سپاہی اپنے مخصوص انداز سے چلتے ہوئے دُور نکل گئے تو سب نے سُکھ کا سانس لیا۔ مریم اور مرتھا کا رنگ تو فق ہو گیا تھا۔ روت نے تسلّی سے کہا، ”خدا کی تعریف ہو کہ وہ نہیں آئے۔“

بیت المقدّس پہنچے تو خواتین تو عبادت کے لئے عورتوں کے صحن کی طرف چلی گئیں اور مرد اپنے صحن کی طرف۔ عبادت شروع ہوئی۔ مختلف صحنوں میں عبادت گزار سربسجود ہو کر دُعائیں مانگنے لگے۔ لاوی قبیلے کے خادموں کی گانے کی جماعت نے بیت المقدّس کے سازوں کے ساتھ ایک زبور گایا۔ عبادت کے اختتام پر دو امام سفید لباس پہنے ہوئے بھسم ہونے والی قُربانی کے مذبح کے سامنے کے چبوترے پر آئے اور ہاتھ اُٹھا کر لوگوں کو برکت دی، ”خداوند تجھے برکت دے اور تجھے محفوظ رکھے۔“

عید کے دن ایک ایک کر کے گزرتے گئے، لیکن بہتوں کو کسی بات کی کمی محسوس ہو رہی تھی، اور یہ کمی حضرت عیسیٰ کی موجودگی تھی۔ لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ کے سوتیلے بھائیوں کو اُمید نہ تھی کہ وہ آئیں گے اِس لئے

لوگوں نے بادِل نخواستہ اُن کا انتظار کرنا چھوڑ دیا۔ لیکن جب ہفتے کے درمیانی دِنوں میں یہ خبر اُڑی کہ وہ آ گئے ہیں تو لوگوں کا جوش ایک دم تازہ ہو گیا۔

مریم اور مرتھا کو افسوس ہوا، کیونکہ اُنہیں حضرت عیسیٰ کی حفاظت کا خیال تھا۔ تاہم روت نے اُنہیں یقین دلایا، "اُس کی فکر نہ کرو۔ اللہ آپ اُن کی حفاظت کرے گا۔" پھر اُس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "ذرا اُدھر دیکھو۔ لوگ کیسے کُھلے دِل سے اُن کی تعلیم سُن رہے ہیں۔ وہ حیران ہیں کہ اِس آدمی میں اِتنی حکمت اور دانائی کہاں سے آ گئی جب کہ اُنہوں نے اعلیٰ تعلیم بھی نہیں پائی۔"

حضرت عیسیٰ نے بھیڑ سے مخاطب ہو کر کہا، "جو تعلیم مَیں دیتا ہوں وہ میری اپنی نہیں بلکہ اُس کی ہے جس نے مجھے بھیجا۔ جو اُس کی مرضی پوری کرنے کے لئے تیار ہے وہ جان لے گا کہ میری تعلیم اللہ کی طرف سے ہے یا کہ میری اپنی طرف سے۔ جو اپنی طرف سے بولتا ہے وہ

اپنی ہی عزت چاہتا ہے۔ لیکن جو اپنے بھیجنے والے کی عزت و جلال بڑھانے کی کوشش کرتا ہے وہ سچا ہے اور اُس میں ناراستی نہیں ہے۔"[a]

لعزر نے دھیمی آواز میں داؤد سے کہا، "مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ استاد ابھی اِن لیڈروں کو جھڑکنے والے ہیں۔ کہیں اُن کی نفرت کی چنگاریاں بھڑک کر شُعلے نہ بن جائیں۔"

کٹر یہودی جو وہاں کھڑے حضرت عیسیٰ کی مخالفت کر رہے تھے، اُن پر اُن کی الزام بھری نگاہیں گڑھی تھیں۔ اُنہوں نے اُن سے پوچھا، "کیا موسیٰ نے تم کو شریعت نہیں دی؟ تو پھر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟ ... تم بھی سبت کے دن کام کرتے ہو۔ تم اُس دن اپنے بچوں کا ختنہ کرواتے ہو۔ اور یہ رسم موسیٰ کی شریعت کے مطابق ہی ہے، اگرچہ یہ موسیٰ سے نہیں بلکہ ہمارے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے شروع ہوئی۔ کیونکہ شریعت کے مطابق لازم ہے کہ بچے کا ختنہ آٹھویں دن کروایا جائے، اور اگر یہ دن سبت ہو تو تم پھر بھی اپنے بچے کا ختنہ کرواتے ہو تاکہ شریعت کی خلاف ورزی نہ

---

[a] یوحنّا 7:15-18

ہو جائے۔ تو پھر تم مجھ سے کیوں ناراض ہو کہ مَیں نے سبت کے دن ایک آدمی کے پورے جسم کو شفا دی؟“[a]

داؤد تعریفی انداز میں کہنے لگا، ”حضرت عیسیٰ کتنا دلیر ہیں! لیڈروں کو کیسی سچی سچی سُنائی ہے! اب کسی کو جرأت نہیں ہو گی کہ اِس مسئلے پر استاد سے مزید بحث کرے۔“

ہجوم کے لوگ بھی حیرانی سے سوچنے لگے، ”کیا یہ وہی نہیں جس کو یہ مارنا چاہتے تھے؟ پھر بھی وہ کُھلم کُھلا باتیں کر رہے ہیں اور یہ اُس پر ہاتھ نہیں ڈالتے۔“ وہ بڑے اشتیاق سے حضرت عیسیٰ کے قریب رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اُن کی باتوں کو سُنیں۔

پھر پانی اُنڈیلنے کی رسم کے موقعے پر حضرت عیسیٰ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا، ”جو پیاسا ہو وہ میرے پاس آئے، اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ پیئے۔ کلامِ مُقدّس کے مطابق ’اُس کے اندر سے زندگی کے پانی کی نہریں بہہ نکلیں گی۔‘“[b]

---

[a] یوحنّا 7:19-23
[b] یوحنّا 7:37-38

مریم نے فاتحانہ انداز میں روت اور مرتھا کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا، ”مَیں نہ کہتی تھی کہ وہ روح کی بھوک اور پیاس بھی بجھا سکتے ہیں؟“

رات کو جب سُنہری شمعیں جلنے سے ساری بیت المقدّس روشن تھی تو حضرت عیسیٰ نے کہا، ”دنیا کا نور مَیں ہوں۔ جو میری پیروی کرے وہ تاریکی میں نہیں چلے گا، کیونکہ اُسے زندگی کا نور حاصل ہو گا۔“[a]

مرتھا کے چہرے پر سوچ کے آثار دکھائی دیئے۔ وہ مریم سے کہنے لگی، ”حضرت عیسیٰ کی اِس بات سے مجھے یسعیاہ نبی کی وہ پیش گوئی یاد آ رہی ہے جو المسیح کے بارے میں ہے کہ 'اندھیرے میں چلنے والی قوم نے ایک تیز روشنی دیکھی۔'“[b] پھر بڑے جوش سے کہنے لگی کہ ”جب حضرت عیسیٰ نے تصدیق کر دی کہ وہ نُور ہیں تو گویا صاف صاف کہہ دیا کہ مَیں المسیح ہوں۔ اور ہم کو یہ بھی بتا دیا کہ مَیں صرف اسرائیل کا نُور نہیں بلکہ ساری دُنیا کا نُور ہوں۔ کیا یسعیاہ نبی نے پیش گوئی نہیں کی تھی کہ المسیح قوموں کا نُور ہو گا اور اندھوں کی آنکھیں کھولے گا؟“

مریم کی آنکھوں میں فتح کی چمک تھی، ”مَیں بھی تو یہی کہتی تھی۔“

---

[a] یوحنّا 37:7
[b] یسعیاہ 2:9

جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی بات سُنی وہ حیرانی سے کہنے لگے، "کیا کوئی انسان ہو کر یہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں دُنیا کا نُور ہوں؟ آخر یہ ہے کون؟" اِس مرحلے پر حضرت عیسیٰ اپنے سُننے والوں کو اپنے حق میں یا اپنے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ آوازوں کا شور بلند ہوا۔ کچھ اُن کے حق میں اور کچھ اُن کے خلاف بول رہے تھے۔ مگر مجموعی طور پر رائے اُن کے حق میں ہی تھی۔ عام خیال یہی تھا کہ وہ المسیح ہی ہیں۔

اُدھر مذہبی راہنماؤں کو موقع مل گیا کہ اپنی مشکل کا کوئی حل نکالیں۔ اِس گلیلی نے اُن کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ پر کیسے ہاتھ ڈالا جائے؟ اِس بھیڑ کے سامنے ہی اُنہیں گرفتار کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں تھا۔ دوسری طرف وہ سوچ رہے تھے کہ حالات اِس حد تک سنگین ہو چکے ہیں کہ کچھ کئے بغیر چارا بھی نہیں۔ پس اُنہوں نے بیت المقدّس کی پولیس کو اُنہیں گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔

افرائیم بیت المقدّس کی پولیس کو دیکھ کر چوکنّا ہو گیا۔ اُس نے لعزر اور داؤد سے کہا، ”مجھے یقین ہے کہ اِن کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔“

لیکن داؤد نے پولیس کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر بولا، ”ابّا جان، فکر نہ کریں۔ اگر اِن کی نیت بُری بھی تھی تو اَب وہ اُسے بُھلا چُکے ہیں۔ غور سے دیکھیں۔ وہ بڑے انہماک سے استاد کی باتیں سُن رہے ہیں۔“

لعزر نے اُن کی طرف اشارہ کیا، ”اب وہ جا رہے ہیں۔ کسی نے حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرنے کے لئے انگلی تک نہیں ہلائی۔ شاید ہم اُن کی آمد کا مطلب غلط سمجھے تھے۔ پھر بھی مَیں مانتا ہوں کہ اُنہیں دیکھ کر مَیں بھی گھبرا گیا تھا۔ شروع میں تو بہت غضب ناک دکھائی دے رہے تھے۔“

جب بیت المقدّس کی پولیس خالی ہاتھ لوٹی تو لیڈر اُن پر سخت ناراض ہوئے۔ ”تم اُسے کیوں نہیں لائے؟“ اُنہوں نے بڑے غضب سے پوچھا۔ لیکن سپاہیوں نے حضرت عیسیٰ کی بے حد تعریف کرتے ہوئے جواب دیا، ”کسی نے کبھی اِس آدمی کی طرح بات نہیں کی۔“[a]

---

[a] یوحنا 7:45-46

اِس پر لیڈروں کو سخت تاؤ آیا۔ وہ اُن کا مذاق اُڑانے لگے، ”کیا راہنماؤں یا فریسیوں میں کوئی ہے جو اُس پر ایمان لایا ہو؟ کوئی بھی نہیں!“ اور بڑی حقارت سے کہنے لگے، ”لیکن شریعت سے ناواقف یہ ہجوم لعنتی ہے!“ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ نیکُدیمس فریسی اور یوسف ارمتیہ جو اُن کے درمیان بیٹھے تھے، وہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لا چکے تھے۔ اَب نیکُدیمس نے محسوس کیا کہ مجھے بولنا چاہیئے۔ بڑی جرأت کرکے اُس نے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا، ”کیا ہماری شریعت کسی پر یوں فیصلہ دینے کی اجازت دیتی ہے؟ نہیں، لازم ہے کہ اُسے پہلے عدالت میں پیش کیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اُس سے کیا کچھ سرزد ہوا ہے۔“ یہ سچائی لیڈروں کو زہر لگی۔ وہ اُس سے طنزاً پوچھنے لگے، ”کیا تم بھی گلیل کے رہنے والے ہو؟“[a]

اِس کے بعد یہودیوں کی مخالفت شدید ہوگئی۔ حضرت عیسیٰ نے اُن پر الزام لگایا کہ ”تم مجھے قتل کرنے کی کوشش میں ہو“ اور پھر مزید کہا کہ ”شیطان تمہارا باپ ہے۔“ اِس بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اُنہوں

---

[a] یوحنّا 7:47-52

نے یہ بھی کہا کہ "حقیقت میں تم نے اُسے نہیں جانا جبکہ مَیں اُسے جانتا ہوں۔ اگر مَیں کہتا کہ مَیں اُسے نہیں جانتا تو مَیں تمہاری طرح جھوٹا ہوتا۔ لیکن مَیں اُسے جانتا اور اُس کے کلام پر عمل کرتا ہوں۔ تمہارے باپ ابراہیم نے خوشی منائی جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ میری آمد کا دن دیکھے گا، اور وہ اُسے دیکھ کر مسرور ہوا۔"[a]

یہودی مخالف طنز کرکے کہنے لگے، "تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں۔ پھر کیا تُو نے ابراہیم کو دیکھا ہے؟"

حضرت عیسیٰ نے بڑی سنجیدگی سے اعلان کیا، "مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں، ابراہیم کی پیدائش سے پیشتر 'مَیں ہوں۔'"

لیڈر بے یقینی سے اُنہیں گھورنے لگے۔ "کُفر، کُفر!" وہ غضب ناک ہو کر چلّانے لگے۔ "پتھر لاؤ۔ یہ اِس لائق ہے کہ سنگسار کیا جائے۔"

مرتھا، مریم اور روت خوف سے کانپنے لگیں، بلکہ افرائیم، لعزر اور داؤد بھی بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے، "کیا ہو گا؟ ہم کس طرح مدد کر

---

[a] یوحنّا 8:55-56

سکتے ہیں؟" اِدھر لوگ حضرت عیسیٰ کو سنگسار کرنے کے لئے پتھر لینے دوڑے، اُدھر وہ اچانک بیت المقدّس سے غائب ہو گئے۔

تاہم لوگ اُن کے بارے میں اندازے لگاتے رہے، "اگر یہ سچ ہے کہ وہ ابراہیم سے پہلے ہیں تو حضرت عیسیٰ اپنی پیدایش سے پہلے بھی موجود تھے۔ اور اگر وہ اللہ باپ کو جانتے ہیں تو محض انسان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ ہاں، جب وہ آسمانی باپ کی بات کرتے ہیں تو ہمارے دِل کس قدر جوش سے بھر جاتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنکھوں دیکھی باتیں کرتے ہیں۔" وہ یہ سوچے بغیر رہ نہ سکے کہ کوئی بھی بشر خدا کو اِس طرح نہیں جانتا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ اُسے جانتے ہیں۔

دُنیا کا نُور

افرائیم کا وفادار نوکر روبن بازار سے گزر رہا تھا۔ سبت کا دِن تھا، اِس لئے دُکانیں بند تھیں۔ لوگ رنگا رنگ کپڑے پہنے گلیوں میں آ جا رہے تھے، مگر روبن کا ذرا بھی دھیان اِدھر نہیں تھا۔ اُس پر افسردگی طاری تھی۔ اُس نے ٹھنڈی آہ بھری، "ہاں، دِن، ہفتے، مہینے بلکہ سال دھند کی طرح اُڑتے جا رہے ہیں۔" وہ بڑے غم سے سوچ رہا تھا کہ ابھی چند دِن گزرے کہ بڑی خوشیوں کے ساتھ جھونپڑیوں کی عید آئی تھی۔ اُس نے اپنا سفید سر بے یقینی سے ہلایا۔ اور اب ہرے ہرے جھونپڑیاں غائب ہو

چکی ہیں اور زائرین کی بڑی تعداد واپس جا چکی ہے۔ کیا مَیں اگلی عید دیکھنے کو زندہ رہوں گا ؟

پھر اُسے خیال آیا کہ مَیں کیوں ایسی غم ناک سوچوں میں گُم ہوں؟ مجھے روشن پہلو پر نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ کا شُکر کرنے کی بھی تو کئی باتیں ہیں۔ اِس بڑھاپے میں بھی مَیں چل پھر سکتا ہوں۔ صحت بھی اچھی ہے کہ اکتوبر کی دھوپ کا لُطف اُٹھا رہا ہوں۔ موسم کتنا خوش گوار ہے! اِس کے لئے بھی اللہ کا شُکر ادا کرنا چاہئے۔

پھر کسی کی دُکھ بھری آواز نے بازار کی خاموشی کو توڑ دیا، ''خدا کے نام سے مجھ اندھے بھکاری پر رحم کرو۔'' یہ تو حور کا نوجوان بیٹا عزر ہے۔ بے چارے کا حال بہت ہی بُرا ہے۔ جوان اور صحت مند ہونے کے باوجود اُسے بھیک مانگ کر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔

روبن نے رُک کر عزر سے گپ شپ لگانے کا ارادہ کیا۔ اچانک اُسے خیال آیا کہ عزر نے حضرت عیسیٰؑ سے ملنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ وہ اِس نتیجے پر پہنچا کہ اُسے اُس استاد کی خبر ہی نہیں ہو گی جو بینائی بحال کرنے کی قُدرت رکھتا ہے۔ کیا حضرت عیسیٰؑ نے تھوڑی دیر پہلے

اعلان نہیں کیا تھا کہ "مَیں دُنیا کا نُور ہوں؟" روبن جوش سے عزر کی طرف بڑھا۔ "مَیں اُسے حضرت عیسیٰ کے بارے میں بتاؤں گا اور اگر عزر کی مرضی ہوئی تو اُس کی خاطر استاد کی تلاش بھی کروں گا۔"

عزر کی دردناک آواز پھر گلی میں گونج اُٹھی۔ روبن نے دیکھا کہ بے شمار لوگ آ جا رہے ہیں، لیکن کوئی بھی اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ جب وہ اُس نوجوان کے سامنے رُکا تو دیکھا کہ اُس کے برتن میں چند معمولی سے سکّے پڑے ہیں۔ روبن نے خوش مزاجی سے اُسے سلام کیا، "عزر تمہاری سلامتی ہو۔" اور پھر اپنی جیب میں کوئی سکّہ تلاش کر کے اُسے اُس کے پیالے میں پھینکا۔ اُس کی آواز کھنک کر دوسرے سکّوں میں جا گرا تو بوڑھے آدمی کا دِل خوش ہو گیا۔

"جناب! اللہ آپ کو برکت دے۔" بھکاری نے گرم جوشی سے روبن کا شکریہ ادا کیا۔ "آپ ہمیشہ مجھ پر مہربانی کرتے ہیں۔"

"عزر، کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اگر ایک دم تمہارا اندھاپن جاتا رہے تو کیسا لگے گا؟"

عزر بولا، "لڑکپن میں مَیں ایسے سپنے دیکھا کرتا تھا، لیکن سپنے سپنے ہی ہوتے ہیں۔ جنم کے اندھے کا تو کوئی علاج ہے ہی نہیں۔" اُس نے آہ بھری اور کہا، "جناب! اندھے کی زندگی آسان نہیں۔ نہایت تنہائی کی زندگی ہے۔ لوگوں کے چہرے تو نظر نہیں آتے مگر مَیں محسوس کرتا ہوں کہ اُنہیں مجھ جیسوں سے کتنی نفرت ہے۔"

عزر کے دردناک الفاظ سُن کر روبن کو اُس کے والدین کا خیال آیا۔ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کا ذکر ضرور سُنا ہو گا۔ تو پھر وہ کیوں اپنے بیٹے کو شفا پانے کے لئے اُن کے پاس لے کر نہیں گئے؟ کہیں لیڈروں کے ڈر سے تو وہ حضرت عیسیٰ سے دُور دُور نہیں رہ رہے؟

روبن نے معلوم کرنے کے لئے پوچھا، "عزر، تمہارے والدین کیسے لوگ ہیں؟ مذہبی لوگ ہیں؟ کیا اِس بات سے اُداس نہیں ہوتے کہ تمہیں ہر روز سڑک کے کنارے بیٹھ کر بھیک مانگنی پڑتی ہے؟"

نوجوان نے بے ساختہ جواب دیا، "میرے والدین بہت اچھے ہیں۔ وہ ایمان دار تو ہیں، پڑوسیوں میں اُن کا بڑا نام ہے۔ لیکن میرا خیال ہے وہ بہت زیادہ پابند نہیں ہیں۔ ہاں، اُنہیں فخر ہے کہ ہم

یہودی ہیں۔ ابراہیم کی اولاد ہیں۔ لیکن اُن کے خیال میں اِتنا ہی کافی ہے۔ کبھی کبھی عبادت کرنے بھی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ اُن کی دین داری میں کچھ خامی ہے۔" اُس کی زبان کپکپا گئی، "جناب میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں کہ مجھے بھکاری کی زندگی بسر کرنی پڑ رہی ہے بلکہ دُکھ اِس بات کا ہے کہ اندھے پن کی وجہ سے لوگ مجھے بڑا گناہ گار سمجھتے ہیں۔"

روبن اُس کی بات کاٹنے لگا، مگر اُس نے عرض کی کہ میری پوری بات سُن لیں، "جب میرے دادا جان زندہ تھے تو اُنہوں نے میرے دِل میں اللہ کے کلام کا پیار بھر دیا۔ اُنہوں نے مجھے سکھایا کہ قادرِ مطلق نے ہر چیز پیدا کی ہے۔ اور جب اُس نے اپنی ساری تخلیق کو دیکھا تو کہا کہ اچھا ہے۔" عزر نے اپنی بے نُور آنکھیں بڑے اشتیاق سے روبن کی طرف گھمائیں۔ "میرے دادا جان نے بتایا کہ خدا ہر وقت اپنی ساری تخلیق کا خیال کرتا اور اُس سے پیار کرتا ہے۔ لیکن اِسی خیال سے میرا دِل بیٹھنے لگتا ہے۔ کیا میری بے چارگی کی دردناک زندگی اِس بات کی تردید نہیں کرتی؟ خدا مجھے اِس طرح سزا کیوں دے رہا

ہے؟ مَیں نے کیا کِیا ہے کہ دُنیا میں اندھا پیدا ہوا ؟ اپنے اندھے پن کے بارے میں ایسے بہت سے سوالوں سے میرا ذہن بوجھل ہو جاتا ہے۔ اکثر سوچتا ہوں کہ ایسی زندگی کا کیا فائدہ؟ میرے پیدا ہونے کا کیا مقصد ہے؟ کیا یہی کہ زندگی کے ایک ایک دِن میں اللّٰہ کا بھاری ہاتھ اپنے اوپر محسوس کرتا رہوں؟ جناب میری زندگی کدھر کو جا رہی ہے؟" اُس نے گہری آہ کھینچی، "میرے والدین میرے سوالوں کو نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں مَیں پوری زندگی کے نہیں بلکہ صرف آج کے دِن کے بارے میں سوچا کروں۔ وہ کہتے ہیں کہ مذہبی مسائل کے بارے میں سوچنا اماموں کا کام ہے۔"

اُس نے ذرا لمحے کے بعد اقرار کیا، "جناب مَیں ایسا نہیں کرسکتا۔ میرے دادا جان پاک کلام کے بڑے پیارے حصّے پڑھ کر سُنایا کرتے تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللّٰہ محبت ہے۔ وہ پاک اور وفادار ہے۔ مَیں نے سیکھا کہ خدا نے ہر چیز کسی مقصد سے پیدا کی ہے۔" عزر کی باتیں سُن کر بوڑھے روبن کا دِل بھر آیا۔ "اب مَیں اِس خیال سے پیچھا چُھڑانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہوں کہ اللّٰہ ایک بڑی بَلا ہے

جو مجھے دبائے جا رہا ہے۔ اَب مَیں دُعائیں مانگتا ہوں کہ خدا مجھے میرے اندھے پن کے بارے میں سمجھا دے۔" پھر آہستہ سے بتایا، "اگر میرے اندھے پن کا کوئی اچھا مقصد ہوا تو مَیں اُسے اللہ کے ہاتھ سے خوشی سے قبول کرلوں گا۔"

"عزر، میرے اچھے بچے۔ سُنو! کیا تم نے کبھی کسی سے حضرت عیسیٰ کا ذکر سُنا ؟ وہ خاص آدمی ہیں۔ ابھی اگلے ہی دِن وہ کہہ رہے تھے کہ مَیں دُنیا کا نُور ہوں۔ صرف المسیح ہی ایسا دعویٰ کرسکتا ہے۔ کئی لوگ تو خیال کرتے ہیں کہ وہی المسیح ہیں۔ بیٹا! اُن کی تعلیم تو بہت ہی پُرفضل ہے۔ اللہ کی قدرت اُن کے وسیلے سے کام کرتی ہے۔ وہ ہر بیماری سے شفا دے سکتے ہیں۔"

عزر نے بڑے شوق سے پوچھا، "جناب، وہ استاد ہے کہاں؟"

روبن نے بھی ویسے ہی شوق سے جواب دیا، "بیٹا، اِن دنوں میں تو وہ یروشلم میں ہی ہیں۔ اپنے والدین سے کہو تمہیں اُس کے پاس لے جائیں۔"

دو آدمی اُدھر سے گزر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک رُکا اور جلدی سے روبن کی طرف پلٹا۔ "روبن، مَیں اور والد صاحب تمہیں سارے یروشلم میں ڈھونڈتے پھرے،" داؤد نے اُسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ پھر سنجیدگی سے بولا، "در اصل بات یہ ہے کہ ایک مُلاقاتی تم سے ملنا چاہتا ہے۔ جلدی سے گھر پہنچو۔ اچھا، ہم چلے۔"

بوڑھے آدمی کو پسینہ آ گیا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ "جناب آپ کو میرے لئے تکلیف نہیں کرنی چاہئے تھی، کسی نوکر کو بھیج دیتے۔"

اب افرائیم بھی اُن کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا، "ہمیں اِدھر آنا ہی تھا۔ اچھا ہوا کہ تم ہمیں مل گئے ہو۔"

روبن جانے کو مُڑا۔ لیکن ایک بار پھر بھکاری سے مخاطب ہوا، "تم نے سُنا کہ مجھے اب جانا ہے۔ میری نصیحت نہ بھولنا، بیٹا۔ استاد سے ملنے کی ضرور کوشش کرنا۔"

افرائیم نے دیکھا کہ روبن بھکاری میں بہت دل چسپی رکھتا ہے، تو بڑی نرمی سے کہنے لگا، "اچھا، اچھا۔ تو یہ عزر ہے۔ بیٹا یہ لو، تمہارے

لئے ہے۔" چلتے چلتے افرائیم اور داؤد سوچ رہے تھے کہ روبن کتنا نرم دل ہے۔ بھکاریوں کا حال پوچھنے کے لئے بھی رُک جاتا ہے۔

روبن کی جاتی ہوئی آہٹیں ابھی عزر کے کانوں میں تھیں کہ دوسرے کئی لوگوں کی آہٹیں آنے لگیں۔ وہ اُس کے قریب آ کر رُک گئے۔ نوجوان بھکاری اپنے خیالوں میں گم تھا۔ اُس نے ابھی ابھی جو عظیم خبر سُنی تھی اُس پر سوچ رہا تھا۔ اُس نے آنے والوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ استاد کی خبر سے اُس کے لڑکپن کے خواب پھر سے تازہ ہو گئے تھے۔ جلد ہی اُس کو احساس ہو گیا کہ یہ کوئی خاص قِسم کے لوگ ہیں جو مجھ میں دل چسپی لے رہے ہیں۔ ایک نے پوچھا، "دوست، تُم کتنے عرصے سے نابینا ہو؟"

عزر نے جواب دیا، "جنم سے۔" اُسے اپنے پیالے میں سکّے گرنے کی آواز سُنائی دی۔ اُس نے معمول کے مطابق غیر جذباتی آواز میں کہا، "اللہ تمہیں برکت دے۔" وہ چاہتا تھا کہ یہ لوگ چلے جائیں تاکہ استاد کے بارے میں اپنی سوچوں کو جاری رکھ سکے۔ اُس کے ماتھے پر شکنیں

اُبھریں۔ یہ جاتے کیوں نہیں؟ ایک پتا کرنے لگا، "استاد، کس نے گناہ کیا کہ یہ اندھا پیدا ہوا؟، اِس نے یا اِس کے ماں باپ نے؟"

کسی اَور نے تیزی سے جواب دیا، "یہ تو پیدا ہی اندھا ہوا۔ پیدایش کے وقت یہ گناہ کو کہاں جانتا تھا۔"

ایک اَور پوچھنے لگا، "استاد۔ یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ پیدائشی اندھاپن اُن گناہوں کی سزا ہے جو بعد میں کئے جائیں گے۔ کیا اِس آدمی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے؟"

عزر کے کان کھڑے ہوئے۔ وہ بڑے غور سے سُن رہا تھا۔ کیا مجھے اپنی بدنصیب زندگی کے بارے میں سوالوں کا جواب ملنے والا ہے؟ اَب ایک اَور آدمی کی آواز اُبھری۔ عزر نے سانس روک لی۔ "نہ اِس کا کوئی گناہ ہے اور نہ اِس کے والدین کا۔ یہ اِس لئے ہوا کہ اِس کی زندگی میں اللہ کا کام ظاہر ہو جائے۔" عزر کے منہ سے جیسے چیخ نکل گئی ہو۔ کیا؟ خدا میرے وسیلے سے اپنی قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے؟ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو اُس کے ہاں میری زندگی کا ایک بڑا منصوبہ ہو گا۔ وہ اُس آواز کو بڑے دھیان سے سُننے لگا جو کہہ رہی تھی، "ابھی دن ہے۔ لازم

ہے کہ ہم جتنی دیر تک دن ہے اُس کا کام کرتے رہیں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ کیونکہ رات آنے والی ہے، اُس وقت کوئی کام نہیں کر سکے گا۔ لیکن جتنی دیر تک مَیں دنیا میں ہوں اُتنی دیر تک مَیں دنیا کا نور ہوں۔"

(یہ سبت کا دِن تھا)۔

اچانک عزر بھانپ گیا کہ بولنے والا وہی عظیم شخص ہے جس کا ذکر روبن نے کیا تھا۔ کیا ممکن ہے کہ یہ میری تاریک زندگی میں بھی نُور لا سکیں؟ بڑی اُمید کے ساتھ اُس نے کان لگائے۔ اُسے اپنے سامنے کسی حرکت کا احساس ہونے لگا۔ حضرت عیسیٰ اکڑوں بیٹھ گئے۔ اُس نے تھوکنے کی آواز سُنی۔ وہ حیران ہونے لگا۔ اب حضرت عیسیٰ تھوک سے مٹی سان رہے تھے۔ اندھے کی حیرانی اَور بڑھ گئی جب حضرت عیسیٰ وہ گیلی مٹی اُس کی آنکھوں پر لگانے لگے۔ اُن کے نرم نرم ہاتھوں کے احساس سے نوجوان کے دل میں اُمید کی ایک نئی لہر دوڑ گئی اور اَن جانے سے جذبات ابھرنے لگے۔ کیا اللہ گناہ گار کے داغ دھو ڈالے گا؟ اُس کے اندر اُس استاد کے بارے میں عجیب سا اعتماد اُبھر رہا تھا۔ ضرور کوئی خاص بات ہونے والی ہے، ورنہ استاد یہ گیلی مٹی

میری آنکھوں پر کیوں لگاتے؟ کیا خدا سچ مچ میرے وسیلے سے اپنی قدرت دکھائے گا؟ حضرت عیسیٰ نے مٹی اُس کی آنکھوں پر لگا لی اور اُسے حُکم دیا، "جا، شِلوخ کے حوض میں نہا لے۔"

عزر نے ٹٹول کر اپنی چھڑی اُٹھائی۔ یہی اُس کی وفادار ساتھی تھی۔ وہ اپنے جذبات کے باعث کپکپاتے ہوئے اُٹھا اور شلوخ کے حوض کو روانہ ہو گیا۔ اگرچہ وہ دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن اُس چھوٹے سے گاؤں میں اُسے سارے راستوں کا علم تھا۔ چھڑی سے ٹپ ٹپ کرتا ہوا وہ نچلے بازار میں سے گزرا۔ ہفتے کے باقی دنوں میں دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی دُکانوں پر سبزیاں، پھل، گھریلو سودا سلف اور ضروریات کی چھوٹی موٹی اشیا فروخت ہوا کرتی تھیں۔ اِدھر اُدھر چھابڑی والے بھی بیٹھے ہوتے تھے۔ لیکن سبت کے باعث اِس اندھے آدمی کو چلنے میں آسانی تھی کیونکہ سوائے اِکا دُکا سَیر کرنے والوں کے سڑک بالکل خالی تھی۔ آج اُسے چھابڑی والوں، مصروف دکانداروں، گدھوں اور گاہکوں کے ہجوم سے بچنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ دلی تمنا سے تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ کیا مَیں ابھی تھوڑی دیر میں اپنا شہر دیکھ سکوں گا؟ اپنے

والدین اور اِس خوب صورت دُنیا کو جس کے بارے میں اِتنی باتیں سُن رکھی ہیں، کیا مَیں سب کچھ دیکھ سکوں گا ؟ کئی چیزیں ایسی تھیں جن کا وہ تصوّر بھی نہیں کرسکتا تھا۔ سورج کیا ہوتا ہے اور نُور کیسا ہوتا ہے جس کا ذکر استاد کر رہے تھے ؟

آخر عزر شلوخ کے حوض پر پہنچ گیا۔ چھڑی سے ٹٹولتا ہوا وہ سیڑھیاں اُتر گیا۔ تھرتھراتے ہاتھوں سے اُس نے چلّو میں پانی لیا اور آنکھیں دھو لیں۔ جلدی سے اُس نے پانی پونچھا اور بڑی توقعات سے آنکھیں کھولیں۔ اگلے ہی لمحے وہ چونک کر بیٹھ گیا۔ نُور میں نہائی ہوئی کیسی خوب صورت دُنیا اُس کا استقبال کر رہی تھی! وہ متعجّب ہو کر بیٹھا رہا۔ اُس نے خود کو چٹکی کاٹی کہ کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ تب اُسے یقین ہو گیا کہ مَیں سچ مچ دیکھ سکتا ہوں۔ زندگی میں پہلی بار اُس نے حوض کے چمکتے ہوئے پانی کو دیکھا۔ اُس نے شلوخ گاؤں پر نظر ڈالی۔ لگتا تھا کہ وہ نزدیکی چٹانوں پر گوند سے چپکا ہوا ہو۔ دائیں طرف زیتون کا پہاڑ اُس کا استقبال کر رہا تھا۔ سامنے یروشلم کی بے شمار چھتیں اُسے

اشارے کر رہی تھیں اور ساری چھتوں سے اوپر بیت المقدّس کی سُنہری چھت جگمگا رہی تھی۔

لیکن نوجوان کے پاس اِتنا وقت کہاں تھا کہ وہاں بیٹھا خیالات میں ڈوبا رہتا۔ اُس کو خواہش ہوئی کہ مَیں اُس سے ملوں جو کہتے تھے، "مَیں دُنیا کا نُور ہوں۔" اُس نے اُس کی زندگی سے وہ داغ مٹا دیا تھا جس کے باعث اُسے گناہ گار سمجھا جاتا تھا۔ عزر اپنی چھڑی وہیں چھوڑ کر شہر کو واپس چل پڑا۔ اُس کا دل خوشی سے لبریز تھا، کیونکہ اب وہ جان گیا تھا کہ خدا ہمیشہ مجھ سے محبت کرتا رہا ہے۔ بلکہ وہ مجھے اِس دُنیا میں اِس معذوری کے ساتھ اِسی لئے لایا تھا تاکہ اُس کے نام کی بڑائی ہو۔ عزر حضرت عیسیٰ سے ملنے کو تڑپ رہا تھا تاکہ معلوم کرے کہ وہ کون ہیں۔ وہ المسیح کے آنے کا مشتاق رہا تھا، اُس کا جو اللہ اور انسان کا درمیانی ہو گا۔ جب وہ آئے گا تو وہ بھی مصیبت زدوں کی حالت پر ترس کھائے گا۔

عزر بازار میں سے ہوتا ہوا واپس جا رہا تھا کہ اُسے افرائیم اور داؤد مل گئے۔ داؤد رُک کر اُسے بغور دیکھنے لگا۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ "تم عزر ہی ہو نا ؟" اُس کے لہجے سے بے یقینی ٹپک رہی تھی۔

افرائیم نے بھی بے حد حیرانی سے کہا، "یقیناً تم عزر ہی ہو۔ ہم پہلے بھی تجھ سے مل چکے ہیں۔ اب تم دیکھ سکتے ہو؟ اور کتنے خوش ہوا! کیا ہوا ؟"

جب لوگوں نے اُن کو اِتنے جوش سے باتیں کرتے سُنا تو وہ بھی ٹھہر گئے۔ اور بہتوں نے تصدیق کی، "ہاں، سچ مچ یہ حور کا بیٹا عزر ہے۔"

مختلف آوازوں کا شور اُٹھنے لگا۔ بعض شک میں تھے۔ "لوگو، یہ سب احمقانہ باتیں ہیں۔ یہ ہرگز عزر نہیں۔ صرف اُس کا ہم شکل ہے۔ بھلا جنم کے اندھے کی بینائی کیسے بحال ہو سکتی ہے!"

عزر مسکراتے ہوئے ساری گفتگو سُنتا رہا۔ اب اُس نے جواب دیا، "دوستو یقین کرو، مَیں عزر ہی ہوں جو پہلے بھیک مانگا کرتا تھا۔"

لوگوں نے اُس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا اور بڑے شوق سے تفتیش کرنے لگے، "تمہاری آنکھیں کیسے کُھل گئیں؟"

عزر کو اپنی ہر دل عزیزی کا بہت لُطف آ رہا تھا۔ اُس نے بتایا، ”وہ جو عیسیٰ کہلاتے ہیں اُنہوں نے مٹی سان کر میری آنکھوں پر لگا دی۔ پھر اُنہوں نے مجھے کہا، ’شِلوخ کے حوض پر جا اور نہا لے۔‘ مَیں وہاں گیا اور نہاتے ہی میری آنکھیں بحال ہو گئیں۔“

داؤد نے اپنے باپ کی توجہ چند افراد کی طرف دلائی جو بڑی تیکھی نظروں سے عزر کو گھور رہے تھے۔ بولا، ”مُصیبت آنے والی ہے۔“ بے چارہ عزر بھی اُن کی کھا جانے والی نظروں سے پریشان ہو گیا۔ اُسے افسوس ہونے لگا کہ بعض لوگ اُس کی خوشی میں شامل نہیں ہو رہے ہیں۔

ایک آدمی جو بڑا مذہبی دکھائی دے رہا تھا، اُس نے سختی سے پوچھا کہ ”وہ کہاں ہے؟“

عزر نے جواب دیا، ”مجھے نہیں معلوم۔“ چونکہ اُس کی شفا یابی کی خبر جنگل کی آگ کی طرح گرد و نواح میں پھیل گئی تھی، اِس لئے بڑا ہجوم جمع ہو گیا۔ کٹر یہودیوں نے فیصلہ کیا کہ لیڈروں کو فوری طور پر اطلاع کرنی چاہئے کہ حضرت عیسیٰ نے پھر سبت کو توڑا ہے۔

افرائیم اور داؤد کو بہت مایوسی ہوئی کہ اُن کے دل کتنے سخت ہیں کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ خوشی نہیں منا سکتے جس پر اِتنا بڑا معجزہ ہوا ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد حیران و پریشان عزر کو لیڈروں کے سامنے پیش ہونا پڑا۔ معزّز سردار بہت فکرمند دکھائی دے رہے تھے۔ عزر سے پوچھا، "تُم کو بینائی کیسے ملی؟"

اُس نے جواب دیا، "اُس نے میری آنکھوں پر مٹی لگا دی، پھر مَیں نے نہا لیا اور اب دیکھ سکتا ہوں۔" یہ کتنا احمقانہ سوال تھا اور خواہ مخواہ کی لے دے! ابھی ابھی وہ کتنا خوش تھا۔ اِن لوگوں نے بے چارے کی ساری خوشی غارت کر دی۔

اب چند فریسیوں نے بڑے اعتماد سے فتویٰ دیا، "یہ شخص اللہ کی طرف سے نہیں ہے، کیونکہ سبت کے دن کام کرتا ہے۔"

لیکن بعض نے ایک دلیل دی، "گناہ گار اِس قِسم کے الٰہی نشان کس طرح دکھا سکتا ہے؟" یوں لیڈروں میں تفرقہ پڑ گیا۔ آخر اُنہوں نے

پھر اُس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا، "یہ شخص اللہ کی طرف سے نہیں ہے، کیونکہ سبت کے دن کام کرتا ہے۔"

عزر نے سیدھے جواب دیا، "وہ نبی ہیں۔"[a] آخر تمام بزرگ سر جوڑ کر بیٹھے۔ وہ اِس نتیجے پر پہنچے کہ اِس سارے معاملے کے پیچھے ضرور کچھ ہے۔ ممکن ہے یہ آدمی اندھا تھا ہی نہیں۔ تب اُنہوں نے اُس کے والدین کو بُلایا۔

جب عزر کے ماں باپ کو عزر کی شفا کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوئے، لیکن اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ بزرگوں کے سامنے ہوشیاری سے بات کرنی چاہیے تاکہ وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ ایک ایک لفظ تول کے بولنے کی ضرورت ہے۔ اُن بزرگوں کو یہ شک نہ ہو جائے کہ ہم حضرت عیسیٰ کے حمایتی ہیں۔ وہ گھبرائے ہوئے بیت المقدّس میں پہنچے۔ خدا کی تعریف ہو! اُن کا بیٹا نہایت چمکیلی آنکھوں سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔ واہ، اُس نے اُنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اب اُس نے اُنہیں صرف اُن کی آوازوں سے پہچان لیا۔ لیکن اُس وقت خوشی ظاہر کرنے

---

[a] یوحنّا 9:1-17

کا موقع نہ تھا۔ اُن کی نیک نامی کو خطرہ تھا۔ بزرگوں نے اُن سے سوال کیا، ”کیا یہ تمھارا بیٹا ہے، وہی جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ وہ اندھا پیدا ہوا تھا؟ اب یہ کس طرح دیکھ سکتا ہے؟“

والدین کو بزرگوں کے سوال میں شک کی چبھن محسوس ہوئی۔ اُنھوں نے جواب دیا، ”ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور کہ یہ پیدا ہوتے وقت اندھا تھا۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اب یہ کس طرح دیکھ سکتا ہے یا کہ کس نے اِس کی آنکھوں کو بحال کیا ہے۔ اِس سے خود پتا کریں، یہ بالغ ہے۔ یہ خود اپنے بارے میں بتا سکتا ہے۔“

عزر کو دوبارہ طلب کیا گیا۔ اِس میں تو شک کی گنجائش نہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے ایک اَور بڑا معجزہ کیا تھا، لیکن وہ عزر کو منوانا چاہتے تھے کہ جس نے اُسے شفا بخشی وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ اگر وہ اِس میں کامیاب ہو جائیں تو یہ خبر حضرت عیسیٰ کے حق میں نہ ہو گی۔ وہ کہنے لگے، ”اللہ کو جلال دے، ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گناہ گار ہے۔“

عزر نے جواب دیا، "مجھے کیا پتا ہے کہ وہ گناہ گار ہیں یا نہیں، لیکن ایک بات مَیں جانتا ہوں، پہلے مَیں اندھا تھا، اور اب مَیں دیکھ سکتا ہوں!"

اُنہوں نے پھر سوال کیا، "اُس نے تیرے ساتھ کیا کِیا؟ اُس نے کس طرح تیری آنکھوں کو بحال کر دیا؟"

عزر نے قدرے گرم ہو کر جواب دیا، "مَیں پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں، اور آپ نے سنا نہیں۔ کیا آپ بھی اُن کے شاگرد بننا چاہتے ہیں؟"

عزر کی طنز کام کر گئی۔ بزرگ سخت ناراض ہو گئے اور بڑی حقارت سے کہنے لگے، "تُو ہی اُس کا شاگرد ہے، ہم تو موسیٰ کے شاگرد ہیں۔ ہم تو جانتے ہیں کہ اللہ نے موسیٰ سے بات کی ہے، لیکن اِس کے بارے میں ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔"

عزر نے پھر بھرپور طنز سے کہا، "عجیب بات ہے، اُنہوں نے میری آنکھوں کو شفا دی ہے، اَور پھر بھی آپ نہیں جانتے کہ وہ کہاں سے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ گناہ گاروں کی نہیں سنتا۔ وہ تو اُس کی سنتا

ہے جو اُس کا خوف مانتا اور اُس کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔ ابتدا ہی سے یہ بات سننے میں نہیں آئی کہ کسی نے پیدائشی اندھے کی آنکھوں کو بحال کر دیا ہو۔ اگر یہ آدمی اللہ کی طرف سے نہ ہوتے تو کچھ نہ کر سکتے۔"

عزر کی یہ بات سُن کر وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اِس سر پھرے نوجوان کو سبق سکھانا چاہیے۔ وہ اُس پر آواز کسنے لگے، "تُو جو گناہ آلودہ حالت میں پیدا ہوا ہے کیا تُو ہمارا اُستاد بننا چاہتا ہے؟" یہ کہہ کر اُنہوں نے اُسے جماعت میں سے نکال دیا۔[a]

اب عزر بھی اُن کی نظروں میں کھٹکنے لگا۔ اب اُس کا شمار بھی اُن لوگوں میں ہونے لگا جن کے بارے میں اُن کا خیال تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ رفاقت کے لائق نہیں۔ جب وہ لڑکھڑاتا ہوا عبادت خانے سے باہر نکلا تو تعجّب کرنے لگا، "اِتنے تھوڑے سے وقت میں کتنی باتیں پیش آ چکی ہیں۔ لیکن اُداس ہونے کی کیا ضرورت ہے! حضرت عیسیٰ جو خود کو دُنیا کا نُور کہتے ہیں، اُنہوں نے بتایا تھا کہ میری زندگی سے خدا

[a] یوحنّا 9:19-21؛ 24-34

کے بڑے بڑے کام ظاہر ہوں گے اور ایسا ہی ہوا بھی۔ خداوند نے میری زندگی میں ایک معجزہ کیا ہے۔ یہ بزرگ چاہے مجھے گناہ گار اور مردود کیوں نہ کہیں، لیکن میری خوشی نہیں چھین سکتے، مجھے خدا کے فضل اور پیار کا تجربہ ہوا ہے۔ اللہ میری فکر کرتا ہے۔ مجھے اَور کسی کی پروا نہیں۔"

حضرت عیسیٰ کو بھی خبر ہوئی کہ عزر نے بے دھڑک ہو کر گواہی دی ہے۔ وہ خوش ہوئے کہ وہ میری خاطر دُکھ سہنے کو تیار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن کی اُس سے دوبارہ مُلاقات ہوئی۔ اُنہوں نے اُسے بڑے غور سے دیکھا۔ اَب وہ خوش باش اور چاق و چوبند تھا۔ حضرت عیسیٰ نے اُس سے ایک بڑا اہم سوال پوچھا، "کیا تُو ابنِ آدم پر ایمان رکھتا ہے؟"

نوجوان نے بڑے اشتیاق سے پوچھا، "خداوند، وہ کون ہے؟ مجھے بتائیں تاکہ مَیں اُس پر ایمان لاؤں۔"

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "تُو نے اُسے دیکھ لیا ہے بلکہ وہ تجھ سے بات کر رہا ہے۔"

عزر حضرت عیسیٰ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ تو میرا خیال دُرست تھا۔ حضرت عیسیٰ ہی ابنِ آدم یعنی دُنیا کا نجات دہندہ المسیح ہیں۔ اُس نے قائل ہو کر کہا، "خداوند، مَیں ایمان رکھتا ہوں" اور بڑی عقیدت سے اُنہیں سجدہ کیا۔[a] جب سے حضرت عیسیٰ نے چھو کر اُسے بینائی بخشی، عزر کو احساس تھا کہ آخر کار خدا اور انسان کا درمیانی آ ہی گیا ہے۔

شاگرد پھر حیران رہ گئے کہ ہمارے آقا تو انسانوں سے سجدہ بھی قبول کر لیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اُن کے خیالات بھانپ کر کہنے لگے، "مَیں عدالت کرنے کے لئے اِس دنیا میں آیا ہوں، اِس لئے کہ اندھے دیکھیں اور دیکھنے والے اندھے ہو جائیں۔"

چند فریسیوں نے جو نزدیک کھڑے تھے یہ سُنا تو کہنے لگے، "اچھا، ہم بھی اندھے ہیں؟"

---

[a] یوحنّا 9:36-37

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”اگر تم اندھے ہوتے تو تم قصوروار نہ ٹھہرتے۔ لیکن اب چونکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم دیکھ سکتے ہیں اِس لئے تمہارا گناہ قائم رہتا ہے۔“[a]

اب حضرت عیسیٰ کو اَور بھی صفائی سے نظر آ رہا تھا کہ میرا انجام نزدیک ہے۔ ابھی چند روز پیشتر اُن کی جان لینے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور اب وہ سابق اندھا جو اُن کی حمایت میں ثابت قدم رہا، اُسے بزرگوں نے عبادت خانے سے خارج کر دیا تھا۔ اِس سبب سے اُنہوں نے اپنے آپ کو اَور بھی ظاہر کر دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ رجوع لا کر خدا کے قدموں میں آئیں۔

---

[a] یوحنّا 9:39-41

مَوت کا وار

دسمبر کی پچیس تاریخ تھی۔ روت اور داؤد چھت پر شمعیں لگا رہے تھے۔ آج رات تمام گھر بے شمار شمعوں کی روشنی سے جگمگا اُٹھے گا۔ روت ٹھنڈی ہَوا سے کانپنے لگی، "ہیرودیس کے محل کی طرف سے کیسی ٹھنڈی ہَوا آ رہی ہے۔ دیکھو! اِس کے تُند جھونکوں سے زیتون کے درخت کس طرح ہچکولے کھا رہے ہیں۔" روت نے اپنی شال اچھی طرح لپیٹ لی۔ " گھر کے دروازے بھی کھڑکھڑانے لگے ہیں۔ بھائی مجھے لگتا ہے کہ آج رات یہ خوب صورت شمعیں نہ جلا سکیں گے۔"

"روت تُم تو بہت قنوطی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو بے چارہ روبن بہت اُداس ہو گا،" داؤد نے چھیڑنے کے انداز میں کہا۔

روت بولی، "یہ کیسا مذاق ہوا۔ ہمارا روبن تو زکام اورنزلے سے بستر میں پڑا ہے۔ اُس پر اِتنے رضائیاں دینی پڑی ہیں کہ وہ نظر ہی نہیں آتا۔ کھانسی کے اِتنے زبردست دورے پڑتے ہیں کہ بے چارے کی چارپائی بھی جھٹکے کھانے لگتی ہے۔ بھائی، وہ چھت پر کہاں آئے گا۔"

"تُم نے اُس کے نزلے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، دُرست ہے۔ شاید کچھ مبالغہ بھی ہو۔ لیکن یہ باتیں ہمارے وفادار نوکر کو چھت پر آ کر شمعوں کا جائزہ لینے اورشہر میں دل فریب چراغ دیکھنے سے روک نہیں سکتیں۔ شرط لگا لو۔ اور اگر شمعیں جلانے کے لئے موسم خراب بھی ہو تو کون پروا کرتا ہے! اِس کے باوجود بھی مخصوصیت کی عید خوشی کا موقع ہے۔ سال کے اِس حصے میں اکثر ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔"

روت کھلکھلا کر ہنس پڑی، "اِن ساری باتوں کے باوجود خوشی منانی چاہئے، کیونکہ بارشیں تو آسمانی برکت ہوتی ہیں۔ ہمارے حوض بھر جاتے ہیں جو خُشک موسم میں بھی کام آتے رہتے ہیں، اورکھیت خوب

سیراب ہو جاتے ہیں۔ البتہ سڑکیں کیچڑ سے بھر جاتی ہیں اور کئی لوگ تہوار میں شامل نہیں ہو سکتے۔" اُس نے آخری جملہ افسوس کے ساتھ ادا کیا۔

داؤد نے جواب دیا، "تو کیا ہوا۔ یروشلم کے باشندوں کے لئے تو مخصوصیت کی عید بڑے آرام سے گزرتی ہے۔ عید کے آٹھ دن خوشی کے ہوتے ہیں۔ یہوداہ مکابی نے تقریباً 145 برس پہلے ہماری قوم کو شامیوں کے جوئے سے رہائی دِلا کر یہ عید مقرر کی تھی۔ وہ بھی اِسے اِتنے جوش و خروش سے نہیں مناتا ہوا ہو گا جیسے کہ ہم لوگ۔"

اِتنے میں اُن کا باپ افرائیم بھی چھت پر آ گیا تھا۔ اُس نے بھی داؤد کی بات سُن لی۔ وہ تعریفی انداز میں کہنے لگا، "یہوداہ مکابی عظیم شخص تھا۔ وہ اِس بات میں کامیاب ہوا کہ بیت المقدّس کو جسے دُشمنوں نے ناپاک کر دیا تھا خدا کی عبادت کے لئے دوبارہ مخصوص کی جائے۔ اُس وقت پھر اِسے خوب صورت سُنہری ظروف سے آراستہ کیا گیا اور پاک مقام میں سات شاخوں والا شمع دان بھی نئے سرے سے روشن کیا گیا تاکہ دِن رات مُسلسل جلتا رہے۔"

روت خوشی سے بولی، "اِسی لئے اِس عید کو 'عیدِ نُور' بھی کہا جاتا ہے۔ مجھے یہ نام بہت پسند ہے۔ لگتا ہے آندھی تھم گئی۔ جلوس کی آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ دیکھو، کیسے خوشی سے نعرے لگا رہے ہیں۔ کیسی مسرّت بخش آوازیں ہیں۔"

تینوں چھت کے کنارے پر آ گئے تا کہ جلوس دیکھ سکیں۔ یہ جلوس شلوخ سے شروع ہو کر ہیرودیس کے محل پر ختم ہوتا تھا۔ اُن کی نگاہیں جلوس کا تعاقب کرتی رہیں۔ تنگ بل کھاتی گلیوں میں سے گزرتا ہوا جلوس کتنا بھلا لگ رہا تھا۔

سورج غروب ہو گیا۔ شہر بھر میں چراغوں کا منظر عجب بہار دکھانے لگا۔ بیت المقدّس کے صحن اور اردگرد کے ہال بُقعۂ نُور بن گئے۔ شہر کی گلیوں اور چھتوں پر ہزاروں شمعیں جھلملانے لگیں۔

افرائیم نے خوش مزاجی سے کہا، "بڑی اچھی بات ہے کہ نوکروں نے گھر کے اندر کی شمعیں بھی روشن کر دی ہیں۔ ورنہ چھت کی طرح اندر بھی اندھیرا ہوتا۔ سارے یروشلم میں ہمارا ہی گھر تاریک ہوتا۔"

روت نے پُکار کر کہا، "داؤد، تمہیں خود شمعوں کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔"

اُس کی آواز میں ذرا خفگی تھی۔ دونوں نے مل کر تمام شمعیں روشن کیں۔ "کتنے افسوس کی بات ہے کہ روبن نزلے سے پڑا ہے اور یہ منظر دیکھ نہیں سکے گا۔" وہ یہ بات کر ہی رہی تھی کہ چھت کا دروازہ چرچرانے لگا اور منہ سر کپڑوں میں لپٹے ہوئے روبن نمودار ہوا۔ اِتنے کپڑوں میں لپٹا وہ پہچانا بھی نہیں جاتا تھا۔ وہ چادر کے اندر سے بولا تو اُس کا نزلہ اور گھبراہٹ دونوں ظاہر ہو رہے تھے۔ "معافی چاہتا ہوں۔ مجھے خبر نہ تھی کہ آپ یہاں پر ہیں۔"

تینوں ایک ساتھ بولے، "آؤ، آؤ۔ بڑے وقت پر آئے ہو۔ اِس وقت یروشلم کی شان دیکھنے کے لائق ہے۔"

داؤد نے روبن کو چھیڑتے ہوئے کہا، "ہمارے بزرگوں نے جب 145 سال پہلے آزادی حاصل کی تھی تو وہ بھی اِتنے خوش نہیں ہوئے ہوں گے جتنے آج ہم ہیں۔"

روبن نے چھینکتے ہوئے جواب دیا، "ہاں، ہاں۔ اور اِس خوش گوار قدیم واقعے کی یاد میں بیت المقدّس میں عبادتیں بھی ہوں گی۔" اُس کی آواز سے شکایت جھلک رہی تھی، "لیکن مَیں عبادت میں شامل نہ

ہوسکوں گا۔ سردی اور بارش میں نکل نہیں سکتا۔" وہ کھانسنے لگا۔ جب دم میں دم آیا تو آواز مدھم اور کُھردری سی ہو رہی تھی، "پتا نہیں اماؤس سے میرا دوست کلوپاس اور اُس کا بیٹا بھی عبادت میں آئے ہوں گے یا نہیں! میری طرح اُسے بھی حضرت عیسیٰ کی باتیں سُننے کا بے حد شوق ہے۔"

افرائیم نے خبردار کیا، "شاید حضرت عیسیٰ بھی نہ آسکے۔ سڑکوں پر تو چلنا محال ہے۔"

روبن نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا، "مَیں بستر پر جانے سے پہلے ذرا شہر کا اچھی طرح نظارہ کرلوں۔ اوہ۔ بہت سے خاندان آج دعوتیں اُڑا رہے ہیں۔ ہر گھر میں درجنوں شمعیں کیسا عمدہ منظر پیش کر رہی ہیں۔" پھر اُس کے خیالات بیت المقدّس کی طرف چلے گئے، اور وہ دھیرے سے کہنے لگا، "مجھے ابھی تک حضرت عیسیٰ کی آخری بات یاد ہے کہ 'اچھا چرواہا مَیں ہوں۔ اچھا چرواہا اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ مزدور چرواہے کا کردار ادا نہیں کرتا، کیونکہ بھیڑیں اُس کی اپنی نہیں ہوتیں۔ اِس لئے جوں ہی کوئی بھیڑیا آتا ہے تو مزدور اُسے دیکھتے

ہی بھیڑوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ نتیجے میں بھیڑیا کچھ بھیڑیں پکڑ لیتا اور باقیوں کو منتشر کر دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ مزدور ہی ہے اور بھیڑوں کی فکر نہیں کرتا۔"[a] روبن نے گہری سانس لی، "حضرت عیسیٰ سچ مچ اچھے چرواہے ہیں۔ اُنہیں ہر ایک کی فکر ہوتی ہے۔ چاہے کسی بچے کو اُن کی ضرورت ہو یا کسی کوڑھی کو، وہ ہر ایک کی مدد کرتے ہیں۔" پھر ذرا لمحے کے بعد بولا، "المسیح بھی ایک چرواہے کی مانند ہو گا۔ اُس وقت مجھے خیال گزرا کہ شاید حضرت عیسیٰ لوگوں کو اشارہ کر رہے ہیں کہ وہ کون ہیں۔"

دوسروں نے بھی تائید کی۔ لیکن داؤد بولا، "اُس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ بھی تو کہا تھا، 'اچھا چرواہا مَیں ہوں۔ مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتی ہیں، بالکل اُسی طرح جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور مَیں باپ کو جانتا ہوں۔ اور مَیں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس باڑے میں نہیں ہیں۔ لازم ہے کہ اُنہیں بھی لے آؤں۔ وہ بھی میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی

[a] یُوحنّا 10:11-13

گلہ اور ایک ہی گلہ بان ہو گا۔' مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اُنہوں نے یہ کیوں کہا کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں۔"

روت نے بھی حیران ہو کر پوچھا، "استاد نے ذکر کیا کہ میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑ خانے کی نہیں۔ کیا اِس سے مراد غیریہودی تو نہیں؟ اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ غیریہودیوں کو بھی اپنا شاگرد ہونے کی دعوت دیں گے۔ یہ باتیں سُن کر بہت سے لوگ تو غضب ناک ہو گئے تھے۔"

لیکن روبن نے کہا، "یہاں بہت سے لوگ ہیں جن کے دِل ایسے چرواہے کے لئے تڑپ رہے ہیں جو سچ مچ اپنی بھیڑوں کی فکر کرتا ہو۔ جو فریسیوں اور علما کی مانند نہ ہو بلکہ جو اُن کی روحانی ضروریات پوری کرے۔ اِن لوگوں کو حضرت عیسیٰ میں وہ اچھا چرواہا نظر آتا ہے۔" لیکن ہوتے ہوتے اُس کا گلا بیٹھ گیا، "ہائے، مجھے جانا چاہئے۔ خداوند آپ کو برکت دے۔" یہ کہہ کر وہ کھانستا اور چھینکتا ہوا اپنے کمرے کو روانہ ہوا۔

اِفرائیم نے پھر وہی موضوع چھیڑ دیا، "اُس موقعے پر حضرت عیسیٰ نے یہ بھی کہا کہ 'میرا باپ مجھے اِس لئے پیار کرتا ہے کہ مَیں اپنی جان دیتا

ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی میری جان مجھ سے چھین نہیں سکتا بلکہ مَیں اُسے اپنی مرضی سے دے دیتا ہوں۔ مجھے اُسے دینے کا اختیار ہے اور اُسے واپس لینے کا بھی۔ یہ حکم مجھے اپنے باپ کی طرف سے ملا ہے۔''[a]

اِفرائیم متعجّب ہو کر سوچنے لگا حضرت عیسیٰ نے بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔ اگر وہ سچ مچ المسیح ہیں تو یہ سب کچھ کرنے کی قُدرت رکھتے ہیں۔

داؤد کے ماتھے پر بل پڑے۔ وہ بولا، ''ابّا جان، کسی دِن ہمارے لیڈر، حضرت عیسیٰ کے الفاظ کو توڑمروڑ کر ایسے معنی نکالیں گے کہ اُنہیں قتل کرسکیں۔ شریعت کے عالِم اور فریسی ہر وقت اُن کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ وہ یروشلم، یہودیہ اور گلیل کے ہر گاؤں سے آ جمع ہوئے ہیں۔ اُن کا حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ رہنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ اُن کی کوئی بات یا کوئی ایسا کام پکڑیں جو شریعت کے مطابق نہ ہو۔ پھر وہ سیدھے صدرِ عدالت کو خبر کریں گے۔''

---

[a] یُوحنّا 10:14-18

اِفرائیم نے اپنے بیٹے کی تائید کی، ”حالات حضرت عیسیٰ کے لئے اچھے نظر نہیں آتے۔ اُنہیں کچھ وقت کے لئے یروشلم سے دُور ہی رہنا چاہئے۔ خاص کر اِس لئے بھی کہ پچھلے اکتوبر سے لیڈر بہت سیخ پا ہیں۔“

تاہم مخصوصیت کی عید کے موقعے پر حضرت عیسیٰ بیت المقدّس پہنچ گئے، گو کوئی نہیں اِس کی توقع کر رہا تھا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بیت المقدّس کی سُنہری چھت پر چھاجوں پانی پڑ رہا تھا جو سنگِ مَرمَر کی دیواروں پر سے ہوتا ہوا صحن کے نیچے حوض میں جمع ہو رہا تھا۔ تمام لوگ بیت المقدّس کے بڑے کمروں میں اور خاص کر سُلیمانی برآمدے میں جمع ہو رہے تھے۔ اچانک حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد بھی وہیں آ گئے۔ داؤد اور اِفرائیم نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ حضرت عیسیٰ اب کیا کریں گے۔ دوسرے دوستوں کے ساتھ وہ حضرت عیسیٰ کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ داؤد نے بڑی ہم دردی سے کہا، ”بے چارے روبن کو کتنا افسوس ہو گا کہ استاد کی باتیں نہیں سُن سکا۔ لیکن اِس خبر سے اُنہیں خوشی ہو گی کہ اُس کا دوست کلوپاس اور اُس کا بیٹا یہاں موجود تھے۔“

لمحے بھر کی خوشی کے بعد اِفرائیم کہنے لگا، ”کتنے افسوس کی بات ہے کہ عزر یہاں حضرت عیسیٰ سے مل نہیں سکتا۔ لیکن وہ اَور جگہوں پر اُنہیں ملنے کی پوری کوشش کرتا ہو گا۔“

اِتنے میں روت بھی آ گئی۔ ”یوحنّا مرقس اور اُس کی ماں بھی آئے ہوئے ہیں۔“ اُس نے خوشی خوشی بتایا، ”ذرا دیکھو، سارے لوگ کتنے خوش ہیں۔ بے شک لیڈروں کی خوشی پر تو اوس پڑ گئی ہو گی۔“

اُدھر سے لیڈر بھی سلیمان کے برآمدے کی طرف بھاگے آ رہے تھے تاکہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں خلل ڈالیں۔ اِس بار اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو اُن کی اپنی ہی باتوں میں پھانسنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔ اَب تک اُنہوں نے سیدھا کبھی نہیں کہا تھا کہ مَیں المسیح ہوں۔ اب اُن کی کوشش تھی کہ اُن سے یہی کہلوائیں۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو رومی گورنر کے سامنے اُن پر الزام لگا سکیں گے۔ اِسی مقصد سے چند لیڈر اُن کے گرد آ کھڑے ہوئے۔ ایک نے اُن سے پوچھا، ”آپ ہمیں کب تک اُلجھن میں رکھیں گے؟ اگر آپ مسیح ہیں تو ہمیں صاف صاف بتا دیں۔“[a]

---

[a] یُوحنّا 24:10

افرائیم نے سانس روک لیا، "یہ لوگ کوئی چال چل رہے ہیں۔"

لیکن حضرت عیسیٰ اُن کا مقصد بھانپ گئے تھے۔ اُنھوں نے جواب دیا، "مَیں تم کو بتا چکا ہوں، لیکن تم کو یقین نہیں آیا۔ جو کام مَیں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں وہ میرے گواہ ہیں۔ لیکن تم ایمان نہیں رکھتے، کیونکہ تم میری بھیڑیں نہیں ہو۔ میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں۔ مَیں اُنھیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے چلتی ہیں۔ مَیں اُنھیں ابدی زندگی دیتا ہوں، اِس لئے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوں گی۔ کوئی اُنھیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا، کیونکہ میرے باپ نے اُنھیں میرے سپرد کیا ہے اور وہی سب سے بڑا ہے۔ کوئی اُنھیں باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ مَیں اور باپ ایک ہیں۔"[a] شاگرد جو اپنے آپ کو بے بس اور بےکس محسوس کر رہے تھے اُن کی ہمّت بندھ گئی۔ ساتھ ساتھ یہ بھی اُنھیں محسوس ہوا کہ تھوڑی دیر میں نہ صرف حضرت عیسیٰ پر بلکہ خود ہم پر بھی مُصیبت آنے والی ہے۔ لیکن اُن کے آقا کے اِن الفاظ نے اُنھیں یقین دلا دیا کہ ہم مضبوط ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔

---

[a] یُوحنّا 10:25-30

شمعون پطرس جذباتی انداز میں اندریاس سے کہنے لگا، "آقا نے کیسی تسلّی کی بات کی ہے۔ مَیں کبھی نہیں بھولوں گا کہ مَیں اُن کے ہاتھ میں ہوں اور بالکل محفوظ ہوں۔"

اِفرائیم سوچنے لگا، "کاش میرا ایمان اِتنا مضبوط ہو کہ مَیں حضرت عیسیٰ کو المسیح مان سکوں اور یہ کہ وہ اپنوں کو سچ مچ اِسی طرح محفوظ رکھ سکتے ہیں!" اب تک اُن کا ایمان ڈانواں ڈول تھا۔ کبھی تو یقین ہونے لگتا کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں اور کبھی شک کرنے لگتا۔

مگر لیڈروں کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ ایک طرف وہ ناراض تھے کہ اُن سے لفظ 'المسیح' نہ کہلوا سکے۔ اُن کا منصوبہ پھر ناکام ہو گیا تھا۔ لیکن اُن کو زیادہ آگ اِس وجہ سے لگی کہ اُنہوں نے پھر اللہ کو اپنا باپ کہا ہے۔ "اُسے ہمارے سامنے ایسا کفر بکنے کی کیسے جرأت ہوئی!"

اچانک داؤد نے اِفرائیم کو مخاطب کیا، "اوہ۔ ابّا جان! مصیبت آیا ہی چاہتی ہے۔ ہم روت کو گھر لے چلیں۔"

لیڈر طیش میں آ کر کہنے لگے، ”کافر۔ کفر، کفر۔ اُسے مار ڈالو۔ اِسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔“ اُنہوں نے اُنہیں سنگسار کرنے کو پتھر اُٹھائے، مگر حضرت عیسیٰ بڑے اعتماد سے اُن کے سامنے کھڑے رہے اور کہنے لگے، ”مَیں نے تمہیں باپ کی طرف سے کئی الٰہی نشان دکھائے ہیں۔ تم مجھے اِن میں سے کس نشان کی وجہ سے سنگسار کر رہے ہو؟“

لیڈروں نے جواب دیا، ”ہم تم کو کسی اچھے کام کی وجہ سے سنگسار نہیں کر رہے بلکہ کفر بکنے کی وجہ سے۔ تم جو صرف انسان ہو اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔“[a]

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”تم کفر بکنے کی بات کیوں کرتے ہو جب مَیں کہتا ہوں کہ مَیں اللہ کا فرزند ہوں؟ آخر باپ نے خود مجھے مخصوص کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔ اگر مَیں اپنے باپ کے کام نہ کروں تو میری بات نہ مانو۔ لیکن اگر اُس کے کام کروں تو بے شک میری بات نہ مانو، لیکن کم از کم اُن کاموں کی گواہی تو مانو۔ پھر تم جان لو گے اور

---

[a] یُوحنّا 10:32-34

سمجھ جاؤ گے کہ باپ مجھ میں ہے اور مَیں باپ میں ہوں۔‘‘[a] یہ سن کر اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو پکڑنے کی کوشش کی۔

جب افرائیم اور اُس کا بیٹا روت کو گھر لے جا رہے تھے تو اُنہیں یہ دیکھ کر تسلّی ہوئی کہ حضرت عیسیٰ اور اُن کے ساتھی بیت المقدّس سے نکل گئے ہیں۔

شاگردوں نے اپنے چوغے اچھی طرح لپیٹ رکھے تھے، کیونکہ بارش پھر برسنے لگی تھی لیکن اُنہیں اِس کی پروا نہ تھی۔ وہ لیڈروں کے ہاتھ سے بچ نکلنے پر خوش تھے۔ جلدی ہی وہ قِدرون کے نالے کے پار اُترے۔ یہ نالہ عموماً خُشک ہی رہتا تھا لیکن آج کی بارش سے تیزی سے بہہ رہا تھا۔ وہ جلدی جلدی زیتون کا پہاڑ پار کرکے بیت عنیاہ کے گاؤں جا پہنچے۔ یہ گاؤں یروشلم سے صرف دو میل کے فاصلے پر تھا۔ آگے جانے سے پہلے وہ اپنے دوست لعزر اور مریم اور مرتھا سے ملنے کو رُک گئے۔

[a] یُوحنّا 10:36-38

لعزر اور بہنوں نے اِن بھیگے مسافروں کا پُرتپاک استقبال کیا۔ کیچڑ سے بھری سڑک پر سفر کرنے کے بعد اُنہیں اِس مہمان نوازی کا دُگنا لطف آیا، اور بڑی بہن مرتھا کے ہاتھ کا لذیذ کھانا خوب مزے لے لے کر کھایا۔ اِس پیارے گھر میں دوبارہ آنا کتنی مسرت کا باعث تھا۔ وہ اِن تینوں سے رفاقت کی بڑی قدر کرتے تھے۔

چار دِن کا مُردہ قبر سے نکلا

مارچ کا مہینہ آ گیا تھا۔ ہرطرف بہار اپنی تمام رنگینیوں کے ساتھ حُکمران تھی۔ لیکن اِس حُسن اورخوب صورتی کے باوجود بیت عنیاہ میں مریم اور مرتھا نہایت اُداس تھے۔ لعزر بہت بیمار تھا، یہاں تک کہ بہنوں کو لگا کہ اُس کی جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔ رات کو شمع کی کپکپاتی لَو اور دھیمی روشنی میں اُس کی حلقوں میں دھنسی ہوئی آنکھیں اور رُک رُک کر چلتی ہوئی سانسیں بہنوں کے دِلوں پر چُھریاں چلاتی تھیں۔ ”کاش حضرت عیسیٰ یہاں ہوتے تو بھائی کو ساری تکلیف سے رہائی مل جاتی۔“

دِن گزرتے جا رہے تھے۔ دونوں بہنیں اکثر نزدیکی پہاڑیوں پر چلی جاتیں، جہاں سے وہ دُور پِریہ کے اُودے اُودے پہاڑوں کو دیکھ سکتیں۔ وہ جانتی تھیں کہ حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد وہاں ہیں، لیکن اُن کی محبت اُنہیں بُلانے سے روکتی تھی، کیونکہ یروشلم سے اِتنے قریب موت حضرت عیسیٰ کی منتظر تھی، اور وہ ایسا خطرہ مول نہیں لے سکتی تھیں۔ لیکن اُن کے خیالات اکثر حضرت عیسیٰ کے ساتھ ہوتے۔ وہ بڑے حوصلے سے اپنے بھائی کی تیمارداری کرتی رہیں، مگر اُس کی حالت بگڑتی ہی گئی۔ ایک دِن بیماری انتہا کو پہنچ گئی۔ دونوں بہنیں بے بسی سے اُس کے پلنگ کے پاس کھڑی رہیں۔ کیا کریں؟ اَب تک وہ حضرت عیسیٰ سے مدد مانگنے سے رُکی رہی تھیں۔ لیکن جب لعزر کی حالت بہت بگڑ گئی تو اُنہوں نے ایک قابلِ اعتماد پڑوسی کی منت کی کہ پِریہ میں حضرت عیسیٰ کے پاس جائے۔ پِریہ بیت عنیاہ سے دو یا تین دِن کی مسافت پر تھا۔ ”اُستاد سے یہاں آنے کو نہ کہنا، کیونکہ اِس علاقے میں اُنہیں بہت خطرہ ہے،“ اُنہوں نے پڑوسی کو تاکید کی۔

”بس اِتنا کہنا ہی کافی ہو گا کہ ’خداوند، جسے آپ پیار کرتے ہیں وہ بیمار ہے۔‘[a] کیا پتا وہ اِتنی دُور ہی سے ہمارے بھائی کے لئے کچھ کریں۔“

یہ ایلچی اُسی راستے سے روانہ ہوا جو کوئی دو مہینے پہلے حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگردوں نے طے کیا تھا۔ وہ یردن کی وادی میں اُترا اور دوسری طرف رفتہ رفتہ پریہ کی پہاڑیوں پر چڑھا۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ ہرطرف پھول خوشبو بکھیر رہے تھے۔ شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ ایلچی سفر سے لطف اندوز ہو سکتا تھا، لیکن اُس کے دِل پر اپنے دوست لعزر کی بیماری کا بھاری بوجھ تھا۔ تازہ کُھدی ہوئی زمین کی صحت بخش خوشبو اُس کے نتھنوں کو اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ ”ہائے، ہم خاکی انسان کتنے بے ثبات ہیں! ہم مٹی سے بنے ہیں اور مٹی میں مل جائیں گے۔ کیا پتا لعزر ابھی تک زندہ بھی ہے یا نہیں۔“ وہ بڑی فکر سے آگے بڑھتا گیا۔ بھائی کے بغیر مرتھا اور مریم کو کتنی مشکل ہو گی۔ اُس نے آنسو پونچھے، ”اِتنے نیک خواتین کی جھولی میں یہ غم!“

---

[a] یُوحنّا 3:11

خوش قسمتی سے حضرت عیسیٰ اِس علاقے میں بھی مشہور تھے۔ ہر کوئی ایلچی کو اُن کے پاس پہنچنے کا راستہ بتا سکتا تھا۔ بڑے غم کے ساتھ اُس نے پیغام دیا۔ بہنوں کی مایوسی اور فکرمندی کا بھی ذکر کیا۔ وہ اُن کے دوست حضرت عیسیٰ سے کوئی بات چُھپا نہیں سکتا تھا۔ شاگردوں نے جب یہ غم ناک خبر سُنی تو وہ بھی اُن لوگوں کی مدد کرنے کو بے تاب ہو گئے جن کے ہاں وہ اکثر مہمان ہوا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی اُنہیں یہ فکر بھی تھی کہ بیت عنیاہ میں اُن کے آقا کو بہت خطرہ ہو گا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اُس جگہ کے قریب بھی جائیں۔ اِس لئے جب حضرت عیسیٰ نے کہا کہ "اِس بیماری کا انجام موت نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے جلال کے واسطے ہوا ہے، تاکہ اِس سے اللہ کے فرزند کو جلال ملے"[a] تو اُن کو تسلّی ہوئی۔

ایلچی اِس خبر کے ساتھ گھر لوٹا۔ اُس کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ حضرت عیسیٰ کا مطلب کیا ہے۔ لیکن اُسے یہ تسلّی ضرور تھی کہ حضرت عیسیٰ اپنے

---

[a] یُوحنّا 4:11

دوست کی بیماری کی خبر سُن کر پریشان نہ ہوئے۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

شاگرد بھی اُس پیغام کے معنی نہیں سمجھ پائے تھے جو حضرت عیسیٰ نے دونوں بہنوں کو بھیجا تھا۔ اِس سے اُنہیں وہ بات یاد آئی جو اُن کے آقا نے عزر نامی اندھے سے کی تھی کہ "یہ بیماری اللہ کے جلال کے لئے ہے۔" لہٰذا فکر کیوں کریں۔ یہ مُعاملہ بھی خداوند کے ہاتھوں میں ہے۔ اَب اُنہیں صرف ایک ہی بات کا دھیان تھا کہ اپنے آقا کے دُشمنوں سے دُور رہیں۔ یوں پِریہ میں دو دن اَور گزر گئے۔ کبھی کبھی شاگردوں کی نظریں مغرب کو اُٹھ کر زیتون پہاڑ پر ٹک جاتیں۔ اُن کو معلوم تھا کہ بیت عنیاہ وہاں ایک وادی میں چُھپا ہوا ہے۔ اُن کو رہ رہ کر اپنے بیمار دوست اور پریشان حال بہنوں کا خیال آتا۔

وہ پِریہ ہی میں تھے کہ لعزر وفات پا گیا۔ حضرت عیسیٰ کو اِس پر کوئی حیرت نہ ہوئی، کیونکہ اُن کے آسمانی باپ نے یہ بات پہلے ہی اُن پر ظاہر کر دی تھی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ میرے اِن تینوں دوستوں کو

ایک عجیب تجربہ حاصل ہونے والا ہے۔ دوسرے دِن شام کو اُنھوں نے شاگردوں سے کہا، ”آؤ، ہم دوبارہ یہودیہ چلے جائیں۔“

فکرمند شاگردوں نے فوراً خبردار کیا، ”اُستاد، ابھی ابھی وہاں کے یہودی آپ کو سنگسار کرنے کی کوشش کر رہے تھے، پھر بھی آپ واپس جانا چاہتے ہیں؟“

مگر اُنھوں نے بڑے اطمینان سے اُن سے کہا، ”ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے۔ لیکن مَیں جا کر اُسے جگا دوں گا۔“

شاگرد اِس کا مطلب نہ سمجھ کر کہنے لگے، ”خداوند، اگر وہ سو رہا ہے تو وہ بچ جائے گا۔“

اِس پر حضرت عیسیٰ نے صاف صاف بتا دیا کہ ”لعزر وفات پا گیا ہے۔ اور تمھاری خاطر مَیں خوش ہوں کہ مَیں اُس کے مرتے وقت وہاں نہیں تھا، کیونکہ اب تم ایمان لاؤ گے۔ آؤ، ہم اُس کے پاس جائیں۔“[a]

شاگرد یہ سن کر دنگ رہ گئے۔ سب ساتھ چلنے سے ہچکچانے لگے۔ آخر توما جُرأت کر کے کہنے لگا، ”چلو، ہم بھی وہاں جا کر اُن کے ساتھ مر

---

[a] یُوحنّا 11:7-15

جائیں۔“[a] سب کو یقین تھا کہ ہم سیدھا موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ دو دِن کا سفر بڑی مایوسی اور خاموشی سے طے ہوا۔ کسی شاگرد نے اردگرد کی خوب صورتی کو نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اِس پریشانی میں پھولوں کی دل کش خوشبو بھی موت کی بُو لگتی تھی۔ اُن کا جوڑ جوڑ دُکھ رہا تھا اور پاؤں من من کے ہو رہے تھے، پھر بھی تیز تیز قدم اُٹھاتے وہ پریہ کے پہاڑوں کو عبور کر کے یردن کی وادی میں اُترنے لگے۔ یردن کا میدان پار کر کے وہ یریحو کو ہو لئے۔ اَب مغرب میں پہاڑوں کا دوسرا سلسلہ عبور کرنا تھا۔ کوئی 1200 میٹر کی چڑھائی تھی۔ جب وہ بیت عنیاہ کی حدود میں پہنچے تو تھک کر چور ہو رہے تھے۔ وہ پریشانی سے سوچنے لگے کہ لعزر تو مر چُکا ہے اور اب موت ہمارا بھی انتظار کر رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ ماتم والے گھر میں جانے کے بجائے گاؤں کے باہر ہی ٹھہر گئے اور کسی کو بھیجا کہ مریم اور مرتھا کو اُن کے آنے کی اطلاع دے دے۔

[a] یُوحنّا 16:11

کئی رشتے دار اور مُلاقاتی مرتھا اور مریم کو تسلّی دینے آئے ہوئے تھے۔ جب مرتھا کو حضرت عیسیٰ کے آنے کی خبر ملی تو وہ چپکے سے گھر سے نکلی تاکہ علیٰحدگی میں حضرت عیسیٰ سے مُلاقات کرے۔ لیکن جب اُس کے سامنے آئی تو اپنی مایوسی پر قابو نہ رکھ سکی اور غم سے پُکار اُٹھی، "خداوند، اگر آپ یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مرتا۔ لیکن مَیں جانتی ہوں کہ اب بھی اللہ آپ کو جو بھی مانگیں گے دے گا۔"

حضرت عیسیٰ نے اُسے یقین دلایا، "تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔"

مرتھا نے آہ بھر کر جواب دیا، "جی، مجھے معلوم ہے کہ وہ قیامت کے دن جی اُٹھے گا، جب سب جی اُٹھیں گے۔"[a]

خداوند کی نگاہیں مرتھا کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر اُنہوں نے فرمایا، "قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان رکھے وہ زندہ رہے گا، چاہے وہ مر بھی جائے۔ اور جو زندہ ہے اور مجھ پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ مرتھا، کیا تجھے اِس بات کا یقین ہے؟"[b]

---

[a] یُوحنّا 11:21-24

[b] یُوحنّا 11:25-26

مرتھا نے حیرانی سے خداوند کو دیکھا۔ اُس کے دِل میں اُس کی عظمت کا تاثر اَور گہرا ہوتا گیا۔ وہ بڑے اعتماد سے بولی، ”جی خداوند، مَیں ایمان رکھتی ہوں کہ آپ اللّٰہ کے فرزند مسیح ہیں، جسے دنیا میں آنا تھا۔“[a] اَب مرتھا نے محسوس کیا کہ مجھے مریم کو بھی بُلا لینا چاہیئے۔ وہ جلدی سے گھر کو روانہ ہوگئی۔

اُس کی حساس بہن اُسی طرح غم میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اِفرائیم بن سلیمان، یشوع، داؤد، روت، نیکُدیمس اور روبن یہ سارے بھی آئے ہوئے تھے۔ اُن کو ایسے المناک موقعے پر تسلّی دینے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ کس طرح اُن دو بہنوں کو دِلاسا دیں! اُن کا سہارا اور مددگار اُٹھ گیا تھا۔ اُن کا بھائی جاتا رہا تھا۔ اُن کا عزیز کبھی واپس نہیں آئے گا۔ بہت سے لوگ حیران تھے کہ حضرت عیسیٰ نے اُن کی مدد کیوں نہیں کی۔ روبن کے آنسو رُکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ وہ جھرّیوں بھرے ہاتھ مَلتا رہا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، ”استاد نے صوبے دار کے نوکر کو تو دُور ہی سے شفا بخش دی تھی۔ وہ ... وہ ... سب کچھ

---

[a] یُوحنّا 27:11

... کر سکتے ہیں۔" اُس نے مریم کی سوچی ہوئی آنکھیں دیکھیں، "مَیں ... مَیں ... نہیں سمجھ سکتا ... اور تُم ... تُم تو حضرت عیسیٰ کے خاص دوست ہو ... یہ بہت بڑا راز ہے۔"

مرتھا نے جا کر چپکے سے مریم کو بتایا، "اُستاد آ گئے ہیں، وہ تجھے بُلا رہے ہیں۔"[a] مریم یہ سُنتے ہی جلد اُٹھ کر حضرت عیسیٰ کے پاس آئی۔ جو لوگ اُسے تسلّی دینے آئے تھے وہ بھی اُس کے پیچھے چل پڑے۔ اُن کا خیال تھا کہ مریم قبر پر رونے جا رہی ہے۔ وہ سارے اکٹھے بیت عنیاہ کے باہر اُس جگہ پہنچے جہاں حضرت عیسیٰ مریم کے منتظر تھے۔ مریم نے اُنہیں دیکھا تو اُس کے قدموں پر گر کر اپنی بہن کی طرح کہنے لگی، "خداوند! اگر آپ یہاں ہوتے تو میرا بھائی نہ مرتا۔" بے چاری کے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا۔ تمام لوگ اُس کے ساتھ رو پڑے۔ موت کیسا خوف ناک دُشمن ہے کہ انسان کے عزیز ترین شخص کو بھی چھین لے جاتی ہے۔

[a] یُوحنّا 28:11

حضرت عیسیٰ کے بھی آنسو بہنے لگے۔ لیکن جلد ہی وہ پُراعتماد نظر آنے لگے۔ اُنہوں نے پوچھا، "تم نے اُسے کہاں رکھا ہے؟"

لوگ جلدی سے اُنہیں اُن کے دوست کی آخری آرام گاہ تک لے گئے۔ استاد کے آنسو بہتے دیکھ کر وہ کہنے لگے، "دیکھو وہ اِس کو کیسا عزیز تھا۔"

لیکن بعض گِلہ کرنے لگے، "اِس آدمی نے اندھے کو شفا دی۔ کیا یہ لعزر کو مرنے سے نہیں بچا سکتا تھا؟"[a]

اَب وہ قبر پر پہنچ گئے۔ حضرت عیسیٰ سوگواروں کے درمیان کھڑے تھے۔ اُنہیں اپنے آپ پر پورا قابو تھا۔ قبر ایک غار میں تھی، جس کے منہ پر پتھر دھرا تھا۔ تمام آنکھیں حضرت عیسیٰ پر جمی ہوئی تھیں۔ اُنہیں تسلّی کے الفاظ کی کتنی ضرورت تھی! لیکن جو کچھ ہوا اُس کی کسی کو اُمید نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ نے حُکم دیا، "پتھر کو ہٹا دو۔"

سب دَم بہ خود رہ گئے۔ کسی نے پُکار کر کہا، "ناممکن! اِس کی بات نہ ماننا۔"

---

[a] یُوحنّا 11:34-37

کسی اَور نے اعتراض کیا، ”اُس کی بہنیں یہ برداشت نہیں کر سکیں گی۔ یہ تو بڑا ظلم ہو گا۔“

مرتھا نے حضرت عیسیٰ کی طرف مُڑ کر کہا، ”خداوند، بدبو آئے گی، کیونکہ اُسے یہاں پڑے چار دن ہو گئے ہیں۔“

حضرت عیسیٰ پر اُس کی بات کا کوئی اثر نہ پڑا بلکہ سنجیدگی سے اُسے یاد دلایا کہ ”کیا مَیں نے تجھے نہیں بتایا کہ اگر تُو ایمان رکھے تو اللہ کا جلال دیکھے گی؟“[a]

وہ اُن کے درمیان ایک کمانڈر کی طرح کھڑے رہے، اِس انتظار میں کہ میرا حُکم مانا جائے۔ آخر چند افراد نے کانپتے ہاتھوں سے وہ پلستر اُکھاڑا جس سے پتھر نصب تھا۔ تھوڑی دیر بعد پتھر کے گرنے سے سحر زدہ خاموشی ٹوٹ گئی۔ لوگوں پر ایک اَن جانا خوف چھا گیا۔ وہ بے یقینی سے قبر کو گھورنے لگے کہ اب کیا ہونے والا ہے؟ روت بھی تھرتھرا رہی تھی۔ موت کتنی ہول ناک ہوتی ہے! کیا ضروری ہے کہ اُس کے شکار کو گلتے سڑتے ہوئے دیکھا جائے؟ وہ سوچنے لگی، مَیں تو اِتنی سخت بدبو

---

[a] یُوحنّا 11:39-40

برداشت نہیں کرسکوں گی۔ پھر اُس نے آنسو بھری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ آگے بڑھ رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور دُعا مانگی، "اے باپ، مَیں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سن لی ہے۔ مَیں تو جانتا ہوں کہ تُو ہمیشہ میری سنتا ہے۔ لیکن مَیں نے یہ بات پاس کھڑے لوگوں کی خاطر کی تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے۔" یہ کہہ کر اُنہوں نے بلند آواز سے پُکارا، "لعزر، نکل آ!"

لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مرتھا اور مریم بھی حیران ہو کر قبر کو تکنے لگیں۔ قبر کے اندر سرسراہٹ کی آواز آنے لگی۔ تب قبر کے منہ پر ایک شکل نمودار ہوئی۔ لعزر تھا۔ اُس کی ٹانگیں اور بازُو ابھی تک کفن میں لپٹے ہوئے تھے۔ اُس کا چہرہ بھی ایک کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ بے چارہ بالکل بے بس دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اُسے اِن بندھنوں سے کھولنے کے لئے کوئی آگے نہ بڑھا۔ سب پر سکتہ طاری ہوا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ کی آواز نے سبھوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی، "اِس کے کفن کو کھول کر اِسے

جانے دو۔" بہت سے ہاتھ آگے بڑھے اور اُسے کھولنے لگے۔ ہر ایک کسی نہ کسی طرح ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اُسے واپس پا کر ہم کتنے خوش ہیں۔[a]

لعزر اور اُس کی بہنوں کے گھر میں اِس انوکھے ملاپ پر خوشیوں کا ٹھکانا نہ تھا۔ خبر سُنتے ہی سارا گاؤں اُس سے ملنے کو اُمڈ پڑا جو چار دن تک مُردہ رہ کر دوبارہ زندہ ہوا تھا۔ اِس عظیم معجزے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جو لوگ لعزر کے جی اُٹھنے کے گواہ تھے اُن میں سے بہتیرے ایمان لائے کہ حضرت عیسیٰ سچ مچ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں جو موت پر بھی فاتح ہیں۔

داؤد بولا، "ابّا جی! مَیں نے حضرت عیسیٰ کو نائن کے نوجوان کو زندہ کرتے بھی دیکھا تھا۔ مجھے وہ معجزہ ناقابلِ یقین لگتا تھا۔ لیکن لعزر کو مرے ہوئے تو چار دن ہو گئے تھے۔ اُس کا بدن گلنے سڑنے لگا تھا۔ پھر بھی حضرت عیسیٰ نے اُسے زندہ کر دیا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مَیں تو یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں حالانکہ وہ ایک عظیم الشان بادشاہ کے روپ میں نہیں آئے۔"

---

[a] یُوحنّا 11:41-44

اِفرائیم نے خوشی کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا، "بیٹا، آج حضرت عیسیٰ نے ہمیں سچ مچ دکھا دیا ہے کہ وہ خداوند ہیں حالانکہ بظاہر حلیم ہیں۔ اُنہوں نے وہ قُدرت اور جلال دِکھا دیا ہے جو اللّٰہ نے اپنے ممسوح کو دے رکھا ہے۔ مجھے وہ موقع بھی یاد ہے جب اُنہوں نے ہمارے لیڈروں سے کہا کہ مَیں مُردوں کو زندہ کروں گا اور انسانوں کی عدالت بھی کروں گا۔ اب لعزر کو زندہ کرنے کا معجزہ دیکھ کر مَیں اِس بات پر ایمان لایا ہوں۔ اَب تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ سچ مچ دُنیا کے نجات دہندے المسیح ہیں۔"

لیکن ماتم کرنے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی تھے جو اِس معجزے سے خوش نہ ہوئے۔ اُنہوں نے یروشلم جا کر ایک ایک بات لیڈروں کو بتا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صدرِ عدالت کا اجلاس طلب کیا گیا اور عُلما بے بسی سے کہنے لگے، "ہم کیا کر رہے ہیں؟ یہ آدمی بہت سے الٰہی نشان دکھا رہا ہے۔ اگر ہم اُسے کھلا چھوڑیں تو آخرکار سب اُس پر ایمان لے آئیں گے۔"

امامِ اعظم کائفا کہنے لگا، "آپ کچھ نہیں سمجھتے اور اِس کا خیال بھی نہیں کرتے کہ اِس سے پہلے کہ پوری قوم ہلاک ہو جائے بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی اُمّت کے لئے مر جائے۔" وہ خود نہیں جانتا تھا، لیکن اُس سال چونکہ وہ امامِ اعظم تھا اِس لئے اُس نے یہ نبوّت کی کہ حضرت عیسیٰ سچ مچ قوم کے واسطے اپنی جان قربان کر دیں گے۔ اور نہ صرف اسرائیل قوم کے لئے بلکہ ساری دُنیا کی اقوام کے لئے۔

اب جبکہ لیڈروں نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت عیسیٰ کو قتل کیا جائے تو وہ اُن کی اِس نئی ہر دل عزیزی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہر روز سُنتے رہتے کہ جوش سے بھرے ہوئے لوگ شانہ بہ شانہ بیت عنیاہ جا رہے ہیں۔ جس قبر میں لعزر رکھا گیا تھا اُسے دیکھنے کو ٹھٹ لگے رہتے۔ پھر اُسے ملنے جاتے جو چار دِن قبر میں رہا تھا۔ وہ لعزر اور بیت عنیاہ کے لوگوں سے اِس معجزے کا حال سُنتے تھکتے نہ تھے۔ اِس سے لیڈر اَور بھڑک اُٹھے۔ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ہمیں جلد سے جلد کچھ کرنا ہے ورنہ مُعاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اُن کا ارادہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ لعزر کو بھی مار ڈالیں، کیونکہ وہ اِس معجزے کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔

حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ خدا باپ میری پوری پوری حفاظت کر سکتا ہے۔ تو بھی وہ بلاوجہ اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالتے تھے۔ اِس لئے وہ اپنے شاگردوں کو لے کر بیت عنیاہ سے نکل گئے اور اُس وقت تک الگ تھلگ جگہ میں رہے جب تک کہ وہ اُس مشکل کام کے لئے یروشلم کو روانہ نہ ہوئے جسے کرنے کے لئے اللہ نے اُنہیں بھیجا تھا۔

یروشلم میں شاہانہ داخلہ

فسح کی عید سے چھ دِن پہلے حضرت عیسیٰ اور اُن کے شاگرد خاموشی سے پھر بیت عنیاہ میں اپنے دوستوں کے ہاں آ گئے۔ موسم بہت خوش گوار تھا۔ سب اِس سفر سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ شاگردوں کے اعصاب کا تناؤ بھی کم ہو گیا تھا۔ اَب وہ اپنی گزشتہ بُری حالت پر ہنستے تھے۔ لعزر کو زندہ کرنے کا عظیم معجزہ دیکھ کر اُن کی توقعات بڑھ گئی تھیں۔ ہمارے آقا جیسا قدرت والا آدمی ہرگز لیڈروں کے ہتھے نہیں چڑھ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ اب بھی وہ ارادہ بدل لیں اور قوم پر ظاہر کر دیں

کہ مَیں ہی تمہیں چُھڑانے والا المسیح ہوں۔ آج اُنہیں کوئی فکرنہیں تھی۔ وہ بہار کے موسم کی خوب صورتی کا لطف لے رہے تھے۔

نتن ایل نے فلپس کو بتایا، "لعزر سے دوبارہ مل کر مَیں کتنا خوش ہوں گا۔ بیت عنیاہ کے یہ تینوں دوست ہمارے آقا پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اِسی لئے خداوند نے لعزر پر اِتنا بڑا مُعجزہ کیا ہے۔"

فلپس نے تائید کی، "اگر ضرورت پڑی تو وہ اپنا سب کچھ استاد کی نذر کر دیں گے۔ وہ عبادت خانے کے اُس امیر نوجوان سردار سے کتنے مختلف ہیں جس سے حال ہی میں ہماری مُلاقات ہوئی۔ وہ حضرت عیسیٰ کے پیچھے چلنے کے لئے اپنی دولت چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔"

"ذرا سوچو۔ وہ واحد شخص ہے جس کو حضرت عیسیٰ نے کہا تھا کہ دولت سے پیچھا چُھڑا لے،" نتن ایل نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ "اور وہ کتنا اچھا آدمی تھا۔ ہمارے آقا کی تعلیم کو بڑے توجہ سے سُنتا تھا۔ اُس نے خود کو حلیم بھی کیا جب وہ خداوند کو سجدہ کرنے کو جھک گیا۔"

فلپس نے ہنس کر جواب دیا، "ہمارے ہاں استاد کے سامنے جھکنے کا رواج نہیں۔ لیکن اُس نے پروا نہ کی کہ عبادت خانے کا کوئی رُکن اُسے دیکھتا ہو گا۔"

نتن ایل نے بات کو سمجھتے ہوئے جواب دیا، "اُس نوجوان عالم نے شاید پہلی بار محسوس کیا ہو گا کہ جس طرح کی زندگی مَیں گُزار رہا ہوں، اِس طرح ہمیشہ کی زندگی نہیں مل سکتی۔"

فلپس بولا، "اُس کے عبادت خانے کے لوگ تو حیران رہ گئے ہوں گے جب اُس نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ 'اُستاد، مَیں کون سا نیک کام کروں تاکہ ابدی زندگی مل جائے؟'"

نتن ایل کہنے لگا، "مجھے اُس کا چہرہ دیکھ کر ہی محسوس ہوا کہ حضرت عیسیٰ اُس کے سچے جوش کی قدر کریں گے۔ بہت حساس آدمی تھا۔ پہلے تو اُنہوں نے پوچھا کہ 'کیا تُو احکام پر عمل کرتا ہے؟' تو اُس نے کہا، 'ہاں۔' اِس کے باوجود وہ پوچھتا رہا کہ 'اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے؟'"

اب متی بھی اُن کی گفتگو میں شریک ہو گیا، ”نوجوان سردار اپنے ضمیر کا خاص خیال رکھتا تھا۔ اُس کے ضمیر نے اُسے پُرزور انداز میں بتایا ہو گا کہ تیری روحانی زندگی میں کچھ کمی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ خدا کے قریب رہنا اور پورے طور سے اُن ہی کا بننا چاہتا تھا۔ اِسی لئے تو اِتنے جوش ہی سے اَبدی زندگی کی تلاش کرتا پھرتا تھا۔“

اَب فلپس کو یاد آیا، ”حضرت عیسیٰ نے اِس بات کی تصدیق کی کہ اُس میں سچ مچ کسی بات کی کمی ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ 'اگر تُو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اور اپنی پوری جائیداد فروخت کر کے پیسے غریبوں میں تقسیم کر دے۔ پھر تیرے لئے آسمان پر خزانہ جمع ہو جائے گا۔ اِس کے بعد آ کر میرے پیچھے ہو لے۔'[a] شاید اُس کو خبر نہ تھی کہ دولت مجھے اللہ کی بادشاہی سے پیچھے کھینچتی رہے گی۔ اُسے پتا نہ تھا کہ وہ اُس قیدی کی مانند ہے جو سونے کی زنجیر سے بندھا ہو۔“

[a] متّی 21:19

متّی نے جواب دیا، ”اُس کے دل میں کیسی کشمکش جاری تھی! اُس کی روح کا کرب اُس کے چہرے سے دکھائی دیا۔ اور جب وہ چپکے سے اُٹھ کر چلا گیا تو ہم سب کو کتنا افسوس ہوا۔ اُسے یہ سودا بہت مہنگا لگا۔“

فلپس آہستہ سے کہنے لگا، ”کاش اِس نوجوان کو سمجھ آتی کہ مَیں تو پہلا حُکم بھی پورا نہیں کر رہا کہ 'مَیں رب تیرا خدا ہوں۔ میرے سوا کسی اَور معبود کی پرستش نہ کرنا۔'[a] اُس کی دولت ہی اُس کا معبود تھا۔ حضرت عیسیٰ نے اُسے دکھا دیا کہ کاملیت کی طرف پہلا قدم پہلے حُکم کو پورا کرنا ہے۔“

متّی بڑی سنجیدگی سے بولا، ”ہمارے اُستاد بڑی افسُردگی سے اُس جاتے ہوئے نوجوان کے پیچھے دیکھتے رہے۔ پھر اُنھوں نے فرمایا، 'دولت مند کے لئے آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے۔ ... امیر کے آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کی نسبت زیادہ آسان یہ ہے کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے۔' یہ سن کر ہم حیران ہوئے۔ ہم نے اُستاد سے پوچھا کہ 'پھر کس کو نجات حاصل ہو سکتی ہے؟'“

---

[a] خروج 20:2-4

نتن ایل بولا، "یہ بات کہ اللہ کی بادشاہی میں داخل ہونا ناممکن ہے ہمیں کس قدر صدمہ ہوا۔ لیکن ہمارے آقا نے یقین دلایا کہ "یہ انسان کے لئے تو ناممکن ہے، لیکن اللہ کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔"

"جب وہ نوجوان چلا گیا تو ہم سوچنے لگے کہ ہم نے بڑی قیمت ادا کی ہے۔ کیونکہ ہم نے حضرت عیسیٰ کے پیچھے چلنے کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ ہم جاننا چاہتے تھے کہ اِس کے بدلے ہمیں کیا ملے گا؟"

متّی نے قدرے شرمندگی سے کہا، "لیکن اُستاد اِس قِسم کا سوال کرنے پر ناراض نہ ہوئے۔ اُنہوں نے فرمایا، 'جس نے بھی میری خاطر اپنے گھروں، بھائیوں، بہنوں، باپ، ماں، بچوں یا کھیتوں کو چھوڑ دیا ہے اُسے سَو گُنا زیادہ مل جائے گا اور میراث میں ابدی زندگی پائے گا۔'"[a]

فلپس یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ہمارے بیت عنیاہ والے دوست کبھی بھی اجر نہیں مانگیں گے جیسا کہ ہم نے مانگا ہے۔ وہ کہنے لگا، "جانتے

---

[a] متّی 19:22-30

ہو، جب حضرت عیسیٰ وہاں ہوتے ہیں تو لگتا ہے کہ وہ اُن سے رفاقت کو ہی اپنا اَجر سمجھتے ہیں۔“

اب وہ بیت عنیاہ پہنچ گئے۔ لعزر اور اُس کی بہنیں اُن کی آمد سے بہت خوش ہوئے۔ پچھلی بار وہ اِتنی جلدی چلے گئے تھے کہ حضرت عیسیٰ کا شکریہ بھی ادا نہ کر سکے تھے۔ لیکن اِس وقت یہ مُشکل آن پڑی کہ بے شُمار لوگ حضرت عیسیٰ کو اپنے گھر بُلانا چاہتے ہیں۔ آخر یہ طے پایا کہ وہ اپنے شاگردوں سمیت لعزر اور اُس کی بہنوں کے ساتھ شمعون کے گھر کھانا کھائیں گے۔ یہ وہی شمعون ہے جو پہلے کوڑھی تھا۔ مرتھا کھانا کھلانے میں لگ گئی۔ لعزر حضرت عیسیٰ کے پاس بیٹھ گیا۔ اُس کی آنکھوں سے نظر آیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو کس قدر پیار کرتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد مریم آئی۔ اُس کا چہرہ سنجیدہ لیکن ساتھ ساتھ پُرمسرّت بھی تھا۔ مہمان گردن اُٹھا اُٹھا کر اُسے دیکھنے لگے۔ اُس کے ہاتھ میں ایک قیمتی عطردان دیکھ سب کو اندازہ ہونے لگا کہ کوئی خاص بات ہونے والی ہے۔ سابق کوڑھی شمعون نے اپنے قریب بیٹھے آدمی سے سرگوشی کی، ”جو کچھ استاد نے اُن کے لئے کیا ہے، وہ اُس کا شکریہ

ادا کرے گی۔" اَب مریم حضرت عیسیٰ کے قدموں میں بیٹھ کر عطر اُن کے پیروں میں لگانے لگی۔ سارا گھر دل فریب خوشبو سے مہک اُٹھا۔ حضرت عیسیٰ بہت خوش ہوئے۔ اِس کام میں اُستاد سے مریم کی ساری محبت سِمٹ آئی تھی۔ اُس کا دِل شکرگزاری سے لبریز تھا کہ خداوند نے ہمارے بھائی کو دوبارہ ہم سے مِلا دیا ہے۔ اَب وہ جان چکی تھی کہ در اصل حضرت عیسیٰ کون ہیں۔

لیکن اچانک سنجیدگی اورعقیدت کا ماحول پاش پاش ہو گیا۔ یہوداہ اسکریوتی کی تیز آواز اُبھری، "اِس عطر کی قیمت چاندی کے 300 سِکے تھی۔ اِسے کیوں نہیں بیچا گیا تاکہ اِس کے پیسے غریبوں کو دیئے جاتے؟" وہ اپنے اُستاد کو بھی شکایتی نظروں سے تک رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ نے مُڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ اُس آدمی کے بارے میں کتنے اُداس تھے جو تھوڑے ہی عرصے میں غدّاری کر کے اُنہیں دُشمنوں کے حوالے کرنے کو تھا۔ حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ یہوداہ کو غریبوں کی کوئی فکر نہیں۔ بس وہ اِس بات پر ناراض تھا کہ رقم اُن کی

تھیلی میں کیوں نہیں ڈالی گئی۔ کیونکہ یہوداہ اُن کا خزانچی تھا۔ مگر افسوس کہ وہ چور بھی تھا اور اکثر پیسے چُرا لیا کرتا تھا۔

حضرت عیسیٰ یہوداہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اُنھوں نے اُس شاگرد کی بہت فکر کر کے اُس کے لئے کتنی دُعائیں مانگی تھیں۔ مگر اُنہیں معلوم تھا کہ یہوداہ کا دل اِتنا سخت ہو چکا ہے کہ اللّٰہ کا روح اُسے نرم نہیں کرے گا۔ اَب شیطان اُسے خوب استعمال کرے گا۔ حضرت عیسیٰ کو اُس کی چکنی چپڑی باتوں کے پیچھے اُس کی اصل نیت دکھائی دے رہا تھا کہ وہ غریبوں کی محبت کا کیسا ڈھونگ رچا رہا ہے۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ اُس کی دلی حالت سے آگاہ تھے تو بھی اُنھوں نے اپنے اوپر پورا پورا قابو رکھ کر فرمایا، ''اُسے چھوڑ دے! اُس نے میری تدفین کی تیاری کے لئے یہ کیا ہے۔ غریب تو ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے، لیکن مَیں ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہوں گا۔''[a]

اُدھر فسح کی عید کے لئے زائرین جوق در جوق یروشلم آ رہے تھے۔ جب اُنھوں نے سُنا کہ حضرت عیسیٰ بیت عنیاہ میں ہیں تو بہتوں نے فیصلہ

[a] یُوحنّا 12:7-8

کیا کہ وہاں جاکر اُن سے ملیں۔ اِس طرح وہ لعزر کے بارے میں بھی اپنے تجسس کو پورا کر سکتے تھے، جسے اُنہوں نے مُردوں سے جِلایا تھا۔ لیڈروں کی بھرپور مخالفت کے باوجود عوام اُن کے حق میں بہت پُرجوش تھے۔ اُن کے تازہ ترین معجزے نے ایک تازہ آگ بھڑکا دی تھی۔ بھیڑ میں بہت سے زائرین ایسے بھی تھے جو اُنہیں دِل سے پیار کرتے تھے، کیونکہ اُنہوں نے اُنہیں طرح طرح کی بیماریوں اور بدروحوں سے خلاصی دلائی تھی اور اُن کی خاندانی زندگی بحال کی تھی۔ اُنہوں نے اُن کے دُکھ خوف اور دباؤ کو دُور کیا تھا تاکہ اُن کا دِل دوبارہ ہلکا ہو جائے۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ حضرت عیسیٰ فسح کی عید منانے کے لئے یروشلم آ رہے ہیں تو اُنہوں نے اُن کا پُرجوش استقبال کرنے کا تہیہ کر لیا۔

اِس بار حضرت عیسیٰ یروشلم میں نئے انداز سے داخل ہونے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اِس کے بعد اُنہیں اَور کوئی فسح کی عید منانے کا موقع نہیں ملنا تھا۔ وہ جو خدا کا بےعیب لیلا ہیں اُن ہی دنوں قُربان ہونے کو تھے۔ لہٰذا وہ بادشاہ اور المسیح کے طور پر یروشلم میں داخل ہونے کو تھے۔ مگر وہ شہر میں داخل ہوتے وقت شان دار جنگی گھوڑے پر نہیں بلکہ گدھی کے

بچے پر سوار ہوں گے تاکہ زکریاہ نبی کی پیش گوئی پوری ہو جو اُس نے پانچ سو سال پیشتر کی تھی کہ "اے صیون بیٹی، شادیانہ بجا! اے یروشلم بیٹی، شادمانی کے نعرے لگا! دیکھ، تیرا بادشاہ تیرے پاس آ رہا ہے۔ وہ راست باز اور فتح مند ہے، وہ حلیم ہے اور گدھے پر، ہاں گدھی کے بچے پر سوار ہے۔"[a] اُن کے یوں شہر میں داخل ہونے سے ایمان داروں کو وہ نشان مل جائے گا جس کے وہ مُدتوں سے منتظر تھے۔ ساتھ ساتھ یہ اپنے دشمنوں یعنی سرداروں کے خلاف اُن کی آخری مُہم ہو گی۔ حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ سامنے موت ہے، مگر اُن کو یہ بھی علم تھا کہ مَیں اُس تخت کی طرف بڑھ رہا ہوں جو اللہ نے مجھے دیا ہے۔ مَیں فتح کی راہ پر گامزن ہوں۔

اِس مقصد کے تحت حضرت عیسیٰ گدھے کے بچے پر سوار ہو کر یروشلم کو چلے۔ اُن کے شاگردوں کا جوش ظاہری تھا۔ اُن کی توقع کے خلاف ہر بات اچھی طرح انجام پا رہی تھی۔ اُن کو محسوس ہو رہا تھا کہ آج ہماری زندگی کا عظیم ترین دِن ہے۔ اَب عوام کو معلوم ہو جائے کہ المسیح

---

[a] زکریاہ 9:9

اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے آ رہے ہیں، کہ وہ مُلک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لیں گے۔ بڑے جوش کے ساتھ اُنھوں نے گدھے پر کپڑے ڈالے۔ اُن کے ارد گرد کے زائرین بھی فوراً ویسا ہی کرنے لگے۔ ہر ایک حضرت عیسیٰ کا شاہانہ استقبال کرنے کو تیار ہوا۔ اُن کا تازہ ترین معجزہ ابھی سب کو یاد تھا۔ وہ موت سے بھی زور آور تھے۔ شاگردوں کا جوش و خروش تمام لوگوں میں پھیل گیا۔ کئی کھجوروں کی ڈالیاں کاٹ کاٹ کر حضرت عیسیٰ کی راہ میں بچھانے لگے۔ بعض نے تو اپنے کپڑے اُتار کر بچھا دیئے۔ جو اُن کے آگے آگے جاتے اور پیچھے پیچھے آتے تھے وہ پُکار پُکار کر کہنے لگے، "ابنِ داؤد کو ہوشعنا!"[a]

آج حضرت عیسیٰ نے اِس استقبال کو قبول کیا، کیونکہ یہ اُن کا حق تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ جوش سے بھرے ہوئے اپنے شاگردوں پر ایک غم ناک نظر بھی ڈال دیتے۔ یہوداہ اسکریوتی لیڈر بن کر لوگوں کو اُبھار رہا تھا کہ وہ اَور زور سے نعرے لگائیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ اُداس تھے کہ مَیں نے اپنے انجام کے بارے میں جو باتیں شاگردوں کو بتائی تھیں اُن

[a] متّی 9:21

کا اُن کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اُن کو المسیح کی صلیبی راہ کی ذرا بھی خبر نہیں۔ لگتا تھا کہ اُن کا خیال ہے کہ اَب حضرت عیسیٰ تخت پر قبضہ کرنے کی طرف پہلا قدم اُٹھا رہے ہیں۔

اصل میں حضرت عیسیٰ کے یہ قریبی دوست محسوس کر رہے تھے کہ اب المسیح کے طور پر ظاہر ہونے کا نہایت موزوں موقع ہے۔ اب استاد کو چاہیئے کہ دانائی کے ساتھ دوسرا قدم اُٹھائیں۔ وہ رومی حکومت اور مذہبی لیڈروں کو اپنی قدرت اِس طرح سے دکھائیں کہ وہ مزاحمت کئے بغیر راہ سے ہٹ جائیں۔ وہ اپنے آقا کی اُداسی سے قطعاً بے خبر تھے۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ کے چاروں طرف بڑا ہجوم تھا، لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ شیطان کی اَن دیکھی قُوّتیں آخری وار کی تیاری کر رہی ہیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ اِتنے بڑے ہجوم میں ایک کو بھی خبر نہیں کہ اللّٰہ نے المسیح کے لئے کونسا راستہ چُنا ہے۔

اَب وہ اُس جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے سڑک زیتون پہاڑ کے دامن میں بَل کھاتی ہوئی مُڑتی ہے اور مُڑتے ہی یروشلم شہر سامنے آ جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ رُک گئے۔ سب حیران ہو گئے کہ حضرت عیسیٰ کو کیا ہو گیا ہے! وہ بالکل خاموش اپنے خیالوں میں گم رہے۔ پھر اُن کے رُخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ اُن کی آنکھیں سامنے پھیلے ہوئے شہر پر جمی رہیں۔ شہر کی ہٹ دھرمی اور اندھے پن پر اُن کا دل بھر آیا۔ اُنہوں نے روتے ہوئے کہا، "کاش تُو بھی اِس دن جان لیتی کہ تیری سلامتی کس میں ہے۔ لیکن اب یہ بات تیری آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے۔ کیونکہ تجھ پر ایسا وقت آئے گا کہ تیرے دشمن تیرے اردگرد بند باندھ کر تیرا محاصرہ کریں گے اور یوں تجھے چاروں طرف سے گھیر کر تنگ کریں گے۔ وہ تجھے تیرے بچوں سمیت زمین پر پٹکیں گے اور تیرے اندر ایک بھی پتھر دوسرے پر نہیں چھوڑیں گے۔ اور وجہ یہی ہو گی کہ تُو نے وہ وقت نہیں پہچانا جب اللہ نے تیری نجات کے لئے تجھ پر نظر کی۔"[a]

بہت جلد یہ پیش گوئی بڑے ہول ناک طریقے سے پوری ہونے کو تھی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یروشلم کے بسنے والے اُس ہستی کی

---

[a] لُوقا 19:42-44

طرف سے آنکھیں بند کر لینے والے تھے جو اُن کے لئے نجات لے کر آئی تھی۔

جلوس آگے بڑھا تو لوگوں میں پریشانی پھیلنے لگی۔ حضرت عیسیٰ ظاہر کر رہے تھے کہ مَیں اِس قِسم کا لیڈر نہیں جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ مَیں محبت، صلح اور امن کا بادشاہ ہوں۔ اب ہجوم پر ظاہر ہو گیا کہ وہ جنگجو سورما بن کر نہیں اُٹھیں گے۔

آخر جب جلوس یروشلم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل مچ گئی۔ ہر کوئی یہ معلوم کرنے کو دوڑا کہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگ بڑے فخر سے کہنے لگے، "یہ گلیل کے ناصرت کا نبی حضرت عیسیٰ ہے۔" اگلے چند دنوں میں ساری آنکھیں حضرت عیسیٰ پر لگی رہیں۔ لیکن شہر میں آ جانے کے بعد لوگوں کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا، کیونکہ عوام کو روم کے خلاف اُبھارنے کے بجائے وہ خاموشی سے بیت المقدّس میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ وہ ہر چیز کو ایسے دیکھتے رہے جیسے آخری بار دیکھ رہے ہوں۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے اُن مقاموں پر دھیان دیتے رہے جہاں اُنہوں نے اپنے سُننے والوں کو بڑی گرم جوشی سے

اپنے مقصد کے بارے میں قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اَب اُن کا دِل غم ناک خیالوں سے بھرا ہوا تھا۔ اَب خدمت گُزاری کا وقت ختم ہونے والا تھا۔

زیادہ دیر نہ گُزری کہ اُنہیں رُکنا پڑا۔ اندھے اور لنگڑے بیت المقدّس میں اُن کے پاس آ جمع ہوئے۔ جب وہ اُنہیں شفا دینے لگے تو کچھ بچوں کے پُرجوش نعرے بلند ہوئے، "ابن ِ داؤد کو ہوشعنا!"

توما بڑی بے دلی سے متّی سے کہنے لگا، "یہ لڑکے ہجوم کی نقل کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا جوش و خروش تو جھاگ کی طرح جلد ہی بیٹھ گیا ہے۔ اُنہیں بھی ہماری طرح اُستاد سے مایوسی ہوئی ہو گی۔ اُن کے رویّے کو کون سمجھ سکتا ہے!"

متّی نے جواب دیا، "مجھے بھی سمجھ نہیں آئی۔ کتنا اچھا موقع تھا اپنے آپ کو ظاہر کرتے۔" متّی تو اپنی مایوسی چُھپانے کی کوشش کر رہا تھا، مگر اَب اُس کا لب و لہجہ ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ اُس کی بجھی بجھی آنکھیں، بھاری قدم اور ڈھیلا بدن، غرض ہر انداز سے اُس کی دِلی کیفیت ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ

قدرے پریشان ہو کر زیرِلب کہنے لگا، ”لگتا ہے ہم سب کو نااُمیدی نے گھیر لیا ہے۔ اور یہوداہ اسکریوتی کو تو بہت ہی سخت صدمہ ہوا ہے۔“

اب امام اور علما کی توجہ حضرت عیسیٰ کی طرف کھنچ گئی۔ صاف ظاہر تھا کہ اُنہیں یہ بات بالکل پسند نہ تھی۔ توما کو بھی اماموں کی خفگی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ بار بار بچوں کو غصے سے گھورتا رہا۔ اُس نے طنزاً کہا، ”اگر آنکھیں آگ اُگل سکیں تو یہ بچے کب کے بھسم ہو گئے ہوتے۔“ وہ پھر سنجیدہ ہو گیا۔ اُس کی آواز میں فکرمندی تھی۔ ”پتا نہیں ہمارے آقا کا انجام کیا ہو گا! اِن لیڈروں کو دیکھو۔ اَب اُن سے شکایت کرنے لگے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بچوں کو اُن کی تعریف کرنے سے روک دیں۔“

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”کیا تم نے کلامِ مُقدّس میں کبھی نہیں پڑھا کہ 'تُو نے چھوٹے بچوں اور شیرخواروں کی زبان کو تیار کیا ہے تاکہ وہ تیری تمجید کریں'؟“[a] یہ کہہ کر حضرت عیسیٰ شاگردوں کو ساتھ لے بیت المقدّس سے نکل گئے۔ جب وہ شہر سے باہر چلنے لگے تو ہر فرد اپنے ہی

---

[a] متّی 16:21

خیالات میں غرق تھا۔ شاگردوں کے دلوں میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔ اُن کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اِسی حال میں وہ زیتون پہاڑ سے گزر کر بیت عنیاہ کی طرف بڑھ گئے۔ اُنہیں اِس بات کی خوشی تھی کہ ایک اَور رات اپنے خاص عزیزوں کے گھر میں ٹھہریں گے۔

دِن بڑی ہل چل اور ہنگاموں میں گُزرا تھا۔ شاگرد حیران و پریشان تھے۔ ایک بات واضح ہوگئی تھی کہ اُن کے آقا کو دُنیاوی بادشاہ بننے کی خواہش نہیں ہے، ورنہ وہ اُن باتوں کا ذکر نہ کرتے جو یروشلم پر گُزرنے کو تھیں۔ شاگرد اِس خیال سے تھرّا اُٹھے کہ مقدّس شہر بالکل تباہ و برباد ہونے والا ہے۔

جہاں تک یہوداہ اسکریوتی کا سوال تھا اُس کا دِل حضرت عیسیٰ سے اُچاٹ ہو گیا تھا کہ اُنہوں نے اِتنا شان دار موقع ہاتھ سے جانے دیا۔ وہ دِل ہی دِل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ "کیا حضرت عیسیٰ چاہتے ہیں کہ اُن کے تمام شاگرد بیت عنیاہ کی مریم کی طرح اُن کے قدموں میں بیٹھ کر اُن کی باتیں سُنتے رہیں اور بس؟ کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم سب اپنے مال و اسباب سے آئیں جیسے مریم نے کیا جس نے اِتنا

قیمتی عطر اُن کے پاؤں پر ڈالا تھا؟" یہوداہ کی نفرت اُس کے دِل میں پِت کا زہر گھول رہی تھی۔ کیا مجھے شاگرد بننے کا اچھا معاوضہ نہیں ملے گا؟ مُٹھیاں بھینچتے ہوئے اُس کے من میں بدلے کے خیال اُبھرنے لگے۔ اَب ابلیس اُس کے دِل پر پوری طرح سے قبضہ کرکے اُسے اُس کے آقا کے خلاف قدم اُٹھانے کے لئے اُکسانے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اُنہیں اُس کے دُشمنوں کے حوالے کر دے۔ یوں اُس لمحے سے یہوداہ کسی موزوں وقت کی تلاش کرنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کو اُن کے مخالفوں کے ہاتھ میں دے دے۔

یہوداہ کی غدّاری

یہودیوں کے لیڈر بہت غصے میں تھے۔ ایک معمولی سے آدمی ناصرت کے عیسیٰ کو المسیح کی سی عزّت و تعظیم دی جا رہی تھی۔ اُنہوں نے اندازہ لگایا کہ اگر عوام کو اِس طرح ورغلایا جا سکتا ہے تو ہم بھی اُن کی اِس کم زوری کا فائدہ اُٹھا کر اُن ہی کی آنکھوں کے سامنے اُس کی عزّت کو خاک میں مِلا سکتے ہیں۔ اُنہوں نے ایک منصوبہ بنایا۔ صدرِ عدالت کے مختلف افراد گروہوں میں بٹ کر حضرت عیسیٰ سے اَیسے مشکل سوال پوچھیں جن سے وہ رومی قانون کی زد میں آ جائیں اور اُن کی گرفتاری

آسان ہو جائے۔ اُنھوں نے پھندے اِس طرح تیار کئے کہ ایک نہ ایک میں تو وہ ضرور ہی پھنس جائیں۔

یوں جب حضرت عیسیٰ بیت المقدّس میں آئے تو بڑے بڑے امام، علما اور بزرگ اُن کے پاس آئے اور پوچھنے لگے، "آپ یہ سب کچھ کس اختیار سے کر رہے ہیں؟ کس نے آپ کو یہ کرنے کا اختیار دیا ہے؟"

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "میرا بھی تم سے ایک سوال ہے۔ اِس کا جواب دو تو پھر تم کو بتا دوں گا کہ مَیں یہ کس اختیار سے کر رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ، کیا یحییٰ کا پتسمہ آسمانی تھا یا انسانی؟"[a]

بہت سے لوگ یہ بحث سُننے کو جمع ہو گئے تھے۔ اُن کی آنکھوں میں عجیب خوشی چمک اُٹھی کہ حضرت عیسیٰ نے کتنا اچھا جواب دیا ہے۔ اُن کے لیڈر سرگوشیوں میں اِس معاملے پر غور و فکر کرنے لگے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت پریشان ہیں۔ آخر وہ حضرت عیسیٰ کے پاس واپس آ کر کہنے لگے، "ہم نہیں جانتے۔"

---

[a] مرقس 11:27-30

حضرت عیسیٰ کو معلوم تھا کہ وہ کیوں جواب دینے سے کتراتے ہیں۔ اُن ریاکاروں نے صلاح کی تھی کہ "اگر ہم کہیں کہ یحییٰ کا بپتسمہ آسمان کی طرف سے تھا تو وہ کہے گا کہ پھر تُم نے اُن کا یقین کیوں نہ کیا جب اُنہوں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ مَیں خدا کا لیلا ہوں؟ اور نہ ہم یہ کہنے کا خطرہ مول لے سکتے ہیں کہ یحییٰ کا بپتسمہ آسمان کی طرف سے نہیں تھا، کیونکہ عوام اُس کی بے حد عزّت کرتے ہیں۔ وہ سیدھے ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔"

اُن کے جواب کا انکار کرنے پر حضرت عیسیٰ نے اُن کے سوال کا جواب دینے سے بھی انکار کر دیا۔ البتہ اُنہوں نے اُنہیں ایک تمثیل سُنائی:

"کسی آدمی نے انگور کا ایک باغ لگایا۔ اُس نے اُس کی چاردیواری بنائی، انگوروں کا رس نکالنے کے لئے ایک گڑھے کی کھدائی کی اور پہرے داروں کے لئے بُرج تعمیر کیا۔ پھر وہ اُسے مزارعوں کے سپرد کرکے بیرونِ ملک چلا گیا۔ جب انگور پک گئے تو اُس نے اپنے نوکر کو مزارعوں کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اُن سے مالک کا حصہ وصول

کرے۔ لیکن مزارعوں نے اُسے پکڑ کر اُس کی پٹائی کی اور اُسے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر مالک نے ایک اَور نوکر کو بھیج دیا۔ لیکن اُنہوں نے اُس کی بھی بے عزتی کر کے اُس کا سر پھوڑ دیا۔ جب مالک نے تیسرے نوکر کو بھیجا تو اُنہوں نے اُسے مار ڈالا۔ یوں اُس نے کئی ایک کو بھیجا۔ بعض کو اُنہوں نے مارا پیٹا، بعض کو قتل کیا۔ آخر کار صرف ایک باقی رہ گیا تھا۔ وہ تھا اُس کا پیارا بیٹا۔ اب اُس نے اُسے بھیج کر کہا، 'آخر میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔' لیکن مزارع ایک دوسرے سے کہنے لگے، 'یہ زمین کا وارث ہے۔ آؤ ہم اِسے مار ڈالیں تو پھر اِس کی میراث ہماری ہی ہو گی۔' اُنہوں نے اُسے پکڑ کر قتل کیا اور باغ سے باہر پھینک دیا۔ اب بتاؤ، باغ کا مالک کیا کرے گا؟ وہ جا کر مزارعوں کو ہلاک کرے گا اور باغ کو دوسروں کے سپرد کر دے گا۔"[a]

اَب تو لیڈر آپے سے باہر ہو گئے۔ کیونکہ اِس تمثیل میں حضرت عیسیٰ نے اُنہیں بتا دیا تھا کہ تُم اللہ کے مختار ہو۔ اُس نے قیمتی جانیں تمھارے سپُرد کی ہیں۔ اُس نے بے شمار نبی بھیجے تا کہ تُم سے دریافت

---

[a] مرقس 12:1-9

کرے کہ تُم نے اُن جانوں کا کیا کِیا۔ خدا تمہاری مختاری میں وفاداری دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن تُم نے اُسے مایوس کر دیا۔ تُم مختار ہونے کی حیثیت کو بُھلا کر مالک بن بیٹھے۔ جن کو اللّٰہ نے بھیجا تھا، اُن کو ردّ کر دیا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا۔ حضرت یحییٰ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا۔
لیڈر اِس بات پر بھی پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ اِس تمثیل میں حضرت عیسیٰ نے خود کو "بیٹا" کہا تھا۔ اُن کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ہمارے اِس منصوبے کو کہ ہم اُسے قتل کرنا چاہتے ہیں بھانپ گیا ہے۔ وہ غصے سے اِتنا بھر گئے کہ اُسی وقت اُنہیں گرفتار کر لینا چاہتے تھے، لیکن ہجوم کے ڈر سے اُن پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ صدرِ عدالت والوں کا پہلا گروہ تو شکست کھا کر چلا گیا۔ لیکن اُن کو اعتماد تھا کہ گروپ نمبر 2 یا نمبر 3 ضرور حضرت عیسیٰ کو پھنسانے میں کامیاب ہو گا۔

جلد ہی دوسرا گروہ آ پہنچا۔ یہ اُن فریسیوں کا تھا جو اپنے آپ کو بہت راست باز سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے کہا، "اُستاد، ہم جانتے ہیں کہ آپ سچے ہیں اور کسی کی پروا نہیں کرتے۔ آپ جانب دار نہیں ہوتے بلکہ

دیانت داری سے اللہ کی راہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اب ہمیں بتائیں کہ کیا رومی شہنشاہ کو ٹیکس دینا جائز ہے یا ناجائز؟ کیا ہم ادا کریں یا نہ کریں؟“

اَب وہ خاموشی سے جواب کا انتظار کرنے لگے۔ فضا میں ایک تناؤ تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ کہتے کہ ٹیکس دینا جائز نہیں تو رومی حکومت اُن کے خلاف ہو جاتی۔ اور اگر یہ کہتے کہ جائز ہے تو عوام بھڑک اُٹھتے، کیونکہ وہ رومی شہشاہ کو اپنا آقا تسلیم نہیں کرتے تھے۔

سامعین میں کُھسر پُھسر بلند ہوئی۔ اُن کو بھی اِس پھندے کا احساس ہو گیا تھا۔ اُن کی آنکھیں عالِموں پر جمی رہیں جنہوں نے سچائی کے مُتلاشیوں کا بھیس بدل رکھا تھا۔ دیکھیں کہ استاد اِس جال سے کس طرح بچتے ہیں!

حضرت عیسیٰ اپنے مخالفوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ اُنہوں نے نگاہیں جھکا لیں۔ پھر اُنہوں نے اُن سے سوال کیا، ”مجھے کیوں پھنسانا چاہتے ہو؟ چاندی کا ایک رومی سِکہ میرے پاس لے آؤ۔“

اُنہوں نے ایک سِکہ اُنہیں دیا تو اُنہوں نے اُسے اوپر اُٹھایا تاکہ سب دیکھ سکیں اور پھر اُن سے سوال کیا، ''کس کی صورت اور نام اِس پر کندہ ہے؟''

اُنہوں نے ہم زبان ہوکر جواب دیا، ''شہنشاہ کا۔'' حضرت عیسیٰ نے اُن سے کہا، ''تو جو شہنشاہ کا ہے شہنشاہ کو دو اور جو اللّٰہ کا ہے اللّٰہ کو۔'' اَب تو وہ عالِم بھی لاجواب ہو گئے۔[a]

یہ کہہ کر حضرت عیسیٰ نے سیاسی بحث میں اُلجھنے سے انکار کیا۔ دوسری طرف سُننے والے سمجھ گئے کہ شہری حقوق کے ساتھ فرائض بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات صاف تھی کہ حضرت عیسیٰ ایسے انسان کو پسند نہیں کرتے جو اپنے شہری فرائض پورا کرنے سے انکار کرتا ہو۔ وہ یہ بھی سمجھ گئے کہ ہم پر خدا کی صورت کی چھاپ ہے۔ چاہے یہ چھاپ کتنی بھی گھس گئی ہو تو بھی ہم اللّٰہ کے ہیں، اِس لئے ضرور ہے کہ ہم اپنا سب کچھ اُس کے حوالے کر دیں۔ ہمارا بدن، روح، ذہن اور چاہتیں سب اُسی کے لئے وقف ہوں۔

---

[a] مرقس 12:13-17

صدرِ عدالت والوں کا یہ دوسرا گروہ بھی منہ کی کھا کر واپس چلا گیا۔ اَب تیسرا گروہ آ دھمکا۔ یہ آزاد خیال صدوقیوں پر مشتمل تھا۔ وہ مُردوں کے جی اُٹھنے پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ وہ اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے، اِس لئے زیادہ خود اعتمادی کے ساتھ حضرت عیسیٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے، "اُستاد، موسیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ اگر کوئی شادی شدہ آدمی بے اولاد مر جائے اور اُس کا بھائی ہو تو بھائی کا فرض ہے کہ وہ بیوہ سے شادی کرکے اپنے بھائی کے لئے اولاد پیدا کرے۔ اب فرض کریں کہ سات بھائی تھے۔ پہلے نے شادی کی، لیکن بے اولاد فوت ہوا۔ اِس پر دوسرے نے اُس سے شادی کی، لیکن وہ بھی بے اولاد مر گیا۔ پھر تیسرے بھائی نے اُس سے شادی کی۔ یہ سلسلہ ساتویں بھائی تک جاری رہا۔ یکے بعد دیگرے ہر بھائی بیوہ سے شادی کرنے کے بعد مر گیا۔ آخر میں بیوہ بھی فوت ہوگئی۔ اب بتائیں کہ قیامت کے دن وہ کس کی بیوی ہو گی؟ کیونکہ سات کے سات بھائیوں نے اُس سے شادی کی تھی۔"[a]

---

[a] مرقس 12:18-23

حضرت عیسیٰ کے چہرے پر تعجب کے آثار صاف ظاہر ہوئے۔ یہ کتاب مقدس کے عالم ہوتے ہوئے خدا اور اُس کی پاک راہوں سے ناواقف ہیں! حضرت عیسیٰ تھوڑا سا آگے بڑھ کر اُن سے کہنے لگے، ”تم اِس لئے غلطی پر ہو کہ نہ تم کلامِ مُقدّس سے واقف ہو، نہ اللّٰہ کی قدرت سے۔ کیونکہ جب مُردے جی اُٹھیں گے تو نہ وہ شادی کریں گے نہ اُن کی شادی کرائی جائے گی بلکہ وہ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ رہی یہ بات کہ مُردے جی اُٹھیں گے۔ کیا تم نے موسیٰ کی کتاب میں نہیں پڑھا کہ اللّٰہ جلتی ہوئی جھاڑی میں سے کس طرح موسیٰ سے ہم کلام ہوا؟ اُس نے فرمایا، 'مَیں ابراہیم کا خدا، اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں،' حالانکہ اُس وقت تینوں کافی عرصے سے مر چکے تھے۔ اِس کا مطلب ہے کہ یہ حقیقت میں زندہ ہیں، کیونکہ اللّٰہ مُردوں کا نہیں، بلکہ زندوں کا خدا ہے۔ تم سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔“[a]

---

[a] مرقس 12:24-27

تائیدی کُھسر پُھسر کی آوازیں اُبھریں۔ استاد نے صدوقیوں کو بہت اچھا جواب دیا تھا۔ سامعین کی بہت حوصلہ افزائی ہوئی۔ وہ سمجھ گئے کہ جو خدا کے پاس چلے گئے وہ زندہ ہیں۔

یہ تیسرا گروہ بھی شکست کھا کر چلا گیا تو شریعت کا ایک عالِم اُٹھ کر اُن کو آزمانے لگا۔ ہر ایک نے سُننے کو کان کھڑے کر لئے۔ سب حضرت عیسیٰ کے اَور قریب آ گئے۔ اُسی وقت داؤد بھی اپنے باپ اور دوست یوحنّا مرقس کے ہمراہ آ پہنچا۔ اُنہوں نے شریعت کے عالِم کی آواز سُنی۔ وہ حضرت عیسیٰ سے پوچھ رہا تھا، ”اُستاد، مَیں کیا کیا کرنے سے میراث میں ابدی زندگی پا سکتا ہوں؟“

حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، ”شریعت میں کیا لکھا ہے؟ تُو اُس میں کیا پڑھتا ہے؟“

عالِم نے جواب دیا، ”’رب اپنے خدا سے اپنے پورے دل، اپنی پوری جان، اپنی پوری طاقت اور اپنے پورے ذہن سے پیار کرنا۔‘ اور ’اپنے پڑوسی سے ویسی محبت رکھنا جیسی تُو اپنے آپ سے رکھتا ہے۔‘“

حضرت عیسیٰ نے کہا، "تُو نے ٹھیک جواب دیا۔ ایسا ہی کر تو زندہ رہے گا۔"

شریعت کے عالِم کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اِس بات پر غور کر رہا ہے۔ پھر بھی وہ بڑی اُلجھن میں پڑ گیا۔ داؤد مُسکرانے لگا۔ اُسے شریعت کے عالِم پر ترس آ رہا تھا۔ "مجھے یقین ہے کہ اُسے پسند نہیں کہ ہر ایک سے بھائی کی سی محبت رکھی جائے۔"

اِفرائیم بھی ہنس پڑا، "لگتا ہے کہ بچ نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔"

اور اِسی طرح ہوا۔ شریعت کے عالِم کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ کہنے لگا، "تو میرا پڑوسی کون ہے؟"

حضرت عیسیٰ نے جواب میں ایک تمثیل سُنائی:

"ایک آدمی یروشلم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا۔" سب لوگ بڑی توجہ سے سُننے لگے۔ یہ سڑک ویران اور خطرناک تھی۔ وہ بنجر پہاڑی علاقے میں سے گزرتی تھی۔ وہاں ڈاکو آزادانہ گھومتے پھرتے تھے۔ اُن کی توقع کے مطابق حضرت عیسیٰ نے بات یوں جاری کی کہ "یہ بے

چارہ ڈاکوؤں میں گھر گیا۔ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لئے اور مارا بھی اور ادھ موا چھوڑ کر چلے گئے۔

"اتفاق سے ایک امام بھی اُسی راستے پر یریحو کی طرف چل رہا تھا۔ لیکن جب اُس نے زخمی آدمی کو دیکھا تو راستے کی پرلی طرف ہو کر آگے نکل گیا۔ لاوی قبیلے کا ایک خادم بھی وہاں سے گزرا۔ لیکن وہ بھی راستے کی پرلی طرف سے آگے نکل گیا۔" حضرت عیسیٰ نے دیکھا کہ سُننے والوں کی نگاہوں میں اُس مظلوم کے لئے رحم اور خدا کے سنگ دِل خادموں کے لئے غُصّہ جھلک رہا تھے۔ سب لوگ توجہ سے سُن رہے ہیں۔ اُنہوں نے بات جاری رکھی، "پھر سامریہ کا ایک مسافر وہاں سے گزرا۔ جب اُس نے زخمی آدمی کو دیکھا تو اُسے اُس پر ترس آیا۔ وہ اُس کے پاس گیا اور اُس کے زخموں پر تیل اور مَے لگا کر اُن پر پٹیاں باندھ دیں۔ پھر اُس کو اپنے گدھے پر بٹھا کر سرائے تک لے گیا۔ وہاں اُس نے اُس کی مزید دیکھ بھال کی۔" جب حضرت عیسیٰ نے سامری کا ذکر کیا تو سامعین حیران رہ گئے۔ سامری یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان شادیوں کی مخلوط نسل تھے، اِس لئے یہودی اُن

سے نفرت کرتے بلکہ اُنہیں کافر سمجھتے تھے۔ لیکن یہاں حضرت عیسیٰ ایک سامری کی تعریف کر رہے تھے۔ اِس سامری نے اُس مظلوم کو بھائی جیسی محبت دکھائی اور اپنے فرض سے بڑھ کر اُس کی خدمت کی۔ حضرت عیسیٰ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ سب اُن کی کہانی کو سمجھ رہے تھے۔ اُنہوں نے بات جاری رکھی، "اگلے دن اُس نے چاندی کے دو سِکے نکال کر سرائے کے مالک کو دیئے اور کہا، 'اِس کی دیکھ بھال کرنا۔ اگر خرچہ اِس سے بڑھ کر ہوا تو مَیں واپسی پر ادا کر دوں گا۔'"

شریعت کا عالِم بے زاری سے سُن رہا تھا۔ اَب حضرت عیسیٰ نے اُس کی طرف مُڑ کر کہا، "اب تیرا کیا خیال ہے، ڈاکوؤں کی زد میں آنے والے آدمی کا پڑوسی کون تھا؟ امام، لاوی یا سامری؟"

سب کو صاف معلوم ہو رہا تھا کہ شریعت کے عالِم نے سامری کا نام لینا بھی گوارا نہ کیا بلکہ بڑی بے دلی سے جواب دیا، "وہ جس نے اُس پر رحم کیا۔"

حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، "بالکل ٹھیک۔ اب تُو بھی جا کر ایسا ہی کر۔"[a]

شریعت کا عالِم مایوس ہو کر چلا گیا۔ وہ تمام انسانوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرنے اور اللہ کو سب کا باپ ماننے پر تیار نہ تھا۔

داؤد حضرت عیسیٰ کی تعلیم کی گہرائی پر حیران رہ گیا جبکہ یوحنّا مرقس بہت مطمئن ہوا۔ وہ بولا، "اَب کوئی عالِم حضرت عیسیٰ کو آزمانے کی پھر جرأت نہیں کرے گا۔ اُنہوں نے سبھوں کا منہ پھیر دیا ہے۔"

اَب حضرت عیسیٰ اُن لیڈروں سے کچھ پوچھنے لگے، "تمہارا مسیح کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ کس کا فرزند ہے؟"

اُنہوں نے جواب دیا، "وہ داؤد کا فرزند ہے۔"

اُنہوں نے پوچھا، "تو پھر داؤد روح القدس کی معرفت اُسے کس طرح 'رب' کہتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے، 'رب نے میرے رب سے کہا، میرے دہنے ہاتھ بیٹھ، جب تک مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے

---

[a] لُوقا 10:25-37

نیچے نہ کر دوں۔‘ داؤد تو خود مسیح کو رب کہتا ہے۔ تو پھر وہ کس طرح اُس کا فرزند ہو سکتا ہے؟“[a]

سب جانتے تھے کہ المسیح داؤد بادشاہ کے گھرانے سے آئے گا۔ وہ گویا داؤد کا فرزند ٹھہرے گا۔ لیکن ساتھ ہی المسیح اللّٰہ کا فرزند بھی ہو گا کیونکہ یسعیاہ نبی نے پیش گوئی کی تھی کہ ’وہ انوکھا مشیر، قوی خدا، ابدی باپ اور صلح سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا۔‘[b] لیکن جب حضرت عیسیٰ داؤد کی نسل سے پیدا ہوئے تو یہودی لیڈروں نے اِس حقیقت کو ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ اُن کی توقعات پر پورے نہیں اُترے تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے اُن کے سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔

اِس نازک مسئلے پر بحث کے دوران شاگرد بہت بے چین ہوتے جا رہے تھے۔ داؤد، افرائیم اور یوحنّا مرقس کو اُن کی جان کی فکر ہوئی۔ کہنے لگے، ”استاد بھول گئے ہیں کہ کیسے خطرناک حالات میں گھرے ہوئے

---

[a] متّی 22:41-45
[b] یسعیاہ 9:6

ہیں۔ لیڈر پوری طاقت سے اُن کے اردگرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں، اور اُن کا غصہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا ہے۔"

حضرت عیسیٰ نے اِن ساری باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اُن پر ایک اَور بھرپور وار کیا۔ بولے، "شریعت کے علما سے خبردار رہو! کیونکہ وہ شاندار چوغے پہن کر اِدھر اُدھر پھرنا پسند کرتے ہیں۔ جب لوگ بازاروں میں سلام کر کے اُن کی عزت کرتے ہیں تو پھر وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اُن کی بس ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ عبادت خانوں اور ضیافتوں میں عزت کی کرسیوں پر بیٹھ جائیں۔ یہ لوگ بیواؤں کے گھر ہڑپ کر جاتے اور ساتھ ساتھ دکھاوے کے لئے لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہایت سخت سزا ملے گی۔"[a]

یہ ایک افسوس ناک حقیقت تھی کہ اکثر لیڈر صرف اپنے آپ میں مگن تھے۔ اُنہیں اللہ کی عزّت کی نسبت عبادت خانے میں اپنی عزّت اور مرتبے کا زیادہ خیال ہوتا تھا۔

---

[a] لُوقا 20:45-47

شاگردوں کے دل دھڑک رہے تھے کہ اُن کی ساری باتوں کا انجام کیا ہو گا! یوحنّا مرقس نے وہاں سے چلے جانے کا فیصلہ کیا، کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کی اِتنی سخت باتوں کا بُرا نتیجہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ بادلِ نخواستہ افرائیم کو بھی اُس کے ساتھ جانا پڑا۔ لیکن داؤد وہیں ٹھہرا رہا۔ اُس نے دیکھا کہ صدرِ عدالت کے دو رکن نیکُدیمس اور ارمتیہ کا یوسف آ رہے ہیں۔ داؤد جانتا تھا کہ وہ خُفیہ طور پر حضرت عیسیٰ کے پیروکار ہیں۔ جب بھی موقع ملتا وہ حضرت عیسیٰ کی حمایت میں بولتے لیکن ڈرتے ڈرتے۔ ابھی تک لوگوں کا خوف اُن پر غالب تھا۔ داؤد نے اپنے منتشر خیالات پر قابو کیا تاکہ دھیان سے حضرت عیسیٰ کی باتیں سُن سکے۔ اب حضرت عیسیٰ لیڈروں کو کھری کھری سُنا رہے تھے، "شریعت کے علما اور فریسی موسیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ چنانچہ جو کچھ وہ تم کو بتاتے ہیں وہ کرو اور اُس کے مطابق زندگی گزارو۔ لیکن جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ نہ کرو، کیونکہ وہ خود اپنی تعلیم کے مطابق زندگی نہیں گزارتے۔"[a] لیڈروں کا مذہبی تصور صرف ظاہر داری پر مبنی تھا لیکن اُن کے دل تلخی، حسد،

---

[a] متّی 3-2:23

غرور اور ہٹ دھرمی سے بھرے ہوئے تھے۔ خدا پرستی کے لبادے کے نیچے ایسے دل چھپے ہوئے تھے جو بے دینی سے لبریز تھے۔ حضرت عیسیٰ نے بڑے تیکھے اور چبھتے ہوئے الفاظ میں اِس ریاکاری کی مذمت کی۔

آخرکار اُنہوں نے کہا، "شریعت کے عالمو اور فریسیو، تم پر افسوس! ریاکارو! تم نبیوں کے لئے قبریں تعمیر کرتے اور راست بازوں کے مزار سجاتے ہو۔ اور تم کہتے ہو، 'اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانے میں زندہ ہوتے تو نبیوں کو قتل کرنے میں شریک نہ ہوتے۔' لیکن یہ کہنے سے تم اپنے خلاف گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کی اولاد ہو۔ اب جاؤ، وہ کام مکمل کرو جو تمہارے باپ دادا نے ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ سانپو، زہریلے سانپوں کے بچو! تم کس طرح جہنم کی سزا سے بچ پاؤ گے؟ اِس لئے مَیں نبیوں، دانش مندوں اور شریعت کے عالموں کو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ اُن میں سے بعض کو تم قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں لے جا کر کوڑے لگواؤ گے اور شہر بہ شہر

اُن کا تعاقب کرو گے۔ نتیجے میں تم تمام راست بازوں کے قتل کے ذمہ دار ٹھہرو گے ... ۔"[a]

حضرت عیسیٰ کی آنکھوں سے غم جھلک رہا تھا۔ وہ خدا کے اُس غضب کے بارے میں سوچ رہے تھے جو کوئی 40 برس بعد یروشلم اور اُس کے باشندوں پر نازل ہونے والا ہے۔ وہ لیڈروں کے قاتلانہ منصوبے کے بارے میں بھی سوچ رہے تھے۔ آنے والے دنوں میں وہ نہ صرف اُنہیں بلکہ اُن کے بہت سے پیروکاروں کو بھی قتل کر دیں گے۔

پھر اُن کے خیال بہہ نکلے، "ہائے یروشلم، یروشلم! تُو جو نبیوں کو قتل کرتی اور اپنے پاس بھیجے ہوئے پیغمبروں کو سنگسار کرتی ہے۔ مَیں نے کتنی ہی بار تیری اولاد کو جمع کرنا چاہا، بالکل اُسی طرح جس طرح مرغی اپنے بچوں کو اپنے پَروں تلے جمع کر کے محفوظ کر لیتی ہے۔ لیکن تم نے نہ چاہا۔ اب تمہارے گھر کو ویران و سنسان چھوڑا جائے گا۔ کیونکہ مَیں تم کو بتاتا

---

[a] متّی 23:29-35

ہوں، تم مجھے اُس وقت تک دوبارہ نہیں دیکھو گے جب تک تم نہ کہو کہ مبارک ہے وہ جو رب کے نام سے آتا ہے۔“[a]

یہ آخری لفظ تھے جو اُنہوں نے یہودی لیڈروں سے کہے۔ ویسے بھی اب سے وہ اُن سے کچھ اَور سننے کو تیار نہ تھے۔ اب وہ اپنے مخالف کو موت کے گھاٹ اُتارنے کے لئے عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پیٹھ پیچھے پھینکنے پر آمادہ تھے۔ نیکُدیمُس اور یوسف بہت پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اِن کھری کھری باتوں سے حضرت عیسیٰ نے اُنہیں جگانے کی آخری کوشش کی تھی۔ مگر سب بے سود۔ صرف ایک اُمید باقی تھی کہ جس طرح وہ پہلے اُن کے چُنگل سے بچ نکلتے رہے شاید اب بھی بچ نکلیں۔

اب صدرِ عدالت نے حضرت عیسیٰ کے مُعاملے کو پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن اُن کو گرفتار کرنے کا کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا تھا۔ عین اُسی وقت کسی نے حضرت عیسیٰ کے ایک شاگرد یہوداہ اسکریوتی کے آنے کی اطلاع دی۔ بڑی غیرمتوقع جگہ سے امداد آ

---

[a] متّی 23:37-39

گئی۔ جلدی سے یہوداہ کو اُن کے سامنے پیش کیا گیا۔ خوبرو نوجوان، آنکھوں سے ذہانت ٹپکتی ہوئی وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اُنہیں اُس کے آنے کے مقصد پر شک ہونے لگا۔ لیکن یہوداہ نے اُن کو زیادہ دیر اندھیرے میں نہیں رہنے دیا۔ ایک ہوشیار سوداگر کی طرح وہ سودا بازی کرنے لگا۔ "اگر مَیں اُسے تمہارے حوالے کر دوں تو مجھے کیا دو گے؟" لمحے بھر کو مکمل خاموشی چھا گئی۔ یہ شخص کتنی سنگ دلی سے اپنے مالک کو بیچ رہا تھا! کس بات نے اِسے ایسا کرنے پر اُبھارا؟ جب لیڈروں کی حیرانی دُور ہوئی تو اُنہوں نے اِس سنہری موقعے سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ طے پایا کہ اگر یہوداہ حضرت عیسیٰ کو اُن کے حوالے کر دے تو اُسے چاندی کے تیس سکّے دیئے جائیں گے۔

اُس وقت سے یہوداہ موقع تلاش کرنے لگا کہ اپنے آقا کو اُن کے دُشمنوں کے حوالے کر دے۔ حضرت عیسیٰ نے اِتنا عرصہ اُسے برداشت کیا تھا، اُس کے لئے دُعا مانگنے میں راتیں گزاری تھیں، تو بھی اُن کی یہ محبت یہوداہ کو اِس گھناؤنے منصوبے سے نہ ہٹا سکی۔ حضرت عیسیٰ نے اللہ کی وہ بادشاہی قائم نہیں کی تھی جس میں یہوداہ کو اعلیٰ رُتبہ ملنے کی

اُمید تھی۔ اَب اُس نے استاد سے انتقام لینے کی طرف پہلا قدم اُٹھا لیا تھا۔

سارا مُعاملہ ایسے کاروباری انداز میں نمٹایا گیا کہ کونسل کے بعض ارکان کے دِل بھی کانپ گئے۔ "کیا کوئی اُتنا بھی گر سکتا ہے جتنا کہ یہوداہ اسکریوتی؟"

لیکن یہوداہ کے ساتھ مُعاملہ در اصل لیڈروں کی اپنی خراب حالت کا آئینہ دار تھا۔ حضرت عیسیٰ نے اُن کے بارے میں سچ ہی فرمایا تھا کہ اُن کے دلوں سے خدا سے اور سچائی سے محبت اُٹھ چُکی ہے۔

فسح کی عید کی ضیافت

فسح کی عید کا وہ دن آ پہنچا جب یہودی لیلے قربان کرتے تھے۔ شاگردوں میں اُمید کی ایک نئی لہر اُبھرنے لگی۔ یہ اُمید لیڈروں کی شکست سے پیدا ہوئی تھی۔ "ہو سکتا ہے کہ آنے والے ایام میں حضرت عیسیٰ اپنی قوّت ظاہر کریں اور المسیح کے طور پر اپنا جائز مقام حاصل کر لیں۔"

لیکن یہوداہ اسکریوتی سمجھ گیا تھا۔ اُس نے زمین پر اللہ کی بادشاہی کا خواب دیکھنا چھوڑ دیا تھا۔ اگلا قدم اُٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ اُسے معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کی عید کہاں منائیں گے۔ اُس کے خیال میں وہ موقع حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرانے کے لئے

بہت موزوں ہو گا۔ یہوداہ لیڈروں سے تعریف کا بڑا خواہش مند تھا۔ اِس لئے اُس نے فیصلہ کیا کہ مَیں اپنے منصوبے کو پوری سرگرمی سے پورا کروں گا۔ لیکن ایک بات سے بچنا ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ کی گرفتاری کے موقعے پر عوام بھڑک نہ اُٹھیں۔

آخر وہ دِن آ پہنچا جب گھروں میں لیلے ذبح کئے جاتے اور رات کے لئے ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ شاگردوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ فسح کہاں تیار کیا جائے؟ تھوڑی دیر تک حضرت عیسیٰ سب کو گہری نظروں سے دیکھتے رہے۔ آخر میں اُن کی نگاہ یہوداہ پر آ کر رُک گئی۔ اُس کے سراپا میں ایک تناؤ تھا، اور انداز میں بے رُخی۔ حضرت عیسیٰ نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنے غدّار شاگرد کو فسح کی ضیافت کو خراب کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ فسح کی عید میرے اور میرے شاگردوں کے لئے بہت اہم ہے۔ اُنہوں نے شمعون پطرس اور یوحنّا کو یہ پُراسرار ہدایات دیں، ”جب تم شہر میں داخل ہو گے تو تمہاری ملاقات ایک آدمی سے ہو گی جو پانی کا گھڑا اُٹھائے چل رہا ہو گا۔ اُس کے پیچھے چل کر اُس گھر میں داخل ہو جاؤ جس میں وہ جائے گا۔ وہاں کے مالک سے کہنا، ’اُستاد

آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کمرا کہاں ہے جہاں مَیں اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کا کھانا کھاؤں؟' وہ تم کو دوسری منزل پر ایک بڑا اور سجا ہوا کمرا دکھائے گا۔ فسح کا کھانا وہیں تیار کرنا۔"[a]

یہوداہ نے کسی طرح اپنی مایوسی کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ لیکن دِل ہی دِل میں وہ افسوس کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ کو اپنے شاگردوں کے حلقے سے غدّاری کا احساس ہو گیا ہے، اِسی لئے تو اُنہوں نے اُس شخص سے پہلے ہی انتظام کر رکھا تھا۔ خوف کی ایک لہر یہوداہ کے سر سے پاؤں تک گُزر گئی۔ اُس نے حساب لگایا کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے بہت تیزی مگر احتیاط کے ساتھ قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

شمعون پطرس اور یوحنّا بن زبدی بڑے دوستانہ روح میں شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ شمعون کہنے لگا، "پہلی فسح کو منائے بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ تقریباً 1500 سال۔"

یوحنّا نے اُس کی ہاں میں ہاں ملا کر کہا، "ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے کہ جب بے دین فرعون نے ہمارے باپ دادا پر غلامی کے جوئے کو

[a] لُوقا 22:10-12

سخت کر دیا تو اُن کو کیسے مُشکل حالات اور کس مصیبت کا سامنا تھا! اللہ نے کتنا رحم کیا کہ موسیٰ نبی کو اُن کی رہائی کے لئے برپا کیا۔ اپنے اُس عظیم نبی کی معرفت اُس نے فرعون اور مصریوں پر اپنی قُدرت ظاہر کی۔"

یوحنّا نے حیرانی سے اپنا سر ہلایا۔ "فرعون نے خدا کی قدرت کو دیکھا، مگر پھر بھی اُس کا حُکم ماننے سے انکار کرتا رہا۔ حالانکہ حضرت موسیٰ نے اُسے خبردار بھی کیا تھا کہ اگر وہ اللہ کے لوگوں کو رِہا نہیں کرے گا تو اُسی رات ہر خاندان کا پہلوٹھا بچہ ہلاک ہو جائے گا۔"

شمعون پطرس نے یوحنّا کو یاد دلایا کہ "ہماری قوم کے لوگ تو خدا سے ہدایات لیتے تھے۔ اُن کو صاف صاف ہدایات دی گئیں کہ اُس رات موت کے فرشتے سے کس طرح بچنا ہو گا۔ حُکم ملا کہ ہر خاندان ایک ایک لیلا ذبح کرے اور اُس لیلے کا خون دروازے کی چوکھٹ کے اُوپر اور پہلوؤں پر لگایا جائے۔ اِس خون کے نشان سے موت کا فرشتہ اُن کو پہچان لے گا۔ انسانی پہلوٹھوں کے عوض لیلا پہلے ہی قُربان ہو چکا ہے۔ سزا پوری ہو چکی ہے۔ اگر ہمارے لوگ بھی اللہ کی نافرمانی کرتے تو ضرور موت کا شکار ہوتے۔"

وہ خوشی خوشی آگے بڑھ رہے تھے۔ یوحنّا نے اپنے ساتھی کو یاد دلایا، ”کیا اللہ کے حقیقی لیلے کو سچ مچ ابھی قُربان ہونا ہے؟ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب ہمارے آقا دریائے یردن پر آئے تھے۔ اُس وقت یحییٰ نبی کس طرح حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے، 'دیکھو، یہ اللہ کا لیلا ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں مَیں نے کہا، 'ایک میرے بعد آنے والا ہے جو مجھ سے بڑا ہے، کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔'''[a]

دونوں اپنے اپنے خیالات میں گُم آگے بڑھتے گئے۔ چلتے چلتے یوحنّا کو اپنے آقا کے بارے میں ایک نیا خوف گھیرنے لگا۔ حال ہی میں اُنہوں نے اُنہیں یہ کہہ کر چونکا دیا تھا کہ ”تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد فسح کی عید شروع ہو گی۔ اُس وقت ابنِ آدم کو دشمن کے حوالے کیا جائے گا تاکہ اُسے مصلوب کیا جائے۔“[b] یوحنّا بولا، ”مَیں تو تصوُّر بھی نہیں کرسکتا کہ سچ مچ ایسا ہی ہو گا۔ صلیب تو سنگین ترین مجرموں کے لئے ہوتی ہے!“

---

[a] یُوحنّا 1:29-30

[b] متّی 26:2

شمعون پطرس نے کہا، "بھئی، اِس وقت ہمیں اپنے خیالات فسح کی تقریب پر مرکوز رکھنے چاہئیں۔"

منزل پر پہنچے تو سب کچھ بہ آسانی ہو گیا۔ جس آدمی کا ذکر کیا گیا تھا وہ بھی مل گیا۔ وہ اُن کا محترم دوست یوسف بن ساؤل نکلا۔ اُس نے حسبِ معمول بڑے ادب کے ساتھ اُنہیں بالاخانہ دکھایا۔ دونوں شاگرد فوراً مختلف کھانے تیار کرنے میں لگ گئے۔ بڑے احتیاط سے اُنہوں نے کڑوے ساگ پات، چٹنیاں اور مشروب تیار کئے۔ لیلے کو پکانے اور بھوننے میں تو خاص احتیاط کی ضرورت تھی۔ چند گھنٹوں کی محنت کے بعد اُن کو تسلّی ہوئی کہ اَب ہر چیز ٹھیک طرح سے تیار ہو گئی ہے۔ پانی کا وہ گھڑا بھی موجود ہے جس سے آنے والوں کے پاؤں دھونے ہیں۔ چلمچی اور تولیہ بھی رکھے ہوئے ہیں۔

آخر شمعون پطرس تھک کر بیٹھ گیا۔ "آؤ یوحنّا، تھوڑی دیر سُستا لیں۔ دیر ہو رہی ہے۔ چاند نکل رہا ہے۔ ہمارے ساتھی بھی آتے ہی ہوں گے۔" یوحنّا اُس کے پاس آ بیٹھا۔ پطرس نے حیران ہو کر بات جاری رکھی، "سمجھ میں نہیں آتا کہ اُستاد فسح کھانے کی جگہ کے لئے اِتنے مُحتاط

کیوں ہیں! اِس کے علاوہ مَیں ایک اَور بات سے بھی پریشان ہوں۔ یوسف بن ساؤل بھی ہماری وجہ سے کچھ پریشان ہے۔ کیا کوئی بات ایسی ہے جس سے ہم بے خبر ہیں؟"

یوحنّا نے تھکن سے آنکھیں بند کر لیں۔ کہنے لگا، "بازار میں تو طرح طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ جتنی سُنو، اُتنا ہی خطرے کا احساس ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے مالک خواہ مخواہ خطرہ مول نہیں لیں گے۔ اگر حالات ایسے ہی خراب ہوتے تو وہ ہرگز یروشلم میں نہ ٹھہرتے۔" یوحنّا کے ہونٹوں پر ہلکی سی مُسکراہٹ آئی۔ اُس نے بات جاری رکھی، "دوست، فکر نہ کرو۔ چلو ہم اپنے آپ کو آج کی خاص رات کے لئے تیار کریں۔ کیا پتا کہ اللہ کی بادشاہی آج رات ہی قائم ہو جائے!"

شمعون پطرس نے منہ بنایا۔ اُس نے یوحنّا کو یاد دلایا، "اللہ کی بادشاہی کے موضوع پر تو ہمارے اپنے درمیان کتنی بار جھگڑے ہو چکے ہیں۔ ذرا سوچو کتنی بحث ہوئی تھی کہ اِس بادشاہی میں کس کس کو اُونچا مرتبہ مِلے گا!"

یوحنا کی تیوری چڑھ گئی۔ اُسے یاد تھی کہ اِس بات سے حضرت عیسیٰ کس قدر غمگین ہوئے تھے۔ بڑا بننے کی انسانی آرزو اُن کے دِلوں میں جڑ پکڑے ہوئے تھی، اور اُن میں سے کوئی بھی اِس خواہش سے باز آنے کو تیار نہ تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے یوحنّا نے شمعون پطرس سے پوچھا، "کیا خیال ہے، دوسرے شاگرد جلتے تو نہیں کہ تُم، تمہارا بھائی یعقوب اور مَیں حضرت عیسیٰ کے اِتنے زیادہ قریب ہیں؟"

پطرس سوچ میں پڑ گیا۔ "ہاں، یہ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اُن کو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ کوئی بھی شاگرد اُستاد کے جتنا چاہے قریب ہو سکتا ہے۔" پھر اُس نے زوردار آواز میں کہا، "ایک بات تو صاف ہے کہ ہمارے آقا کسی کی طرف داری نہیں کرتے۔ وہ ہم سب سے یکساں محبت رکھتے ہیں۔" پھر اُس نے اپنی تھکی ہوئی ٹانگوں کو دباتے ہوئے کہا، "مجھے یاد ہے کہ ایک دِن جب ہم کفرنحوم میں اپنے گھر کو جا رہے تھے تو حضرت عیسیٰ اپنی موت کی بات کرنے لگے۔ لیکن ہم نے توجہ ہی نہ دی۔ ہم اپنی ہی باتوں میں مگن تھے۔ اُس وقت ہم یہ طے کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہم میں سے بڑا کون ہے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ جب ہم

گھر پہنچے تو سب ایک دوسرے سے ناراض تھے۔ ہمارے آقا کو ہماری گفتگو کا پہلے ہی علم تھا۔ اُنہوں نے پوچھا، 'تُم لوگ راستے میں کیا بات چیت کر رہے تھے؟' ہم نے شرم کے مارے منہ بند رکھے۔ مگر وہ ہم سب کو ایسے دیکھتے رہے جیسے کوئی بڑی اہم بات بتانے والے ہوں۔ آخر اُنہوں نے فرمایا، 'جو اوّل ہونا چاہتا ہے وہ سب سے آخر میں آئے اور سب کا خادم ہو۔'"[a]

یوحنّا کو یہ واقعہ خوب یاد تھا۔ وہ کہنے لگا، "سب کا خادم بننا تو بے حد مُشکل ہے۔ لیکن ہمارے آقا بالکل ایسا ہی کرتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ 'مَیں حلیم ہوں اور دِل کا فروتن۔' اور یہ ہے بھی بالکل سچ۔ اُن کی زندگی حلم اور فروتنی کی مثال ہے۔"

سیڑھیوں پر جوتیوں کی چاپ سُنائی دی۔ توما اور یعقوب آ پہنچے۔ اُنہوں نے بتایا کہ "آقا لوگوں کی توجہ سے بچنا چاہتے ہیں، اِس لئے فیصلہ ہوا کہ ہم دو دو اور تین تین ہو کر یہاں آئیں۔ تھوڑی دیر بعد دوسرے ساتھی بھی آجائیں گے۔"

---

[a] مرقس 9:35

باتیں کرتے کرتے سارے جمع ہو گئے۔ میز پر بیٹھنے سے پہلے شاگردوں کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ پاؤں دھونے کے لئے کوئی نوکر موجود نہیں۔ اُن میں سے ہر ایک ایسی گھٹیا خدمت کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اُن کے گرد آلود پاؤں اور دھونے دُھلانے کا موجود انتظام اُن کو یاد دلا رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اُن کے آقا کے چہرے پر بھی اُداسی چھائی ہوئی تھی۔

تاہم فسح کھانے کی رسم اِس طرح شروع ہوئی جیسے سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو۔ پہلا پیالہ بھرا گیا اور باری باری سب کو دیا گیا۔ یوحنّا حضرت عیسیٰ کے پاس بیٹھا تھا۔ اُس نے ساگ پات اور چٹنی حضرت عیسیٰ کو پکڑائی۔ پھر وہ باری باری میز پر بیٹھے تمام افراد کو دی گئی۔

وہ سب کھا رہے اور باتیں کر رہے تھے کہ اچانک حضرت عیسیٰ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، ”یوحنّا، میرا چوغہ اُتارنے میں ذرا میری مدد کرنا۔ شکریہ۔ اُمید ہے اُس گھڑے میں پانی ہو گا۔“

یوحنّا کا ضمیر اُسے ملامت کرنے لگا۔ آقا کیا کرنے لگے ہیں؟ اُس نے جلدی سے کہا، "ہاں اُستاد، پانی ہے۔ لاؤں؟"

مگر خداوند نے کہا کہ جا کر بیٹھ جا۔ اِدھر ساری آنکھیں حضرت عیسیٰ پر جم گئیں۔ سب گھبرا گئے کہ ہمارے آقا نے ایک غلام کی طرح تولیہ باندھ لیا ہے۔ اب وہ برتن میں پانی لا کر یوحنا سے مخاطب ہوئے، "اپنے پاؤں میری طرف کر۔"

یوحنّا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اپنے پاؤں بڑھائے تو شمعون پطرس اُسے جھڑکنے لگا، "یوحنّا، اپنے آقا سے پاؤں دُھلواتے شرم نہیں آتی!"

لیکن اب استاد شمعون پطرس کے پاس آ پہنچے، "شمعون بن یونس ..."

شمعون پطرس بات کاٹتے ہوئے بڑے جوش سے اعتراض کرنے لگا، "مَیں کبھی بھی آپ کو میرے پاؤں دھونے نہیں دوں گا"

اُس کے آقا کی نگاہیں بڑی سنجیدگی سے اُس پر جم گئیں، "کیوں نہیں، پطرس؟ اگر مَیں تجھے نہ دھوؤں تو میرے ساتھ تیرا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔"

اَب حیران ہونے کی باری پطرس کی تھی۔ بڑے جوش سے وہ پُکار اُٹھا، "اوہ! اوہ! ... میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ تو پھر خداوند، نہ صرف میرے پاؤں بلکہ میرے ہاتھوں اور سر کو بھی دھوئیں!"

لیکن حضرت عیسیٰ نے وضاحت کی، "جس شخص نے نہا لیا ہے اُسے صرف اپنے پاؤں کو دھونے کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ وہ پورے طور پر پاک صاف ہے۔" پھر یعقوب کی طرف بڑھتے ہوئے بولے، "تم پاک صاف ہو، لیکن سب کے سب نہیں۔" حضرت عیسیٰ کو تو معلوم تھا کہ کون اُنہیں دشمن کے حوالے کرے گا۔ اِس لئے اُنہوں نے کہا کہ سب کے سب پاک صاف نہیں ہیں۔

یہ سُن کر سب دنگ رہ گئے۔ اِس کا کیا مطلب کہ سب کے سب پاک صاف نہیں؟ ہر ایک محسوس کرنے لگا کہ میری زندگی میں ابھی تک کتنی باتیں ہیں جو استاد کو ناپسند ہیں۔ صرف یہوداہ اسکریوتی کا دل سخت رہا۔ اُس نے بڑی بے حسی سے اپنے پاؤں دُھلوا لئے۔ اپنے گُم راہ شاگرد کے لئے اُستاد کی محبت کا یہ آخری اظہار تھا۔

جب سب کے پاؤں دھوئے جا چکے تو حضرت عیسیٰ اپنی جگہ پر آ بیٹھے اور کہا، ”کیا تم سمجھتے ہو کہ مَیں نے تمہارے لئے کیا کِیا ہے؟ تم مجھے ’اُستاد‘ اور ’خداوند‘ کہہ کر مخاطب کرتے ہو اور یہ صحیح ہے، کیونکہ مَیں یہی کچھ ہوں۔ مَیں، تمہارے خداوند اور اُستاد نے تمہارے پاؤں دھوئے۔ اِس لئے اب تمہارا فرض بھی ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو۔ مَیں نے تم کو ایک نمونہ دیا ہے تاکہ تم بھی وہی کرو جو مَیں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ غلام اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا، نہ پیغمبر اپنے بھیجنے والے سے۔ اگر تم یہ جانتے ہو تو اِس پر عمل بھی کرو، پھر ہی تم مبارک ہو گے۔ مَیں تم سب کی بات نہیں کر رہا۔ جنہیں مَیں نے چن لیا ہے اُنہیں مَیں جانتا ہوں۔ لیکن کلامِ مُقدّس کی اِس بات کا پورا ہونا ضرور ہے، ’جو میری روٹی کھاتا ہے اُس نے مجھ پر لات اُٹھائی ہے۔‘“[a]

ابھی شاگرد استاد کی خدمت کے دھچکے سے نہیں نکلے تھے کہ اُنہیں حضرت عیسیٰ کے پریشان چہرے سے احساس ہونے لگا کہ وہ کوئی

---

[a] یُوحنّا 13:12-18

ہول ناک خبر سُنانے والے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ کہنے لگے، ”مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے دشمن کے حوالے کر دے گا۔“

سب دم بخود رہ گئے۔ وہ گھور گھور کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

”اپنے آقا سے غدّاری؟ ناممکن!“

کسی نے کہا، ”ہو سکتا ہے کہ بھول چوک سے ہم کوئی احمقانہ حرکت کر بیٹھیں لیکن آپ سے دیدہ دانستہ غدّاری کبھی نہیں کر سکتے۔“

شمعون پطرس پُکار اُٹھا، ”مَیں اکثر بے سوچے سمجھے بول اُٹھتا ہوں۔ کہیں وہ مَیں ہی تو نہیں ہوں؟“

سب فکرمند ہو کر باری باری پوچھنے لگے، ”خداوند! کیا مَیں ہوں؟“

آخر شمعون پطرس نے یوحنّا کو اشارہ کیا، کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کے قریب بیٹھا ہوا تھا، ”پتا کرو کہ اُستاد کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔“

یوحنّا نے پوچھا، ”خداوند، یہ کون ہے؟“

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”جب مَیں روٹی کا لقمہ شوربے میں ڈبو کر دوں، وہی ہے۔“ جب وہ لقمہ ڈبونے لگے تو سب نے سانسیں روک لیں۔ پھر اُس نے لقمہ یہوداہ اسکریوتی کو پیش کیا۔

شاگردوں نے لمبا سانس لیا، "یہوداہ اسکریوتی۔ حضرت عیسیٰ کا غدّار؟" اِس امید سے کہ شاید اُنہیں سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اُنہوں اِس دل ہلانے والے خیال کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔

لیکن حضرت عیسیٰ نے یہوداہ سے کہا، "جو کچھ کرنا ہے وہ جلدی سے کر لے۔" وہ چاہتے تھے کہ وہ جلد سے جلد اُن کی حضوری سے نکل جائے۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ یہوداہ کے جاتے وقت بھی دوسروں کو رتّی بھر شک نہ ہوا کہ اُس کی نیت بُری ہے۔ بعض نے خیال کیا کہ وہ کچھ خریدنے گیا ہے۔ دوسروں نے سوچا کہ وہ غریبوں کو خیرات دینے گیا ہے۔ اِس موقعے پر بھی حضرت عیسیٰ نے اُسے اپنے ساتھیوں کے سامنے بے نقاب نہ کیا۔ غدّار کے لئے اُن کی محبت ایسا کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اُنہوں نے بڑی محبت سے اپنے گیارہ عزیزوں پر نگاہ ڈالی۔ بہت کڑا وقت آ رہا تھا۔ اُن کو اُن پر ترس آیا، اور وہ باپ کی طرح اُن سے مخاطب ہوئے، "میرے بچو، مَیں تھوڑی دیر اَور تمہارے پاس ٹھہروں گا۔ تم مجھے تلاش کرو گے، اور جو کچھ مَیں

یہودیوں کو بتا چکا ہوں وہ اب تم کو بھی بتاتا ہوں، جہاں مَیں جا رہا ہوں وہاں تم نہیں آ سکتے۔"[a]

لمحے بھر کو خاموشی طاری رہی۔ سب کے ذہن میں کتنے ہی سوال ابھرنے لگے۔ پھر سب کی زبانیں اُن کی حیرانی کی ترجمانی کرنے لگیں، "آقا! کیا آپ ہمیں چھوڑ جائیں گے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ ہمیں کیوں چھوڑ رہے ہیں؟" یہ اُن کے لئے کتنی ہول ناک بات تھی! اب بادشاہت قائم ہونے کو ہے کہ اُن کے آقا اُنہیں چھوڑ جانے کی باتیں کرنے لگے۔ لگتا تھا کہ وہ اُنہیں چھوڑ کر کسی ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں وہ اُن کے پیچھے نہیں آ سکتے۔

اُن کے سوالات مدھم ہوتے ہوتے ختم ہو کر رہ گئے، اور گہری خاموشی چھا گئی۔ پھر حضرت عیسیٰ نے کہا، "مَیں تم کو ایک نیا حکم دیتا ہوں، یہ کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ جس طرح مَیں نے تم سے محبت رکھی اُسی طرح تم بھی ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اگر تم ایک دوسرے سے محبت رکھو گے تو سب جان لیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔"[b]

---

[a] یُوحنّا 13:21-33
[b] یُوحنّا 13:34-35

سب حضرت عیسیٰ کی نگاہوں سے نگاہیں ہٹا کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک کر اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈنے لگے۔ مگر سوائے حیرت کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ "کیا حضرت عیسیٰ بتانا نہیں چاہتے ہیں کہ مَیں کہاں جا رہا ہوں، اِسی لئے بات بدل دی ہے؟"

شمعون پطرس سے رہا نہ گیا، "خداوند، آپ کہاں جا رہے ہیں؟ یقیناً کوئی نہ کوئی راہ نکلے گی کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ جا سکیں!"

حضرت عیسیٰ نے نفی میں سر ہلایا، "جہاں مَیں جا رہا ہوں وہاں تُو میرے پیچھے نہیں آ سکتا۔ لیکن بعد میں تُو میرے پیچھے آ جائے گا۔"

شمعون پطرس اپنے خداوند کے یہ الفاظ قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ اُس نے پوچھا، "خداوند، مَیں آپ کے پیچھے ابھی کیوں نہیں جا سکتا؟ مَیں آپ کے لئے اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں۔"[a] یہ مضبوط مچھیرا خود کو دوسروں سے زیادہ بہادر خیال کرتا تھا۔ کوئی خطرہ اُسے حضرت عیسیٰ کے پیچھے آنے سے روک نہیں سکتا تھا۔ اُس نے سینہ تان کر اعلان کیا، "دوسرے بے شک سب آپ کی بابت برگشتہ ہو جائیں، لیکن

---

[a] یُوحنّا 13:36-37

مَیں کبھی نہیں ہوں گا۔"[a] یہ کہہ کر اُس نے زور سے سانس لے کر باری باری ہر ساتھی کو غور سے دیکھا۔ دوسرے اُس کے بیان سے بے حد متاثر ہوئے۔ بہت خوب!

لیکن اُس کی اِس بات کا حضرت عیسیٰ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اُن کے چہرے پر بے یقینی نظر آئی۔ یہ دیکھ کر شمعون پطرس کی خود اعتقادی کو ٹھیس لگی۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اُس کی حیرانی اور بڑھ گئی جب حضرت عیسیٰ نے کہا، "تُو میرے لئے اپنی جان دینا چاہتا ہے؟ مَیں تجھے سچ بتاتا ہوں کہ مرغ کے بانگ دینے سے پہلے پہلے تُو تین مرتبہ مجھے جاننے سے انکار کر چکا ہو گا۔"[b]

وہ دلیر شاگرد اب ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔ گھبراہٹ سے اُس کی آنکھیں پھیل گئیں، "مجھے کیا پیش آنے کو ہے؟" اُسے حضرت عیسیٰ کی آواز بہت دُور سے آتی ہوئی محسوس ہونے لگی، "شمعون، شمعون! ابلیس نے تم لوگوں کو گندم کی طرح پھٹکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن مَیں

---

[a] متّی 33:26
[b] یُوحنّا 38:13

نے تیرے لئے دعا کی ہے تاکہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔ اور جب تُو مُڑ کر واپس آئے تو اُس وقت اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔"[a]

رات کافی بھیگ چکی تھی۔ اُن کی فکر اور اندیشوں کی کوئی انتہا نہ تھی، لیکن ایسے میں حضرت عیسیٰ ایک چٹان کی مانند تھے جسے کوئی ہلا نہیں سکتا اور جس پر مکمل بھروسا کیا جا سکتا ہے۔ وہ اُنہیں تمام خطروں سے صاف بچا لے جائے گا۔ اُنہیں اُمید تھی کہ ایسے خطرے کے وقت حضرت عیسیٰ اُنہیں ہرگز تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ وہ تسلّی دینے والی باتیں سُننے کے منتظر تھے لیکن اُنہیں مایوسی ہوئی۔ حضرت عیسیٰ اُن کے سامنے آنے والے واقعات پیش کرنے لگے تاکہ وہ تیار رہیں۔ اُنہوں نے اُنہیں خبردار کیا، "آج رات تم سب میری بابت برگشتہ ہو جاؤ گے، کیونکہ کلامِ مُقدّس میں اللہ فرماتا ہے، 'مَیں چرواہے کو مار ڈالوں گا اور ریوڑ کی بھیڑیں تتر بتر ہو جائیں گی۔' لیکن اپنے جی اُٹھنے کے بعد مَیں تمہارے آگے آگے گلیل پہنچوں گا۔"[b]

---

[a] لُوقا 22:31-32

[b] متّی 26:31-32

شاگردوں کو علم تھا کہ زکریاہ نبی نے بہت عرصہ پہلے پیش گوئی کی تھی کہ چرواہے کو مارا جائے گا اور بھیڑیں تتر بتر ہو جائیں گی۔ کیا المسیح اور اُن کے شاگردوں کے ساتھ سچ مچ ایسا سلوک کیا جائے گا ؟ بے شک حضرت عیسیٰ کے الفاظ میں اُمید کی کرن نظر آ رہی تھی لیکن شاگردوں نے خیال تک نہ کیا کہ وہ جی اُٹھیں گے۔ اُن کو یکے بعد دیگرے بہت سے جھٹکے لگے تھے۔ اب اَور صدمے برداشت کرنے کی سکت نہ تھی۔ وہ حیران تھے کہ حضرت عیسیٰ کتنے اعتماد کے ساتھ مُستقبل کا سامنا کر رہے ہیں۔

فسح کی عید کی تقریبات شروع ہو چکی تھیں۔ شاگردوں نے سوچا کہ کیا ہم اُن کو پورا بھی کرسکیں گے؟ کسی لمحہ بھی کوئی خوفناک واقعہ پیش آ سکتا ہے۔

صدرِ عدالت کا ہنگامی اجلاس

بہار کا سُہانا موسم تھا۔ چاندنی چِھٹکی ہوئی تھی۔ یہوداہ اسکریوتی تنگ گلیوں میں سے قدم بڑھائے جا رہا تھا۔ شراب میں مست رومی سپاہی بھیڑ میں اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے۔

گھروں کے اندر سے روشنی باہر گلیوں میں پڑ رہی تھی۔ بعض خاندان اِس وقت فسح کا لیلا کھا رہے تھے۔ اگرچہ عیدِ فسح کی مقررہ تاریخ اگلے دِن تھی مگر زیادہ کٹّر یہودی ایک دِن پہلے مناتے تھے۔ کیونکہ اگلے دن شام چھ بجے سے سبت شروع ہو جاتا تھا۔ عید کی تقریبات منانے والے جانتے تھے کہ جس طرح رب نے ہمارے باپ دادا کو غلامی سے رہائی

دلائی، اُسی طرح وہ ایک دن ہمیں ایک اَور بھی بڑی غلامی سے آزادی دلائے گا۔

یہوداہ اسکریوتی اپنی قوم پر اللہ کے بڑے فضل کی خوشی نہیں منا سکتا تھا۔ اب اُس کے دل پر شیطان کی حکمرانی تھی۔ اُس کے دماغ پر ایک ہی خبط سوار تھا کہ حضرت عیسیٰ کو گرفتار کروا دے۔ وہ امامِ اعظم اور صدرِ عدالت کے دیگر ارکان کو دکھانا چاہتا تھا کہ تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔ جو کام وہ اِتنے مہینوں میں نہیں کر سکتے تھے، یہوداہ اُسے ایک رات میں کر دکھانے پر تُلا ہوا تھا۔

امامِ اعظم کی شان دار رہائش گاہ موقعے کی مناسبت سے بڑی خوب صورتی سے چراغاں تھی۔ یہوداہ نے دیکھا کہ بے شمار نوکر چاکر اِدھر اُدھر آ جا رہے ہیں۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک تلخ مُسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "سچ مچ کائفا، اُس کا سُسر اور صدوقیوں کے دیگر ارکان یہودی معاشرے کا اعلیٰ ترین طبقہ ہیں۔ وہ قدیم شرفا سے تعلق رکھتے ہیں۔" وہ بڑے حسد سے سوچنے لگا کہ کائفا کو وہ سب کچھ حاصل ہے جو مَیں اللہ کی بادشاہی میں پانے کی اُمید رکھتا تھا — عزّت، طاقت اور دولت۔ اُس کے دل

میں غُصے کی ایک لہر اُٹھی۔ حضرت عیسیٰ نے میری ساری اُمیدیں خاک میں ملا دی ہیں۔ جلد ہی اُس کو عظیم آدمی کی حضوری میں پہنچا دیا گیا۔ امامِ اعظم بڑی بے صبری سے یہوداہ کا انتظار کر رہا تھا۔

یہوداہ کہنے لگا، "عالی جاہ۔ آپ کو فوراً اقدام کرنا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰ کو پہلے ہی مجھ پر شک ہونے لگا ہے۔ اگر جلدی کریں تو اُنہیں اُس بالاخانے پر جا لیں گے جہاں وہ فسح کی عید منا رہے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے ہم وقت پر نہیں پہنچ پائیں گے۔ خیر، رہنے دیجئے۔ اگر وہ اُس جگہ نہیں ملے تو گتسمنی باغ میں تو ضرور مل جائیں گے۔"

"شاباش! ضروری ہے ہم اُسے خاموشی سے گرفتار کریں۔ عوام کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیئے۔ شہر کی گلیوں میں اِتنے لوگ ہیں کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ اِن میں سے کسی کو پتا نہ چلے۔ ہر گھر باہر سے آنے والے زائرین سے بھرا ہوا ہے، اور فصیل کے باہر کتنے لوگ جھونپڑیاں لگائے پڑے ہیں، اِس لئے رازداری بہت ضروری ہے۔ اگر اُن کو خبر ہوگئی تو نامعلوم کیا ہنگامہ کھڑا کر بیٹھیں۔"

لمحے بھر کو کائفا جیسے یہوداہ کو بھول گیا ہو۔ وہ خود کلامی کے انداز میں بولنے لگا، ”ہم سبت سے پہلے پہلے کس طرح حضرت عیسیٰ کا قصّہ پاک کر سکیں گے؟“ اُس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں جیسے ساری باتوں کا حساب لگا رہی ہوں۔ ”ہاں۔ کرسکیں گے۔ سبت تو کل شام سے شروع ہو گا۔ لیکن ہم اگلے ہفتے تک اُسے قید خانے میں بند نہیں رکھ سکتے۔ اِس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عوام کو پتا چل جائے گا اور بلوا ہو جائے گا۔ ہمیں اِتنی سُرعت سے کام کرنا ہو گا کہ کسی کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا ہو رہا ہے۔“ کائفا کمرے میں ٹہلنے لگا، ”ہاں۔ سب کچھ ممکن ہے۔ گرفتار کرنا، مقدمہ چلانا، سزا سُنانا اور فیصلے کی تصدیق کروا کے عمل درآمد کرنا، کل شام چھ بجے سے پہلے پہلے سب کچھ انجام پائے گا۔ قسمت ساتھ دے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔“

یہوداہ کو اندازہ ہو گیا کہ کائفا عجلت سے کام کرنے والا ہے۔ جلدی سے سیکرٹری کو طلب کیا گیا۔ امامِ اعظم نے جلدی سے حُکم دیا، ”صدرِ عدالت کے تمام ارکان کے پاس ہرکارے دوڑاؤ۔ اِسی مکان میں ایک ہنگامی اجلاس ہو گا۔ کہلا بھیجو کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر سب پہنچ

جائیں۔ ہاں ... چند گواہ بھی تیار رکھو جو حضرت عیسیٰ کے خلاف گواہی دیں۔ دماغ پر زور دو کہ کس کس نے اُس کی شکایت کی ہے۔"

اب کائفا ایک دم یہوداہ کی طرف مُڑا، "یہوداہ، حضرت عیسیٰ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟ ... تُم نے کہا گیارہ؟ اچھا۔ لیکن بہتر ہے کوئی خطرہ مول نہ لیا جائے۔" اُس نے تیزی سے سیکرٹری کو حُکم دیا، "اب جلدی کرو۔ یہ حکم بیت المقدّس کے حفاظتی دستے کے کپتان کو پہنچاؤ کہ اُتنے سپاہی لے کر آئے جو بارہ طاقت ور آدمیوں پر قابو پانے کے لئے کافی ہو۔ ہو سکتا ہے اُس کے ساتھ زیادہ آدمی ہوں ... یاد رکھو۔ بہت جلدی ہے۔ بھاگ کر جاؤ۔"

یوں نیکدیمس کو بھی فسح کے کھانے سے جلدی جلدی بُلا لایا گیا۔ وہ یہوداہ کی غدّاری کے باعث بہت غمگین ہوا۔ اُس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ اب عدل و انصاف کا خون ہو رہا ہے۔ اُس کی باطنی کشمکش بڑھ گئی۔ کتنا افسوس کہ صدرِ عدالت کے اراکین حضرت عیسیٰ کی گرفتاری کے لئے ایک غدّار کو رشوت دینے پر اُتر آئے ہیں۔ موسیٰ نبی نے رشوت لینے دینے سے صاف منع کیا تھا۔

وہ منصف تھے اور اُن کا فرض تھا کہ مظلوم کی حمایت کریں نہ کہ اُس کی گرفتاری کے لئے اسباب ڈھونڈنے لگیں!

ہرکارے واپس لوٹے، لیکن نیکدیمس کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔ اُسے ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے دوست افرائیم سے بات کرے۔ جلدی سے اُس نے چوغہ پہنا اور روانہ ہو گیا۔ افرائیم کے گھر کا دوستانہ ماحول اورگرم جوشی سے اُس کا دل ضرور بہل جائے گا۔

اپنے پرانے دوست کو دیکھ داؤد اور روت حیران رہ گئے۔ اُس کا چہرہ فق تھا، اور دلی کیفیت صاف ظاہرتھیں۔ افرائیم نے اُسے آرام سے بٹھایا، لیکن نیکدیمس نے بتایا کہ مَیں زیادہ دیرنہیں ٹھہر سکتا۔ اُس نے بڑی مشکل سے تھوک نگلا اور بتانے لگا، ”دوستو! ہم اللہ اور اُس کی پاک راہوں سے بہت دُور ہیں، یہاں تک کہ ہمیں اُس کا خیال بھی نہیں۔ یقین کریں کہ خدا کا غضب ہم پر ایسا نازل ہونے والا ہے کہ ہمیں یاد رہے گا۔“

داؤد اُچھل کرکھڑا ہو گیا۔ ”کیوں چچا نیُکدیمس۔ آپ اِتنے پریشان کیوں ہیں؟ ہمیں بتائیں۔ ہم کسی سے ہرگز ذکرنہیں کریں گے۔“

روت بھی کہنے لگی، ”ضرور بتائیں۔ شاید ہم آپ کی کوئی مدد کرسکیں۔“

مگر اُن کے باپ نے بااختیار انداز میں ہاتھ گھما کر اُنہیں خاموش کر دیا۔ نیکُدیمس نے کپکپاتی آواز میں بتایا، ”عزیز دوستو! لگتا ہے کہ آج رات کائفا اور دوسرے سنگ دل لیڈر اللہ کے تمام قوانین کو روند ڈالیں گے۔ جو کام کوئی نہ کر سکا وہ حضرت عیسیٰ نے کر دکھایا۔ اُنہوں نے اُن کی حقیقت اُن کے منہ پر بیان کر دی۔ اب اُن کی نفرت اور جذبۂ انتقام حضرت عیسیٰ کو موت کے گھاٹ اُتار ڈالے گا۔“

افرائیم نے اپنا ہاتھ معذرت خواہ انداز میں اُٹھایا، ”داؤد دیکھو، فی الحال کوئی نوکر کمرے میں نہ آئے۔ میرے دوست، اب تم اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکتے ہو۔“

نیکُدیمس نے آہ بھری، ”اِس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ مردِ خدا ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اللہ نے اُنہیں بھیجا ہے۔ یقین کرو کہ اماموں اور اعلیٰ طبقے میں بہت سے افراد اُن کے خُفیہ ماننے والے ہیں، لیکن ہم کتنے بزدل ہیں کہ کائفا، حنّا اور صدرِ عدالت کے دیگر اراکین کے ڈر سے خاموش ہیں۔ لیکن کون عبادت خانے سے خارج ہونا گوارا کرے

گا! کون ہے جو اِس بات کے لئے تیار ہو کہ اُس کے ساتھ کافروں کا سا سلوک کیا جائے۔" اُس کا لہجہ اور تلخ ہو گیا۔ "اگر آج رات میرے اندیشوں کی تکمیل ہو گئی تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ اگر وہ رات کو حضرت عیسیٰ کو گرفتار کریں تو یہ صدرِ عدالت کے قانون کی صریح خلاف ورزی ہو گی۔ سورج غروب ہونے کے بعد کسی پر مقدمہ چلانے کی تو سخت ممانعت ہے۔"

افرائیم کی پیشانی پر بل پڑ گئے، "کائفا کو عید پر صدرِ عدالت کا ہنگامی اجلاس بُلانے کی کیا سُوجھی! یہ فسح کی عید ہے۔ اِس کے علاوہ صبح کی قربانی سے پہلے مقدمے کی کارروائی کرنا شریعت کے بالکل خلاف ہے۔" وہ غصّے سے میز پر انگلیاں بجانے لگا، "ایسے لیڈروں سے اللہ بچائے! حضرت عیسیٰ نے بالکل دُرست فرمایا تھا کہ یہ ریاکار ہیں۔ ظاہر رحمان کا باطن شیطان کا! نیکُدیمس میرے دوست، کیا ہو سکتا ہے! آج رات تم اُن کے حق میں آواز اُٹھانے والے اکیلے ہو گئے اور مخالف اِتنے بے شمار۔"

نیکُدیمس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے، "ہمیں حکم ملا ہے کہ امامِ اعظم کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہوں۔ اِس کا مطلب ہے کہ صدرِ عدالت کا اجلاس خفیہ اور ذاتی جگہ پر ہو رہا ہے۔ یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔ قانونی جگہ تو بیت المقدّس کے صحن میں تراشے ہوئے پتھروں کا ہال ہے۔ اور اجلاس بھی دن کے وقت ہونا لازمی ہے۔" اُس نے آہ بھری، "جہاں تک مجھے علم ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ صدرِ عدالت کا مقصد تو لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہے۔ پھر عدالت کا اجلاس بھی کُھلا اور لوگوں کے سامنے ہونا ہے۔ دوستو، مجھے معاف کریں لیکن لگتا ہے کہ کائفا پر شیطان سوار ہے۔" اُس نے بڑے تھکے ہوئے انداز میں ذرا دم لیا۔ "ہماری شریعت کے مطابق اگر سزائے موت کا فیصلہ دینا ہو تو اُسی دن سزا نہیں سُنائی جا سکتی۔ مُقدمے کی کارروائی اور سزا سُنانے میں کم سے کم 24 گھنٹوں کا وقفہ لازمی ہے۔ یہ ایک حفاظتی اقدام ہے تاکہ جلد بازی میں غلط فیصلہ نہ کر دیا جائے۔" نیکُدیمس اُٹھ کھڑا ہوا، "مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ آج رات یہ قانون بھی توڑ دیا جائے گا اور کل سبت شروع ہونے سے پہلے پہلے ایک بے گناہ آدمی کو قبر میں پہنچا دیا

جائے گا۔" اَب اُس کے لہجے میں طنز کی کاٹ تھی، "لیکن کائفا اِس بات کا یقینی خیال رکھے گا کہ لاش صلیب پر نہ لٹکتی رہے تاکہ سبت نہ ٹوٹ جائے! کیسی ریاکاری! بس دوستو! مجھے جانا ہے۔ اللہ میری مدد فرمائے۔ بیٹی روت مت روؤ۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں نے آپ سب کو پریشان کر دیا۔ لیکن آپ سب کی تسلّی کی سخت ضرورت تھی۔"

داؤد جوش کے ساتھ اپنی نشست سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ "چچا نیکُدیمس۔ کیا یہ سب کچھ ٹل نہیں سکتا؟ مطلب ہے حضرت عیسیٰ کی گرفتاری۔ کیا آپ کو علم ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ مَیں اُنہیں ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔"

مگر فریسی نے سر ہلایا، "اب تک تو وہ دُشمنوں کے ہاتھوں میں آ بھی چکے ہوں گے۔ اُن کا ایک شاگرد غدّار نکلا۔"

افرائیم نے بڑی محبت سے اپنے دوست کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ "آپ بہت تھک گئے ہیں۔ مَیں اپنے نوکروں سے کہتا ہوں کہ میری پالکی میں آپ کو کائفا کے گھر پہنچا آئیں۔"

نیکُدیمس نے پُرزور انکار کیا، ”نہیں۔ شکریہ۔ آج رات میں پیدل چلنے کو ترجیح دوں گا۔ تازہ ہَوا سے دماغ کو فرحت ملے گی، اور مَیں بہتر طور سے سوچ سکوں گا۔ کسی کو خبر نہ ہو کہ مَیں آپ سے ملنے آیا ہوں۔“ یہ کہہ کر نیکُدیمس رات کی تاریکی میں گُم ہو گیا۔ آج اُس کی زندگی کی مشکل ترین رات تھی۔ ایک بے گناہ کے لئے ذمے داری کا بوجھ بڑی سختی سے محسوس ہو رہا تھا۔ تنگ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے لگ رہا تھا کہ پاک خدا کی نگاہیں مجھے چھید رہی ہیں۔ کہ وہ پوچھ رہا ہے، ”کیا تُو میری نسبت انسانوں سے زیادہ ڈرتا ہے؟ کیا تُو اُس کی موت کے فیصلے سے اتفاق کرے گا جسے مَیں نے دُنیا میں بھیجا ہے؟“

آخر نیکُدیمس کو صدرِ عدالت کے دوسرے اراکین کے قدموں کی چاپ سُنائی دینے لگی۔ اَب وہ قدرے مطمئن ہوا، کیونکہ اُن کے ساتھ گفتگو نے اُس کے ضمیر کی آواز کو دبا دیا۔ لیکن اُس کا دل اُسی طرح روتا رہا۔ اُسے خاموش کرانا ممکن نہ تھا، کیونکہ اُسے پتا تھا کہ آج رات انصاف کا خون ہو رہا ہے۔

تاریکی کی قوّتیں

غدّار یہوداہ کے بالاخانے سے جانے کے بعد حضرت عیسیٰ کو قدرے اطمینان ہوا۔ اِس آخری گھڑی میں وہ اپنے شاگردوں سے خاص پیار کی باتیں کرنے لگے۔ وہ جانتے تھے کہ عنقریب ہی وہ اُن سے جُدا ہو جائیں گے۔ ایک قریب المرگ جس طرح اپنے عزیزوں کو ضروری باتیں بتاتا ہے، اُسی طرح حضرت عیسیٰ اپنے شاگردوں کو وہ باتیں بتانے کو تھے جن کو وہ کبھی بُھلا نہ سکیں۔

فسح کی عید کی تقریبات ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں۔ یوحنّا جو سب سے چھوٹا تھا گھرانے کے پہلوٹھے کا کردار ادا کر رہا تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے

سب سے قریب بیٹھا تھا۔ دستور کے مطابق اُس نے حضرت عیسیٰ سے عرض کی، "اُستاد! آپ روٹی پر برکت مانگیں۔"

حضرت عیسیٰ نے روٹی لے کر شکرگزاری کی دعا کی اور اُسے ٹکڑے کر کے کہا، "یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے دیا جاتا ہے۔ مجھے یاد کرنے کے لئے یہی کیا کرو۔"[a]

یوحنّا کا تو سر گھومنے لگا۔ "کیا؟ حضرت عیسیٰ کا بدن قربانی کی طرح کھایا جائے؟ تھوڑی دیر میں بُھنا ہوا لیلا کھایا جائے گا جو یاد دلاتا ہے کہ وہ ہمارے بدلے موا۔ لیکن حضرت عیسیٰ کا بدن قربانی! یہ کس طرح؟" یوحنّا نے دوسروں کی سوالیہ نگاہوں کو بھی دیکھا۔

پطرس نے سرگوشی میں کہا، "میری سمجھ میں تو یہ بات آئی نہیں۔ آقا سے کہو کہ وضاحت کریں۔"

یوحنّا نے سر ہلایا، لیکن سوچا کہ شاید جب مَیں رسم کے مُطابق دوسری درخواست کروں تو ہمارے سوال کا جواب خود بخود مل جائے۔ پھر اپنے

---

[a] 1 کرنتھیوں 24:11

ساتھی شاگرد کی طرف جُھک کر سرگوشی کی، "شمعون پطرس، میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔"

پھر یوحنّا نے کانپتے ہاتھوں سے دوسرا پیالہ بھرا۔ "اُستاد! پیالے کے لئے بھی شُکر کریں!" حضرت عیسیٰ نے دُعا مانگی۔ پھر یوحنّا نے وہ سوال پوچھا جو پہلوٹھا بیٹا رسمی طور پر اِس موقعے پر پوچھا کرتا تھا، "اِس عبادت کا مطلب کیا ہے؟" حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "تم سب اِس میں سے پیو۔ یہ میرا خون ہے، نئے عہد کا وہ خون جو بہتوں کے لئے بہایا جاتا ہے تاکہ اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے۔ ... میری شدید آرزو تھی کہ دُکھ اُٹھانے سے پہلے تمہارے ساتھ مل کر فسح کا یہ کھانا کھاؤں۔ کیونکہ مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ اُس وقت تک اِس کھانے میں شریک نہیں ہوں گا جب تک اِس کا مقصد اللہ کی بادشاہی میں پورا نہ ہو گیا ہو۔"[a]

اب تک شاگرد نہ سمجھ سکے کہ حضرت عیسیٰ اپنا خون بہا کر خدا اور انسان کے درمیان ایک نیا عہد باندھنے کو ہیں۔ جس طرح دروازے پر

---

[a] متّی 26:27؛ لُوقا 22:15،16

خون کے نشان سے اُس خاندان کا پہلوٹھا بچ گیا تھا اُسی طرح جو المسیح پر ایمان لائیں گے وہ اُن کے خون کے باعث اللہ کے غضب سے بچ جائیں گے۔

لیکن حضرت عیسیٰ کی بات شاگردوں کو عجیب اور ڈراؤنی معلوم ہوئی۔ یوحنّا اپنے آقا کی طرف مُڑا، "خداوند، آپ کی بات نے ہمیں خوفزدہ کر دیا ہے۔"

حضرت عیسیٰ اُن کی کیفیت سے واقف تھے۔ اُنہوں نے بے چین شاگردوں کو بڑی شفقت بھری نگاہ سے دیکھا اور تسلّی دی، "تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، مجھ پر بھی ایمان رکھو۔ میرے باپ کے گھر میں بے شمار مکان ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا مَیں تم کو بتاتا کہ مَیں تمہارے لئے جگہ تیار کرنے کے لئے وہاں جا رہا ہوں؟ اور اگر مَیں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو واپس آ کر تم کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا تاکہ جہاں مَیں ہوں وہاں تم بھی ہو۔ اور جہاں مَیں جا رہا ہوں اُس کی راہ تم جانتے ہو۔"[a]

---

[a] یُوحنّا 14:1-4

توما نے جلدی سے بات کاٹی، ”خداوند، ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ تو پھر ہم اُس کی راہ کس طرح جانیں؟“

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آ سکتا۔ اگر تم نے مجھے جان لیا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ تم میرے باپ کو بھی جان لو گے۔ اور اب سے ایسا ہے بھی۔ تم اُسے جانتے ہو اور تم نے اُس کو دیکھ لیا ہے۔“[a]

اب فلپس کو بولنے کا موقع مِل گیا۔ بولا، ”کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا کو دیکھے اور زندہ رہے؟ اے خداوند، باپ کو ہمیں دکھائیں۔ بس یہی ہمارے لئے کافی ہے۔“

حضرت عیسیٰ نے بڑے تعجب سے فلپس کو دیکھا، ”فلپّس، مَیں اِتنی دیر سے تمہارے ساتھ ہوں، کیا اِس کے باوجود تُو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔ تو پھر تُو کیونکر کہتا ہے، ’باپ کو ہمیں دکھائیں‘؟ کیا تُو ایمان نہیں رکھتا کہ مَیں باپ میں ہوں

---

[a] یُوحنّا 14:6،7

اور باپ مجھ میں ہے؟ جو باتیں مَیں تم کو بتاتا ہوں وہ میری نہیں بلکہ مجھ میں رہنے والے باپ کی طرف سے ہیں۔ وہی اپنا کام کر رہا ہے۔“[a]

یہ سُن کر سب پر ہیبت طاری ہوئی۔ اُن کو یاد آیا کہ کِس طرح حضرت عیسیٰ پانی کی لہروں پر چلتے ہوئے اُن کے پاس آئے تھے اور کِس طرح آندھی اور طوفان کو حُکم دے کر تھما دیا تھا۔ اُن کو پانچ ہزار کو معجزانہ طور سے سیر کرنے کا واقعہ بھی یاد آیا، اور یہ بھی کہ کس طرح اُنہوں نے محبت سے چھو کر کوڑھیوں کو پاک صاف کیا تھا۔ جس محبت بھرے آسمانی باپ کا وہ بیان کرتے تھے وہ سچ مچ اُس میں سے ہو کر چمکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ کوئی بھی پاک خدا کو دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا، کیونکہ وہ ایسے نُور میں رہتا ہے جو انسان برداشت ہی نہیں کرسکتا۔ اِسی لئے اُس نے حضرت عیسیٰ کو بھیج دیا تاکہ اُن کی معرفت انسان خدا کو دیکھے، اُس کی سُنے اور اُس کے دل کی گہری آرزو کو جان لے۔ اِس بھید کا کچھ حصہ حضرت عیسیٰ کے قریب ترین دوستوں پر روشن ہو گیا۔

---

[a] یُوحنّا 14:9،10

حضرت عیسیٰ کی اگلی باتوں سے اُن کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا، "اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے احکام کے مطابق زندگی گزارو گے۔ اور مَیں باپ سے گزارش کروں گا تو وہ تم کو ایک اَور مددگار دے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا یعنی سچائی کا روح، جسے دنیا پا نہیں سکتی، کیونکہ وہ نہ تو اُسے دیکھتی نہ جانتی ہے۔ لیکن تم اُسے جانتے ہو، کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور آئندہ تمہارے اندر رہے گا۔"[a] اور ایک یقین دلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اُنہوں نے اُن سے وعدہ کیا، "مَیں تم کو یتیم چھوڑ کر نہیں جاؤں گا بلکہ تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد دنیا مجھے نہیں دیکھے گی، لیکن تم مجھے دیکھتے رہو گے۔ چونکہ مَیں زندہ ہوں اِس لئے تم بھی زندہ رہو گے۔"[b]

شاگرد اِس بات کو بالکل نہ سمجھ سکے کہ تھوڑی دیر میں حضرت عیسیٰ ہم کو تو دکھائی دیں گے مگر دُنیا کو نہیں۔ حضرت عیسیٰ نے بات جاری رکھی، "اگر کوئی مجھے پیار کرے تو وہ میرے کلام کے مطابق زندگی

---

[a] یُوحنّا 14:15-17

[b] یُوحنّا 14:18،19

گزارے گا۔ میرا باپ ایسے شخص کو پیار کرے گا اور ہم اُس کے پاس آ کر اُس کے ساتھ سکونت کریں گے۔ ... یہ سب کچھ مَیں نے تمہارے ساتھ رہتے ہوئے تم کو بتایا ہے۔ لیکن بعد میں روح القدس، جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا تم کو سب کچھ سکھائے گا۔ یہ مددگار تم کو ہر بات کی یاد دلائے گا جو مَیں نے تم کو بتائی ہے۔ ... اب سے مَیں تم سے زیادہ باتیں نہیں کروں گا، کیونکہ اِس دنیا کا حکمران آ رہا ہے۔ ... مَیں تمہارے پاس سلامتی چھوڑے جاتا ہوں، اپنی ہی سلامتی تم کو دے دیتا ہوں۔ اور مَیں اِسے یوں نہیں دیتا جس طرح دنیا دیتی ہے۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔"[a]

کھانا ختم ہوا تو حضرت عیسیٰ نے ہلّیل[b] کا دوسرا حصہ گانا شروع کیا۔ وہ موت کے اِتنے قریب ہونے کے باوجود بڑے اطمینان سے خدا کی حمد کرنے لگے، "اِسی دن رب نے اپنی قدرت دکھائی ہے۔ آؤ، ہم شادیانہ بجا کر اُس کی خوشی منائیں۔ ... تُو میرا خدا ہے، اور مَیں تیرا شکر

---

[a] یوحنّا 14:23، 25، 26، 30، 27

[b] ہلّیل = حمد کرنا۔ عبرانی میں زبور 113 تا 118 کو ہلّیل کہا جاتا ہے۔ یہ فسح کی عید پر پڑھے جاتے ہیں۔

کرتا ہوں۔ اے میرے خدا، مَیں تیری تعظیم کرتا ہوں۔ رب کی ستائش کرو، کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے۔“[a]

وہ سب اپنی آرام دہ نشستوں سے اُٹھے اور چھت پر چلے گئے۔ رات کی خنک ہَوا سے پریشان اور گھبرائے ہوئے شاگردوں کو کچھ راحت ملی۔ اُنہوں نے سکون کا سانس لیا۔ پورے چاند کی روشنی میں یروشلم اُن کی آنکھوں کے سامنے پھیلا ہوا تھا۔ بیت المقدّس شہر میں سب سے ممتاز نظر آ رہی تھی۔ مشرق میں زیتون پہاڑ چاندنی میں نہایا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کئی خاندان ابھی تک عید کی تقریبات منانے میں مصروف تھے۔ اِتنی رات گئے بھی گلیوں میں خاصی بھیڑ بھاڑ تھی۔ لگتا تھا کہ حضرت عیسیٰ اِس خاموش اور پُرسکون جگہ سے ہٹنا نہیں چاہتے۔

اچانک اُنہوں نے ستاروں بھرے آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھائیں اور بڑے اعتماد اور عقیدت سے دُعا مانگنے لگے، ”اے باپ، وقت آ گیا ہے۔ اپنے فرزند کو جلال دے تاکہ فرزند تجھے جلال دے۔ کیونکہ تُو نے اُسے تمام انسانوں پر اختیار دیا ہے تاکہ وہ اُن سب کو ابدی زندگی

---

[a] زبُور 118: 24، 28، 29

دے جو تُو نے اُسے دیئے ہیں۔ ... اے باپ، مَیں چاہتا ہوں کہ جو تُو نے مجھے دیئے ہیں وہ بھی میرے ساتھ ہوں، وہاں جہاں مَیں ہوں، کہ وہ میرے جلال کو دیکھیں، وہ جلال جو تُو نے اِس لئے مجھے دیا ہے کہ تُو نے مجھے دنیا کی تخلیق سے پیشتر پیار کیا ہے۔"[a]

حسب معمول حضرت عیسیٰ اُن کے آگے آگے سیڑھیاں اُترے۔ وہ چاہتے تھے کہ یہوداہ سے مُلاقات گتسمنی کے باغ میں ہو، کیونکہ وہاں باغ سے نکلنے کے بہت سے راستے تھے حالانکہ خود تو وہ نہیں بھاگنے کے۔ اُس شام حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو بتایا، "اب سے مَیں تم سے زیادہ باتیں نہیں کروں گا، کیونکہ اِس دنیا کا حکمران آ رہا ہے۔ اُسے مجھ پر کوئی قابو نہیں ہے، لیکن دنیا یہ جان لے کہ مَیں باپ کو پیار کرتا ہوں۔"[b] کوئی بھی اچانک آ کر حضرت عیسیٰ کو نہیں پکڑ سکتا تھا اور نہ کوئی اُن پر قابو پا سکتا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے ہی خود کو اُن کے حوالے کر دینے کو تھے۔

---

[a] یُوحنّا باب 17

[b] یُوحنّا 14:30-31

تقریباً آدھی رات کا وقت تھا کہ حضرت عیسیٰ اور شاگرد شہر کے مشرقی دروازے سے باہر نکلے۔ کوئی پانچ منٹ میں ایک ڈھلواں راستے سے وہ قِدرون وادی میں اُترے۔ ہَوا اور سردی سے بچنے کے لئے زائرین نے ہر طرف جھونپڑیاں کھڑے کر رکھے تھے۔

چند نوجوان آگ کے گرد بیٹھے تھے۔ انگارے بجھ کر کالے ہو رہے تھے کہ ایک نے چرواہوں کی دُھن شروع کر دی۔ ہَوا کی لہروں پر اُس کی خوش کُن آواز بلند ہوئی کہ اچانک کسی بچے کے رونے کی تیز آواز نے سارے سکون کو درہم برہم کر دیا۔ لگتا تھا کہ اکثر لوگ تھک کر سونے کو تھے۔

جب شاگردوں کو یہ منظر چھوڑ کر آگے بڑھنا پڑا تو اُنہیں افسوس ہوا۔ گتسمنی باغ میں پہنچنے کے لئے قِدرون نالے کے خُشک پاٹ سے گزرنا ضروری تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ گتسمنی میں پہنچ گئے۔ یہ جگہ چاروں طرف سے زیتون کے ایک بڑے باغ سے گھری ہوئی تھی۔ اِس مانوس جگہ پہنچنے پر شاگردوں کو اپنے پریشان ذہنوں کی وجہ سے زیتون کے

درختوں کے سائے بھی غیرحقیقی اور آسیب زدہ معلوم ہونے لگے۔ اُن کے دل پھر کسی اَن جانے خوف سے لرزنے لگے۔ اُن کو اپنی روح اور بدن دونوں میں انتہائی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔ اَب تو اُن کی صرف ایک ہی خواہش تھی کہ بس سو کر سب کچھ بھول جائیں۔ وہ اپنی پریشانیوں میں اِتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ بالکل ہی بھول گئے کہ ہمارے اُستاد کس قدر تھک گئے ہوں گے۔ اِدھر حضرت عیسیٰ صلیب کی سوچوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ ایسے میں بھلا اُنہیں سونے کا خیال کیسے آسکتا تھا! اِس کے بجائے اُن کا دل اپنے آسمانی باپ سے باتیں کرنے کو تڑپ رہا تھا، کیونکہ صرف وہی اُن کی تنہائی اور دُکھ کی شِدت کو سمجھ سکتا تھا۔

شاگردوں کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں۔ مگر اُن سے ذرا آگے بڑھنے سے پہلے حضرت عیسیٰ نے اُنہیں خبردار کیا، "دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔"[a] اُنہیں پورا علم تھا کہ یہی وقت ہے کہ شیطان کی قوتیں مجھ پر بھرپور حملہ کریں گی۔ یہ نُور اور تاریکی کے درمیان فیصلہ کُن

---

[a] لُوقا 22:40

جنگ ہو گی۔ اِس لئے اُنہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا، ”یہاں بیٹھ کرمیرا انتظارکرو۔ مَیں دعا کرنے کے لئے آگے جاتا ہوں۔“[a] پھر وہ شمعون پطرس، یعقوب اور یوحنّا کو ساتھ لے کر دوسرے شاگردوں سے تھوڑا آگے بڑھے۔ جب اُن تینوں نے اپنے خداوند کو نہایت پریشان اور بے قرار دیکھا تو وہ بھی بہت گھبرا گئے۔ اُن کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اُنہوں نے اُن سے کہا، ”مَیں دُکھ سے اِتنا دبا ہوا ہوں کہ مرنے کو ہوں۔ یہاں ٹھہر کر جاگتے رہو۔“[b]

لیکن وہ تینوں نہ سمجھ سکے کہ ہمارے مالک کو کیا ہو رہا ہے۔ اُنہیں اِتنا بے قرار دیکھ کر اُن کے دل پھٹنے لگے۔ اُن کو خیال آیا کہ وہ ہمیشہ ہی مردِغم ناک رہے ہیں۔ حلیمی اورمحبت سے لوگوں کی خدمت کرنے کے عوض اُنہیں سوائے نفرت، ٹھٹھوں، اور حقارت کے کچھ نہ ملا تھا۔ بلکہ اُنہیں سنگسار کرنے اور جان سے مار ڈالنے کے اقدامات بھی کئے گئے تھے۔ لیکن اب اِن تینوں کو احساس ہوا کہ اِس وقت جو غم

---

[a] مرقس 32:14

[b] مرقس 34:14

حضرت عیسیٰ کو درپیش ہے وہ اُن دُکھوں سے بالکل مُختلف ہے جو پہلے برداشت کرتے آئے ہیں۔ اُنھوں نے سوچا کہ کاش ہمارے ذہن سے تاریک خیالات کے یہ بادل اُٹھ جائیں اور ہمارے بے قرار دلوں کو دوبارہ تسلّی اور اطمینان حاصل ہو۔ لیکن اپنے مالک کی حالت کو دیکھ کر اُن کو اندازہ ہو رہا تھا کہ حالات بہت خوفناک ہو رہے ہیں۔

سچ مچ حضرت عیسیٰ کے لئے بہت ہی مشکل گھڑی آ پہنچی تھی۔ وہ شروع ہی سے اپنے انجام کو جانتے تھے۔ لیکن اب جبکہ وہ وقت بالکل قریب آ رہا تھا تو اُنہیں اَور بھی صفائی سے نظر آنے لگا کہ مجھے کیسی خوفناک حالت میں سے گزرنا ہے۔ اُنھوں نے جان لیا کہ شیطان اپنے پورے غیض و غضب سے نیا حملہ کر رہا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ نے وہ دُکھ اور اذیت دیکھی جو تمام انسانوں کے گُناہ کی خاطر برداشت کرنے کو تھے۔ یسعیاہ نبی نے المسیح کے بارے میں کہا تھا کہ "لیکن رب نے اُسے ہم سب کے قصور کا نشانہ بنایا۔"[a] یہ تجربہ اُس ہستی کے لئے کتنا خوفناک تھا جس کے دل میں کبھی گناہ کا خیال تک نہیں آیا۔

---

[a] یسعیاہ 6:53

اَب وہ اللہ کے غضب کا پیالہ پینے کو تھے۔ اُس گھڑی خدا، حضرت عیسیٰ پر تمام انسانوں کے گزشتہ اور آیندہ گناہوں کا بوجھ لادنے کو تھا۔

اِس بے قراری میں وہ اپنے تینوں قریبی شاگردوں سے بھی الگ ہو گئے۔ اُن سے تھوڑی دُور آگے جا کر وہ منہ کے بل گرے اور دُعا مانگنے لگے، "اے میرے باپ، اگر ممکن ہو تو دُکھ کا یہ پیالہ مجھ سے ہٹ جائے۔ لیکن میری نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔"[a] خدا باپ بھی جانتا تھا کہ اِس وقت حضرت عیسیٰ کو تسلّی اور تقویت کی کتنی ضرورت ہے۔ انسانوں سے تو تسلّی کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ اُن کے شاگرد تھکاوٹ کے مارے سو گئے تھے، ہاں اُن کے تین قریبی شاگرد بھی بار بار سو جاتے تھے۔ تب اللہ نے دُنیا المسیح کی تقویت کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیا۔

اُن کے دل کی یہ کشمکش لمحہ بہ لمحہ شِدّت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ اِس حالت میں وہ اَور بھی دِل سوزی سے دُعا مانگنے لگے یہاں تک کہ اُن کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں بن کر ٹپکنے لگا۔

---

[a] متّی 39:26

حضرت عیسیٰ اُن تین شاگردوں کے پاس پھر آئے، لیکن افسوس، وہ سو گئے تھے۔ اُنھوں نے نااُمید ہو کر شمعون پطرس سے کہا، ”کیا تم لوگ ایک گھنٹا بھی میرے ساتھ نہیں جاگ سکے؟ جاگتے اور دعا کرتے رہو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ کیونکہ روح تو تیار ہے لیکن جسم کمزور۔“ شاگردوں سے تو کسی مدد کی ہرگز اُمید نہ کی جا سکتی تھی۔ وقت تیزی سے گُزر رہا تھا۔ بہت جلد دُشمن اُن پر آن پڑے گا۔ تب وہ پھر چاندنی میں ڈوبے ہوئے درختوں کے جُھنڈ میں چلے گئے۔ پھر منہ کے بل گر کر دِل سوزی سے دُعا کرنے لگے، ”میرے باپ، اگر یہ پیالہ میرے پیئے بغیر ہٹ نہیں سکتا تو پھر تیری مرضی پوری ہو۔“[a] اُنھوں نے خود کو پورے طور پر باپ کے سُپرد کر دیا تو اُن کی روح کامِل اطمینان سے معمور ہو گئی۔

آخری بار دُعا کر کے حضرت عیسیٰ پھر اپنے شاگردوں کے پاس آئے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ وہ گہری نیند سو رہے ہیں۔ اُنہیں اُن کی فکر تھی،

---

[a] متّی 26:40-42

کیونکہ یہ دُشمن کا سامنا کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے اُنہیں پھر کہا، "جاگو اور دُعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔"

وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ باغ کا سکون درہم برہم ہو گیا۔ ایک بڑی بھیڑ کے آنے اور کرخت آوازوں کا شور گونج اُٹھا۔ شاگرد فوراً بیدار ہو گئے۔ ساری فضا خطرے سے بھری تھی۔ وہ رہا! مشعلیں بے قراری سے باغ میں لہرا رہی تھیں۔ یوحنّا گھبرا کر چلّا اُٹھا، "باغ میں مشعلیں۔ وہ نزدیک آ رہے ہیں۔"

شمعون پطرس کی آواز بھی خوف سے کانپ رہی تھی۔ "شور سے اندازہ ہے کہ بدمعاشوں کی بڑی جماعت آ رہی ہے۔"

اب بیت المقدّس کے محافظوں کا کپتان درختوں کے نیچے دکھائی دینے لگا۔ اُس کے ساتھ امامِ اعظم، فریسی اور سردار چلے آ رہے تھے۔ لاٹھیوں، تلواروں اور دیگر ہتھیاروں سے لیس یہ ہجوم کس قدر ڈراؤنا تھا!

ایک دَم شاگرد سمجھ گئے کہ جس خوف ناک بات کا بیان حضرت عیسیٰ نے کیا تھا وہی ہو رہی ہے۔ شمعون پطرس نے جوش سے اپنی تلوار سونت لی۔ لمحے بھر کو وہ ٹھٹھکا۔ "یہوداہ اسکریوتی بھیڑ کی راہنمائی کر رہا

ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہجوم ہمیں نقصان پہنچانے کو نہیں آیا۔ وہ ایسی بھیڑ کو اپنے مالک اور اپنے ساتھیوں کے پاس تو ہرگز نہیں لائے گا۔"

اگرچہ گزشتہ چند دِنوں کے دوران اُنہوں نے یہوداہ میں زبردست تبدیلی دیکھی تھی لیکن کسی کو شک بھی نہیں گُزرا تھا کہ وہ غدّاری کرے گا۔ عید کی میز پر جو کچھ ہوا تھا اُسے صرف چند ایک افراد ہی معمولی سا سمجھ پائے تھے۔ اب جبکہ یہوداہ حضرت عیسیٰ کی طرف بڑھا تو یوحنّا کے پسینے چھوٹ گئے۔ کیا وہ اُسے نقصان پہنچائے گا؟ پھر اُسے تسلّی ہوگئی۔ یہوداہ نے بڑے دوستانہ انداز میں حضرت عیسیٰ کو سلام کیا، "اے استاد! سلام۔" لگتا تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اپنی گہری دوستی کا یقین دلا رہا ہے، کیونکہ آگے بڑھ کر اُس نے اُس کا بوسہ لیا۔ اُس کی آنکھوں میں بے چینی جھلک رہی تھی۔ ساتھ ہی بھیڑ کی بے چینی بڑھ گئی۔ اُنہوں نے یوں ہی ہتھیار پکڑ لئے جیسے حملہ کرنے کو تیار ہوں۔

حضرت عیسیٰ نے بڑے غم سے اپنے سابق شاگرد سے پوچھا، ”یہوداہ، کیا تُو ابنِ آدم کو بوسہ دے کر دشمن کے حوالے کر رہا ہے؟“[a]

گھبرائے ہوئے شاگرد بڑی فکرمندی سے سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ وہ بھانپ گئے کہ اب کیا ہو گا، تو بھی حوصلہ کر کے وہ اپنے مالک کو بچانے کو تیار ہو گئے۔ وہ جوش سے پکارے، ”خداوند، کیا ہم تلوار چلائیں؟“[b] جیسے کہ پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا، اب بھی حضرت عیسیٰ نے اُنہیں حیران کر دیا۔ بڑے سکون سے وہ آگے بڑھ کر دُشمنوں کے سامنے کھڑے ہوئے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنی ساری باطنی کشمکش کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اُنھوں نے نہایت بے خوفی سے سوال کیا، ”تم کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟“

اُنھوں نے جواب دیا، ”عیسیٰ ناصری کو۔“

---

[a] لُوقا 48:22
[b] لُوقا 49:22

حضرت عیسیٰ نے کہا، ”مَیں ہی ہوں۔“ اُن کی بات میں ایک عجیب رعب تھا، اور اُن کے دُشمن پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عیسیٰ نے پھر پوچھا، ”تم کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟“

اُنہوں نے جواب تو دیا کہ ”عیسیٰ ناصری کو۔“ لیکن اُن کا اعتماد ڈانواں ڈول ہونے لگا۔

حضرت عیسیٰ نے پھر کہا کہ ”مَیں تم کو بتا چکا ہوں کہ مَیں ہی ہوں۔ اگر تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو تو اِن کو جانے دو۔“[a]

اب شمعون پطرس اپنے آقا پر ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مجھ پر بھروسا کیا جا سکتا ہے۔ بڑے غُصّے سے اُس نے تلوار چلانا شروع کر دیا۔ اچانک امامِ اعظم کے نوکر ملخس نے چیخ کر اپنے داہنے کان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کان اُڑ چکا تھا۔ گرم گرم خون کا فوارہ اُبل رہا تھا۔ ملخس لڑکھڑا گیا۔ اُس کا رنگ فق ہو گیا۔ اُس نے جلدی سے ایک درخت کا سہارا لے لیا۔ اِس سے پہلے کہ دُشمن اَور بھی بپھر جائیں حضرت عیسیٰ کی آواز صاف اُبھری، ”تلوار کو میان میں رکھ۔ کیا مَیں وہ پیالہ نہ پیوں جو باپ نے

---

[a] یُوحنّا 18:4-9

مجھے دیا ہے؟"[a] اِس موقعے پر بھی حضرت عیسیٰ کے پیار میں کوئی فرق نہ آیا۔ اُنھوں نے بڑے پیار سے ملخُس کے کان کو چھو کر ٹھیک کر دیا۔ پھر وہ بولے، "کیا مَیں ڈاکو ہوں کہ تم تلواریں اور لاٹھیاں لئے میرے خلاف نکلے ہو؟ مَیں تو روزانہ بیت المُقدّس میں تمھارے پاس تھا، مگر تم نے وہاں مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ لیکن اب یہ تمھارا وقت ہے، وہ وقت جب تاریکی حکومت کرتی ہے۔"[b]

اب تک سپاہی اور کپتان اپنے حواس پر قابو پا چکے تھے۔ اُنھوں نے حضرت عیسیٰ کو پکڑ کر ایک خطرناک مجرم کی طرح باندھ لیا۔ شاگرد جو بے بسی سے سب کچھ دیکھ رہے تھے اُن کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اُنھیں لگا جیسے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہے ہوں۔ زیتون کے درختوں کے آسیب زدہ سائے، طلسماتی ماحول، مشعلوں کی تھرتھراتی روشنی میں سخت ظالمانہ اور ڈراؤنے چہرے۔ بے شک اُن سے ہر ظلم کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ شاگردوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حضرت

---

[a] یُوحنّا 18:10
[b] لُوقا 22:52-53

عیسیٰ اور یہوداہ اسکریوتی کیونکر اِس ڈراؤنے خواب کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔ اُن کا ذہن اُن کا ساتھ چھوڑ گیا۔

اُدھر سپاہی حضرت عیسیٰ کو باندھنے میں مصروف تھے اِدھر شاگرد نہایت خوفزدہ ہو کر جس کا جدھر منہ اُٹھا سب بھاگ گئے۔ اب ہجوم حضرت عیسیٰ کو ساتھ لے کر قِدرون کی وادی میں سے ہوتا ہوا شہر کو واپس آ گیا۔ اُن کے شور سے کئی زائرین چونک کر جاگ اُٹھے۔ سنبھل سنبھل کے وہ اپنے جھونپڑیوں سے باہر نکلے۔ اندھیرے میں آنکھوں پر زور دے کر دیکھنے کی کوشش کی کہ مُجرم کون ہے۔ ہجوم کی لاٹھیوں اور تلواروں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ کوئی نہایت ہی خطرناک مجرم ہو گا۔ لیکن جب اُنہوں نے عظیم اُستاد اور شفا دینے والے کو ایک مُجرم کی طرح بندھا دیکھا تو اُنہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ حضرت عیسیٰ کی گرفتاری کی خبر شہر کے باہر تمام زائرین میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

صدرِ عدالت کے سامنے پیشی

جلوس اپنے قیدی کو لے کر فاتحانہ انداز سے آگے بڑھتا گیا۔ داؤد بن افرائیم پچھتا رہا تھا کہ مَیں وقت پر استاد کے پاس نہ پہنچ سکا۔ اب وہ بھیڑ میں شامل ہوا۔ اُس کا دل حضرت عیسیٰ کے لئے نہایت دُکھی تھا، کیونکہ وہ تجربے سے جانتا تھا کہ باندھے جانے، گالیاں کھانے اور قید کئے جانے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ سزا کے لائق تو اُن کے پکڑنے والے تھے جو نفرت اور بے انصافی سے بھرے ہوئے تھے۔ مشعلوں کی تھرتھراتی روشنیاں عجیب ہی سماں پیش کر رہی تھیں۔

ہجوم جوں جوں آگے بڑھ رہا تھا اُس کے جوش و خروش میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اب کسی نے پیچھے کی طرح اشارہ کیا۔ وہاں ایک آدمی کچھ فاصلے پر اُن کا پیچھا کر رہا تھا۔ ایک دم سب کی توجہ اُس پر مرکوز ہو گئی۔ ایک تیز آواز دیوانہ وار گونجی، "یہ بھی ناصری کا ساتھی ہے۔ پکڑو اِسے۔"

کسی اَور نے کہا، "ارے نہیں، یار۔ یہ اُن بارہ میں سے نہیں ہے۔"

لیکن ہجوم کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ کئی آوازیں ایک ساتھ اُبھریں۔ "پکڑ لو! یہ بھی ناصری کا ساتھی ہے۔" کوئی اُس کی طرف لپکا۔ داؤد نے اُسے پہچان لیا۔ ارے، خدایا رحم فرما! یہ تو یوحنّا مرقس ہے۔ مضبوط ہاتھوں نے اُس کی چادر کو پکڑ لیا تو وہ دہشت کے مارے چادر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ داؤد جتنا دیکھتا اُسے یقین ہوتا گیا کہ آج رات شیطان اور اُس کی قوتیں بے قابو ہو گئی ہیں۔ انجام کیا ہو گا!

داؤد رات کی ٹھنڈک اور بے قراری سے کانپنے لگا۔ لیکن اُسے اِتنی تسلّی ضرور تھی کہ کم سے کم یوحنّا مرقس بچ نکلا ہے۔ حضرت عیسیٰ اِتنے خوش قسمت نہیں ہوں گے۔ اُن کی راہ یقینی موت کو جا رہی ہے۔ صاف ظاہر تھا کہ اُن کا مقدمہ عدل و انصاف کے اصولوں کے مطابق نہیں

ہو گا۔ جب صدرِ عدالت کے بزرگ اور امام خود اُنہیں گرفتار کرنے آئے تھے تو انصاف سے فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں! داؤد جانتا تھا کہ مقدّمے کی کارروائی خُفیہ ہو گی۔ یہ بھی قانون کی صریح خلاف ورزی تھی۔ اُسے لگا کہ سارے مُعاملے کے پیچھے سابق امامِ اعظم حنّا کا شیطانی دماغ کام کر رہا ہے۔ وہ کوئی 20 سال تک امامِ اعظم رہا تھا۔ اب تو اُسے یہ لقب اعزازی طور پر ہی حاصل تھا، لیکن پھر بھی صدرِ عدالت میں اُسی کی بات وزنی ثابت ہوا کرتی تھی۔ اُس کے بعد اُس کے پانچ بیٹے امامِ اعظم کے مرتبے پر رہے تھے۔ اورموجودہ امامِ اعظم کائفا اُس کا داماد تھا۔ اُس جیسا ہوشیار آدمی ایک گلیلی کو اپنی جگہ لینے کی ہرگز اجازت نہیں دے گا، چاہے وہ بڑا نبی یا المسیح ہی کیوں نہ ہو۔

سردار بے صبر ہو رہے تھے۔ وہ بولے، "ارے کپتان، اگر دیر ہو گئی تو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اگر نہیں چاہتے کہ زائرین تمہیں سنگسار کر دیں تو جلدی کرو۔"

کپتان نے بھی اُن سے اتفاق کیا اور قیدی کو پسلیوں میں ٹھوکا دیا جس سے اُسے آگے کو دھکا لگا، "ارے۔ تیز قدم اُٹھا" اُس نے رعب جمایا۔

بیت المقدّس کے ایک ملازم نے اُکھڑ کر طنز کیا، "اے المسیح! تُو تو بہت تیز چلتا ہو گا۔ اِتنے پیروکار بنانے کے لئے ہزاروں میل چلا ہو گا۔" لیکن اِن سخت مزاجوں میں سے کئی حضرت عیسیٰ کا مذاق اُٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اُنہیں بیت المقدّس میں تعلیم دیتے سُنا تھا، اور اُن کی تعلیم اُن کے دل میں اُتر گئی تھی۔ اُنہوں نے دیکھا تھا کہ وہ ہر ایک کی بڑی محبت سے فکر کرتے ہیں، اور اب بھی وہ بالکل پُرسکون ہیں۔ اُنہیں اپنے آپ پر پُورا قابو تھا۔ اُنہیں اِس بے انصافی کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ ہاں، اُنہوں نے یہوداہ اسکریوتی کو بھی "میرے دوست" کہا تھا جب اُس نے اپنے اُستاد کو پکڑوایا تھا۔ سچ مچ، یہ عام انسان کا رویّہ نہیں تھا۔

اب جبکہ حضرت عیسیٰ کو دھکے مار مار کر آگے چلایا جا رہا تھا، اُن کو ٹھٹھوں میں اُڑایا جا رہا تھا اور ہر طرح سے اُن کی بے عزتی کی جا رہی تھی تو

اُنہیں اِس بات کا بہت زیادہ دُکھ ہو رہا تھا کہ میرے شاگرد میرا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ اُنہیں شروع سے ہی علم تھا کہ ایسا ہو گا، لیکن جب ہو گیا تو اُن کا دل ٹوٹنے لگا۔ یہوداہ کا بوسہ بھی اُنہیں چُبھ رہا تھا۔ یہ اُن کے لئے نہایت اذیت کا خیال تھا کہ اب یہوداہ کے لئے کوئی اُمید باقی نہیں رہی ہے۔

اِس بے قابو بھیڑ سے بہت پیچھے حضرت عیسیٰ کے دو شاگرد سہمے سہمے آ رہے تھے۔ یہ شمعون پطرس اور یوحنّا تھے۔ یوحنّا نے غم زدہ آواز میں کہا، "ہم سبھوں نے اپنے مالک کو اکیلا چھوڑ دیا۔ ہم کیسے بُزدل ہیں۔ ہم کیسے بے وقوفوں کی طرح بڑھ بڑھ کر اُن کے ساتھ مرنے کے وعدے کر رہے تھے۔" اُس کے دانت بج رہے تھے۔ "آج رات کیسی ہول ناک ہے! اِس سے زیادہ دہشت ناک رات نہ کبھی آئی ہے نہ آئے گی۔ ہمارے اُستاد نے اپنے پکڑنے والوں سے دُرست ہی کہا تھا، 'یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کی قوّت کا اختیار ہے۔' مجھے تو تاریکی کی قوّتیں اپنے چاروں طرف محسوس ہو رہی ہیں۔ خوف سے میرا تو دَم نکلا جا رہا ہے۔"

لیکن شمعون پطرس اب بھی یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ مکمل شکست ہو گئی ہے۔ "ابھی بھی سب کچھ نہیں گیا،" اُس نے اپنی اور یوحنّا کی حوصلہ افزائی کی۔ "میری صلاح ہے کہ ہم اُستاد کے پیچھے جائیں اور معلوم کریں کہ کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔" اِس وقت بھی وہ اِس بات کا افسوس کر رہا تھا کہ مالک نے کیوں دُشمن کے خلاف تلوار استعمال نہیں کرنے دی تھی۔ اُسے ابھی تک اعتماد تھا کہ مَیں اپنی طاقت سے آگے بڑھ سکتا ہوں۔ اب جبکہ اُس کا سانس دُرست ہو گیا تھا تو وہ حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ مَیں کیوں بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

اُدھر بزرگوں کو تسلّی ہو رہی تھی کہ ہجوم کے شور سے شہر کے لوگ جاگ نہیں اُٹھے۔ ورنہ بلوا ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اُمید تھی کہ جب کائفا کے محل میں پہنچ گئے تو کام بن گیا۔ کپتان نے زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر جانے کا مُطالبہ کیا۔ خادمہ نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ "کپتان، آپ نے تو بہت پُھرتی دکھائی ہے۔ مالک حنّا چاہتے ہیں کہ قیدی کو فوراً اُن کے سامنے پیش کیا جائے۔"

کپتان نے سر ہلایا، "چلو، بہادرو! پانچ چھے پیادے اِس ناصری کو لے چلیں۔ جلدی کرو! باقی صحن میں ٹھہریں۔ ٹھنڈ بہت ہے۔ الاؤ روشن کرو۔"

سپاہی قیدی کو لے کر اندر غائب ہو گئے۔ سب جانتے تھے کہ اگر حنّا اِس وقت حضرت عیسیٰ پر مُقدّمہ چلائے تو غیر قانونی بات ہے۔ مگر پھر بھی اُن کو اُس کے سامنے جا پیش کیا۔ کارروائی کا یہ حصّہ غیر رسمی تھا۔ لیکن سب جانتے تھے کہ سارے معاملے کے پیچھے حنّا کی طاقت کام کر رہی ہے، اور وہ سیدھے ہی کارروائی کرے گا۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی، مگر جب قیدی اُس کے سامنے لایا گیا تو یہ بوڑھا آدمی بالکل چاق و چوبند اور اپنی دُھن کا پکا دکھائی دے رہا تھا۔ سرسری سی تفتیش کے بعد اُس نے حضرت عیسیٰ کو کائفا کے پاس بھیج دیا۔ وہاں صدرِ عدالت کے 71 اراکین پہلے ہی جمع ہو کر مقدمے کے شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

داؤد گھر چلا گیا۔ وہ بے حد پریشان تھا۔ اُس کی تو گویا دُنیا ہی درہم برہم ہو گئی تھی۔ ایک انسان، ایک نبی، ہاں شاید المسیح پر مُقدمہ چلایا جا رہا

ہے جبکہ شیطان صفت منصف فیصلہ کرنے کو بیٹھے ہیں۔ اللہ کہاں ہے؟ وہ ایسی بے انصافی کیوں ہونے دیتا ہے؟

جب بیت المقدّس کے محافظ دستے کو اندر بُلایا گیا تو شمعون پطرس اور یوحنّا باہر ہی رہے۔ پطرس نے مایوس ہو کر کہا، "بس، بس۔ اِس سے آگے نہیں جا سکتے۔"

مگر یوحنّا نے فیصلہ کُن انداز میں کہا، "جا سکتے ہیں۔ پہلے بھی جا چکا ہوں۔ نوکر مجھے جانتے ہیں۔"

شمعون پطرس کی آنکھوں میں اُمید کی ایک کرن چمکی، "مَیں بھول گیا تھا۔ تُم زبدی ہو، یعنی اماموں کی نسل ہو۔ لیکن میرا کیا ہو گا؟ کیا مجھے بھی اندر آنے دیں گے؟"

یوحنّا نے اُسے وہیں انتظار کرنے کو کہا اور اندر جا کر دروازے کی محافظ خادمہ سے بات کی۔ خوش قسمتی سے اُس نے اُسے ایک دم پہچان لیا۔ "ارے یوحنّا بن زبدی! مُدت ہوئی تمہیں دیکھا ہی نہیں۔ تُم کب سے بیت المقدّس کے محافظ دستے میں شامل ہو گئے ہو؟"

یوحنّا کی فکر کم ہو گئی۔ وہ بولا، "دستے میں تو شامل نہیں ہوا۔ لیکن اندر آنا چاہتا ہوں۔"

خادمہ نے سر ہلایا، "کیوں نہیں! ضرور آؤ۔ تمہارے تو اِس گھرانے سے دیرینہ تعلقات ہیں۔"

یوحنّا نے سفارشی انداز میں کہا، "میرے ساتھ ایک دوست بھی ہے ..."

خادمہ بڑی فیاضی سے مسکرائی، "اُسے بھی لے آؤ۔"

شکریہ ادا کر کے یوحنّا شمعون پطرس کو بھی لے آیا۔ جب شمعون دروازے سے گزرا تو خادمہ بڑی حیران ہو کر بولی، "ہیں! کیا تُم بھی اُسی کے شاگردوں میں سے نہیں ہو؟"

شمعون کو سوچنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اُس کے منہ سے جواب نکل گیا، "مَیں نہیں ہوں۔" اُس کی آواز اُکھڑی اُکھڑی سی تھی۔ اُستاد کا انکار کر کے اُس کے دل کو دھچکا لگا۔

"کوئی بات نہیں۔" خادمہ کی سُریلی آواز اُس کا پیچھا کرتی ہوئی اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔ لیکن اُسے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

یوحنّا تو حضرت عیسیٰ کی خبر لینے گیا اور شمعون پطرس آگ تاپنے بیٹھ گیا۔ وہ اندر ہی اندر کانپ رہا تھا۔ وہ سمجھا تھا کہ مَیں بہت ہی دلیر ہوں۔ لیکن آج رات اُس کے اندر کا بزدل انسان اُسے ڈرائے جا رہا تھا۔

ایک داڑھی والے نے اِس کانپتے ہوئے شاگرد کو ہمدردی سے دیکھا۔ اُس نے دوستانہ آواز میں اُسے دعوت دی، ”آگ کے نزدیک آ جاؤ، دوست۔“

اُس نے بڑی شکرگزاری سے دعوت قبول کر لی۔ جوں ہی وہ آگ کے قریب ہوا تو ایک شعلے نے بھڑک کر اُس کا چہرہ صاف دکھائی دیا۔

پاس سے گزرتی ہوئی ایک لونڈی چونک کر کہنے لگی، ”تُم بھی تو حضرت عیسیٰ کے ساتھی ہو۔ کیونکہ گلیلی ہو۔“

شمعون پطرس اَور بھی ڈر گیا کہ آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ اُسے دبوچ لیں۔ اُس کی سمجھ بوجھ یہی کہہ رہی تھی کہ اِس وقت بچ نکلنا ہی غنیمت ہے۔ اُس نے کہا، ”مَیں نہیں جانتا تُم کیا کہہ رہی ہو۔“ اُس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ لگتا تھا موت اُس کا پیچھا کر رہی ہے۔

اب شمعون کو اپنے آپ سے بے بیان نفرت ہونے لگی۔ اُس نے جان لیا کہ مَیں اُتنا دلیر نہیں جتنا سمجھتا تھا۔ وہ بہت شرمندہ ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں مَیں نے اپنے مالک کا دو بار انکار کر دیا ہے۔ مَیں بھی تو تقریباً یہوداہ اسکریوتی کی سطح تک گر گیا ہوں۔ ساتھ ساتھ وہ حیران تھا کہ حضرت عیسیٰ کس طرح اپنے دشمنوں کا سارا بُرا برتاؤ برداشت کر رہے ہیں۔ اِس وقت بھی وہ کسی طرح اُن پر لعنت نہیں کر رہے۔

اب حضرت عیسیٰ رسیوں سے بندھے ہوئے صدرِ عدالت کے سامنے لائے گئے تھے۔ وہ زرد رنگ مگر پُرسکون تھے۔ عدالت کے اراکین نیم دائرے میں بیٹھے تھے۔ یوں ہر ایک دوسرے کو دیکھ سکتا تھا۔ قیدی عدالت کی طرف منہ کئے کھڑے تھے۔ اُن کے پیچھے علما کے طالب علم بیٹھے تھے۔ اُن کو اکثر قیدی کی حمایت میں بولنے کی اجازت ہوتی تھی تاکہ ایسے معاملات میں سوجھ بوجھ پیدا کریں۔ مگر قیدی کی مخالفت میں بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ لازم تھا کہ الزام کی تصدیق گواہوں سے کی جائے۔ گواہیوں کے لئے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ اُن کو الگ الگ پرکھا جاتا تھا۔ جب فیصلہ کرنے کا مرحلہ آتا تو ہر رُکن اپنی

رائے دیتا۔ یہ عمل سب سے کم عمر رُکن سے شروع ہو کر سب سے عمر رسیدہ رُکن پر ختم ہوتا تھا۔

یہودی قانون کی رو سے مُلزم کے خلاف صاف الزام کا ہونا لازمی تھا۔ یہ سوچ کر کائفا نے حضرت عیسیٰ سے اُن کے شاگردوں اور تعلیمات کے متعلق سوال شروع کئے۔ اُسے اُمید تھی کہ یہ اپنی تعلیمات کے بارے میں کوئی ایسا بیان دیں گے جس کو توڑ مروڑ کر یہ ثابت کیا جا سکے گا کہ یہ آدمی حکومت کا دُشمن ہے۔ یوں بعد میں رومی گورنر کے سامنے پیشی کے موقعے پر اِس بیان کو استعمال کیا جا سکے گا۔ کائفا حضرت عیسیٰ سے مخاطب ہوا، ”حضرت عیسیٰ بن یوسف، تُم پر موسیٰ کی شریعت کو توڑنے کا اِلزام ہے۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ در اصل تُم نے لوگوں کو کیا کیا تعلیم دی ہے؟ تُم نے اپنے گرد اِتنے شاگرد کیوں جمع کر رکھے ہیں؟ تمہاری ساری حرکتوں کے پیچھے کیا ہے؟“

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ ”مَیں نے دنیا میں کھل کر بات کی ہے۔ مَیں ہمیشہ یہودی عبادت خانوں اور بیت المُقدّس میں تعلیم دیتا رہا، وہاں جہاں تمام یہودی جمع ہوا کرتے ہیں۔ پوشیدگی میں تو مَیں نے

کچھ نہیں کہا۔ آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اُن سے دریافت کریں جنہوں نے میری باتیں سنی ہیں۔ اُن کو معلوم ہے کہ مَیں نے کیا کچھ کہا ہے۔“[a]

اِس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا، تو بھی محافظوں کے کپتان نے حضرت عیسیٰ کے منہ پر طمانچہ مار دیا اور جھڑک کر کہا، ”کیا یہ امامِ اعظم سے بات کرنے کا طریقہ ہے جب وہ تم سے کچھ پوچھے؟“[b]

کمرے میں غُصّے کی لہر دوڑ گئی۔ مُنصفوں کو ہم درد ہونا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰ اِس بے انصافی پر کیا ردِعمل دکھائیں گے؟ لیکن قیدی نے ایک بار پھر اُنہیں حیران کر دیا۔ بڑے وقار کے ساتھ اُس نے جواب دیا، ”اگر مَیں نے بُری بات کی ہے تو ثابت کر۔ لیکن اگر سچ کہا، تو تُو نے مجھے کیوں مارا؟“[c]

کائفا کو احساس ہو گیا کہ پھانسنے کی میری پہلی کوشش ناکام رہی ہے۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اب اُن گواہوں کو موقع دینا چاہیئے جو

---

[a] یُوحنّا 18:20-21
[b] یُوحنّا 18:22
[c] یُوحنّا 18:23

اُن کے خلاف گواہی دینے کو کھڑے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اُن کے بیانوں میں اختلاف رہا۔

امامِ اعظم بہت مایوس ہونے لگا۔ بات نہیں بن رہی تھی۔ وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ اور وقت تیزی سے نکلا جا رہا تھا۔ اُس نے قیدی کو چِت کرنے کے لئے آخری کوشش کی۔ اُس نے سیدھے سوال کیا، "مَیں تجھے زندہ خدا کی قَسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تُو اللہ کا فرزند مسیح ہے؟" بڑی اُمیدوں کے ساتھ تمام آنکھیں اُن پر جمی رہیں کہ وہ کیا جواب دیں گے۔ وہ حیران تھے کہ جب جھوٹے گواہ اُن کے خلاف بدزبانی کر رہے تھے تو وہ سارا وقت خاموش رہے۔ اب بھی یقیناً خاموش ہی رہیں گے۔ کون اُنہیں ایسے خطرناک سوال کا جواب دینے پر مجبور کرسکتا تھا! اِس کے علاوہ مُلزم کو قَسم کھانا بھی غیر قانونی بات تھی۔ لیکن اُن کی توقع کے خلاف حضرت عیسیٰ نے اب بولنا مناسب سمجھا۔ اُنہوں نے صاف آواز میں جواب دیا کہ "جی، تُو نے خود کہہ دیا ہے۔ اور مَیں تم سب کو بتاتا ہوں کہ آئندہ تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کے

دہنے ہاتھ بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے ہوئے دیکھو گے۔“[a] دوسرے لفظوں میں حضرت عیسیٰ اُن کو بتا رہے تھے کہ اِس وقت تو تُم میری عدالت کر رہے ہو۔ مگر ایک وقت آئے گا جب پانسہ پلٹ جائے گا۔ اِس بات کا خیال کر! اے بزرگو، ہوش میں آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خون تمہاری گردن پر آئے۔

لیکن وہ اُن کی تنبیہ پر کان دھرنے کو تیار نہ تھے۔ بڑے ڈرامائی انداز میں امامِ اعظم نے اپنا چوغہ پھاڑ دیا (یہ بھی غیر قانونی حرکت تھی) اور بڑے جوش سے چیخا، ”اِس نے کفر بکا ہے! ہمیں مزید گواہوں کی کیا ضرورت رہی! آپ نے خود سن لیا ہے کہ اِس نے کفر بکا ہے۔ آپ کا کیا فیصلہ ہے؟“

غُصّے سے بھرے ہوئے بزرگوں نے گلے پھاڑ کر جواب دیا، ”یہ سزائے موت کے لائق ہے۔“[b]

---

[a] متّی 26:63،64

[b] متّی 26:65-66

حاضرین حضرت عیسیٰ کو نفرت سے گھورنے لگے مگر وہ اُن کو رحم اور ترس بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ وہ آدمی جو اپنے خالق کی شبیہ پر پیدا کیے گئے تھے، اب گناہ، خود غرضی، نفرت اور جھوٹ نے اُنہیں بدل ڈالا تھا۔ اَب اُن میں نہ اللہ کی محبت باقی تھی نہ انسان کی، اور نتیجے میں اُن کی فطرت بگڑ گئی تھی۔ کائفا جو قوم کی روح کا رکھوالا تھا اور جسے خدا کا نمائندہ ہونے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا وہ سنگ دلی سے ایک بے گناہ کو موت کے حوالے کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ بہترین ماحول بھی نہ تو انسان کی نجات کا ضامن ہو سکتا ہے نہ اُس کی روح کو اعلیٰ بنا سکتا ہے۔

نیکدیمس اور ارمتیہ کے یوسف نے منظوری نہیں دی۔ وہ حضرت عیسیٰ کے وقار، خاموشی اور انداز پر حیران تھے جن کی آنکھوں میں نفرت نہ تھی بلکہ اپنے الزام لگانے والوں کے لئے رحم اور ترس۔ لگتا تھا کہ لمحے بھر کو وہ انسانی لبادہ اُٹھ گیا تھا اور نیچے سے آسمانی شان و شوکت کی کرنیں نکل رہی تھیں۔ لیکن صرف اُن دونوں ہی کو یہ نظر آ رہا تھا۔ باقیوں کو نفرت، خود غرضی اور تکبّر نے اندھا کر دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ اب بھی خدا

باپ پر ایمان میں مضبوط کھڑے تھے جس کی اجازت سے یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ وہ تمام انسان کے گناہ کے لئے اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ تھے۔ ہاں، محبت، نفرت سے طاقت ور ہے بلکہ دُنیا کی بڑی سے بڑی قوّت سے بھی زور آور ہے۔ یہ محبت نہایت اکھڑ آدمیوں کو بھی جیت لے گی۔ اِس وقت بھی دو شخص موجود تھے جو اُن کے خیرخواہ تھے۔ مگر فی الحال اُن میں جرأت نہ تھی کہ اُن کی حمایت کرتے۔

کائفا نے سزائے موت کا اعلان کیا، "عیسیٰ بن یوسف، تُو اپنے منہ کی باتوں سے مجرم ٹھہرتا ہے، کیونکہ تُو نے کُفر بکا ہے۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق تجھے سزائے موت دی جاتی ہے۔" دِن نکلنے پر عدالت ایک بار پھر رسمی اجلاس کرنے کو تھی تاکہ رات بھر کی کارروائی کو قانونی شکل دی جا سکے۔ لیکن اِس سے اِس بات کو چھپا نہ سکا کہ عدالت کی ساری تفتیش یہودی شریعت کے خلاف تھی۔

دِن نکلنے تک حضرت عیسیٰ کو بیت المقدّس کے محافظوں کے سپرد کر دیا گیا کہ اُن سے جو سلوک چاہیں کریں۔ حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ مجھے بھاری اذیت کا سامنا کرنا ہو گا۔ لیکن ابھی اُنہیں شمعون پطرس کی

فکر تھی۔ اُنہیں علم تھا کہ وہ باہر صحن میں ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ دو بار میرا انکار کر چُکا ہے اور اب تیسری بار انکار کر رہا ہے۔ ایک اَور خادمہ نے اُسے پہچان لیا تھا اور بڑی حقارت سے پاس کھڑے لوگوں کو سُنا کر کہہ رہی تھی، "تُو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھا۔"

بہت سی سوالیہ نظریں اُس پر مرکوز ہو گئیں۔ وہ خوف سے کانپ اُٹھا۔ اگر محافظوں نے مجھے پکڑ لیا تو بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہو گی۔ میری قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ایک بار پھر اُس نے بڑی سختی سے انکار کیا، "ہرگز نہیں، مجھے پتا نہیں تُم کیا کہہ رہی ہو۔"

لیکن پطرس جتنا انکار کرتا رہا لوگوں کی اُس میں دل چسپی اُتنی ہی زیادہ ہوتی گئی۔ ایک سپاہی نے اُسے غور سے دیکھ کر کہا، "ہاں، یہ ٹھیک کہتی ہے۔ تُم بھی اُس کے ساتھی ہو۔ کیا آج رات مَیں نے تجھے باغ میں اُس کے ساتھ نہیں دیکھا تھا؟ ملخس، ذرا یہاں آنا۔ کیا یہی وہ آدمی نہیں جس نے تیرا کان اُڑا دیا تھا؟"

شاگرد نے نہایت خوفزدہ ہو کر بڑے جوش سے کہا، "لعنت ہے۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ مَیں نے تو حضرت عیسیٰ کو کبھی دیکھا تک نہیں۔ مَیں

نے کبھی ..." لیکن مُرغ کی آواز سُن کر وہ جملہ پورا کیے بغیر چُپ ہو گیا۔ فوراً اُسے یاد آیا کہ حضرت عیسیٰ نے خبردار کیا تھا کہ آج مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا۔ شمعون پطرس نے ایک سپاہی کو کہتے سُنا، "اگر تُو نے ناصری کو پہلے نہیں دیکھا تو اَب موقع ہے۔" عین اُس وقت سپاہی حضرت عیسیٰ کو صحن میں سے لے جا رہے تھے۔ لمحے بھر کو حضرت عیسیٰ کی دل کو چھیدنے والی نگاہیں شمعون کی نگاہ سے ٹکرائیں۔ اُن کی آنکھوں میں گہرا رنج اور بے بیان درد تھا۔ شمعون شرم سار ہو کر لڑکھڑاتا ہوا باہر اندھیرے میں نکل گیا اور زار زار رونے لگا۔ ہائے، مَیں کیسا بڑا ہانکنے والا بن گیا تھا! مَیں نے سوچا تھا کہ دوسروں سے زیادہ دلیر ہوں۔ بڑے اعتماد سے حضرت عیسیٰ سے کہا تھا، "ہرگز نہیں! مَیں آپ کو جاننے سے کبھی انکار نہیں کروں گا، چاہے مجھے آپ کے ساتھ مرنا بھی پڑے۔"[a] شمعون پطرس اب بالکل شکستہ دل بن گیا تھا۔ آج رات اُسے اپنی وہ پہچان حاصل ہوئی جو پوری زندگی نہ ہوئی تھی۔ اُسے پتا چل گیا کہ مجھ میں نہ کوئی خوبی ہے نہ

---

[a] مرقس 14:31

قوّت۔ لیکن اب بھی اُس کے دل میں حضرت عیسیٰ کی بے حد محبت موجود تھی۔ اُس کے کلام نے اُس کی روحانی بھوک مٹائی تھی۔ اُس کی موجودگی سے پطرس کے دل میں دوسروں کے لئے محبت اور رحم بھر گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے ساتھ رہنے سے اُس نے اپنے آپ کو اور اپنے فوائد کو بھول جانا اور خدا کی مرضی پورا کرنے میں خوشی حاصل کرنا سیکھ لیا تھا۔ لیکن حضرت عیسیٰ کے بغیر اب اُس کی زندگی خالی اور بےمقصد تھی۔ اور اب اُس کا مالک دُکھ اُٹھا رہا تھا۔ تمام دوستوں نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔

وہ اندھیرے میں جلدی جلدی آگے بڑھ رہا تھا کہ اُمید کی ایک کرن نظر آنے لگی۔ اُسے یاد آیا کہ خداوند نے نہ صرف میرے گر جانے کی پیش گوئی کی بلکہ یہ یقین بھی دلایا کہ "مَیں نے تیرے لئے دعا کی ہے تاکہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔" سسکیوں کے درمیان وہ سوچ رہا تھا کہ کیا مَیں پھر اللہ کی خدمت کرسکوں گا ؟ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ حضرت

عیسیٰ نے ایک عجیب بات بھی کہی تھی کہ "جب تُو مُڑ کر واپس آئے تو اُس وقت اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔"[a]

اُس نے سوچا، "کیا ممکن ہے کہ سب کچھ بحال ہو جائے گا؟ نہیں، کس طرح بحال ہو جائے گا جبکہ حضرت عیسیٰ تو مرنے کو ہیں!! نہیں۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔" شمعون پطرس کو معلوم ہوا تھا کہ مَیں اللّٰہ کی خدمت کے بالکل لائق نہیں۔ مَیں تو جھوٹا اور بزدل ہوں۔ مَیں نے اپنے آقا کا انکار کر دیا ہے!

اُدھر حضرت عیسیٰ المسیح نجات کا کام مکمّل کر رہے تھے۔ وہ راستہ کھلنے والا تھا جس پر چل کر کم زور انسان اور بڑے سے بڑا گناہ گار کا بھی اللّٰہ کے ساتھ دوبارہ میل ہو سکتا ہے۔ یہ نجات اُنہیں پاکیزگی اور کثرت کی زندگی دلانے والی تھی۔ لیکن اُسے مُہیا کرنے کے لئے ابلیس پر فتح پانا ضروری تھا۔ اِس راہ پر چلتے ہوئے حضرت عیسیٰ کو تاریکی کی قُوتوں کی زد میں آنا تھا۔

[a] لُوقا 32:22

سپاہیوں کا دستہ اور بزرگ، حضرت عیسیٰ کو ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے۔ ایک نے اُن کے منہ پر طمانچہ مارا، "یہ لے۔ المسیح!" قوم کے لیڈر اور بزرگ اُن کے منہ پر تھوکنے لگے۔ پھر اُن کی آنکھوں پر کپڑا باندھ دیا گیا اور ساتھ ہی مکّوں کی بارش شروع ہوگئی۔ وہ مذاق میں پوچھنے لگے، "نبوت کر! کس نے تجھے مارا؟" اُس وقت حضرت عیسیٰ انسان کی ساری کمینگی، ظلم اور گھنونے پن کو سہہ رہے تھے۔ اُن کے چہرے پر سے اُن کا تھوک ٹپک رہا تھا، اور بدن مکّوں اور لاتوں سے دُکھ رہا تھا۔ خود وہ تو گناہ سے سراسر پاک تھے، اِس لئے دوسروں کی پلیدگی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اُن کے دل میں نفرت یا غُصّے کا گزر تک نہ تھا۔ حضرت عیسیٰ نے نہ تو دانت بھینچے، نہ اپنے ستانے والوں کو حقیر جانا بلکہ جتنا وہ اُنہیں ستاتے اُتنا ہی اُنہیں اُن پر رحم آتا۔ وہ جانتے تھے کہ اِس وقت وہ کون سی قوت کے قبضے میں ہیں اور تاریکی کی یہ قوّت اُنہیں کس قدر کمینگی پر اُکسا رہی ہے۔

غدّار یہوداہ کو عدالت کا فیصلہ سُن کر بڑا صدمہ ہوا۔ وہ نکل آیا اور گلیوں میں بے مقصد اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔ اب وہ خود کو حقیر سمجھنے لگا۔ اُس کی عزتِ نفس جاتی رہی۔ لگتا تھا کہ دوزخ کی آگ اُس کے دل کو چاٹ رہی ہے۔ ”کیا کوئی میرے جیسا گھناؤنا انسان بھی ہے جس نے اپنے دلی دوست کو پکڑوایا؟“ وہ اپنے آپ کو کوسنے لگا۔ ”استاد نے مجھے خبردار بھی کیا تھا لیکن مَیں نے اُن کی نہ سُنی۔ مَیں تو ابلیس سے بھی گیا گزرا ہوں۔“ یہوداہ جلدی سے واپس مُڑا۔ لاوی قبیلے کے محافظ نے اُسے اندر جانے دیا۔

کائفا کا خیال تھا کہ یہوداہ مجھ سے شاید اَور رقم کا مُطالبہ کرے گا۔ ”ہاں دوست، کیا بات ہے؟“ اُس نے خوش مزاجی سے سوال کیا۔ یہوداہ کی بے قرار نظروں نے اُسے بے چین کر دیا۔

پھر یہوداہ سخت آواز میں کہنے لگا، ”مَیں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا۔“ کیا اُس کے الفاظ سزائے موت کے فیصلے کو بدل دیں گے؟ یہ ناممکن سی اُمید تھی۔ اُسے کائفا کے الفاظ سُن کر بڑے افسوس کے ساتھ احساس ہوا کہ یہ اُمید کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔

کائفا نے تسلی دیتے ہوئے کہا، ”یہوداہ، ایسے واقعات کے بعد دِل مایوس ہونا قُدرتی بات ہے۔ کل تیری طبیعت سنبھل جائے گی۔“

یہوداہ دیوانہ وار چلّا اُٹھا، ”حضرت عیسیٰ بےقصور ہیں۔“

”صبر کرو، یہوداہ۔ اُن باتوں کے بارے میں کیوں پریشان ہوتے ہو جن کے ساتھ تمہارا کوئی واسطہ نہیں۔ اِس سارے معاملے میں تمہارا حصّہ تو بس اِتنا تھا کہ حضرت عیسیٰ کا ٹھکانا بتا دیا اور بس۔ اور اب اُس ناصری کے ساتھ جو کچھ ہو گا، اُس کے ذمے دار ہم ہیں۔ مُقدمہ پورے طور سے صدرِ عدالت کے اختیار میں ہے، اِس لئے اب سلامتی سے چلے جاؤ اور اللّٰہ کے لئے اِتنا شور و غُل مت مچاؤ۔ بہادر بنو۔ خود کو سنبھالو۔“

یہ الفاظ تو یہوداہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے تھے۔ مگر اُنہوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ وہ غضب ناک ہو کر تیز تیز بولنے لگا، ”حضرت عیسیٰ تمہیں کیا خوب جانتے تھے۔ اُنہوں نے تمہیں ریاکار کہا اور خوب کہا۔ اُنہوں نے تمہیں سفیدی پھری ہوئی قبریں کہا، بالکل مُناسب کہا۔ کیا

تمہیں نظر نہیں آتا کہ دوزخ بھی مجھے قبول نہیں کرے گا۔ کُتّا بھی اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے لیکن مَیں ..."

لیڈروں کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ لگتا تھا یہوداہ کا دماغ چل گیا ہو۔ کاش کوئی اُس کو ٹھنڈا کرسکتا! اب عدالت کا ایک اَور رُکن اُسے سمجھانے لگا کہ تُم نے سب کچھ اچھی نیت سے اور نیک ارادے سے کیا ہے۔ یہوداہ جانتا تھا کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ غصّے سے اُس نے فرش پر تھوک دیا۔ اُس کی سرخ سُرخ آنکھیں باہر کو اُبل رہی تھیں اور سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ دہاڑا، "تُم بالکل غلط کہتے ہو۔ میرا مقصد صرف خود غرضی اور نفرت تھی۔ ہائے، جہنم کے شعلے میرے ضمیر کو جھلس رہے ہیں۔ مَیں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔" اُس نے التجا کرنے والی نظروں سے امامِ اعظم کی طرف دیکھا۔ کیا یہ بھی مدد نہیں کرسکتا ؟ کیا یہ اسرائیل کا چرواہا نہیں؟ کیا یہ ہر سال خون لے کر پاک ترین مقام میں داخل نہیں ہوتا کہ اسرائیل کے کفارے کے لئے اُسے رحم گاہ کے سامنے چھڑکے؟ مگر جب یہوداہ نے اُس کی آنکھوں میں سختی دیکھی تو وہ جانے کو مُڑا۔ اُس نے بے دلی سے سوچا کہ کائفا بیلوں اور بچھڑوں

کے خون سے اپنے اور میرے گناہ نہیں دُھلا سکتا۔ اُسے تو گناہ کی پروا بھی نہیں۔ اُس کا دل تو پتھر کی طرح سخت ہے۔

یہوداہ نے دیکھا کہ میرے جیسے نااُمید گناہ گار کے لئے اِن بزرگوں کے دل بالکل سخت ہیں تو وہ اَور سیخ پا ہو گیا۔ لگتا تھا کہ خون سر کو چڑھ آ رہا ہے اور اُس کے دباؤ سے کنپٹیاں پھٹ جائیں گی۔ اُسے اپنی آواز بھی کسی اجنبی کی آواز معلوم ہو رہی تھی۔ ”یہ لو۔ اپنے پیسے۔ لعنت کی رقم ہے۔ مَیں تو اپنی جگہ کو جا رہا ہوں۔ یہوداہ اسکریوتی کے لئے کوئی معافی نہیں۔“ اِس سے پہلے کہ کسی کو پتا چلتا کہ کیا ہو رہا ہے چاندی کے سکّے چھنچھناتے ہوئے فرش پر لڑھک رہے تھے اور یہوداہ جا چکا تھا۔

یہوداہ کی روح اُسے کچوکے لگا رہی تھی۔ وہ کسی آسیب زدہ جانور کی طرح گلیوں میں مارا مارا پھرنے لگا۔ اُس نے پہچان لیا تھا کہ مَیں کیسا آدمی بن گیا ہوں۔ متی نے مجھے خبردار کیا تھا کہ اپنا خیال رکھوں۔ مَیں کیسا بے وقوف ہوں۔ ہٹ دھرم اور مغرور، صرف اپنا خیال کرنے والا ہوں۔ وہ طنزاً ہنسا اور اپنی ہی ہنسی پر چونک پڑا۔ پھر اپنے آپ کو کوسنے لگا، ”میرا خیال تھا کہ مَیں اپنے آپ کو جانتا ہوں اور ہمیشہ اپنے

آپ پر قابو رکھ سکوں گا۔ ہا ہا۔ کیا حماقت تھی!" وہ دیوانوں کی طرح ہنسا۔ "ہا ہا ہا۔ ابلیس نے میری زندگی اور روح پر قبضہ کر لیا۔ مَیں تو جہنم میں پھنس گیا ہوں۔ جس یہوداہ کو مَیں جانتا تھا وہ تو رہا ہی نہیں۔" اب وہ اپنی حالت کو صحیح طرح سے سمجھنے لگا تھا۔ اُس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اُس کے دانت بجنے لگے۔

وہ تیزی سے آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ اب اُس کی زبان زیادہ تیزی سے چلنے لگی، "اللہ نے میری زندگی کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنا رکھے تھے۔ وہ مجھے اپنے قریب لے آیا بلکہ مجھے خوش خبری کی منادی کرنے کا موقع دیا۔ ہا ہا۔ کیا ستم ظریفی ہے! مَیں دوسروں کے سامنے منادی کرتا تھا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے اور خود اُس میں داخل ہونے کی پروا نہ کی۔ ہائے، کیسا احمق تھا۔ حضرت عیسیٰ نے مجھے ذہنی اور جسمانی مریضوں کو شفا دینے کا اختیار دیا ..." وہ اپنے دانت پیسنے لگا۔ "لیکن یہوداہ اسکریوتی، عظیم یہوداہ خدا کے بجائے اپنا جلال چاہتا رہا۔"

راستے میں رسّا پڑا تھا۔ یہوداہ کا پاؤں اُس میں اُلجھ گیا۔ وہ لڑکھڑایا اور گر پڑا۔ اُس نے ٹٹول کر اُسے اُٹھا لیا اور ٹھٹھا مارکر موٹی سی آواز میں کہنے لگا، ”جس دُکان دار نے یہ رسّا یہاں پھینکا اُس نے یہوداہ پر بڑی مہربانی کی ہے۔ وہ اپنا وجود برداشت نہیں کرسکتا۔“ وہ لمبے لمبے سانس لیتا زمین سے اُٹھا۔ خوف کی سرد لہر اُس کے بدن میں دوڑ گئی۔ یہوداہ کو پہلی بار پورا احساس ہوا کہ اللہ سے جدائی کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اُسے اپنی دہشت ناک تنہائی کا احساس ہوا۔ اُس کے گھٹے ہوئے سینے سے ایک خُشک آہ اُبھری۔ اُس نے رسّا مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی منزل کو روانہ ہوگیا۔ لیکن اُس کی روح اِس خیال سے پیچ و تاب کھانے لگی کہ جلد ہی مجھے پاک خدا کے روبرو پیش ہونا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک درخت سے جھول رہا تھا۔ اُس نے اپنی جان لے لی تھی۔

برابا ڈاکو

آج رات قید خانے کی کوٹھری میں برابا عجیب طور سے بے چین ہو رہا تھا۔ سلاخوں میں سے ہوتی ہوئی پورے چاند کی روشنی نے لڑکپن کی یادیں تازہ کر دیں، جب وہ فسح کی عید منایا کرتا تھا۔ پورا چاند اور فسح کی عید کا ساتھ ہوتا ہے۔ اُسے اپنے والدین کی یاد ستانے لگی۔ وہ اُسے ساتھ لے کر فسح کی عید منانے بیت المقدّس کو جایا کرتے تھے۔ والدین کے لئے بھولی ہوئی محبت پھر جوش مارنے لگی۔ اُس نے آہ بھری اور اُن دِنوں کی تمنا کرنے لگا جب وہ بچہ تھا اور اُس پر بھروسا اور اعتبار کیا جاتا تھا، جب آج کی طرح نفرت اُس کی ذات کا حصہ نہیں تھی۔ وہ

خود کو دلیلیں دینے لگا کہ نفرت جائز ہے۔ اِس کا نشانہ رومی دُشمن ہے۔ لیکن رات کی اِن خاموش گھڑیوں میں یہ دلیل اُسے مطمئن نہ کر سکی۔ برابا نے مان لیا کہ اِن انقلابی سرگرمیوں سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا بلکہ اِس کے برعکس بہت سے آدمیوں کی زندگیاں تباہ کر دی ہیں اور اپنے لئے قید خانہ بلکہ ممکن ہے کہ موت کمائی ہے۔ اُس نے اپنا بوجھ دوسرے پاؤں پر منتقل کیا تو اُس کی ہتھکڑیاں بج اُٹھیں۔ "لعنت ہو اِن بدبختوں پر،" اُس نے گالی دی۔ اُس کے دل میں آزاد ہونے کی زبردست خواہش اُبھری، "کاش گھڑی بھر کے لئے ہی آزادی مل جائے۔" اُس کے دل نے چاہا کہ چیخ اُٹھے۔ وہ خوش گوار ہَوا میں تھوڑی سی چہل قدمی کے لئے ہر قیمت ادا کرنے کو تیار تھا۔ "اِن ظالموں پر لعنت،" وہ بڑبڑایا۔ "اِن لوگوں کو انسان کی روح کو توڑنا خوب آتا ہے۔ اِسے گلنے سڑنے کو کوٹھری میں بند کر دیتے ہیں۔ افسوس اُس پر جو اپنے حواس پر قابو نہ رکھ سکے۔"

اُس کے سامنے والی دو کوٹھریوں میں شیبا اور اکیم بند تھے۔ برابا سلاخوں میں سے محافظ سپاہیوں کو دیکھنے لگا۔ اُن کی نظروں میں اچھا

رہنے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت تھی۔ انتقام لینے کے اُن کے اپنے ہی طریقے تھے۔ اگر تھوڑے عرصے کے لئے پانی بند کر دیا جائے تو قیدی کی زبان سوکھ کر لکڑی ہو جاتی ہے۔ انسان پاگل ہو جاتا ہے۔ سپاہیوں کو دُور دُور سے دیکھنے ہی میں بھلائی ہوتی ہے۔ اُس نے دبی آواز سے پُکارا، ”اکیم۔ جاگ رہے ہو؟“

اُس کے سامنے والی کوٹھڑی میں زنجیریں کھنکھنائیں۔ پھر سلاخوں کے درمیان اکیم کا چہرہ نمودار ہوا۔ ”مَیں تو یہاں جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہوئے تنگ آ گیا ہوں۔“ اُس نے بھی دبی آواز میں جواب دیا۔ اور گِلہ کرنے لگا، ”کل فسح کی عید کا عظیم دن منایا جائے گا۔ چاندی کے نرسنگے بجائے جائیں گے اور ہمیں پتا چل جائے گا کہ بیت المقدّس میں فسح کی تقریبات شروع ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم اُن میں شامل نہیں ہوسکیں گے۔“ چاندنی میں اکیم کی بدبخت شکل نظر آ رہی تھی۔ اُلجھی ہوئی داڑھی اور کھڑے کھڑے بال۔ برابا نے خیال کیا کہ اکیم کو زندگی سے کوئی دل چسپی باقی نہیں رہی۔ ورنہ وہ داڑھی میں پڑے ہوئے خوراک کے ٹکڑے تو جھاڑ دیتا اور اپنے حُلیے کا تھوڑا بہت تو خیال

رکھتا۔ پتا نہیں کہ وہ اِس قید کو اَور کتنی دیر برداشت کر سکے گا اِس سے پیشتر کہ اُس کے حواس جواب دے جائیں۔

اکیم شکایت کرتا رہا اور برابا سُنتا رہا۔ "ہم زیلوتیسیوں نے اپنے مُلک کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا ہے، لیکن ہمارے ہم وطنوں کو ہماری بالکل کوئی فکر نہیں۔ وہ ہمیں بھول گئے ہیں! کسی دن تیر انداز ہمیں نشانہ بنا لیں گے یا ہمیں لعنتی صلیب پر لٹکا دیا جائے گا۔" اُس کی سانس تیز تیز چلنے لگی اور چھاتی سمندر کی لہروں کی طرح اُوپر نیچے ہونے لگی۔ "برابا، کیا کوئی ہم پر ایک آنسو بھی بہائے گا؟ آج کل مَیں یہی سوچتا رہتا ہوں۔ ہم مر جائیں گے تو کسی کو ہماری یاد بھی نہیں آئے گی۔" اُس کا چہرہ سلاخوں کے اَور قریب آ گیا۔ "لیکن آج کل مجھے ایک اور بات کی فکر ستا رہی ہے۔ کیا ہمیں زندگی سے یہی کچھ حاصل ہونا تھا؟ مَیں یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ زندگی بالکل بے کار تھی۔"

شیبا بھی اپنی کوٹھری میں ہلا۔ وہ غُرّایا، "ایسے نرم دل نہ بنو۔ اگر مرنے کو تیار نہ تھے تو بہتر تھا کہ چوڑیاں پہن کر گھر میں بیٹھے رہتے اور زیلوتیس کے گروہ میں شامل نہ ہوتے۔ دوست! یاد رکھو کہ بہادر نہ بڑبڑایا کرتے

ہیں نہ اپنے اذیت دینے والوں کے سامنے جھکا کرتے ہیں بلکہ دلیرانہ خاموشی سے موت کو گلے لگایا کرتے ہیں۔ ہوں! کیا پروا ہے کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ اگر ہم دُشمنوں کے خلاف سرگرم رہتے ہیں تو بعض اپنے ہی لوگ ہمیں دہشت گرد کے لقب سے نوازنے لگتے ہیں۔ تھوا ہمیں اُن کی کیا پروا! اگر آزادی دوبارہ حاصل کرنے میں چند جانیں بھی چلی جائیں تو کیا ہوا۔“

محافظ سپاہی انگیٹھی کے گرد بیٹھے تھے۔ اُس میں کوئلے دہک رہے تھے۔ پتھر کے خانوں میں ٹکی ہوئی مشعلوں کی تھرتھراتی روشنی اُن کے چہروں کو عجیب طرح روشن کر رہی تھی۔ پھر ایک اَور سپاہی بڑے زورشور سے داخل ہوا۔ اُونگھتے ہوئے محافظ ہوشیار ہو گئے۔ اُن کی آوازیں اِتنے بلند تھیں کہ قیدی بھی سُن سکتے تھے۔

سپاہی صحن میں آتے ہی زور سے بولا، ”بوجھو تو کیا ہوا ؟“ وہ انگیٹھی پر خود کو گرم کرنے کے لئے رُک گیا۔ وہ اُن کے تجسُس سے لطف اندوز ہوتے ہوئے باری باری اپنے ایک ایک ساتھی کو دیکھنے لگا۔ ”دیوتاؤں کی قسم تُم کبھی نہیں بوجھ سکتے کہ کیا ہوا۔“ آخر بتا ہی دیا، ”امامِ اعظم کائفا

نے عیسیٰ کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہودی صدرِ عدالت نے اُس پر موت کا فتویٰ بھی دے دیا ہے۔"

"اگر سمجھتے ہو کہ ہمیں اِس طرح دھوکا دے سکتے ہو تو غلطی پر ہو،" ایک نے احتجاج کیا۔ "زیوس کی قسم، مَیں نے اُس گلیلی نبی کو تو کل ہی دیکھا۔ صدرِ عدالت ایک ہی رات میں کسی پر موت کا فتویٰ کبھی نہیں لگا سکتی۔"

پہلے سپاہی اپنے ساتھی کو ذرا خفگی سے دیکھنے لگا، "تو مَیں جھوٹ بول رہا ہوں؟" وہ دم لینے کو رُکا۔ "مَیں کہتا ہوں یہودیوں کے لیڈروں نے عیسیٰ کو گرفتار کیا، اُس پر مقدمہ چلایا، تفتیش کی اور سزائے موت سُنائی۔ اور سب کچھ صرف ایک ہی رات میں ہو گیا۔" اُس کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو گیا، "اب یہودیوں کے لیڈر سزا کا گھنونا کام اپنے دُشمن رومیوں کے ہاتھوں کروانا چاہتے ہیں۔ ابھی ابھی وہ اپنے قیدی کو گورنر پیلاطس کے پاس لے جا رہے تھے۔"

ایک محافظ بول اُٹھا، ''اِس امامِ اعظم پر دیوتاؤں کی لعنت! مَیں قسم کھاتا ہوں کہ وہ اِس گلیلی سے جلتا ہے۔ کِس وقت گرفتار کیا اُنہوں نے اُسے؟''

''آدھی رات کے بعد۔ گتسمنی کے باغ سے گرفتار کیا۔'' سپاہی ہنسا، ''کاش تُم بیت المقدّس کے محافظ دستوں اور یہودیوں کے اِن بزرگوں کو دیکھتے۔ ڈاکوؤں کی طرح لاٹھیوں اور پتا نہیں کیسے کیسے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گئے تھے۔''

ایک اَور محافظ نے پوچھا، ''کیا اُس کے شاگرد بھی پکڑے گئے؟''

خبر لانے والے نے جواب دیا، ''نہیں۔ سب بھاگ نکلے۔ اگر عیسیٰ بھی بچ نکلنا چاہتا تو بآسانی ایسا کر سکتا تھا۔ پتا نہیں وہ کیوں رُکا رہا۔''

سپاہیوں کی آوازیں مدھم پڑ گئیں۔ برابا نے ایک سلاخ کو آہستہ سے بجا کر پوچھا، ''سُنا تُم نے کیا کہہ رہے ہیں؟''

شیبا اُٹھا تو اُس کی بیڑیاں جھنجھنا اُٹھیں۔ ''کیا تُم اپنی بک بک بند نہیں کر سکتے؟ کسی کو سونے بھی نہیں دیتے۔ تمہاری زبان تو عورتوں کی طرح چلتی ہی رہتی ہے۔'' وہ بڑبڑایا، ''اگر رومی اِس ناصری کو ٹھکانے

لگانے پر تُل جائیں تو کیا پتا ہماری بھی یہ آخری رات ہو۔ یہ وحشی رومی ہم میں سے بھی کتنوں ہی کا اُس کے ساتھ ہی صفایا کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ایسا ہوا تو مَیں تو اُن کے گھنونے چہروں پر تھوک دوں گا۔ مَیں اُن کا منہ نوچ لوں گا، کاٹ کھاؤں گا۔ کسی کے دانت توڑوں گا اور کسی کافر کی آنکھ پھوڑ دوں گا۔ بہت مزہ آئے گا۔"

برابا نے ہنس کر مونچھوں کو تاؤ دیا، "یہ ہوا نہ جذبہ!" اُس نے حوصلہ افزائی کی، "قسم ہے، ناصری میں تمہارے جذبے کا معمولی سا حصّہ بھی ہو تو اِس گھنونی موت کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکتا ہے۔" شیبا نے عجیب سی آواز نکال کر اپنے لیڈر کی تعریف کو قبول کیا۔ چند لمحوں بعد اُس کے خرّاٹے ساتھیوں کو بتا رہے تھے کہ وہ سو گیا ہے۔

برابا خود کلامی میں آہستہ آہستہ بولنے لگا، "تو اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو پکڑ ہی لیا۔ اِس میں شک نہیں کہ اُنہیں ختم کر کے ہی چھوڑیں گے۔ ایک وقت تھا کہ مَیں سوچتا تھا کہ شاید یہی اللہ کی مخلصی دینے والے ہیں۔ وہ تو بڑے سے بڑے ہجوم پر گویا جادو کر دیتے تھے۔ اُنہیں تو بیماریوں بلکہ شیاطین پر قُدرت حاصل ہے۔ اور اُس جیسی دلیری شاید

ہی کسی میں ہو۔ خطرے کو سامنے دیکھ کر بھی سچی بات کہہ دیتے ہیں۔ افسوس، وہ ہمارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ اُنہیں تو بازو کے زور سے حاصل کی ہوئی قوّت پر یقین ہی نہیں۔ ایسی زندگی کا کیا فائدہ!"

آہنی سلاخوں کے پیچھے پھر اکیم کا چہرہ نمودار ہوا، "کم سے کم اُنہوں نے بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں خوشیاں تو بھر دیں۔ اگر کل میری جان چلی گئی تو مَیں تو اپنے بارے میں ایسا نہیں کہہ سکتا۔ لعنت ہے۔"

برابا نے اُسے تسلّی دی، "صبر کرو دوست، صبر کرو۔ تُم تو بہادر انسان ہو۔ تُم نے وطن کی خاطر سب کچھ کیا ہے۔"

اکیم بولا، "اِن دنوں مَیں یحییٰ نبی اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں بہت سوچتا رہا ہوں۔ جب مَیں کوئی دس برس کی عُمر کا لڑکا تھا تو ہمارا گھر نبی کے گھر کے قریب تھا۔ اُن کے باپ زکریاہ امام تھے، اور اُن کی ماں الیشبع بھی اماموں کی نسل سے تھیں۔" اکیم کُھردری سی آواز میں بول رہا تھا، "تُم مجھے دیوانہ سمجھ رہے ہوں گے کہ نبی اور اُن کے والدین کے بارے میں یوں ہی بولے جا رہا ہوں۔ لیکن ..."

براابا نے اُسے تسلّی دی، "نہیں نہیں۔ اِس امام اور اُن کی بیوی کی زندگی میں ضرور کوئی غیرمعمولی واقعہ پیش آیا ہو گا۔ مَیں نے بھی کچھ سُنا تھا لیکن ٹھیک سے یاد نہیں۔ خیال ہے کہ جب یحییٰ پیدا ہوئے تو زکریاہ اور الیشبع بہت عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ اُس عمر میں اولاد پیدا نہیں ہوتی۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ دُعا کے وقت ایک عجیب بات ہوئی۔ زکریاہ بیت المقدّس کے پاک مقام میں بخُور جلا رہے تھے کہ اچانک اللہ کا فرشتہ اُس پر ظاہر ہوا۔ بزرگ امام تو نہایت ڈر گئے۔ مگر فرشتے نے اُسے تسلّی دی اور بتایا کہ تیری دُعائیں سُنی گئی ہیں۔ تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہو گا۔ اُس کا نام یحییٰ رکھنا۔" اکیم کچھ جھجکا، "مجھے ابھی تک یاد ہے کہ فرشتے نے اُس وقت یحییٰ کے بارے میں کیا کیا بتایا۔ مَیں نے یہ ساری بات کئی بار سُنی ہے۔"

براابا بولا، "تو بتاؤ پھر۔ ہم بھی سُنیں۔"

"اُس نے کہا تھا کہ 'وہ نہ صرف تیرے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہو گا، بلکہ بہت سے لوگ اُس کی پیدائش پر خوشی منائیں گے۔ کیونکہ وہ رب کے نزدیک عظیم ہو گا۔ لازم ہے کہ وہ مَے اور

شراب سے پرہیز کرے۔ وہ پیدا ہونے سے پہلے ہی روح القدس سے معمور ہو گا اور اسرائیلی قوم میں سے بہتوں کو رب اُن کے خدا کے پاس واپس لائے گا۔ وہ الیاس کی روح اور قوت سے خداوند کے آگے آگے چلے گا۔ اُس کی خدمت سے والدوں کے دل اپنے بچوں کی طرف مائل ہو جائیں گے اور نافرمان لوگ راست بازوں کی دانائی کی طرف رجوع کریں گے۔ یوں وہ اِس قوم کو رب کے لئے تیار کرے گا۔‘‘[a]

’’یحییٰ نبی تھے۔ اِس میں ہرگز کوئی شک نہیں،‘‘ برابا نے تسلیم کیا۔ ’’صدیوں پہلے ملاکی نبی نبوت کر چکا تھا کہ رب کا پیغمبر آئے گا جو المسیح کے لئے راہ تیار کرے گا۔ اب فرشتے نے اپنی باتوں سے ملاکی نبی کی اِس نبوت کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن یحییٰ نبی نے کیا حاصل کیا؟ اُنہیں کیا کامیابی ہوئی؟ اُنہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر سچائی کا جھنڈا سربلند کیا، لیکن جلد ہی اُن کا نام فراموش ہو جائے گا۔‘‘

اکیم نے اُس کے ساتھ اتفاق کیا۔ مگر وہ حیران تھا کہ یحییٰ نبی یا حضرت عیسیٰ کی کوششوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ وہ سوچنے لگا،

---

[a] لُوقا 1:14-17

"کیا اُس خدا پرست امام نے فرشتہ دیکھا جبکہ حقیقتاً وہاں کچھ بھی نہ تھا؟ اور فرشتے کی آواز سُنی جبکہ کوئی آواز تھی ہی نہیں؟ کیا یہ سب کچھ نظر کا دھوکا تھا؟ تو پھر اُس جوڑے کے ہاں فرشتے کے کہنے کے مطابق مقررہ وقت پر بچہ کس طرح پیدا ہوا؟ حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ کے المسیح ہونے کی تصدیق کیوں کی؟ اور حضرت عیسیٰ میں اللہ کی قُدرت کیوں سکونت کرتی ہے؟" اکیم نے منہ بنایا، "اِن ساری باتوں کے باوجود حضرت عیسیٰ مریں گے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ مجھے تو ساری باتیں حماقت لگتی ہیں۔ کیا یہ بات قابلِ تصور ہے کہ اللہ اپنے المسیح پر یہ سب کچھ آنے دے؟"

"نہیں نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ المسیح ہمیشہ تک زندہ رہے گا۔ اِس بات میں تو شک کی گنجائش ہی نہیں۔ اگر خداوند خدا نے حضرت عیسیٰ کو نہ بچایا تو یہ ثابت ہو گا کہ وہ المسیح نہیں بلکہ فریبی ہیں۔" برابا ایک ہی رُخ بیٹھے بیٹھے اینٹھ گیا تھا۔ اُس نے کروٹ بدلی۔ "لیکن جہاں تک حضرت عیسیٰ کا تعلق ہے ہمیں حیران کُن باتوں کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ رب اب بھی اُنہیں بچا لے۔" کچھ حیران ہو کر

وہ کہنے لگا، "اُن کے پاس اپنے دُشمنوں کو کُچل ڈالنے کی قُدرت ہے۔ پھر استعمال کیوں نہیں کرتے؟ وہ گتسمنی باغ سے بآسانی بچ کر جا سکتے تھے، پھر کیوں نہ گئے؟" اُس نے آہ بھری۔ اُس کی مسلسل بیڑیوں میں جکڑی ہوئی ٹانگیں درد کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بولا، "مَیں نے حضرت عیسیٰ کو اپنے مقصد کے لئے جیتنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ اللہ کی بادشاہی کے آنے کے بارے میں اَور ہی خیالات رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی بادشاہی بڑی خاموشی سے آئے گی۔ کسی کو اُس کے آنے کا پتا نہیں لگے گا۔" برابا بے دلی سے ہنسا۔ "استاد تمثیلوں کی مدد سے باتیں خوب سمجھاتے ہیں۔ ایک بار اُنہوں نے کہا کہ 'آسمان کی بادشاہی اُس خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت گندھے ہوئے آٹے میں ملا دیتی ہے۔ بس وہ تھوڑا سا خمیر ملاتی ہے اور آٹا رکھ دیتی ہے۔ ہوتے ہوتے سارا آٹا خمیر ہو جاتا ہے۔ اور پتا بھی نہیں چلتا۔ اِسی طرح اللہ کی بادشاہی آنے والی ہے۔'" برابا نے سر ہلایا اور بولا، "ہم جانتے ہیں کہ اِس دُنیا میں طاقت کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔"

شیبا اپنی کوٹھری سے غرّایا، ”تم دونوں کیا ابھی تک اپنی اوٹ پٹانگ باتوں میں لگے ہوئے ہو؟ پریوں کے قصّے سُنا رہے ہو۔ مَیں کہتا ہوں کہ المسیح تو بارُعب اور پُرجلال بادشاہ ہو گا۔ کسی غریب سادھو کی مانند نہیں ہو گا جو کسی نیم حکیم کی طرح جگہ جگہ گھومتا پھرتا اور بیماروں کو شفا اور غریبوں کو تسلّی دیتا پھرے۔ المسیح کے پاس ایسی بے ہودہ باتوں کے لئے وقت ہی نہیں ہو گا۔ وہ زبردست بادشاہ اورمردِ میدان ہو گا۔“

برابا نے اُس کا غُصّہ ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا، ”ٹھیک ہے، ٹھیک ہے شیبا۔ جیسا کہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ چاند مدھم پڑ رہا ہے۔ صبح ہونے والی ہے۔ چلو کچھ سو لیں۔“ پھر جیسے اچانک کوئی خیال آ گیا ہو اُس نے سلاخوں کو بجایا، ”ارے دوستو! ممکن ہے ہم میں سے کسی ایک کے لئے آزادی باہر کھڑی انتظار کر رہی ہو۔“

شیبا ہنس دیا، ”آزادی، ہیں! لگتا ہے فسح کی عید نے تُم سب کو جذباتی بنا ڈالا ہے۔“

برابا نے غُراہٹ کی عجیب سی آواز نکالی۔ ”میرے پاس کوڑا ہوتا اور تُم پر ہاتھ ڈال سکتا تو مار مار کر تمہیں سیدھا کر دیتا۔ آج رات تُم نے اِتنے

ہٹ دھرمی دکھائی ہے کہ تمہاری چمڑی اُدھیڑ ڈالنی چاہیے،" اُس نے شیبا کو جھڑکا۔ پھر گلا صاف کیا، "جیسا کہ تُم بھی جانتے ہو، یہودیوں کو اجازت ہے کہ ہر فسح کی عید پر ایک قیدی کو رِہا کرا لیا کریں۔"

"آخ۔" شیبا کھنکتی زنجیروں کے ساتھ لیٹ گیا۔ "اگر مَیں تمہاری جگہ ہوتا تو اپنی قوم سے کسی رعایت کی اُمید نہ رکھتا۔ آخر تُم قاتل ہو۔"

لیکن برابا کو کوئی شک نہ تھا، "مجھے یقین ہے کہ لوگ مجھے بہت چاہتے ہیں،" اُس نے جواب دیا۔

اکیم نے جمائی لے کر اُنہیں خبردار کیا، "دوست، مت بھولو کہ اِس وقت حضرت عیسیٰ بھی قید ہیں۔ وہ پیلاطس سے اُنہیں کی رہائی کی درخواست کریں گے۔ سارے عوام اُن کے پیچھے ہیں۔"

برابا نے آہ بھری، "دُرست کہتے ہو۔ مَیں تو بھول ہی گیا تھا۔"

موت کا فتویٰ

صبح سویرے کوئی تین بجے ایک نوکر نے رومی گورنر پیلاطس کو جگا دیا۔ ”حضور والا۔ کیا آپ یہودی لیڈروں سے مُلاقات کے لئے تیار ہیں؟ کائفا اور اُس کے ساتھی آئے ہیں۔ وہ اپنے فتویٰ کی تصدیق کروانا چاہتے ہیں۔“

پیلاطس نیم بیداری میں غُرّایا، ”کیا؟ رات کو اِس وقت!“ خادم نے پھر دہرایا، ”عالی جاہ نے امامِ اعظم سے وعدہ کیا ہے کہ بہت ضروری کام ہو تو صُبح سویرے بھی نمٹا دیں گے۔ کیا اُنہیں اندر لے آؤں؟“

پیلاطس پھر غُرّایا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ "یہ یہودی! دیوتا اِنھیں غارت کریں۔ نہیں، وہ اِس جگہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ یہ تو اُن کی نظر میں بے دینوں کا گھر ہے۔ ایسی جگہ اُنھیں ناپاک کر دے گی، اور وہ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ لیکن مَیں جو روم کا وفادار ملازم ہوں اُن کے پاس باہر نکلوں گا،" اُس نے طنزاً کہا۔ "جلدی کرو۔ کپڑے پہننے میں میری مدد کرو۔ پھر منشی کو بھی بستر سے نکالو ... یہودی بہت گردن کش قوم ہیں۔ وہ ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جتنی جلدی یہ مُعاملہ طے ہو جائے اُتنا ہی اچھا ہو گا۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ فسح کی عید پر کوئی بلوا نہ ہو۔"

خادم نے سر ہلایا اور مالک کے اردگرد پھرنے لگا۔ "جناب والا! یروشلم تو دُنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے زائرین سے کھچاکھچ بھرا ہوا ہے۔ دیوتا اِس معاملے میں آپ کی مدد فرمائیں۔"

پیلاطس نے منہ بنایا، "چھ برس سے یہودیہ کا گورنر رہا ہوں۔ زیوس کی قَسم، اِس علاقے کو سنبھالنا آسان کام نہیں۔ خیر، کسی نہ کسی طرح اِس معاملے سے بھی نپٹوں گا۔" آخر میں پیلاطس لباس زیبِ تن کر کے تیار

ہو گیا۔ وہ بولا، "دیکھو کہ سپاہیوں کا ایک دستہ باہر صحن میں تعینات ہو۔ پھر اُنہیں کہو کہ قیدی کو لے آئیں اور مقدمے کی رپورٹ بھی مجھے دے دو۔"

پیلاطس پورے طور سے بیدار ہو چکا تھا۔ پہلے اُس نے رپورٹ کا جائزہ لیا۔ پھر بڑی دل چسپی سے قیدی کو دیکھنے لگا۔ یہ جوان کسی طرح سے بھی سزائے موت کا حقدار نہیں لگتا تھا۔ اُس کی آنکھیں سیدھی پیلاطس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔ لگتا تھا کہ اُس کی کوئی ایسی بات نہیں جسے چھپانا ضروری ہو۔ رومی گورنر پریشان ہو گیا۔ مقدمے کی رپورٹ بڑی بے قاعدہ سی لگتی تھی۔ قیدی کا جُرم گواہوں کے بیانات سے نہیں بلکہ اُس کے اپنے منہ کی باتوں سے قائم کیا گیا تھا۔ اور عدالت کی طرف سے قَسم دلا کر اُس کا بیان لیا گیا تھا۔ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ پیلاطس میز پر اُنگلیاں بجانے لگا۔

سب کچھ اِتنی جلدی سے کیوں کیا گیا ہے؟ یہ تو یہودی قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اُس کا شک بڑھنے لگا۔ "یہ لوگ ضرور کسی شرارت پر آمادہ ہیں،" اُس نے دل میں کہا۔ بڑی ہوشیاری کی ضرورت

تھی۔ وہ فیصلہ کُن انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ "مُنشی! ہم سزائے موت کے پروانے پر دستخط نہیں کریں گے۔ اِس مقدمے کی از سرِ نو تفتیش ہو گی۔ ہم خود باہر جا کر یہودیوں سے بات کریں گے۔ قیدی یہیں انتظار کرے۔"

محافظوں کے ہمراہ پیلاطس باہر صحن میں آیا۔ سپاہیوں کا ایک اَور دستہ وہاں پہلے ہی سر و قد کھڑا تھا۔ یہودی لیڈروں نے بڑے شک و شبہ کے ساتھ پیلاطس سے علیک سلیک کی۔ اُس نے باہر آنے میں اِتنی دیر کیوں لگائی؟ کیا وہ ہمارے لئے کوئی مشکل کھڑی کرنا چاہتا ہے؟ سزائے موت کا پروانہ کہاں ہے؟ سب یک دل تھے کہ اُس سے اپنی مرضی منوا کر رہیں گے۔ ہم بھی طاقت رکھتے ہیں۔ آج اِسے ہماری طاقت کا پتا لگ جائے۔

پوری رومی حکومت کا اختیار پیلاطس کے کندھوں پر تھا۔ اُس نے رعب کے ساتھ سوال کیا، "اِس آدمی پر کیا الزام ہے؟"

یہودی لیڈروں میں سے نور نے تُنک کر جواب دیا، "اگر یہ بدکار نہ ہوتا تو ہم اِسے حضور کے حوالے نہ کرتے۔"

گورنر نے محسوس کیا کہ صورتِ حال میرے قابو میں ہے۔ ”میرے خیال میں تو یہ خالی یہودی مسئلہ ہے۔ قیدی کو لے جاؤ اور اپنی شریعت کے مطابق فیصلہ کرو۔ روم کا اِس سے کوئی تعلق نہیں!“

کائفا نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا، ”جنابِ عالی! ہم نے اپنی شریعت کے مطابق اِس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ یہ جان سے مارے جانے کے لائق ہے۔ لیکن رومی قانون ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ اِس فیصلے پر عمل کریں۔“ امامِ اعظم نے بات پوری ہی کی تھی کہ دوسرے بزرگ حضرت عیسیٰ پر الزام لگانے لگے، ”ہم نے معلوم کیا ہے کہ یہ آدمی ہماری قوم کو گم راہ کر رہا ہے۔ یہ شہنشاہ کو ٹیکس دینے سے منع کرتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں مسیح اور بادشاہ ہوں۔“[a]

اب پیلاطس فکرمند دکھائی دینے لگا۔ اگر حضرت عیسیٰ یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو روم سے غدّاری کا مرتکب ہے۔ لیکن اُن کی یہ بات اُسے سچ معلوم نہ ہوئی۔ یہ لوگ تو خود روم سے آزاد ہونے کو بے قرار ہیں۔ اب اُس نے مناسب سمجھا کہ جا کر قیدی سے پوچھ گچھ

---

[a] لُوقا 23:2

کرے۔ قلعے میں داخل ہو کر پیلاطس نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا، ”کیا تم یہودیوں کے بادشاہ ہو؟“

حضرت عیسیٰ نے آہستہ سے سوال کیا، ”کیا آپ اپنی طرف سے یہ سوال کر رہے ہیں، یا اَوروں نے آپ کو میرے بارے میں بتایا ہے؟“

قیدی کی نگاہوں کے اثر سے پیلاطس گھبرانے لگا۔ اُس نے جواب دیا، ”کیا مَیں یہودی ہوں؟ تمہاری اپنی قوم اور راہنما اماموں ہی نے تمہیں میرے حوالے کیا ہے۔“ وہ قیدی کو جتنا دیکھتا اُتنا ہی اُسے یقین ہونے لگتا کہ یہ بے گناہ ہے۔ وہ کچھ بھی چُھپا نہیں رہا ہے۔ یہ باہر کھڑے اپنے الزام لگانے والوں سے کِس قدر مُختلف ہے۔ دوسری طرف اگر اِس پر زیادتی ہوئی ہوتی تو وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کیوں نہیں کر رہا؟ اب اُسے بولنے کا موقع ہے۔ وہ سمجھ دار ہے اور جانتا ہے کہ اگر میرے الزام لگانے والے کامیاب ہو گئے تو میرا انجام کیا ہو گا۔ پیلاطس نے نہایت متعجب ہو کر حضرت عیسیٰ سے پوچھا، ”تم سے کیا کچھ سرزد ہوا ہے؟“

حضرت عیسیٰ نے پیلاطس کے جواب کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا، ”میری بادشاہی اِس دنیا کی نہیں ہے۔ اگر وہ اِس دنیا کی ہوتی تو میرے خادم سخت جد و جہد کرتے تاکہ مجھے یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ میری بادشاہی یہاں کی نہیں ہے۔“

پیلاطس اور بھی حیران ہوا۔ کہنے لگا، ”تو پھر تم واقعی بادشاہ ہو؟“

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”آپ صحیح کہتے ہیں، مَیں بادشاہ ہوں۔ مَیں اِسی مقصد کے لئے پیدا ہو کر دنیا میں آیا کہ سچائی کی گواہی دوں۔ جو بھی سچائی کی طرف سے ہے وہ میری سنتا ہے۔“

گورنر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اچانک وہ حضرت عیسیٰ کے سامنے آ کر رُک گیا اور بولا، ”سچائی کیا ہے؟“[a] سچائی نہایت کم یاب چیز تھی۔ ساری دُنیا کا اخلاقی دیوالیہ نکل گیا تھا۔ خود پیلاطس محسوس کر رہا تھا کہ باہر کھڑے لیڈر ہر جائز اور ناجائز طریقے سے حضرت عیسیٰ کو مروا ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ قیدی بالکل مختلف ہے۔ جھوٹ تو اُسے چھو کر بھی نہیں گیا ہے۔ یہ تو اپنے حقوق کے لئے بھی نہیں لڑتا۔

---

[a] یُوحنّا 18:33-38

گورنر نے سر ہلایا۔ حضرت عیسیٰ کی مدد کا پکا ارادہ کرکے وہ باہر گیا اور کائفا سے مخاطب ہوا، ”جنابِ امامِ اعظم صاحب! ہم ایسی تیزی اور بے قاعدگی سے پیش کئے گئے مُقدمے کو قبول نہیں کر سکتے۔ ہم قیدی کو چھوڑ دیتے ہیں۔“

یہودیوں کے نمائندے ایک دم چلّانے لگے، ”وہ پورے یہودیہ میں تعلیم دیتے ہوئے قوم کو اُکساتا ہے۔ وہ گلیل سے شروع کرکے یہاں تک آ پہنچا ہے۔“[a]

جب پیلاطس کو علم ہوا کہ حضرت عیسیٰ گلیلی ہیں تو اُسے تسلّی ہوئی، کیونکہ ایسی صورت میں ہیرودیس بادشاہ اِس سارے معاملے کا ذمے دار ہو گا۔ ہیرودیس بھی فسح کی عید کے موقعے پر یروشلم میں تھا، اِس لئے قیدی کو سیدھے اُس کے پاس بھیج دیا گیا۔

ہیرودیس بادشاہ نے اپنی بیوی کے کہنے پر یحییٰ نبی کو قتل کروایا تھا۔ اِس بات سے اُسے چوٹ لگی تھی۔ اب اُس کی آنکھوں پر گُناہ کے ایسے گہرے بادل چھا چکے تھے کہ اُسے نیکی اور پاکیزگی کی پہچان ہی نہ

---

[a] لُوقا 23:5

رہی تھی۔ جب حضرت عیسیٰ اُس کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ صرف معجزے دیکھنے کو بے قرار تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ نے اُس کی خواہش پوری نہ کی۔ گو حضرت عیسیٰ کی زندگی ہیرودیس بادشاہ کے رحم و کرم پر مبنی تھی تو بھی اُنہوں نے منہ سے ایک لفظ نہ نکالا۔ اِس پر ہیرودیس بے حد طیش میں آیا۔ اُس نے اپنے آدمیوں سمیت حضرت عیسیٰ کو ٹھٹھوں میں اُڑا کر اُن کا کھلا تماشا بنایا۔ آخر اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کا شاہی لباس پہنا کر مذاق اُڑایا، پھر پیلاطس کے پاس واپس بھیج دیا۔ بادشاہ نے گورنر کو سلام بھیجا اور کہا کہ خود ہی اِس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ پہلے تو اِن دونوں میں دشمنی چلی آئی تھی، لیکن اُس دن سے وہ دوست بنے رہے۔

ایک بار پھر یہودی اپنے قیدی سمیت پیلاطس کی رہائش گاہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ ہر لمحے اُن کی بے صبری بڑھتی جا رہی تھی۔ صبح کے وقت تو یہ جگہ خالی تھی۔ لیکن اب بے شمار لوگ وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کائفا کا غصہ بڑھ رہا تھا۔ پھر جیسے اُسے کوئی مکاشفہ ہوا ہو، وہ اپنے سُسر حنّا سے کہنے لگا، "اب بات سمجھ آئی ہے — عوام ایک قیدی کی رہائی کا مُطالبہ کرنے آئے ہیں۔ اَور بھی آئیں گے۔"

حنّا نے بڑی عیاری سے جواب دیا، "اِن میں سے بہت سے تو ناصری کے حامی ہوں گے، اِس لئے ہمیں اپنے ساتھیوں کو اُکسانا چاہیئے کہ وہ براباکو مانگ لیں۔ اگر لوگوں نے اِس ناصری کو رِہا کرنے کا مطالبہ کر دیا تو ہمارے سب کیئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔"

کائفا نے فیصلہ کیا، "ہم ناصری کے حامیوں سے زیادہ زوردار نعرے لگائیں گے۔ اُن کی آواز کو دبا دیں گے۔" اُس نے کئی آدمیوں کو بُلا کر حکم دیا، "لوگوں میں پھیل جاؤ۔ اُنہیں کہو کہ براباکی رہائی کا مطالبہ کریں۔ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے حق میں ہو تو چِلّا چِلّا کر اُسے چُپ کرا دو۔ بھیڑ میں برابا کے حق میں جوش پیدا کرو۔ سب کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں تُم ہی پر بھروسا کرتا ہوں۔"

داؤد اور اُس کا باپ بھی یہ معلوم کرنے کو آ گئے تھے کہ حضرت عیسیٰ کا مقدمہ کہاں تک پہنچا ہے۔ یوحنّا بن زبدی بھی آ گیا۔ وہ تھکا ہوا اور فکرمند دکھائی دے رہا تھا۔ رومی گورنر نے بھی دیکھا کہ ہجوم بڑھتا جا رہا ہے۔ اِس مقدمے کو جلدی ختم کرنا چاہیئے۔ اُس نے سرداروں اور عام لوگوں کو بُلایا اور کہا، "تم نے اِس شخص کو میرے پاس لاکر اِس پر الزام

لگایا ہے کہ یہ قوم کو اُکسا رہا ہے۔ مَیں نے تمہاری موجودگی میں اِس کا جائزہ لے کر ایسا کچھ نہیں پایا جو تمہارے الزامات کی تصدیق کرے۔ ہیرودیس بھی کچھ نہیں معلوم کر سکا، اِس لئے اُس نے اِسے ہمارے پاس واپس بھیج دیا ہے۔ اِس آدمی سے کوئی بھی ایسا قصور نہیں ہوا کہ یہ سزائے موت کے لائق ہے۔ اِس لئے مَیں اِسے کوڑوں کی سزا دے کر رِہا کر دیتا ہوں۔"[a]

داؤد نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، "یہ کیسا انصاف ہے کہ ایک شخص کو ایک طرف تو بےقصور قرار دیا جائے اور دوسری طرف اُسے کوڑے بھی لگوائے جائیں؟"

لیڈروں نے خطرہ سونگھ لیا۔ وہ کہنے لگے، "ایسے تو کام نہیں چلے گا۔ سبت نزدیک آ رہا ہے۔ وقت نکلتا جا رہا ہے۔ اگر ہم سبت شروع ہونے سے پہلے پہلے اُسے مصلوب نہ کروا سکے تو کیا ہو گا؟ مُصیبت میں پڑ جائیں گے۔ عوام کو سوچنے کا موقع مل جائے گا، اور وہ ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اب موقع ہے کہ گورنر کو گھیر لیا جائے۔ ہم

---

[a] لُوقا 23:13-18

اُس پر واضح کر دیں گے کہ اگر اُس نے ہماری بات نہ مانی تو ہم اُس کا سارا کچّا چٹھا روم میں قیصر کو پہنچا دیں گے۔ یہی چال کامیاب ہو سکتی ہے۔“

اُسی وقت پیلاطس دوبارہ باہر نکلا تاکہ حضرت عیسیٰ کی رہائی کے سلسلے میں یہودیوں سے بات کرے۔ اُس کے پاس بہت اچھی تجویز تھی۔ کہنے لگا، ”یہودیو! سُنو۔ دستور ہے کہ عید پر مَیں تمہاری مرضی کے مطابق ایک قیدی چھوڑ دوں۔ کس کو چُھڑانا چاہتے ہو، عیسیٰ کو یا برابا کو؟“

خاموشی چھا گئی۔ لوگ سوچنے لگے۔ لیکن جلد ہی پیلاطس کی حضرت عیسیٰ کو بچانے کی اُمید پر اوس پڑ گئی۔ اُس نے دیکھا کہ یہودی سرداروں کے گُماشتے ہجوم میں پھر کر اُنہیں اُکسا رہے ہیں۔ ”اگر تمہیں قوم کی تھوڑی سی بھی غیرت ہے تو برابا کو مانگ لو۔ برابا مُحبِ وطن ہے۔ وہ اسرائیل کے لئے لڑتا رہا ہے اور پھر بھی لڑے گا۔ حضرت عیسیٰ نے تو تمہیں نااُمید کر دیا ہے۔ اپنی ساری تعلیم اور طاقت کے مظاہرے کے باوجود اُس نے ہمیں روم سے چُھڑانے کے لئے ایک

اُنگلی بھی نہیں ہلائی۔ برابا کے لئے نعرے مارو۔ ہاں دوستو۔ ہم براباکو چاہتے ہیں!"

اُن کی کوششوں کا نتیجہ فوراً ظاہر ہوگیا۔ سارا ہجوم ایک آواز ہوکر چِلّانے لگا، "براباکو چھوڑ دے۔ براباکو چھوڑ دے۔"

پیلاطس نے پُکارکر جواب دیا، "کیا تُم چاہتے ہوکہ ایک قاتل کو تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ تو پھر اِس آدمی کا کیاکروں جسے تُم یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہو؟"

ہجوم کی نعرہ بازی خطرناک حد تک بُلند ہوگئی، "اِسے صلیب دیں۔"

پیلاطس کو احساس ہونے لگا کہ بھیڑ دیوانی ہوگئی ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ کیا مانگ رہی ہے۔ اُس نے پھر بلند آواز سے پُکارا، "حضرت عیسیٰ بے گُناہ ہے۔ اُس نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔"

جوابی نعرہ اُبھرا، "براباکو چھوڑ دیں۔ ہمیں حضرت عیسیٰ نہیں چاہیئے! اِسے صلیب دیں! صلیب دیں!" اب پیلاطس مجبور ہوگیا۔ اُنہوں نے اُنہیں مطمئن کرنے کے لئے براباکی رہائی کا حُکم دے دیا۔

اُدھر حضرت عیسیٰ کو کوڑے مارنے کو لے گئے۔ کوڑے میں سیسے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ یہ کوڑا اُن کے بدن پر برسنے لگا۔ کوڑا اپنے زور سے پڑتا کہ گوشت کٹ جاتا اور خون کی دھاریں بہنے لگتیں۔ مظلوم انسان کی پیشانی ٹھنڈے پسینے سے تر ہو رہی تھی۔ دل بڑے دُکھ اور درد کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔ سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا تھا۔ صوبے دار گلَوکُس ذرا آگے بڑھا۔ "یہ آدمی نہ چیختا چِلّاتا ہے، نہ گالیاں دیتا اور نہ دوسرے مجرموں کی طرح چنگھاڑتا اور مارنے والوں پر تھوکتا ہے۔ کیا معاملہ ہے؟ بے ہوش تو نہیں ہو گیا؟" اُس نے کوڑے مارنے والے سپاہی سے پوچھا۔

سپاہی نے سر ہلایا، "نہیں، لیکن اِس کا معاملہ ختم ہی سمجھو۔ ابھی اِسے تیز بُخار ہو جائے گا ... اُنیس بیس۔ صوبے دار صاحب بیس کوڑے ہو گئے۔ بس یا اَور؟"

گلَوکُس نے سر ہلایا۔ اُس قیدی کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ کفرنحوم سے اُس کے دوست صوبے دار پرِسکس نے تو اُسے بتایا تھا کہ اِس عیسیٰ نے اُس کے غلام کو معجزے سے شفا دی تھی۔ اب اِس نے کیا

کیا ہے کہ اِس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا ہے؟ بلکہ سزائے موت دی گئی ہے؟ ایذا سہنے میں بھی وہ دوسرے قیدیوں سے بالکل مختلف ہے۔ گلَوکُس نے کندھے اُچکائے۔ مجھے تو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

قیدی کو لہولُہان دیکھ کر بھی سپاہیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُنہیں تو اُس کا مذاق اُڑا کر لُطف اُٹھانے سے غرض تھی۔ اُنہیں شاہی چوغہ پہنا کر اُن کا تمسخر اُڑانے لگے۔ "لیجئے بادشاہ سلامت! یہ رہا آپ کا لباس! کیا ہوا؟ کیا حضور کے مزاج اچھے نہیں؟ تو ہم بادشاہ سلامت کو خود لباس پہنائے دیتے ہیں۔ کیا حضور سیدھے کھڑے نہیں ہو سکتے؟ آپ تو یہودیوں کے بادشاہ ہیں۔ لاؤ دوستو۔ بادشاہ کے لئے تخت کا انتظام کرو۔ وہ ڈبّا اُٹھا لاؤ۔" ایک سپاہی کانٹے دار شاخوں سے تاج بنا رہا تھا۔ اُس کی اپنی اُنگلیوں سے خون رِس رہا تھا۔ اُس نے کانٹوں کو گالی دی اور تاج قیدی کے سر پر رکھ کر زور سے دبا دیا۔ خون کی دھاریں حضرت عیسیٰ کے چہرے پر بہنے لگیں۔ اُن کا سر درد سے پھٹنے لگا۔ لیکن منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ پھر شاہی عصا کی جگہ ایک سرکنڈا اُن کے ہاتھ

میں تھما دیا گیا۔ سپاہی حضرت عیسیٰ کے سامنے جھکتے اور ٹھٹھا مار کر کہتے، ”اے یہودیوں کے بادشاہ، آداب!“

لیکن حضرت عیسیٰ کو اپنے ایذا دینے والوں پر بھی ترس آ رہا تھا۔ وہ اُن سے اِتنے محبت رکھتے تھے کہ اُن کی خاطر بھی اپنا خون بہانے کو تیار تھے تاکہ وہ بھی شیطان کے پنجے سے آزاد ہو جائیں۔ اُف! حضرت عیسیٰ کتنے کمزور لگ رہے تھے جیسے بالکل طاقت نہ رہی ہو۔

ایک درباری نمودار ہوا، ”صوبے دار صاحب! گورنر کہتے ہیں کہ قیدی کو فوراً حاضر کیا جائے۔“ پیلاطس نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا تو سوچنے لگا کہ شاید یہودیوں کو بھی اِس پر رحم آ جائے۔ اُس نے پُکار کر کہا، ”لو یہ ہے وہ آدمی۔“

داؤد اور اُس کے باپ نے جب حضرت عیسیٰ کی یہ حالت دیکھی تو سکتے میں رہ گئے۔ یوحنّا بن زبدی کا گلا خُشک ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ تو ہمیشہ اِتنے نرم دل تھے۔ اِس کے بدلے اب اُنہیں ایذا دے دے کر موت کے گھاٹ اُتارا جا رہا تھا۔ آج تو انسان حیوان ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ کو دیکھتے ہی عوام چِلّانے لگے، ”اِسے مصلوب کریں، اِسے مصلوب کریں!“

داؤد نے ہاتھوں سے اپنے کان بند کر لئے۔ وہ کہنے لگا، ”ابّا جان، لوگ اپنے آپ میں نہیں۔ شیطان بنے ہوئے ہیں۔ مجھے تو خوف آنے لگا ہے!“

پیلاطس بڑے طیش میں آ کر دہاڑا، ”تم ہی اِسے لے جا کر مصلوب کرو۔ کیونکہ مجھے اِسے مجرم ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں ملی۔“

لیڈروں نے جواب دیا، ”ہمارے پاس شریعت ہے اور اِس شریعت کے مطابق لازم ہے کہ وہ مارا جائے۔ کیونکہ اِس نے اپنے آپ کو اللّٰہ کا فرزند قرار دیا ہے۔“

جب پیلاطس نے یہ بات سُنی تو اَور بھی ڈر گیا۔ وہ پھر اندر گیا اور حضرت عیسیٰ سے پوچھا، ”تم کہاں سے آئے ہو؟“ مگر حضرت عیسیٰ نے اُسے کچھ جواب نہ دیا۔

اب پیلاطس برہم ہو گیا۔ "اچھا، تم میرے ساتھ بات نہیں کرتے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے تمہیں رِہا کرنے اور مصلوب کرنے کا اختیار ہے؟"

حضرت عیسیٰ نے اُسے جواب دیا، "آپ کو مجھ پر اختیار نہ ہوتا اگر وہ آپ کو اوپر سے نہ دیا گیا ہوتا۔ اِس وجہ سے اُس شخص سے زیادہ سنگین گناہ ہوا ہے جس نے مجھے دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔"

پیلاطس نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عموماً قیدی رحم کے لئے فریاد کرتے اور غُلاموں کی طرح عاجزی سے منّتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ شخص اِتنے کوڑے کھانے اور ایذا برداشت کرنے کے بعد بھی اپنے آپ پر پورا پورا قابو رکھتا ہے۔ یہ ہے کون؟ پیلاطس بے چین ہونے لگا۔ اُس نے اُسے چھُڑانے کی آخری کوشش کرنے کا ارادہ کر لیا۔

داؤد نے سخت حیران ہو کر اپنے باپ سے پوچھا، "ابّا۔ پیلاطس اب بھی ہجوم پر قابو پانے کی طاقت رکھتا ہے۔ ابھی 600 سپاہیوں کی پلٹن کو حُکم کرے تو آنکھ جھپکنے میں ساری جگہ خالی کرا لے۔ حضرت عیسیٰ کو ایسی

بدسلوکی سے بچانا اِس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ اِتنا ہچکچا کیوں رہا ہے؟"

افرائیم نے بھاری سی آواز میں جواب دیا، "ایسا جُرأت مندانہ قدم اُٹھانا پیلاطس کے بس کی بات نہیں۔ وہ خوف کا شکار ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہمارے لیڈر اُس کے کرتوت قیصر کو بتائیں۔ اُسے اپنی جان کے لالے پڑے ہیں۔"

پیلاطس نے یہودیوں سے بات کرنے کی کوشش کی تو وہ اُس کے سر ہونے لگے، "اگر آپ اِسے رِہا کریں تو آپ رومی شہنشاہ قیصر کے دوست ثابت نہیں ہوں گے۔ جو بھی بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرے وہ شہنشاہ کی مخالفت کرتا ہے۔" اِس پر پیلاطس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اُس کا کردار کسی جانچ پڑتال کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ اب اُس کو اپنا رُتبہ بچانے کی فکر پڑ گئی۔ وہ یہودیوں کی مخالفت کسی قیمت پر بھی مول لینے کو تیار نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھنا ہو گا۔

بالآخر پیلاطس تختِ عدالت پر بیٹھ گیا۔ اِتنی دیر میں اُس کی بیوی نے اندر سے پیغام بھیجا، "اِس بےقصور آدمی کو ہاتھ نہ لگائیں، کیونکہ مجھے

پچھلی رات اِس کے باعث خواب میں شدید تکلیف ہوئی۔" پیلاطس شش و پنج میں پڑ گیا لیکن جلد ہی سنبھل گیا۔ اُس کو بلوا ہوتا نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے پانی منگوایا اور بڑے ڈرامائی انداز میں ہاتھ دھوئے اور لوگوں کے شور و غُل سے بھی بُلند آواز سے پُکار کر کہا، "اگر اِس آدمی کو قتل کیا جائے تو مَیں بےقصور ہوں، تم ہی اُس کے لئے جواب دہ ٹھہرو۔"

سب لوگوں نے چِلّا کر جواب دیا، "ہم اور ہماری اولاد اُس کے خون کے جواب دہ ہیں۔"[a]

افرائیم جذبات سے مغلوب ہو کر کانپنے لگا۔ کیا یہ انسان ہیں یا حیوان جو ایک بےگُناہ کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں؟ کیا یہ ہمارے لیڈر ہیں جن کا باطن بالکل گل سڑ گیا ہے؟ وہ خوفزدہ ہو گیا۔ پیلاطس جیسا ذہین آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ پانی اُس کے گناہ کو دھو سکتا ہے! افرائیم کی آواز میں کرب تھا۔ وہ پوچھنے لگا، "اگر حضرت عیسیٰ سچ مچ اللہ کے فرزند ہیں تو کیا ہو گا؟" یوحنّا بن زبدی بھی مُٹھیاں بھینچے وہاں کھڑا تھا۔ اُسے لگتا تھا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو۔ دفعتاً وہ پلٹا

---

[a] متّی 27:12، 19، 24-25

اور یوحنّا مرقس کے گھر کی طرف دوڑا۔ وہاں حضرت عیسیٰ کی ماں اور دوسری عورتیں حضرت عیسیٰ کے بارے میں خبر سُننے کے انتظار میں تھیں۔

اِتنے میں حضرت عیسیٰ کو مصلوب کرنے کے لئے صوبے دار کے سپرد کیا گیا۔ وہ اُنہیں عدالت سے باہر صحن میں لائے، صلیب اُن کے کندھوں پر رکھی اور گلگتا کی طرف لے چلے۔ گلگتا وہ جگہ تھی جہاں مجرموں کو صلیب دی جاتی تھی۔

پیلاطس نے حضرت عیسیٰ کو بوجھ کے نیچے لڑکھڑا کر گرتے دیکھا۔ پھر وہ گلی میں اُس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اُن کے ساتھ اکیم اور شیبا بھی تھے۔ اُنہیں بھی موت کی سزا ہوئی تھی۔ گورنر کو اب بھی محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی آنکھیں میرے باطن میں جھانک رہی ہیں۔ وہ مجھ سے سوال کر رہا ہے کہ "پیلاطس، کیا تجھے سچ مچ سچائی کی پروا نہیں؟ کیا تجھے اپنا رُتبہ اِتنا ہی عزیز ہے کہ اُس کی خاطر تُو اِس حد تک گر گیا کہ ایک بے گناہ انسان کی سزائے موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے؟

اِس کا انجام کیا ہو گا ؟ ذرا سوچ۔ زندگی تھوڑی ہے۔ کیا تُو کہہ سکے گا کہ مَیں نے زندگی لائق طور سے گُزاری ہے؟"

رومی گورنر کے پسینے چھوٹنے لگے۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ "سچائی،" وہ کہنے لگا، "سچائی کیا ہے! اے ناصری، کیا سچائی اِتنے قابلِ قدر ہے کہ اِس کی خاطر جان دی جائے!" لگتا تھا کہ اُسے اثبات میں جواب ملا ہے۔ حضرت عیسیٰ سچائی کی راہ پر گامزن تھے۔ وہ اذیت اور دُکھ اُٹھانے کے باوجود آزاد تھے۔ اُن کی روح مغلوب نہیں ہو سکتی تھی۔ اُن کی روح پیلاطس کی طرح غلام نہیں بنائی جا سکتی تھی۔ موت بھی اُن کے کردار کو نہیں جُھکا سکتی نہ اُن کی روح کو داغ دار کر سکتی تھی۔

تصلیب

صبح کے تقریباً نو بج گئے کہ یوحنّا بن زبدی تماشبینوں کے اُس ریلے میں شامل ہو گیا جو مصلوب کرنے کی جگہ کو جا رہے تھے۔ شمعون پطرس کی بیوی نعومی اور اُس کی ماں میرب بھی اُس کے ساتھ تھیں۔ وہ فسح کی عید کے لئے یروشلم آئی ہوئی تھیں۔ یوحنّا بن زبدی نے اُن کو منانے کی کوشش کی تھی کہ یوحنّا مرقس کے گھر میں رہیں، لیکن نعومی اور اُس کی ماں نے ارادہ کر لیا کہ ہم اپنی موجودگی سے حضرت عیسیٰ کا حوصلہ بڑھائیں گی۔ نعومی تو ہل گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اُس کے خدشات صحیح ثابت ہوئے تھے۔ اُدھر وہ اپنے شوہر کے گزشتہ رات کے بُزدلانہ

کردار سے مایوس بھی تھی۔ پہلے اُسے اپنے خاوند کے اِس پہلو کا بالکل علم نہیں تھا۔ آنسو پونچھتے ہوئے وہ یوحنّا سے کہنے لگی، ''پتا نہیں میرا خاوند کہاں ہے۔ اُس کی ذہنی حالت بہت بُری ہو گی۔''

یوحنّا نے اُسے تسلّی دی۔ ''ممکن ہے آج وہ اور دوسرے بکھرے ہوئے شاگرد یوحنّا مرقس کے عزیزوں کے ذریعے ہمارے ساتھ رابطہ قائم کریں۔''

''اللہ شمعون پطرس اور دیگر شاگردوں کی حفاظت کرے،'' میرب نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ ''استاد کی ماں، سلومی، مگدلینی اور یوأنہ پہلے ہی چلی گئی ہیں کہ اُن کے آخری سفر میں اُن کے ساتھ ساتھ رہیں۔ اِس غم ناک وقت میں ہم بھی اُن کے قریب رہیں گے۔''

نعومی بھی رونے لگی، ''امی، مریم کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔ کس طرح وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ایسا درندوں کا سا سلوک برداشت کرے گی!''

یوحنّا نے بے یقینی سے اپنا سر ہلایا۔ ''دیکھو، لوگ کس طرح سے بھاگے جا رہے ہیں کہ کسی اچھی جگہ سے آنے والے واقعات کو دیکھ

سکیں۔ ہم یہیں کھڑے ہو کر اپنے آقا کے یہاں سے گزرنے کا انتظار کریں۔ پھر اُن کے ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے۔" اُس نے زور سے اپنی مُٹھیاں بند کیں۔ کوشش کی کہ اپنے جذبات پر قابو رکھے۔ پھر بھی اُس کی سرد آہ نکل گئی۔

اُنہوں نے دیکھا کہ ایک بڑی بھیڑ جمع ہے۔ ہر شخص ایک سنسنی کا خواہاں ہے۔ سب حضرت عیسیٰ، شیبا اور اکیم کے انتظار میں قطار در قطار کھڑے تھے۔ اُنہوں نے سوچا تھا کہ حضرت عیسیٰ ہی عظیم اور پُرجلال المسیح ہیں جو رومیوں کو ہانک کر نکال دیں گے اور ہمیں ایک رُعب دار قوم بنائیں گے۔ لیکن اُنہوں نے اُنہیں مایوس کیا تھا۔ اب وہ بدلہ لینے کو آئے تھے۔

یوحنّا کے نزدیک کھڑے کسی نے پُکار کر اعلان کیا، "وہ آ رہے ہیں! شیبا اور اکیم بھی اپنی آخری سیر کر رہے ہیں!"

ایک عورت بولی، "زیلوتیسیوں کا سردار برابا اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھا رہا ہے۔ لوگو، جب اُس کو رِہا کیا گیا تو اُس کی شکل دیکھتے! لگتا ہے

اُسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ مَیں ہی وہ خوش قسمت ہوں جسے آج رہائی ملی ہے … لو وہ آ رہے ہیں۔"

نعومی نے خون میں لتھڑے ہوئے تینوں افراد کو دیکھا تو اُس کی چیخ نکل گئی۔ اُس نے سختی سے اپنی ماں کا بازو تھام لیا۔ ہر مجرم کے آگے آگے ایک سپاہی چل رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں کتبہ تھا جس پر مجرم کا جرم لکھا ہوا تھا۔ اِس کا مقصد دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔

لوگ گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے کہ استاد کا کیا جرم ہے۔ اُن کے کتبے پر موٹے موٹے حروف میں لکھا تھا، "حضرت عیسیٰ۔ یہودیوں کا بادشاہ۔" تماشائی تیوریاں چڑھانے لگے۔ کیا پیلاطس ہمارا مذاق اُڑا رہا ہے؟ لیکن اُن کو فُرصت نہ تھی کہ اِس پر آگے سوچتے۔ دونوں زیلوتیس کو آتے دیکھ کر اُن کا جوش و خروش بڑھ گیا۔

ایک تیز آواز بلند ہوئی، "ہمارے قومی بہادر آ رہے ہیں۔"

ایک بزرگ عورت نے جوش سے پُکارا، "یہ لو ایکیم، یہ پھول تمہارے لئے ہیں۔ اِن کو دکھا دو کہ ایک سچا یہودی کس طرح موت کو گلے لگاتا ہے۔"

درد کے باوجود اکیم کی آواز اُبھری، ''شکریہ بہن، لیکن ٹھنڈا پانی مل جاتا تو اِس سے بہتر ہوتا۔''

بھاری بوجھ کے نیچے شیبا کے چہرے پر بل پڑ رہے تھے۔ بڑی کوشش سے وہ مزاحیہ انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہوا، ''ہٹ جاؤ۔ ہم مُعزّز لوگوں کے لئے راستہ چھوڑ دو۔ دوستو، ہمیں مت روکو۔ ہمیں بہت اہم کام سے جانا ہے۔'' شیبا نے ایک ہاتھ ہجوم کی طرف لہرایا، ''اللہ یہودی قوم کو بچائے رکھے۔'' اُس نے نعرہ لگایا، ''یہودی قوم زندہ باد!''

لوگ بھی ہنس ہنس کر اُس کی حوصلہ افزائی کرنے لگے، ''بہت خوب شیبا۔ شاباش۔ ایسے ہی حوصلہ رکھو ... ارے برابا! تُم ہراول کی طرح المسیح کے آگے آگے کیوں بھاگ رہے ہو؟ کیا آج کل زیلوتیس اور المسیح مل کر کام کر رہے ہیں؟''

آخر ہجوم کی پوری توجہ حضرت عیسیٰ پر مرکوز ہو گئی۔ کسی نے پکار کر کہا، ''جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ لوگو! کیا تم ایک لعنتی المسیح چاہتے ہو؟''

لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ وہ نعرے لگانے لگے۔ ''اِسے لے جاؤ۔ اِسے صلیب دو!'' آوازیں خطرناک حد تک بلند ہو گئیں تو سپاہی جلدی

کرنے لگے تاکہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچ جائیں۔ ہجوم حضرت عیسیٰ کا اَور بھی مذاق اُڑانے لگا۔

ایک پست قد آدمی کہنے لگا، "دیکھو لوگو۔ سُنو! عیسیٰ آج ثابت کرسکتا ہے کہ وہ سچ مچ موت سے طاقت ور اور اِس لعنتی صلیب سے زور آور ہے یا نہیں۔"

تماشائی ایک دم شور مچانے لگے، "ہمیں معجزہ دکھا۔ دکھا کوئی معجزہ!"

تینوں ہانپتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ اچانک حضرت عیسیٰ لڑکھڑائے۔ اُنہوں نے بڑی مشکل سے خود کو گرنے سے بچایا۔ ایک رومی نے اُنہیں فوراً ٹھوکا دیا کہ تیز چلے۔ کوڑے اِتنے شدید مارے گئے تھے کہ اُن کا اِس وقت تک زندہ رہ جانا بھی حیرت کی بات تھی۔ سپاہیوں کو جلدی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہجوم کے بے قابو ہو جانے سے پہلے پہلے اِس گھنونے کام سے فارغ ہو جائیں۔ پھر گرمی بھی بہت زیادہ تھی۔

صوبے دار گلُوکُس نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور بولا، "لگتا ہے طوفان آنے والا ہے۔" اُس نے دیکھا کہ بہت سے زائرین ایسے بھی ہیں جو حضرت عیسیٰ کا مذاق نہیں اُڑا رہے بلکہ بڑے مایوس ہیں۔ وہ

سر جھکائے اُن کے پیچھے پیچھے گلگتا کو جا رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو اُنھوں نے بیماریوں سے شفا دی تھی یا بدروحوں سے چھڑایا تھا، جن کی زندگیاں اُنھوں نے بدل ڈالی تھیں۔ اُن کے دل اُن کی تعلیم سے متاثر ہوئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ خدا کا زندہ کلام ہے جو انسان کی روح کو سیر کرتا ہے۔ گو وہ حضرت عیسیٰ کی مصیبت سے ہراساں اور خوفزدہ تھے تو بھی وہ اُنہیں چھوڑ نہیں سکتے تھے۔

سپاہی حضرت عیسیٰ کو قتل گاہ کی طرف ہانکتے رہے۔ لگتا تھا کہ وہ بے بس اور مجبور ہیں۔ کہ اُن کی قسمت اُن کے دُشمنوں کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ اُس کام کو فاتحانہ طور پر پورا کرنے کو تھے جسے کرنے کو اُنہیں بھیجا گیا تھا۔ بہت پہلے وہ کہہ چکے تھے کہ "لازم ہے کہ ابنِ آدم بہت دُکھ اُٹھا کر بزرگوں، راہنما اماموں اور شریعت کے علما سے رد کیا جائے۔ اُسے قتل بھی کیا جائے گا۔"[a] وہ دُنیا کا فدیہ دینے کے لئے تیار تھے۔ اب وہ ذرا نہ ہچکچائے۔ گناہ گار انسان کی

[a] لُوقا 22:9

خاطر اُنھوں نے اپنی عزت، اپنا جلال، اپنا خون، سب کچھ قربان کر دیا۔

لوگوں کے ریلے میں لڑکھڑاتا ہوا نیکدیمس، داؤد اور اُس کے باپ کے قریب آ پہنچا۔ وہ خود کو کوس رہا تھا، "مَیں نے حضرت عیسیٰ کی خاطر کچھ نہیں کیا۔ آخر اُن پر کیوں فتویٰ لگایا گیا؟ اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اُن پر چار بار مُقدمہ چلا اور تین بار بے گناہ ثابت ہوئے۔ نہ صرف یہ بلکہ صدرِ عدالت نے اُنھیں صرف اِس بات پر مجرم ٹھہرایا کہ اُنھوں نے کہا کہ مَیں خدا کا فرزند ہوں۔ لیکن اگر اُن کی بات سچ ہے تو اِس کا کیا انجام ہو گا! مجھے تو یقین ہے کہ ہم اپنے المسیح کو مصلوب کر رہے ہیں! کتنا دہشت ناک خیال!"

داؤد نے سر ہلایا، "صلیب کی سزا تو صرف غلاموں اور بدترین مجرموں کے لئے مخصوص ہے۔ یہ ایسی شرم ناک اور ظالمانہ سزا ہے جس کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

افرائیم نے عورتوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سپاہیوں کے بالکل پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ "وہ حضرت عیسیٰ کی ماں

ہے۔ کوئی اُسے مزید آگے جانے سے روکے۔ اپنے بیٹے کا دُکھ دیکھ کر کہیں وہ زندگی بھر کے لئے ذہنی توازن نہ کھو بیٹھے۔ مَیں حیران ہوں کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خود پر کتنا قابو رکھے ہوئے ہے۔ آہ۔ ماں کی ممتا، اپنا آپ بھول جاتی ہے۔ صرف بیٹے کے بارے میں سوچتی ہے۔ رونے اور آہ و بُکا کرنے سے اُس کے دُکھ میں اضافہ نہیں کرتی۔ کیسی قابلِ تعریف ماں ہے!"

نیکدیمس نے کانپتی آواز میں کہا، "خداوند اُن بہادر عورتوں کو برکت بخشے جو اِس شرم ناک گھڑی میں بھی اُن کے ساتھ ساتھ ہیں۔"

داؤد نے دیکھا کہ لعزر اور اُس کی بہنیں بھی عورتوں کے ساتھ ساتھ آ رہے ہیں۔ لعزر کو دیکھ کر اُسے یاد آیا کہ حضرت عیسیٰ سچ مچ موت سے بھی طاقت ور ہیں۔ اُنھوں نے لعزر کو مُردوں میں سے زندہ کیا تھا تو اب کیوں ایک بے بس انسان کی طرح اپنی موت کی طرف جا رہے ہیں؟

صلیب کا بھاری شہتیر اُٹھائے حضرت عیسیٰ آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہے تھے۔ اُن کی آنکھیں دُور خلا میں ایسے محو تھیں جیسے اب وہ کسی کو دیکھ نہیں رہیں۔ بوجھ کے باعث اُن کا کم زور بدن پسینہ پسینہ ہو رہا

تھا۔ لیکن اُن کا دل پُرسکون تھا۔ وہ اپنے آسمانی باپ کی راہ پر چل رہے تھے، اِس لئے وہ آخر تک بڑھتے ہی گئے۔ کوئی بھی خدا باپ کو حضرت عیسیٰ کی طرح نہیں جانتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ گناہ گار سے کتنی محبت رکھتا ہے اور کہ وہ اُس کے بچنے کا کتنا آرزومند ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی جانتے تھے کہ وہ قدوس خدا ہے جو گناہ کو برداشت نہیں کرسکتا۔ عدل اور رحم کے ملاپ کے لئے ایک راستہ تلاش کرنا ضروری تھا۔ اور یہ کام صلیب پر ہی انجام پا سکتا تھا۔ صلیب پر ہی اللہ کا عدل پورا ہو جائے گا اور ساتھ ساتھ اُس کی محبت انسان کو گلے لگانے کے لئے آزاد ہو جائے گی۔ خدا کا لیلا جو بے گناہ اور بے عیب ہے، وہ تمام گناہ گاروں کے لئے ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح خاندان کا پہلوٹھا فسح کی عید پر لیلے کو ہاتھ لگا کر تصدیق کرتا تھا کہ ”یہ لیلا میری جگہ مرا ہے“ اُسی طرح ہر اُس کو حضرت عیسیٰ کے خون کے وسیلے سے معافی ملے گی جو اُن پر ایمان لا کر اللہ سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔

اب تک تو یہی لگتا تھا کہ حضرت عیسیٰ المسیح کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ وہ بے انصافی اور ظُلم کا شکار ہو گئے۔ نہایت نحیف ہو کر آخر وہ لڑکھڑائے اور گر پڑے۔ ایک سپاہی دہاڑا، ”ابے اُٹھ!“

لیکن ایک اَور رومی نے جھڑکا، ”نظر نہیں آتا کہ اُس کے بس کی بات نہیں۔ اُسے ہوش میں لانے کے لئے پانی کی بالٹی لاؤ۔“

ظاہر تھا کہ صلیب اُٹھانے کے لئے کسی دوسرے کو پکڑنا پڑے گا، کیونکہ قیدی اِس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ اِتنا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ کِسے پکڑیں؟ کوئی رومی تو نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نہایت شرم ناک کام ہے۔

اُسی وقت شمعون کرینی نزدیک آ رہا تھا۔ اُس نے ساری عمر پیسہ پیسہ جوڑا تھا تاکہ یروشلم میں فسح کی عید منا سکے۔ وہ بڑی تمناؤں کے ساتھ آیا تھا۔ افریقہ کے دُور اُفتادہ علاقے میں وہ یروشلم اور بیت المقدّس کے خواب دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ سب کچھ دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اچانک وہ قتل گاہ کی طرف بڑھنے والے ہجوم میں اُلجھ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ جلد سے جلد بچ نکل جانا چاہتا تھا، لیکن بے فائدہ۔ اگلے ہی لمحے صوبے دار اُس پر

رعب جما رہا تھا۔ اُس نے اُس کے نیزے کی چوڑی سی انی کا دباؤ اپنے کندھے پر محسوس کیا۔ شمعون کرینی کے دل میں غُصّہ بھڑک اُٹھا۔

صوبے دار نے گرج کر کہا، ”اوئے! اِدھر آؤ۔ بہت مضبوط اور ہٹے کٹے ہو۔ چلو، یہودیوں کے بادشاہ کی یہ بدبخت صلیب اُٹھاؤ۔ چلو۔ جلدی کرو۔“

دل میں رومیوں کو کوستا ہوا اور بھاری شہتیر کے بوجھ کے باعث دُہرا ہوا شمعون کرینی آگے بڑھنے لگا۔ دِل میں اُس قیدی کے لئے نفرت اُبھرنے لگی جس کا بوجھ اُٹھانا پڑا تھا۔ لیکن صلیب اُٹھانے کی شرم برداشت کرنا سب سے مشکل تھی۔ یہ ٹھٹھوں اور مذاق کرتی ہوئی بھیڑ اُسے زہر لگ رہی تھا۔ کتنی توقعات لے کر وہ اپنے باپ دادا کی سرزمین میں آیا تھا۔ اُس کی ساری اُمیدیں کتنی جلدی خاک میں مل گئیں۔ سچ مچ یہ یہودی اُن افریقیوں سے کسی طرح بہتر نہیں جن کے درمیان وہ زندگی بسر کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُسے اُس قیدی کے بارے میں جاننے کی آرزو ہوئی جس کی صلیب وہ اُٹھائے ہوئے تھا۔ یہ کس قِسم کا انسان ہے؟ بڑی

مشکل سے اُس نے مُڑ کر دیکھا۔ اُس کی آنکھیں سیدھی حضرت عیسیٰ کی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ وہ حیران رہ گیا۔ اُن میں نہ نفرت تھی، نہ حقارت، نہ غُصّہ۔ اُس نے کیا کِیا ہے کہ ایسی موت کی سزا ملی؟ اُس کا جرم عجیب معلوم ہوتا تھا۔ اُس پر یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا الزام تھا!

اب شمعون کرینی نے کان کھڑے کیے۔ یروشلم کی عورتوں کا ایک بڑا گروہ روتا ہوا ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ لگتا تھا کہ قیدی اب اُن کی طرف متوجہ ہے۔ کیونکہ اُن کا آہ و نالہ مدھم ہو کر سسکیوں میں بدل گیا۔ قیدی اُن سے کہنے لگا، "اے یروشلم کی بیٹیو! میرے لئے نہ روؤ بلکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے روؤ۔ کیونکہ جب اُنہوں نے بےقصور اور بے گناہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو قصورواروں کے ساتھ کیا سلوک نہ کریں گے!" کیا یہ اِس طرف اشارہ نہیں تھا کہ یروشلم کی تباہی آ رہی ہے، کہ یہودیوں پر بڑا غضب نازل ہو گا۔

شمعون کرینی بھاری بوجھ تلے ہانپنے لگا۔ اُس کا بدن پسینے سے شرابور ہوا۔ وہ حیران ہونے لگا کہ اِس وقت بھی قیدی اپنے لئے رحم اور ترس کا خواہاں نہیں بلکہ اُسے اُن روتی ہوئی عورتوں کا خیال ہے۔ اُس نے

حضرت عیسیٰ، اُن کے حیرت ناک معجزوں اور اُن کی نئی تعلیم کے بارے میں سُن رکھا تھا۔ لوگوں کو حضرت عیسیٰ کی ذات بالکل بے مثال اور یکتا لگتی تھی۔ شمعون کرینی نے تسلیم کیا کہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔ جن کی وہ خدمت کرتے رہے تھے وہی اُن کو بے عزّت کر رہے اور اُن کے ساتھ شرم ناک سلوک کر رہے تھے۔ لیکن استاد اب بھی محبت کی روح دکھا رہے تھے۔ شمعون کرینی کو المسیح کے بارے میں یسعیاہ نبی کی ایک پیش گوئی یاد آئی، "اُس پر ظلم ہوا، لیکن اُس نے سب کچھ برداشت کیا اور اپنا منہ نہ کھولا، اُس بھیڑ کی طرح جسے ذبح کرنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ جس طرح لیلا بال کترنے والوں کے سامنے خاموش رہتا ہے اُسی طرح اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ اُسے ظلم اور عدالت کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔ اب کون اُس کی نسل کا خیال کرے گا؟ کیونکہ اُس کا زندوں کے ملک سے تعلق کٹ گیا ہے۔ اپنی قوم کے جرم کے سبب سے وہ سزا کا نشانہ بن گیا۔"[a]

---

[a] یسعیاہ 53:7-8

آخر کار وہ گلگتا جا پہنچے، اور شمعون کرینی کو صلیب سے رہائی مل گئی۔ اب وہ آزاد تھا کہ جو چاہے کرے۔ لیکن وہ سحر زدہ ہو کر اِسی ہول ناک جگہ پر کھڑا رہا۔ صلیب نے ایک طرح اُسے حضرت عیسیٰ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اب اُن کے درمیان ایک دلی بندھن قائم ہو گیا تھا۔ وہ اِس عجیب انسان کا انجام دیکھنے کو رُک گیا۔

سپاہی اپنے کام میں لگ گئے۔ ہجوم کے وحشیانہ ٹھٹھوں کے درمیان شیبا کو پکڑ کر کھینچ لیا گیا۔ مجرم کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ اپنی پوری قوّت سے اُس نے سخت دنگا برپا کر دیا۔ ”رومی کُتو! تُم مجھے اِس لکڑی پر لیلے کی طرح کیلوں سے نہیں جوڑو گے۔ تُم پر لعنت!“ اُس نے پاس کھڑے ایک سپاہی کے پیٹ میں زوردار مکّہ جڑ دیا۔

سارے لوگ ہنسنے لگے، ”شاباش! اِن کو دکھا دو کہ غیرت مند یہودی کس چیز کے بنے ہوتے ہیں۔“

رومی اپنے دیوتاؤں کا نام لے کر اُس پر لعنت کرنے لگے۔ بڑی جد و جہد کے ساتھ وہ اُس کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھونکتے ٹھونکتے پسینے میں شرابور ہو گئے۔ آخر صلیب زمین میں کُھدے گڑھے میں کھڑی

کر دی گئی۔ "اخ تھو۔ ایک کا کام تو ختم ہوا۔ دوستو ہوشیار! ابھی وہ اپنا گندہ منہ اِستعمال کرسکتا ہے۔ ہٹ جاؤ۔ وہ ہم پر تھوک رہا ہے!"

جب اکیم کو صلیب پر چڑھانے لگے تو اُس نے بھی خوب گالیاں دیں اور بڑے ہاتھ پیر مارے۔ اُس کے بعد حضرت عیسیٰ کی باری آئی۔ ایک سپاہی نے کہا، "شکر ہے اب ایک ہی رہ گیا ہے۔ کیا اِس نے دوا پی لی ہے؟"

اُس کا ساتھی بولا، "یہ مے اور سرکہ ملا ہوا پینا نہیں چاہتا۔ کہتا ہے کہ مَیں اپنا ہوش قائم رکھنا چاہتا ہوں۔"

اُس کے ساتھی نے جواب دیا، "اِسے پتا نہیں کہ اِس پر کیا بیتنے کو ہے۔"

ایک اور سپاہی پیالہ بھر کر حضرت عیسیٰ کے پاس لے گیا۔ "لو بھئی، پی لو۔ خدمت کرو۔ اِس سے آسانی ہو جائے گی۔ درد کا احساس مر جائے گا۔ لو۔ نہیں؟ چلو ٹھیک ہے۔ اپنی مرضی کرو۔ لیکن مَیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تُم ہی پہلے مجرم ہو جس نے درد کے احساس مارنے

والی دوا پینے سے انکار کیا ہے۔" رومیوں کو یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ بھی جلد ہی گالیاں دینے اور تھوکنے لگیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ کو گرد و غبار میں لِٹا کر کیلوں سے صلیب پر جڑ دیا گیا۔ اُن کی آنکھیں بند تھیں۔ ہتھوڑوں کی ٹھک ٹھک کے درمیان اُنہوں نے منہ کھولا۔ سب اِس انتظار میں تھے کہ کیا کہیں گے۔ کیا گالیاں دیں گے؟ ٹھوکیں گے؟ رحم یا انصاف کے لئے فریاد کریں گے؟ چاروں طرف مکمل خاموشی چھا گئی۔ درد کی شِدّت سے اُن کی آواز رُک رُک کر نکل رہی تھی۔ لیکن قریب کھڑے لوگوں کو صاف سُنائی دینے لگی۔ "اے باپ، ... اِنہیں ... مُعاف کر، ... کیونکہ ... یہ ... جانتے نہیں ... کہ کیا ... کر رہے ہیں۔"[a]

نیکدیمس نے افرائیم سے سرگوشی کی، "سُنا آپ نے؟ اُنہوں نے اپنے دُشمنوں سے محبت کرنے کی تعلیم دی اور اب انتہائی دردناک حالات میں اِس پر عمل کر رہے ہیں۔ اوہ۔ میرا خیال ہے ہم بھی اِس میں شامل ہیں اِس لئے کہ ہمیں بھی مُعافی کی ضرورت ہے۔"

---

[a] لُوقا 37:22

صلیب کو دونوں زیلوتیسیوں کے درمیان کھڑا کر دیا گیا۔ شمعون کرینی کی نگاہیں حضرت عیسیٰ کے چہرے پر جمی تھیں۔ ”کیسی شاہانہ خاموشی ہے،“ اُس نے سوچا۔ ”بالکل اُس خدا کے خادم کی مانند جس کا بیان یسعیاہ نبی نے کیا، ”جس طرح لیلا بال کترنے والوں کے سامنے خاموش رہتا ہے اُسی طرح اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔“[a] اُسے یاد آیا کہ یسعیاہ نبی نے یہ بھی کہا تھا، ”ہم سب بھیڑبکریوں کی طرح آوارہ پھر رہے تھے، ہر ایک نے اپنی راہ اختیار کی۔ لیکن رب نے اُسے ہم سب کے قصور کا نشانہ بنایا۔[b] ... اُسے ہمارے ہی جرائم کے سبب سے چھیدا گیا، ہمارے ہی گناہوں کی خاطر کچلا گیا۔ اُسے سزا ملی تاکہ ہمیں سلامتی حاصل ہو، اور اُسی کے زخموں سے ہمیں شفا ملی۔“[c] لگتا تھا کہ یہ باتیں اِس اجنبی پر بالکل صادق آتی ہیں۔

ایک نامعلوم آدمی اچانک دھکا دے کر اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اُسے بہت غُصّہ آیا۔ یہ کھڑا حضرت عیسیٰ کے چہرے کی طرف یوں

---

[a] یسعیاہ 7:53
[b] یسعیاہ 6:53
[c] یسعیاہ 5:53

کیوں گھور رہا ہے؟ اُس کے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ آنسو بے حجابانہ بہہ رہے تھے۔ اُس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ شمعون کرینی کان لگا کر سُننے لگا۔ اجنبی کہہ رہا تھا، "حضرت عیسیٰ ... حضرت عیسیٰ تُو اِس صلیب پر میری جگہ لٹک رہا ہے۔ تُو مر رہا ہے اور برابا آزاد گھوم رہا ہے۔"

وفات

گرمی بے حال کر رہی تھی۔ رومی کام سے فارغ ہو گئے۔ اُنہیں علم نہیں تھا کہ اب وہ ایسے واقعات کا سامنا کرنے والے ہیں جن کو دُنیا کی کایا پلٹنی تھی۔ وہ وقت گزارنے کے لئے جوا کھیلنے میں لگ گئے۔

ہجوم میں یائیر اور سلما بن رام اور اُس کا بیٹا بھی موجود تھے۔ اُن کے دِل حضرت عیسیٰ پر لگے تھے۔ نائن شہر کی بیوہ زِلفہ اور اُس کا بیٹا آسا بھی حاضر تھے۔ وہ کھلے طور پر رو رہے تھے۔ لیکن سلومی حضرت عیسیٰ کی ماں مریم کے قریب چٹان کی طرح کھڑی تھی۔ وہ بار بار مگدلینی کو تسلّی دیتی رہی۔ نزدیک ہی یوأنہ بھی تھی۔ وہ چپ رہی تھی، "ہم اپنے مالک

کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ اُنھوں نے تو ہمیں نئی اور بھرپور زندگی عطا کی، اور ہم بالکل بے بس ہیں۔ اِس کے بدلے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔"

ارمتیہ کا یوسف بھی داؤد، اُس کے باپ اور نیکدیمس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اُس نے سر ہلایا، "مجھے تو صدرِ عدالت سے گھن آنے لگی ہے۔ امامِ اعظم اور بزرگ حضرت عیسیٰ کی موت کا مذاق اُڑانے اور اُن پر ٹھٹھے مارنے کو آ گئے ہیں۔" قدرے مدھم آواز سے بات جاری رکھتے ہوئے اُس نے کہا، "مَیں تو اِن کا بھونڈا مُنہ بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ صلیب پر لٹکے استاد کے پاس کھڑے کیسے کمینے اور گھنونے لگتے ہیں۔ وہ اپنا انتقام نہیں لیتے۔ ہرگز نہیں۔ وہ اب بھی خاموشی سے سب کچھ سہہ رہے ہیں۔"

تیز تیز آوازیں آنے لگیں، "عیسیٰ ناصری، اپنی قُدرت دکھا! اے معجزے دِکھانے والے! ہمیں بھی معجزہ دکھا! اُس نے اَوروں کو بچایا ہے۔ اگر یہ اللہ کا چنا ہوا اور مسیح ہے تو اپنے آپ کو بچائے۔"

بھیڑ کے ٹھٹھے سُن کر فوجیوں کو بھی مذاق کرنے کا شوق آ گیا۔ وہ حضرت عیسیٰ کو سرکہ پیش کر کے کہنے لگے، "اگر تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے

تو اپنے آپ کو بچا لے۔“[a] اُن کو کیا معلوم کہ حضرت عیسیٰ اپنے آپ کو آسانی سے بچا سکتے لیکن بچانا نہیں چاہتے۔ اُنہیں کیلوں نے نہیں بلکہ اللہ اور انسان کی محبت نے صلیب پر جکڑ رکھا ہے۔ جب تک انسان کی نجات کا کام مکمل نہ ہوا وہ صلیب سے نہیں اُتریں۔ یہاں صلیب پر وہ کھوئی ہوئی دُنیا کے لئے خدا کی بے قیاس محبت کو ظاہر کر رہے تھے۔

پیلاطس نے حضرت عیسیٰ کے سر پر کتبہ لگا کر اُن کا مذاق اُڑایا تھا۔ کیونکہ کتبے پر لکھا تھا، ”عیسیٰ ناصری، یہودیوں کا بادشاہ۔“ یہ دیکھ کر یہودیوں کے راہنما امام ناراض ہوئے۔ اُنہوں نے اعتراض کیا، ”’یہودیوں کا بادشاہ‘ نہ لکھیں بلکہ یہ کہ ’اِس آدمی نے یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا۔‘“

لیکن گورنر نے ہنس کر اُنہیں ٹال دیا۔ اب بدلہ لینے کا موقع تھا۔ اُس نے جواب دیا، ”جو کچھ مَیں نے لکھ دیا سو لکھ دیا۔“[b]

---

[a] لُوقا 23:35-37
[b] یُوحنّا 19:19-22

سپاہی بور ہونے لگے، اگرچہ یہودی لیڈروں کی ناخوشی دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ یہ رومی گورنر کو تنگ کر کے کس طرح امید کر سکتے تھے کہ بچے رہیں گے۔ مجرموں کے کپڑے سپاہیوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ اب وقت گزارنے کے لئے کیا کِیا جائے؟

لیکن بھیڑ حضرت عیسیٰ کا مذاق اُڑاتی جا رہی تھی جو دونوں مجرموں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے۔ اُمت کے لئے مرنے کا یہ طریقہ اللہ کی مرضی تھا۔ ساری عمر وہ گناہ گاروں کے دوست رہے تھے اور اب موت میں بھی اُنہوں نے اُنہیں نہ چھوڑا۔ صلیب پر لٹکے ہوئے تینوں افراد کے جسم بُری طرح تپ رہے تھے۔ مکّھیاں اُنہیں ستائے جا رہی تھیں۔ پیاس کی شدت کسی جہنم سے کم نہ تھی۔ ایسے میں شیبا نے اپنی اذیت کو غُصّے میں بدل کر حضرت عیسیٰ کی طرف منہ پھیرا اور ہانپتے ہوئے طنز کی، "کیا ... تُو ... مسیح ... نہیں ہے؟ ... تو پھر اپنے ... آپ کو ... اور ہمیں بھی بچا لے۔"

لیکن اکیم نے عیسیٰ بادشاہ کی ایک جھلک دیکھی۔ اُسے محسوس ہوا کہ حضرت عیسیٰ پاک بادشاہ کی حیثیت سے فتح کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

وہ شیبا کو جھڑکنے لگا، ”کیا تُو اللہ سے بھی نہیں ڈرتا؟ ... جو سزا ... اُسے دی گئی ہے ... وہ تجھے بھی ملی ہے۔ ... ہماری سزا تو واجبی ہے، ... کیونکہ ہمیں اپنے کاموں ... کا بدلہ مل رہا ہے، ... لیکن اِس نے کوئی ... بُرا کام نہیں کیا۔“ اکیم نے اپنی پھولی ہوئی آنکھیں حضرت عیسیٰ کی طرف اُٹھائیں۔ وہ بخار سے تپ رہی تھیں۔ وہ التجا کرنے لگا،

”جب ... آپ اپنی بادشاہی ... میں آئیں تو ... مجھے یاد کریں۔“

ایک لمحے تک حضرت عیسیٰ اکیم کو دیکھتے رہے۔ اُن کے زخمی اور خون سے لتھڑے ہوئے چہرے پر خوشی کی لہر اُبھری، اور اُنہوں نے گھٹی گھٹی سانسوں کے ساتھ جواب دیا، ”مَیں تجھے ... سچ بتاتا ... ہوں کہ تُو ... آج ہی میرے ... ساتھ فردوس میں ... ہو گا۔“[a]

جھلملاتی دھوپ تھی۔ اُن کے اعضا سوج گئے تھے، اور ہڈیاں چیخ رہی تھیں۔ انگ انگ میں خوفناک ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ سانس رُک رُک کر آ رہی تھی اور ہر آہ پورے بدن میں درد کی لہر دوڑا رہی تھی۔ ایک ایک سانس کھینچنے کے لئے سخت جد و جہد کرنی پڑ رہی تھی۔ اِس کے

---

[a] لُوقا 23:39-43

باوجود اکیم کا دل ایک عجیب اطمینان اور تسلّی سے معمور ہو گیا۔ وہ حضرت عیسیٰ کو بتانا چاہتا تھا کہ مَیں کیسا بدکار ہوں۔ لیکن حضرت عیسیٰ کی آنکھوں نے اُسے سمجھا دیا کہ مَیں تیرا اندر باہر، سب کچھ جانتا ہوں۔ سب کچھ معاف ہو چکا ہے۔ کسی نہ کسی طرح اکیم کی سمجھ میں آ گیا کہ حضرت عیسیٰ میرا بوجھ اُٹھا رہا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی ماں مریم، یوحنّا بن زبدی اور کئی دیگر دوست صلیب کے پاس ہی کھڑے رہے۔ مریم محسوس کر رہی تھی کہ ایک تلوار میرے دل کو چھید رہی ہے۔ اُس کو وہ دن یاد آیا جب بزرگ شمعون نے بیت المقدّس میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں پیش گوئی کی تھی کہ "یہ بچہ مقرر ہوا ہے کہ اسرائیل کے بہت سے لوگ اِس سے ٹھوکر کھا کر گر جائیں، لیکن بہت سے اِس سے اپنے پاؤں پر کھڑے بھی ہو جائیں گے۔ گو یہ اللّٰہ کی طرف سے ایک اشارہ ہے تو بھی اِس کی مخالفت کی جائے گی۔ یوں بہتوں کے دلی خیالات ظاہر ہو جائیں گے۔ اِس سلسلے میں تلوار تیری جان میں سے بھی گزر جائے گی۔"[a] اب مریم نے

---

[a] لُوقا 2:34-35

وہ تلوار محسوس کی جس کا ذکر شمعون نے کیا تھا۔ کیلوں سے چِھدے ہوئے ہاتھ کبھی مجھے پیار کیا کرتے تھے۔ بعد میں اِن ہی ہاتھوں نے کتنے لوگوں کو چھو کر شفا بخشی۔ اور یہ منہ جو اَب خُشک اور سوجا ہوا ہے کبھی مجھے 'ماں' کہا کرتا تھا۔ اُس نے ہزاروں کو خدا کی محبت، وفاداری اور مُعافی کی باتیں سُنائی ہیں۔ جن پاؤں میں اِس وقت میخیں گڑی ہیں، اُنہوں نے میرے ہی گھر میں پہلے قدم اُٹھائے تھے۔ بعد میں اُنہوں نے میلوں میل سفر کر کے اَن گنت لوگوں تک اللّٰہ کی مُعافی کی خوش خبری پہنچائی ہے۔ اب مریم صلیب کے پاس کھڑی تھی۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ "اے خدا! کیوں؟"

اُسے وہ وقت بھی یاد آیا جب جبرائیل فرشتے نے اُسے بتایا تھا، "تُو اُمید سے ہو کر ایک بیٹے کو جنم دے گی۔ تجھے اُس کا نام عیسیٰ (نجات دینے والا) رکھنا ہے۔ وہ عظیم ہو گا اور اللّٰہ تعالیٰ کا فرزند کہلائے گا۔ رب ہمارا خدا اُسے اُس کے باپ داؤد کے تخت پر بٹھائے گا اور وہ ہمیشہ تک اسرائیل پر حکومت کرے گا۔ اُس کی سلطنت کبھی ختم نہ ہو گی۔"[a]

---

[a] لُوقا 1:31-33

اُن کی پیدائش پر فرشتوں نے کچھ چرواہوں کو بھی خوش خبری سُنائی تھی کہ ”آج ہی داؤد کے شہر میں تمہارے لئے نجات دہندہ پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔“[a]

مریم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ وہ بڑی محبت سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔ اِس وقت بھی وہ پُراعتماد لگتے تھے۔ خدا پر اُن کے بھروسے اور یقین میں رتّی بھر فرق نہیں آیا تھا۔ اُنہیں کوئی شُبہ نہیں تھا کہ میرے آسمانی باپ ہی نے میرے لئے موت کا یہ راستہ مُنتخب کیا ہے۔ پھر مریم نے دیکھا کہ میرے بیٹے کی نگاہیں مجھ پر اور یوحنّا پر لگی ہیں۔ مشکل سے سانس لیتے ہوئے وہ بولے، ”اے خاتون، ... دیکھیں ... آپ کا بیٹا ... یہ ہے۔“ پھر اُنہوں نے یوحنّا بن زبدی سے کہا، ”دیکھ، ... تیری ... ماں ... یہ ہے۔“[b]

مریم نے بڑے غور سے اُن کی آنکھوں میں جھانکا۔ ایسی جان کنی میں بھی اُنہیں دوسروں کی فکر تھی۔ آیندہ یہ شاگرد ماں کی نگہداشت

---

[a] لُوقا 11:2

[b] یُوحنّا 27-26:19

کرے گا۔ وہ جلدی سے بولی، ''یوحنّا، کیا ہو رہا ہے؟ تاریکی ... اندھیرا لگ رہا ہے ... مجھے تو حضرت عیسیٰ بھی مشکل سے نظر آ رہے ہیں۔''

یوحنّا نے بزرگ مریم کو بانہوں میں تھام لیا، ''چلو ماں ... مَیں آپ کو گھر لے چلوں۔'' مریم نے اپنے مرتے ہوئے بیٹے پر آخری نگاہ ڈالی۔ اُس کی نگاہ تھوڑی دیر تک وہیں جمی رہی۔ لیکن جب اُس کے جذبات اُس پر غالب ہونے لگے تو اُس نے خود کو سنبھالا اور یوحنّا کے ساتھ اِس دہشت ناک جگہ سے چلی گئی۔

دوپہر کا وقت تھا کہ گلگتا پر ایک خوفناک تاریکی چھا گئی۔ تین گھنٹوں تک یہی عالَم رہا۔ اِس دوران حضرت عیسیٰ خاموش رہے۔ ابلیس اور اُس کی قوتیں پورے زور سے اُن کو دبا رہی تھیں۔ اب اُن کو محسوس ہو رہا تھا کہ دُنیا کا تمام گناہ مجھ پر لاد دیا گیا ہے۔ وہ سارا گناہ جو زمانوں کے شروع سے کیا گیا اور آیندہ کیا جائے گا۔ چونکہ وہ پاک اور بے گناہ تھے اِس لئے یہ ایسا تجربہ تھا جسے کوئی انسان سمجھ نہیں سکتا۔ اُس وقت خدا باپ نے اپنا چہرہ اپنے بیٹے سے پھیر لیا، اور پہلی بار حضرت عیسیٰ نے اپنے آسمانی باپ سے جُدائی کو محسوس کیا۔ جب تین گھنٹوں کے بعد

تاریکی اُٹھ گئی تو حضرت عیسیٰ کی آواز فضا کو چیرتی ہوئی اُبھری، ”اے میرے خدا، ... اے میرے خدا، ... تُو نے مجھے ... کیوں ... ترک کر دیا ہے؟“[a] اگرچہ لگتا تھا کہ باپ نے مجھے چھوڑ دیا ہے تو بھی وہ اُنہیں تھامے رہا۔ اِن تین گھنٹوں کے بعد بھی اللّٰہ اُن کا باپ رہا۔

تب حضرت عیسیٰ کو تسلّی ملی کہ انسان کی نجات کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اُن کی آرزو تھی کہ مَیں بلند آواز سے اپنی فتح کا اعلان کروں۔ لیکن اُن کی حالت بے حد کم زور تھی اور پیاس کی شدّت بے بیان۔ یوحنّا بن زبدی اُسی لمحے گلگتا واپس پہنچا جب حضرت عیسیٰ نے ہانپ کر کہا، ”مجھے ... پیاس ... لگی ... ہے۔“

چند رومیوں نے ایک سپنج کو سرکے میں بھگویا اور زوفے کی شاخ پر رکھ کر اُن کے منہ سے لگایا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ نے وہ سرکہ پیا تو کہا، ”کام مکمل ہو گیا ہے۔“[b] اُن کی آواز اکھڑی ہوئی اور سانس دقّت سے آ رہی تھی تو بھی یہ عجیب فتح کا نعرہ بلند ہوا۔

---

[a] مرقس 34:15
[b] یُوحنّا 30-28:19

بیت المقدّس سے نرسنگوں اور ترُہیوں کی پُرمسرت آوازیں گلگتا تک پہنچنے لگیں۔ بڑی سنجیدگی سے لیلوں کو ذبح کرنے کا کام شروع ہو گیا۔ لیکن اب سے یہ قُربانیاں اللہ کو قبول نہ رہیں۔ پاک کلام فرماتا ہے، "جب مسیح ایک بار سدا کے لئے خیمے کے مُقدّس ترین کمرے میں داخل ہوا تو اُس نے قربانیاں پیش کرنے کے لئے بکروں اور بچھڑوں کا خون استعمال نہ کیا۔ اِس کے بجائے اُس نے اپنا ہی خون پیش کیا اور یوں ہمارے لئے ابدی نجات حاصل کی۔"[a]

جب حضرت عیسیٰ نے پُکارا، "تمام ہوا" تو اُنھوں نے دیدنی اور نادیدنی دونوں دُنیاؤں کے سامنے فتح کا اعلان کیا۔ شیطان اور اُس کی فوجوں کو اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی۔ محبت نے فتح پائی تھی۔

ایک بار پھر حضرت عیسیٰ کی آواز سُنائی دی، "اے باپ، مَیں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔"[b] یہ کہہ کر اُنھوں نے دم چھوڑ دیا۔

---

[a] عبرانیوں 12:9

[b] لُوقا 46:23

حضرت عیسیٰ کے فتح کے نعرے کے ساتھ ہی زلزلے کی مہیب آواز گونجی، چٹانیں تڑک گئیں اور قبریں کُھل گئیں۔ اِس عظیم نظارے نے سب کو دہشت زدہ کر دیا، یہاں تک کہ صوبے دار گَلُوکُس اور اُس کے ساتھیوں نے بھی محسوس کیا کہ یہ حضرت عیسیٰ ہی کے سبب ہوا ہے۔ کوئی کبھی اِس طرح نہیں مرا تھا۔ اُنہوں نے بھی تسلیم کیا، "یہ سچ مچ اللہ کا فرزند تھا۔"[a]

جب بھیڑ نے یہ ماجرا دیکھا تو اُن کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ وہ ماتم کرتے اور چھاتی پیٹتے ہوئے یروشلم کو لوٹ گئے۔ ہم نے اِس راست باز حضرت عیسیٰ کے ساتھ کیا کِیا! اِس سوال کی تلخی اُن کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ اُن کی دُنیاوی توقعات پر پورے نہیں اُترے تھے مگر ایک راست باز کی موت ضرور مرا تھا بلکہ اللہ نے تاریکی اور زلزلہ بھیج کر اِس بات کی تصدیق کر دی تھی۔

داؤد بھی زار زار رونے لگا۔ بولا، "ابا جان، کیسا انسان تھا!" اور افرائیم نے سر ہلایا۔ اُسے اپنی آواز پر اعتماد نہیں تھا۔ وہ جذبات کی

---

[a] متّی 54:27

شدّت سے کانپ رہا تھا۔ بدی اور نفرت کسی طرح بھی حضرت عیسیٰ پر غلبہ نہیں پا سکی تھی۔ وہ سراپا محبت رہے تھے۔

نیکُدیمُس اور ارمتیہ کے یوسف کا دل بھی کانپ اُٹھا تھا۔ نیکُدیمُس بولا، ”سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن ہم اب بھی حضرت عیسیٰ کے لئے کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ آؤ اُن کے کفن دفن کا انتظام کریں۔“

یوسف نے سر ہلایا، ”یہاں نزدیک ہی میرا ایک باغ ہے۔ اُس میں نئی قبر کھدی ہوئی ہے۔ اَب حضرت عیسیٰ اُس میں دفن کریں۔“

دونوں معزز آدمی شہر کو روانہ ہوئے۔ اُنہیں جلدی تھی۔ حضرت عیسیٰ کو دفنانے کے لئے پیلاطس سے اجازت ضروری تھا۔ کتانی کپڑا اور مُر اور خوشبو دار مسالوں کا مُرکّب بھی خریدنا تھا۔ یہودی دستور کے مطابق ساڑھے چھے بجے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کفن دفن کا کام ختم کرنا ضروری تھا۔ یوسف نے اعتراف کیا، ”مَیں اپنے ساتھیوں کے سامنے اقرار کرنے سے ڈرتا تھا کہ مَیں بھی حضرت عیسیٰ کا حامی بلکہ دوست ہوں۔ لیکن اب مجھے پروا نہیں کہ لوگ کیا کہتے یا سوچتے ہیں۔ آج مالک نے مجھے دلیری اور جرأت کے معنی سِکھا دیئے ہیں۔“

نیکُدیمس نے اُس سے اتفاق کیا، "میرا بھی یہی حال ہے۔" اُس نے پیچھے کو دو صلیبوں کی طرف اشارہ کیا جن پر لٹکے دونوں مجرم ابھی تک موت سے زور آزمائی کر رہے تھے۔ اُن کے درمیان حضرت عیسیٰ کا بدن لٹک رہا تھا۔ گردن نیچے کو چھاتی کی طرف ڈھلک گئی تھی۔ نیکُدیمس یاد کرنے لگا، "ایک رات مَیں اُن سے مِلا تھا۔ آج مجھے اُن کے الفاظ یاد آ رہے ہیں۔ اُس وقت یہ الفاظ ایک مُعمّہ تھے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ آج اُن کی ایک بات سچ ثابت ہوئی۔ اُنہوں نے کہا تھا کہ 'جس طرح موسیٰ نے ریگستان میں سانپ کو لکڑی پر لٹکا کر اونچا کر دیا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم کو بھی اونچے پر چڑھایا جائے۔'[a] اُنہیں پتا تھا کہ وہ صلیب پر جان دیں گے۔ لیکن اِس کی ضرورت کیا تھی؟ آخر کیوں؟"

یوسف نے بڑے دُکھ کے ساتھ کہا، "اب وہ مر چکے ہیں۔ ہمیں اِس سوال کا جواب کبھی نہیں ملے گا۔ وہ تو چلے گئے!"

[a] یُوحنّا 14:3

شہر میں پہنچ کر اُنہیں علم ہوا کہ لوگ ایک عجیب خبر سے ہراساں ہو رہے ہیں۔ جوں ہی حضرت عیسیٰ نے دم دیا تھا بیت المقدس کا موٹا پردہ اُوپر سے لے کر نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ یہ پردہ پاک مقام اور پاک ترین مقام کو ایک دوسرے سے الگ کرتا تھا۔ وہ انسان کی ہتھیلی کے برابر موٹا تھا۔ اُس پردے کے ساتھ ایسا ماجرا کیونکر پیش آ سکتا تھا؟ صرف امامِ اعظم اُس پردے کے اندر جا سکتا تھا، اور وہ بھی سال میں صرف ایک بار کفّارے کے دِن۔ اِس موقعے پر وہ قوم کے گناہوں کے کفّارے کے لئے قربانی کا خون عہد کے صندوق پر چھڑکتا تھا۔ جب گلگتا پر حضرت عیسیٰ کی مرتے وقت کی پُکار گونجی تو ایک امام پاک مقام میں خدمت کا کام کر رہا تھا۔ اُس نے پردہ پھٹنے کی آواز سُنی تو نہایت خوفزدہ ہو گیا۔ اِتنا موٹا پردہ یوں پھٹ گیا جیسے نادیدہ ہاتھوں نے کھینچ کر پھاڑ دیا ہو۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے وہ پردہ دو ٹکڑے ہو گیا اور پاک ترین مقام صاف نظر آنے لگا۔ یہاں صدیوں سے اللہ کی حضوری سکونت کرتی تھی۔ امام گھبرا گیا کہ اب مَیں مر جاؤں گا، کیونکہ مَیں نے پاک ترین مقام کو دیکھ لیا ہے۔ وہ سمجھ نہ

سکا کہ اب سے لے کر اللہ کی حضوری صرف اِسی جگہ تک محدود نہ رہے گی۔ حضرت عیسیٰ نے اپنی موت سے وہ پردہ پھاڑ دیا ہے اور اِس کے ساتھ ہی خدا کی حضوری میں جانے کی تمام رُکاوٹیں دُور کر دیں۔ پردے کے پھٹ جانے سے بہت سے امام سوچ میں پڑ گئے۔ کئی کہنے لگے کہ زلزلہ اِس کا ذمے دار ہے۔ لیکن اگر زلزلہ تھا تو عمارت کو کوئی نقصان کیوں نہیں پہنچا۔

اِدھر سورج غروب ہونے کو تھا۔ شام کے پانچ بج رہے تھے۔ ایک بار پھر نیکُدیمس اور یوسف چند نوکروں کے ہمراہ جلدی سے شہر سے روانہ ہوئے۔ یوسف نے حضرت عیسیٰ کو دفن کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اُنہوں نے تقریباً پچاس کلو خوشبو دار مسالے اور عود خرید لیا تھا۔ وہ لاش کو نہلانے کے لئے برتن اور لپیٹنے کے لئے کتانی کپڑا اور کفن دفن کے لئے دیگر ضروری چیزیں بھی ساتھ لے گئے۔

کچھ لوگ ابھی تک گلگتا پر موجود تھے۔ وہ اُنہیں گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ "ہیں! صدرِ عدالت کے دو معزّز ارکان عیسیٰ کو دفنانے لگے ہیں۔ کیا یہ بھی اُس کے حامی ہیں؟" وہ سرگوشیاں کرنے لگے، "دیکھو۔ ارمتیہ

کا یوسف صوبے دار کو ایک رُقعہ دکھا رہا ہے۔ ضرور پیلاطس کی طرف سے عیسیٰ کی لاش کے بارے میں اجازت نامہ ہے۔"

صوبے دار گلوکُس نے سر کی جُنبش سے اجازت دے دی۔ لیکن حضرت عیسیٰ کی لاش اِن افراد کے حوالے کرنے سے پیشتر اُس نے اُس کی پسلی میں بھالا مارا تو خون اور پانی بہہ نکلا۔

شمعون کرینی ابھی تک گلگتا پر موجود تھا جب یہ مُعزز افراد نوکروں کی مدد سے لاش اُٹھا کر لے گئے۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ کون ہیں تو وہ حیران رہ گیا۔ کیسی عجیب بات ہے! یسعیاہ نبی کی پیش گوئی کے عین مطابق حضرت عیسیٰ کو امیر آدمی کی قبر ملی۔

نیکُدیمس، یوسف اور اُن کے ساتھی اپنے کام میں لگ گئے۔ جلدی کی بہت ضرورت تھی کیونکہ سورج رفتہ رفتہ غروب ہو رہا تھا۔ سبت شروع ہوا چاہتا تھا۔ بڑے غم کے ساتھ وہ خون آلودہ لاش کو نزدیکی باغ کی طرف لے گئے جہاں یوسف کی اپنی قبر تھی۔ مگدلینی اور حضرت عیسیٰ کی ماں مریم بھی اپنے مالک کی لاش کے ساتھ ساتھ جا رہی تھیں۔ اِس چھوٹے سے گروہ نے بالکل خیال نہیں کیا کہ باغ میں بہار کی آمد آمد

ہے اور سینکڑوں غنچے اور پھول کِھلے ہوئے ہیں۔ زندگی سے بھرپور موسم اِس ہول ناک موت سے اور حضرت عیسیٰ کی نحیف لاش سے بالکل میل نہیں کھا رہا تھا۔ بڑی عقیدت سے دونوں آدمیوں نے لاش کو دفنانے کے لئے تیار کیا۔ خون سے جُڑے ہوئے بالوں سے کانٹوں کا تاج اُتارا۔ پھر برتن سے پانی لے کر لاش کو نہلایا۔ پھر خوشبودار مُر اور دوسرے مسالے اور عود لگا لگا کر کتانی کپڑے میں لپیٹا۔ یہ مسالے اور جڑی بوٹیاں لاش کو گلنے سڑنے سے بچانے کے لئے تھیں۔ سر کو ایک الگ کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ بازوؤں کو جسم کے ساتھ رکھ کر اُن پر کَس کے کپڑا لپیٹ دیا گیا۔ آخر اُسے قبر کے اندر لے گئے اور پتھر کے چبوترے پر رکھ دیا۔ یہ قبر ایک چٹان میں کھودی ہوئی تھی۔

آخر میں اُنہوں نے ایک بڑا گول پتھر قبر کے منہ پر رکھ دیا۔ دونوں عورتیں روتے ہوئے سب کچھ دیکھتی رہیں۔ موسمِ بہار کی خوب صورتی اور پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہوئی زندگی اُن کے دلوں پر برچھیاں چلا رہی تھی۔ زندگی اپنے معمول کے مطابق کس طرح جاری رہ سکتی ہے جبکہ زندگی کا نُور بجھ گیا ہے۔ اب عورتوں نے اِرادہ کر لیا کہ ہم بھی جلدی

سے شہر میں جا کر خوشبودار چیزیں اور مسالے خرید لیں تاکہ سبت گزرنے کے بعد لاش کو لگائیں۔

اُس رات جب یہودی فسح کی عید کا لیلا کھا رہے تھے تو بہتوں کا ضمیر اُنہیں ملامت کر رہا تھا۔ ہم نے حضرت عیسیٰ پر کتنا ظلم کیا ہے! لیکن اُس نے آخر تک محبت ہی دکھائی۔

اِس بڑے غم میں افرائیم، روت اور داؤد ایک بڑے سوال پر غور کر رہے تھے کہ "آخر کون سی بات تھی جو حضرت عیسیٰ کو صلیب تک لے آئی؟"

داؤد کہنے لگا، "بے شک ایک وجہ تو لیڈروں کا حسد تھا۔"

اُن کے باپ افرائیم بولا، "بے شک، لیکن ایک اَور وجہ پیلاطس کی بزدلی تھی۔" اُس نے بڑے غم سے کہا، "اور اِس میں ہماری بزدلی بھی شامل ہے۔ میری، نیکُدیمس کی، یوسف کی بزدلی۔ ہم سب بزدل ہیں۔ ہم نے خوف کے مارے اپنے منہ بند رکھے۔"

روت کو بھی دُکھ تھا، "لوگوں کی خود غرضی بھی اُنہیں صلیب تک لے آئی۔ وہ چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہماری دُنیاوی خواہشات پوری کریں۔"

بُزدلی، خود غرضی اور حسد و نفرت کیسے گھنونے نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کی ساری اُمیدیں خاک میں مل گئی تھیں۔ اُن کا آقا مر چکا تھا۔ اِس غم کی حالت میں وہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں گزشتہ واقعات پر افسوس کرتے ہوئے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔

لیکن زیتون پہاڑ کے پیچھے سے چاند اِتنے شان سے نکلا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سارے شہر پر روپہلی چاندنی پھیل گئی۔ شہر سے باہر تین خالی صلیبیں چاندنی کے اِس حُسن و جمال کے مقابلے میں عجیب بے ڈھب منظر پیش کر رہی تھیں۔ لیکن ارمتیہ کے یوسف کے باغ پر انوکھا اطمینان اور چین چھایا ہوا تھا۔ وہاں کی ایک چٹانی قبر میں عیدِ قیامت کا بھید بہار کی پوری قوّت سے پھوٹ نکلنے کا مُنتظر تھا۔

مَوت پر فتح

پنطس پیلاطس اپنی رہائش گاہ کے باغیچے پر نظریں جمائے فرحت بخش ہَوا سے لُطف اندوز ہو رہا تھا۔ کھجوروں کے پتے صبح کے ہلکے ہلکے جھونکوں میں لہرا رہے تھے اور فوّارے دل فریب موسیقی پیدا کر رہے تھے۔ بہار کے موسم کا ایک شان دار دن طلوع ہو رہا تھا۔ پیلاطس کو خوش ہونا چاہیئے تھا، لیکن اُس کا مجرم ضمیر اُس کے دل پر کچوکے لگا رہا تھا۔ شکست کا احساس اُسے بے چین کر رہا تھا۔ وہ رات بھر سو نہیں سکا۔ اُس گلیلی قیدی کے مقابلے میں وہ اپنے آپ کو نہایت بزُدل پاتا تھا۔ بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے وہ سوچتا رہا کہ ناصری کی نیک

زندگی ہی اُس کے زوال کا سبب بنی ہے۔ نیکی، محبت اور سچائی کی زندگی نے اُسے برباد کر دیا ہے۔ اِس دُنیا کی افراتفری میں سے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے راستہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ عیسیٰ ناصری اِس میں کامیاب نہیں ہوا اور اُسے بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ اِس کا کوئی دیوتا اُسے بچانے نہیں آیا۔ پیلاطس نے آہ کھینچی۔ اُسے اپنی بیوی یاد آئی۔ وہ اِس استاد کی موت کے بارے میں بڑی پریشان تھی، کیونکہ وہ اُسے راست باز آدمی سمجھتی تھی۔ اور چونکہ اُس کے خاوند نے موت کے پروانے پر دستخط کئے تھے اِس لئے اُسے ڈر تھی کہ یہودیوں کا خدا بدلہ لے گا۔ آہ۔ پیلاطس کو اپنی بیوی کی پریشانی سے بڑا دُکھ ہوا، کیونکہ وہ اُس کا بہت دلدادہ تھا۔ اُسے یہودی لیڈروں پر سخت غُصّہ آنے لگا۔ اُنہوں نے ہی مجھے اِس شخص سے بے انصافی کرنے پر مجبور کیا، اور مَیں جو رومی گورنر ہوں، کیسا ڈرپوک ثابت ہوا! پہلے اعلان کیا کہ یہ بے گناہ ہے اور پھر اُسے سزائے موت دے دی! یہ سب لوگ میرا کتنا مذاق اُڑاتے ہوں گے کہ مَیں یہودیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کے رہ گیا ہوں۔

اُسی وقت خادم نے اطلاع دی کہ امامِ اعظم اور دیگر لیڈر ملنے آئے ہیں۔ پیلاطس غصّے سے بولا، "پھر آ دھمکے ہیں؟" پھر بھی وہ اُن سے ملنے باہر نکلا۔ اُس نے اُن پر اپنے غُصّے کا کُھلم کُھلا اظہار بھی کر دیا۔

"ہاں کائفا! اب کیا چاہتے ہو؟" اُس نے تندی سے پوچھا۔

امامِ اعظم نے گورنر کے مزاج کو بھانپ کر بڑی تعظیم سے سلام کیا۔ پھر کہنے لگا، "عالی جاہ، اُس دھوکے باز جھوٹے عیسیٰ ..."

پیلاطس نے اُسے ٹوک دیا، "ہم اُس کے بارے میں اَور کچھ نہیں سُننا چاہتے۔ وہ گلیلی مر چکا ہے۔"

امامِ اعظم نے بڑی لجاجت سے پھر کہا، "حضور والا، براہِ کرم ہماری عرض سُن لیجئے۔ ہمیں یاد آیا کہ جب وہ دھوکے باز ابھی زندہ تھا تو اُس نے کہا تھا، 'تین دن کے بعد مَیں جی اُٹھوں گا۔' اِس لئے حکم دیں کہ قبر کو تیسرے دن تک محفوظ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کے شاگرد آ کر اُس کی لاش کو چُرا لے جائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ وہ مُردوں میں

سے جی اُٹھا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ آخری دھوکا پہلے دھوکے سے بھی زیادہ بڑا ہو گا۔“[a]

پیلاطس نے تیوری چڑھائی۔ یہ ناصری پہلے سے بھی زیادہ اِن کے اعصاب پر سوار دکھائی دیتا تھا۔ بہت خوب! اِن کو بھی کچھ دباؤ محسوس کرنا چاہئے۔ لیکن کیا اب سے یہ لوگ ہمیشہ مجھے مجبور کرتے رہیں گے کہ اِن کے اشاروں پر ناچا کروں؟ چلو، اُن سے چھٹکارا کرانے کے لئے اُن کی مان لیتا ہوں۔ اُس نے کہا، ”پہرے داروں کو لے کر قبر کو اِتنا محفوظ کر دو جتنا تم کر سکتے ہو۔“[b]

جلد ہی چند سپاہی اپنے کپتان کے ساتھ شہر کے شمالی دروازے سے نکل کر یوسف کے باغ کو روانہ ہو گئے۔ یہودی لیڈر اپنی اہمیت کی ترنگ میں اُن کے آگے آگے چلنے لگے۔ پہلے تو تینوں ہول ناک صلیبوں نے اُن کا استقبال کیا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر وہ باغ میں پہنچ گئے۔

---

[a] متّی 27:63-64
[b] متّی 27:65

پھاٹک کھنکتے ہوئے کُھل گیا۔ کائفا بہت جھنجھلایا ہوا تھا۔ کہنے لگا، "بھئی، مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یوسف غدّار نکلا۔ اور نیکُدیمس بھی۔ ناقابلِ یقین! صدرِ عدالت کے دو معزز رکن اور حضرت عیسیٰ کے پیروکار! آخر راز کُھل گیا ہے۔"

حنّا بھی افسوس کرنے لگا، "ایسے عالِم اور ذی مرتبہ آدمی! یقین نہیں آتا! یوسف کو اِس گلیلی سے اِتنی کیا محبت تھی کہ اپنی قبر اُسے دے دی! اُس نے اِس شخص کے لئے اپنے جذبات کا یوں علانیہ اظہار کر کے صدرِ عدالت کی کتنی بے عزّتی کی ہے!"

اب وہ قبر پر آ گئے۔ باغ کا امن و سکون درہم برہم ہو گیا۔ سپاہیوں نے قبر کے اردگرد اپنی اپنی جگہ سنبھال لی۔ لیڈروں نے اپنے ہاتھوں سے قبر کے منہ پر پڑے ہوئے پتھر پر مُہریں لگائیں۔ مطمئن ہو کر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے، "اَب ہر چیز محفوظ اور ہمارے قابو میں ہے۔ اَب ہم حضرت عیسیٰ کو ہمیشہ کے لئے بُھلا سکتے ہیں۔"

لیڈر چلے گئے تو سپاہیوں نے یوسف کے باغ میں رات آرام سے گزارنے کے بندوبست شروع کر دیئے۔ ایک ہنسا، ”ایسی اچھی اسامی تو کبھی نصیب نہیں ہوئی کہ مُردے پر پہرا دیا جائے۔“

اُس کے ساتھی نے گرہ لگائی، ”کوئی بامقصد کام ہوتا تو بات بھی تھی۔ مَیں قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ دو دن بعد اِس باغ سے نکلنے پر ہم خوش ہوں گے۔ اُس وقت تک بدبو ناقابلِ برداشت ہو گی۔“ اِس طرح پورا دن فراغت سے گُزر گیا۔ رات ہوئی تو اُنہوں نے ایک مشعل جلا کر زمین میں گاڑ دی۔ ٹھنڈی رات کے لئے اُنہوں نے ایک الاؤ روشن کر لیا۔

پھر کسی کو قبر میں پڑے شخص کی یاد آئی، ”استاد نیک آدمی تھا۔ جس انداز سے اُس نے موت برداشت کی ... صوبے دار گلُوکُس بھی مُتاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔“ ہَوا سے مشعل کی لَو کانپی۔

ایک اَور سپاہی نے پھر یہی موضوع چھیڑ دیا۔ ”اچھا دوست، جس وقت وہ مرا مَیں بھی گلگتا پر موجود تھا۔ کیسی بے وقت تاریکی اور کیسا زبردست زلزلہ! اور یہ سب کچھ صلیب پر مرتے ہوئے اُس ایک انسان کی وجہ سے ہوا۔ بھئی، کیسا دہشت ناک منظر تھا۔ چٹانیں اُڑ رہی تھیں

اور قبریں کُھل گئیں۔ ایسا لگتا تھا کہ قُدرت اُن لوگوں کو ہوش میں لانے پر تُلی ہوئی ہے۔ کس طرح استاد کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے تھے لیکن اُس نے جواب دینے کو ایک بار بھی منہ نہ کھولا۔"

تیسرے محافظ نے اپنے نیزے پر جھکتے ہوئے اپنا خیال پیش کیا، "فرض کرو کہ اُس کا خدا اُسے زندہ کر دے جیسا کہ اُس نے دعویٰ کیا تھا۔ اور فرض کرو کہ قُدرت پھر سے قبر کو کھول دے۔ تو ہمارا کیا حال ہو گا! کیسی مصیبت میں پڑ جائیں گے! ایک بات یقینی ہے۔ اُس کے شاگرد لاش چُرانے کبھی نہیں آئیں گے۔ وہ تو نہ جانے کہاں کہاں چِھپے بیٹھے ہیں!"

آخر اُن کے ایک خاموش طبع ساتھی نے اپنا چوغہ اپنے گرد لپیٹا اور کہنے لگا، "فرض کیا یہ آدمی اللّٰہ کا فرزند ہے۔ پھر تو کوئی قبر اُسے بند نہیں رکھ سکتی۔ نہ رومی نہ یہودی اُسے قبر میں قید رکھ سکتے ہیں۔" اُس نے سر ہلایا، "لیکن ایسا تو یقیناً کبھی نہیں ہو سکتا۔ مُردہ تو مرا ہی رہتا ہے۔"

چاند غروب ہو رہا تھا۔ دُور مُرغ کے بانگ کی آواز سُنائی دی۔ چند آدمی زور زور سے جمائیاں لے رہے تھے۔ وہ خوش تھے کہ ایک اَور دِن نکل

رہا ہے۔ مُردے پر پہرا دیتے ہوئے سپاہی بھی کچھ نہ کچھ خوف محسوس کر رہے تھے، حالانکہ یہ چاندنی رات تھی۔

گفتگو میں بے دلی آ گئی۔ تھکن اپنا رنگ دکھانے لگی۔ کسی نے پھر سے تازگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کہنے لگا، "میرا خیال ہے کہ ... " لیکن دوسروں کو اُس کے خیالات کا علم نہ ہو سکا۔ اچانک زمین ہلنے لگی، اور خداوند کا فرشتہ کوندھتی بجلی کی طرح آسمان سے اُترا۔ محافظ تھرتھر کانپ اُٹھے۔ وہ ڈر کے مارے بھاگنا چاہتے تھے، اُن پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ ایک عضو تک ہلانے سے قاصر تھے۔ کیا ہو رہا ہے؟ یہ فرشتہ کیا کرنے کو ہے؟ ہمیں نقصان تو نہیں پہنچائے گا؟ اُن کی آنکھیں اُس آسمانی ہستی پر جمی رہیں جو بامقصد قدموں سے قبر کی طرف بڑھی اور بڑے آرام سے قبر کے منہ سے پتھر لُڑھکا کر اُس پر بیٹھ گئی۔

آہستہ آہستہ محافظوں کی سمجھ میں آنے لگا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اُٹھے، اپنے حواس جمع کئے اور سر پر پاؤں رکھ کر باغ سے بھاگ نکلے۔ مشعل اور الاؤ وہیں رہ گیا۔ وہ گرتے پڑتے جا رہے تھے کہ ایک مُحافظ ہانپتے ہوئے بولا، "تو یہ بات ہے۔ اُس نے جو کچھ ... جو کچھ کہا تھا سچ نکلا ...

وہ زندہ ہو گیا ہے ... قبر خالی ... خالی ہے۔ مَیں نے دیکھی ہے۔ لیکن ... لیکن کس وقت ... کب ... قبر سے باہر نکلا؟"

پریشان حال سپاہی شہر میں آئے تو سیدھے کائفا کو خبر کرنے چلے گئے۔ اب جب اُن کے حواس دُرست ہو گئے تھے تو اُنہیں ایک نیا خوف دامن گیر ہوا۔ حضرت عیسیٰ کی لاش غائب ہو گئی۔ کہیں اِس کی قیمت ہمیں اپنی جان سے ادا نہ کرنی پڑے!

اِس عرصے میں حضرت عیسیٰ کے شاگرد سچ مچ بند دروازوں کے پیچھے چُھپے بیٹھے تھے۔ شمعون پطرس تو پریشان حالی کا مجسمہ دکھائی دیا۔ وہ دن رات اپنے آپ کو کوستا رہا کہ مَیں نے اپنے خداوند کا انکار کیا ہے۔ وہ اکثر غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا رہتا تھا۔ بلکہ تمام شاگرد مایوس تھے کہ ہم بھی یہوداہ اسکریوتی سے کسی طرح اچھے نہیں۔ ہم سب نے استاد کو آڑے وقت چھوڑ دیا۔ غمگین مزاج توما تو پتا نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا۔ وہ اپنے غم اور دُکھ میں تنہا رہنا چاہتا تھا۔ صرف خواتین شاگرد

مصروف تھیں۔ اُن کا غم بھی بہت گہرا تھا۔ لیکن وہ لاش کو لگانے کے لئے مسالے اور خوش بوئیں تیار کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔

اتوار کی صبح سویرے ابھی اندھیرا ہی تھا کہ مگدلینی، سلومی اور کلیوپاس کی بیوی قبر پر جانے کے لئے تیار ہوئیں۔ اُنہیں فکر تھی کہ قبر کے منہ پر سے بھاری پتھر کون لُڑھکائے گا۔ اُنہوں نے یہ افواہ بھی سُنی تھی کہ قبر پر پہرا لگا ہوا ہے۔ کیا پتا کہ اپنے مالک کی لاش پر مسالے لگا بھی سکیں یا نہ! مگدلینی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، "یہ وحشی انسان حضرت عیسیٰ کو قبر میں بھی آرام سے رہنے نہیں دیتے۔"

سلومی نے دلاسا دیا، "بہنو! اپنے آپ کو سنبھالو۔ ہمارے سامنے ایک بڑا کام ہے۔ جلدی نکل چلیں۔"

تینوں جلدی جلدی باہر نکلیں۔ اِس پھاٹک کو دیکھ کر اُن کے آقا کی کئی یادیں تازہ ہوگئیں۔ وہ لہو لُہان اور اَدھ موئے سے اِسی پھاٹک سے شہر سے نکل گئے تھے۔ مگدلینی تھرتھرا گئی، "مجھے تو یہ صلیبیں زہر دکھائی دیتی ہیں۔"

اُس کے قدم رُک گئے۔ دوسری عورتیں بھی رُک گئیں۔ زمین ہل رہی تھی۔ "ایک اَور زلزلہ،" وہ گھبرا کر بولیں۔ تھوڑی ہی دُور آگے بڑھ کر وہ پھر چونک پڑیں۔ اب دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ اُنہوں نے کان کھڑے کئے۔ جوشیلی سی آوازیں سنائی دیں۔ کچھ سپاہی قبر سے بھاگے آ رہے تھے۔ وہ تیزی سے پاس سے گزرے تو ایک کہہ رہا تھا، "کائفا کبھی نہیں مانے گا۔"

عورتیں باغ کے پھاٹک پر پہنچیں تو دنگ رہ گئیں۔ یہ کیا ہوا تھا؟ سلومی بولی، "شکر ہے کہ سپاہیوں نے ہمیں کچھ نہیں کہا۔ اور دیکھو، پھاٹک کُھلا ہے۔ کوئی محافظ بھی نہیں۔ خداوند کی تعریف ہو!" کیا عجب۔ باغ میں ایک بھی سپاہی نہیں تھا۔ لگتا تھا کہ وہ افراتفری میں بڑی تیزی سے بھاگ گئے تھے۔ مشعل اور الاؤ ابھی تک جل رہے تھے۔

وہ قبر کی طرف چلیں تو مگدلینی جلدی جلدی اُن سے آگے نکل گئی۔ اُس کی بلند چیخ سے سلومی اور کلیوپاس کی بیوی چونک اُٹھیں۔

سلومی سر ہلا ہلا کر کہنے لگی، "مگدلینی کیا کہہ رہی ہے؟ کہ قبر کھُلی ہے؟ بے چاری بہت پریشان ہے۔ اُسے ضرور غلطی لگی ہے۔" یہ بات ختم کرتے ہی مگدلینی نے ایک اَور چیخ ماری۔

مریم کلیوپاس کانپنے لگی، "اب اِس لڑکی نے مجھے ڈرا ہی دیا ہے۔ قبر کے اندر چلی گئی ہے۔ سلومی سُنو! قبر خالی ہے!"

اُنہوں نے مگدلینی کو بڑی تلخی سے روتے سُنا۔ سلومی کو بڑی فکر لگ گئی۔ وہ بولی، "کوئی اُس کی لاش کو چُرا لے گیا ہے! پطرس اور یوحنّا کو بتانا چاہیے۔ خدایا! اِس مگدلینی کو کیا ہو گیا ہے؟ اِس کا دماغ چل تو نہیں گیا؟" اِس سے پیشتر کہ دونوں عورتوں کو پتا چلتا کہ کیا ہوا ہے مگدلینی باغ کے پھاٹک کی طرف لپکی۔

سلومی بھی بے چین ہو گئی تھی۔ لیکن اُس نے پُرسکون آواز میں اپنے آپ کو اور مریم کو تسلّی دی، "آؤ مریم، دیکھیں۔ مگدلینی کو ضرور غلطی لگی ہے۔ وہ تو ہمیشہ اُونچی ہواؤں میں اُڑتی رہتی ہے!" چند ہی لمحوں بعد وہ بھی خالی قبر کے اندر جھانک رہی تھیں۔ سلومی نے آہستہ سے کہا،

"مُردہ چور!" اور مریم کلیوپاس سسکیاں لینے لگی۔ اُس کا رنگ پیلا پڑ گیا اور چہرہ بالکل کھچ گیا۔

وہ ابھی اُلجھن میں وہاں کھڑی تھیں کہ اچانک دو مرد اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے جن کے لباس بجلی کی طرح چمک رہے تھے۔ عورتیں دہشت کھا کر منہ کے بل جھک گئیں، لیکن اُن مردوں نے کہا، "تم کیوں زندہ کو مُردوں میں ڈھونڈ رہی ہو؟ وہ یہاں نہیں ہے، وہ تو جی اُٹھا ہے۔ وہ بات یاد کرو جو اُس نے تم سے اُس وقت کہی جب وہ گلیل میں تھا۔ 'لازم ہے کہ ابنِ آدم کو گناہ گاروں کے حوالے کر دیا جائے، مصلوب کیا جائے اور کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھے۔'"

پھر اُنہیں یہ بات یاد آئی۔ اور قبر سے واپس آ کر اُنہوں نے یہ سب کچھ گیارہ رسولوں اور باقی شاگردوں کو سنا دیا۔ لیکن اُن کو یہ باتیں بےتُکی سی لگ رہی تھیں، اِس لئے اُنہیں یقین نہ آیا۔[a]

تاہم مگدلینی کے کہنے پر پطرس اور یوحنّا قبر پر جانے کو تیار ہو گئے۔ جب وہ مگدلینی کے ساتھ جلدی جلدی چل دیئے تو یوحنّا جو نسبتاً جوان

---

[a] لُوقا 24:4-9، 11

تھا دوڑ کر پہلے قبر پر پہنچا۔ باہر ہی سے اُس نے دیکھ لیا کہ قبر سچ مچ خالی ہے۔ مگر جب شمعون پطرس پہنچا تو وہ سیدھا قبر کے اندر چلا گیا۔ یوحنّا بھی اُس کے پیچھے اندر آ گیا۔ شمعون پطرس نے اُن پٹیوں کی طرف اشارہ کیا جو حضرت عیسیٰ کی لاش پر لپیٹی گئی تھیں اور بولا، ”عجیب مُردہ چور! پٹیاں ترتیب سے ایک طرف پڑی تھیں اور جس رومال سے سر باندھا تھا وہ الگ پڑا تھا۔ وہ بولا، ”یوحنّا، اِس کا کیا مطلب ہے؟“

یوحنّا پر مایوسی چھا گئی تھی، ”یہ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ اُسے لے گئے ہیں۔ لیکن کیوں؟ اور بغیر کفن کے کس لئے؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔“

چند لمحوں کے بعد شمعون پطرس نے بڑے دُکھ سے کہا، ”اِس الزام میں ہم ہی دھر لئے جائیں گے۔ بہتر ہے کہ جس گھر میں رہ رہے ہیں اُس کے دروازے اور بھی مضبوطی سے بند کئے جائیں۔ ممکن ہے حاکم ہماری تلاش شروع کر دیں۔“ شمعون نے اپنی کنپٹیوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اُس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ وہ فریاد کرنے لگا، ”ساری باتیں کیوں اِتنی اُلجھتی جا رہی ہیں۔ ہمیں تو غم میں تسلّی اور دلاسے کی ضرورت ہے۔ اِس کی بجائے اُلجھن پر اُلجھن!“

یوحنّا کہنے لگا، ”مگدلینی اور مریم کلیوپاس کی باتوں کا کیا مطلب! وہ اصرار کرتی ہیں کہ ہم نے قبر پر فرشتوں کو دیکھا، اور اُنہوں نے تمہارے لئے پیغام بھی دیا۔ اُن کے مطابق حضرت عیسیٰ مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ اُن کے سر پر وہم سوار ہوا ہے؟ بولو، شمعون پطرس؟“

”اُن کا دماغ غم کے بوجھ سے ٹھکانے پر نہیں۔“

اُدھر جب امامِ اعظم کو سپاہیوں کا پیغام ملا تو اُسے محسوس ہوا کہ اب حضرت عیسیٰ کو روکے اور دبائے رکھنے کی طاقت میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ قبر خالی رہے گی۔ اب یہ بہانہ نہیں چل سکتا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ اُس نے بزرگوں کا ایک اجلاس طلب کیا کہ جو نئی بات ہوئی ہے اُس کے بارے میں صلاح مشورہ کریں۔ بڑی بحث کے بعد اُنہوں نے ایک خاصی بڑی رقم سپاہیوں کو دی اور کہا، ”تم کو کہنا ہے، ’جب ہم رات کے وقت سو رہے تھے تو اُس کے شاگرد آئے اور اُسے چُرا لے گئے۔‘ اگر یہ خبر گورنر تک پہنچے تو ہم اُسے سمجھا لیں گے۔ تم کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔“ چنانچہ پہرے داروں نے رشوت لے کر وہ کچھ کیا جو

اُنھیں سکھایا گیا تھا۔ اُن کی یہ کہانی یہودیوں کے درمیان بہت پھیلائی گئی اور آج تک اُن میں رائج ہے۔[a]

محافظوں کی شہادت کے باعث کائفا اور بزرگوں کو ایک بار پھر حضرت عیسیٰ کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ اُنھیں ایک اَور موقع دیا گیا کہ اُن کی ذات کے بارے میں سنجیدگی سے سوچیں۔ لیکن وہ اپنی ہٹ پر قائم رہے کہ ناصرت کا بڑھئی کبھی اپنی قوم کو چُھڑانے والا المسیح نہیں ہو سکتا۔

شاگرد تو چلے گئے، لیکن مریم مگدلینی قبر پر ٹھہری رہی۔ وہ زار و قطار روتی رہی۔ روتے روتے جھک کر اُس نے قبر کے اندر جھانکا، تو کیا دیکھتی ہے کہ دو فرشتے سفید لباس پہنے ہوئے وہاں بیٹھے ہیں جہاں پہلے حضرت عیسیٰ کی لاش پڑی تھی، ایک اُن کے سرہانے اور دوسرا وہاں جہاں پہلے اُن کے پاؤں تھے۔ اُنھوں نے مریم سے پوچھا، ”اے خاتون، تُو کیوں رو رہی ہے؟“

---

[a] متّی 28:13-15

اُس نے کہا، "وہ میرے خداوند کو لے گئے ہیں، اور معلوم نہیں کہ اُنہوں نے اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔"

پھر اُس نے پیچھے مُڑ کر حضرت عیسیٰ کو وہاں کھڑے دیکھا، لیکن اُس نے اُنہیں نہ پہچانا۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا، "اے خاتون، تُو کیوں رو رہی ہے، کس کو ڈھونڈ رہی ہے؟"

یہ سوچ کر کہ وہ مالی ہیں اُس نے کہا، "جناب، اگر آپ اُنہیں لے گئے ہیں تو مجھے بتا دیں کہ اُنہیں کہاں رکھ دیا ہے تاکہ اُنہیں لے جاؤں۔"

اب حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، "مریم!"

وہ اُن کی طرف مُڑی اور بول اُٹھی، "ربونی!" (اِس کا مطلب ارامی زبان میں اُستاد ہے)۔

حضرت عیسیٰ نے کہا، "میرے ساتھ چمٹی نہ رہ، کیونکہ ابھی مَیں اوپر، باپ کے پاس نہیں گیا۔ لیکن بھائیوں کے پاس جا اور اُنہیں بتا،

’مَیں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے پاس واپس جا رہا ہوں، اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس۔‘ ‘‘[a]

مریم مگدلینی حیران رہ گئی۔ خداوند سب سے پہلے مجھے ملا ہے۔ مجھے، ایک عاجز اور حقیر عورت کو، جس میں سے سات بدروحیں نکالی گئی ہیں۔ اپنے دوستوں کے پاس واپس جاتے ہوئے اُسے احساس ہوا کہ حضرت عیسیٰ اب بدل گئے ہیں۔ لگتا ہے کہ ہماری دوستی کا ایک باب بند ہو گیا ہے اور ایک اعلیٰ سطح کی رفاقت کا آغاز ہو رہا ہے۔ جس نادیدنی دُنیا میں حضرت عیسیٰ ہیں وہاں کی مُہر اُن پر لگی محسوس ہوتی ہے۔ اُن کا جسم فرق ہے۔ وہ ظاہر بھی ہو سکتے ہیں اور غائب بھی۔

---

[a] یوحنّا 20:11-17

ظہوراتِ المسیح

زائرین اور یروشلم کے باشندوں میں ابھی تک حضرت عیسیٰ کا چرچا ہو رہا تھا— موت کے سامنے اُن کا غیرمعمولی رویّہ، اُن کی ظالمانہ موت اور موت پر عجیب نشانات۔ خالی قبر کی افواہوں نے لوگوں کے تجسُس کو اَور بڑھا دیا۔ بعضوں نے کہا کہ اب حضرت عیسیٰ بیت المقدّس میں آموجود ہو کر اپنی بادشاہی قائم کریں گے۔ اَوروں کا خیال تھا کہ صدرِ عدالت حضرت عیسیٰ کی لاش پیش کر کے تمام افواہوں کا خاتمہ کر دے گی۔ کئی لوگوں کو اُمید تھی کہ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کو فوراً گرفتار کر لیا جائے گا۔ لیکن بے شمار لوگوں کو یقین تھا کہ خالی قبر کا حضرت عیسیٰ

کے شاگردوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو گلی میں اپنی شکل دکھانے سے بھی ڈرتے تھے۔ پھر وہ سپاہیوں کے زیرِنگرانی قبر سے لاش کیسے چُرا سکتے تھے!

داؤد اور اُس کا باپ اِسی خبر کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔ افرائیم کہنے لگا، "میری بات یاد رکھو، اگر حضرت عیسیٰ کی لاش کہیں ہوتی، تو کائفا ضرور پیش کر دیتا۔"

"ابا جان، اِن محافظوں نے جو گواہی دی ہے، اِس سے زیادہ مضحکہ خیز بات مَیں نے کبھی نہیں سُنی۔" داؤد کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اچانک باپ کے سامنے رُک گیا، "کہا جاتا ہے کہ محافظ اپنے فرض کی ادائیگی کے دوران سو رہے تھے! اِتنے میں حضرت عیسیٰ کے شاگردوں نے لاش چُرا لی!" داؤد بڑی طنز سے ہنسا۔ "ابا، اگر کوئی سپاہی اپنے فرض کی ادائیگی سے اِتنی غفلت برتے تو اِس کی قیمت اُسے اپنی جان سے ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن مُحافظوں کو تو کچھ نہیں کہا گیا۔ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔"

”بالکل دُرست۔ اگر اُن محافظوں کی بات میں رتّی بھر سچائی بھی ہوتی تو کائفا پہلا آدمی ہوتا جو اُن کے لئے سزائے موت کا مُطالبہ کرتا۔“

افرائیم نے اپنا سفید سر ہلایا، ”بیٹا، سوئے ہوئے محافظوں کی شہادت کی کیا قدر ہوسکتی ہے؟ اُن کو تو پوری طرح بیدار ہونا چاہئے تھا۔ تب کہیں قبر پر شاگردوں کو پہچاننے کا بیان دے سکتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے چھنگلی تک نہ ہلائی۔ کیسا مذاق ہے!“ اچانک بزرگ کا مزاج دھیما پڑ گیا۔ ”مجھے تو ارمتیہ کے یوسف پر ترس آتا ہے۔ اب پتا لگ گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کا خُفیہ حامی ہے۔ اِس لئے ہمارے لیڈر سارا الزام اُسی کے سر تھوپنے کی کوشش کریں گے، خصوصاً اِس لئے کہ لاش اُسی کے باغ میں تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کہہ دیں کہ اُس نے محافظوں کو رشوت دے کر لاش غائب کرا دی ہے۔“

لوگوں کو تو ایک نیا شوشہ ہاتھ آ گیا تھا۔ لیکن ایسٹر کے اِس پہلے روز اَور بہت کچھ ہونے والا تھا۔

اُس دن کلیوپاس اپنے بیٹے طوبیاہ کے ساتھ یروشلم سے واپس اپنے گاؤں اماؤس کو چل رہا تھا۔ اب اُن کی صرف ایک خواہش تھی کہ پچھلے

دنوں کی ساری غم ناک یادیں یروشلم شہر ہی میں چھوڑ جائیں۔ سات میل کے اِس سفر کے دوران وہ اپنے مالک کی باتیں کرتے گئے۔ حضرت عیسیٰ کے بغیر زندگی بےمعنی لگتا تھا۔ ہر قدم بوجھل لگ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ بات چیت پر افسُردگی طاری تھی۔

کلیوپاس نے پیچھے مُڑ کر یروشلم کی طرف اشارہ کیا، "اچھا ہوا کہ ہم نے گھر جانے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ کے مرنے کے بعد یروشلم تو کاٹنے کو دوڑتا ہے۔" اُس نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔ "طوبیاہ، کیا اللہ کو ایسے نیک نبی کی فکر نہ تھی؟ پھر اُس نے اُنہیں دشمنوں کے ہاتھوں سے بچانے کو کیوں کچھ نہ کیا؟"

"ابا جان! ایسے ہی سوال مجھے بھی پریشان کر رہے ہیں۔ لیکن خاص کر ایک بات مجھے تنگ کرتی رہتی ہے: حضرت عیسیٰ نے پہلے ہی اپنے شاگردوں کو کیوں خبردار کیا کہ مَیں صلیبی موت مروں گا؟ لگتا تھا کہ استاد اِسے اللہ کی طرف سے سمجھتے تھے۔

کچھ دُور سے ایک اجنبی اُن کے پیچھے پیچھے چلتے نظر آیا۔ اب وہ اُن کے پاس آ پہنچا اور ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اُس نے بڑی دل چسپی سے

پوچھا، "یہ کیسی باتیں ہیں جن کے بارے میں تم چلتے چلتے تبادلۂ خیال کر رہے ہو؟"

کلیوپاس اور اُس کا بیٹا غمگین سے کھڑے ہو گئے اور اجنبی کو غور سے دیکھنے لگے۔ آخر میں کلیوپاس نے کہا، "کیا آپ یروشلم میں واحد شخص ہیں جسے معلوم نہیں کہ اِن دنوں میں کیا کچھ ہوا ہے؟"

مسافر نے اَور بھی دل چسپی دکھائی اور پوچھا، "کیا ہوا ہے؟"

طوبیاہ نے جواب دیا، "وہ جو عیسیٰ ناصری کے ساتھ ہوا ہے۔ وہ نبی تھے جنہیں کلام اور کام میں اللہ اور تمام قوم کے سامنے زبردست قوت حاصل تھی۔ لیکن ہمارے راہنما اماموں اور سرداروں نے اُنہیں حکمرانوں کے حوالے کر دیا تاکہ اُنہیں سزائے موت دی جائے، اور اُنہوں نے اُنہیں مصلوب کیا۔"

کلیوپاس بڑے غم سے اجنبی کو دیکھنے لگا، "لیکن ہمیں تو اُمید تھی کہ وہی اسرائیل کو نجات دیں گے۔ اِن واقعات کو تین دن ہو گئے ہیں۔"

اُن دونوں کو اجنبی سے کوئی اُلجھن نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑے دھیان سے اُن کی باتیں سُن رہا تھا۔ اُنہیں احساس ہوا کہ ہم اپنے دل کی

باتیں اُس کو بتا سکتے ہیں۔ کلیوپاس نے اپنی مایوسی کا بیان کیا تو اپنے آپ کو ہلکا محسوس کیا۔ ”جناب! ایک اَور بات بھی ہوئی ہے،“ وہ کہنے لگا۔ ”ہم میں سے کچھ خواتین نے بھی ہمیں حیران کر دیا ہے۔ وہ آج صبح سویرے قبر پر گئیں تو دیکھا کہ لاش وہاں نہیں ہے!“

طوبیاہ بول اُٹھا، ”لیکن جناب، وہ روتی اور ماتم کرتی ہوئی واپس نہ آئیں۔ نہیں، اِس کے برعکس وہ جوش سے بھری ہوئی آئیں اور کہنے لگیں کہ ہم پر فرشتے ظاہر ہوئے جنہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔“

کلیوپاس نے مزید بتایا، ”ہم میں سے کچھ قبر پر گئے اور اُسے ویسا ہی پایا جس طرح اُن عورتوں نے کہا تھا۔ لیکن اُنہیں خود اُنہوں نے نہیں دیکھا۔“

اب اجنبی نے سر ہلایا اور اُن کو بے یقینی کی نظروں سے دیکھا۔ وہ کہنے لگا، ”ارے نادانو! تم کتنے کُند ذہن ہو کہ تمہیں اُن تمام باتوں پر یقین نہیں آیا جو نبیوں نے فرمائی ہیں۔ کیا لازم نہیں تھا کہ مسیح یہ سب کچھ جھیل کر اپنے جلال میں داخل ہو جائے؟“

کلیوپاس اورطوبیاہ غور سے اجنبی کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ وہ جانا پہچانا لگتا تھا۔ اُس کی باتیں اُنہیں کسی ایسے شخص کی یاد دلا رہی تھیں جسے وہ اچھی طرح جانتے ہوں۔ یہ کون ہے؟ کلیوپاس سوچ میں پڑ گیا۔ "جناب، کیا آپ کا سچ مچ مطلب ہے کہ نبیوں نے اُن کی ظالمانہ موت کی پیش گوئیاں کی تھیں ... اور جی اُٹھنے کے بارے میں بھی؟"

اجنبی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ضرور۔ یہ سب کچھ ضروری تھا۔ اللّٰہ نے فرمایا تھا کہ المسیح کے وسیلے سے مَیں تمام انسان کے لئے نجات کی راہ تیار کروں گا۔ وہ وقت یاد کرو جب آدم اور حوّا نے ابلیس کی بات مان کر وہ پھل کھا لیا جس کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا۔"

"جی۔ اللّٰہ نے آدم اور حوّا کو اپنی حضوری یعنی فردوس سے نکال باہر کیا، کیونکہ اُس کی حضوری میں گناہ گار قائم نہیں رہ سکتا۔"

"بالکل صحیح فرمایا۔ لیکن اُنہیں نکالنے سے پہلے خدا نے آدم اور حوّا کی موجودگی میں شیطان سے کہا کہ 'مَیں تیرے اور عورت کے درمیان دشمنی

پیدا کروں گا۔ اُس کی اولاد تیری اولاد کی دشمن ہو گی۔ وہ تیرے سر کو کچل ڈالے گی جبکہ تُو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا۔'"[a]

طوبیاہ بولا، "پاک کلام کی اِس آیت میں انسان کے لئے وعدہ ہے۔ اُس سے پتا چلتا ہے کہ المسیح شیطان کا سر کُچلے گا لیکن ایسا کرنے میں شیطان اُس کی ایڑی پر کاٹے گا۔"

کلیوپاس قدرے گھبرا گیا۔ "کیا یہ پیش گوئی المسیح کی صلیب پر موت کی طرف اشارہ کرتی ہے؟ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا!"

اُن کا ہم سفر مُسکرایا، "لیکن اِس سے یہ تو ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ المسیح بُری طرح زخمی ہو گا۔ دوستو! المسیح کے بارے میں کچھ اَور معلوم کریں۔ توریت میں لکھا ہے کہ المسیح ابراہیم کی نسل سے ہو گا، کیونکہ اللہ نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا کہ 'تیری نسل کے وسیلے سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی۔'[b] یہ بات صرف المسیح کے وسیلے سے پوری ہو سکتی ہے۔"

---

[a] پیدائش 15:3

[b] پیدائش 18:22

طوبیاہ نے سر ہلایا، "المسیح کو یہوداہ کے قبیلے سے آنا ہے جس طرح حضرت یعقوب نے فرمایا: "شاہی عصا یہوداہ سے دُور نہیں ہو گا بلکہ شاہی اختیار اُس وقت تک اُس کی اولاد کے پاس رہے گا جب تک وہ حاکم نہ آئے جس کے تابع قومیں رہیں گی۔"[a]

"بالکل دُرست،" اجنبی نے تائید کی۔ "ذرا اَور تلاش کرو۔ کوئی 700 سال ہوئے یسعیاہ نبی نے رویا میں دیکھا کہ 'اندھیرے میں چلنے والی قوم نے ایک تیز روشنی دیکھی، موت کے سائے میں ڈوبے ہوئے ملک کے باشندوں پر روشنی چمکی۔'"[b] اُس نے باری باری طوبیاہ اور کلیوپاس کی طرف دیکھا اور پھر وضاحت کرنے لگا، "نبی نے اُن لوگوں پر بڑی روشنی چمکتے دیکھی جو تاریکی میں رہتے ہیں۔ لیکن پھر اُس نے دیکھا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا: 'ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا، ہمیں بیٹا بخشا گیا ہے۔ اُس کے کندھوں پر حکومت کا اختیار ٹھہرا رہے گا۔ وہ انوکھا مشیر، قوی خدا، ابدی باپ اور صلح سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا۔'"[c]

---

[a] پیدائش 10:49
[b] یسعیاہ 2:9
[c] یسعیاہ 6:9

طوبیاہ بڑے تجسس سے اجنبی کو دیکھنے لگا۔

اُن کا ساتھی جلدی سے بیان کرتا گیا، "میرا مطلب ہے کہ المسیح یعنی حضرت عیسیٰ سچ مچ 'انوکھے' تھے۔ اُن کی پیدائش انوکھی تھی۔ اُن کی آمد کا اعلان فرشتوں نے کیا۔ یسعیاہ نے یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ وہ کنواری سے پیدا ہوں گے: 'کنواری اُمید سے ہو جائے گی۔ جب بیٹا پیدا ہو گا تو اُس کا نام عمانوایل رکھے گی۔'"[a] اجنبی نے مزید وضاحت کی، "حضرت عیسیٰ اپنی جوانی میں بھی بے حد انوکھے تھے۔ اورسب سے عجیب بات اُن کی کامل بےگُناہی ہے۔"

اجنبی ذرا رُکا تو کلیوپاس نے بڑے شوق سے بات آگے بڑھائی، "یسعیاہ نے دیکھا کہ المسیح کے اَور بھی بڑے بڑے نام ہوں گے کیونکہ وہ بتاتا ہے کہ 'وہ انوکھا مشیر، قوی خدا، ابدی باپ اورصلح سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا۔'"[b]

---

[a] یسعیاہ 14:7

[b] یسعیاہ 6:9

اُس کا ہم سفر مسکرایا، "ہاں۔ جب یسعیاہ نے یہ دیکھا تو اُس پر روشن ہو گیا کہ المسیح میں خدا کا ظہور ہو گا۔ وہ عمانوایل ہو گا جس کا مطلب ہے اللہ ہمارے ساتھ۔" اجنبی نے بھی تجسس کے ساتھ دونوں پر نظر ڈالی، "میرے دوستو! کیا انسان کو عمانوایل کی سخت ضرورت نہیں تاکہ انسان کی خود غرضانہ فطرت کے خلاف اُن کی جنگ میں مدد کرے؟"

کلیوپاس نے آہ بھری۔ "آدم اور حوّا کے گُناہ کے نتیجے میں تمام انسان شیطان کے اختیار میں آ گئے۔ ہم بھی۔"

"مَیں آپ کا مطلب اچھی طرح سمجھتا ہوں،" طوبیاہ نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ "ہماری گُناہ آلودہ فطرت ہمیں ہمیشہ خدا اور اُس کے پاک راستے سے دُور ہٹانے کی کوشش میں رہتی ہے۔ مَیں جو کچھ بھی کرتا ہوں، لگتا ہے کہ اُس کے پیچھے میری خود غرضی ہی ہے۔" اُس نے آہ بھری۔ "بڑی کشمکش اور جد و جہد رہتا ہے۔"

اُن کے ساتھی نے اتفاق کیا، "جی ہاں۔ گناہ کرنے سے انسان کی صورت بگڑ گئی۔ اب وہ اپنے خالق کی شبیہ پر نہ رہا۔ انسان اللہ کے

ساتھ اپنی سکونت بھی کھو بیٹھا۔ المسیح تو اِن دونوں کو بحال کرنے کو تیار تھا۔ لیکن بحالی کی قیمت بہت ہی بھاری تھی۔"

طوبیاہ نے اجنبی کی بات کاٹی، "مَیں جانتا ہوں کہ بغیر خون بہائے گناہ کی معافی نہیں۔ گناہ ایک ہول ناک چیز ہے۔ اِس لئے ہم اِتنے سالوں سے جانور قربان کرتے آ رہے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جانوروں کا خون ہمارے گناہ نہیں دھو سکتا۔ کسی بہتر چیز کی ضرورت ہے۔" اُس نے ذرا تامّل کیا۔ پھر پوچھا، "اگر المسیح کے لئے مقرر تھا کہ وہ اپنے خون سے ہمارے گناہوں کی قیمت ادا کرے تو اُسے ایسی ظالمانہ اور شرم ناک موت مرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

جلدی سے کلیوپاس بھی بولا، "کیا سچ مچ کوئی اَور طریقہ نہیں تھا جس سے اللّٰہ کا عدل پورا ہو سکتا؟"

"بالکل نہیں۔" لمحے بھر کو حیرت افزا خاموشی طاری رہی۔ اِس کے بعد اجنبی نے وضاحت کی، "المسیح کی صلیبی موت کوئی ہنگامی حادثہ نہ تھا۔ دوستو! مُدتوں پہلے نبیوں نے بتایا تھا۔ یسعیاہ نے المسیح کے بارے میں کہا تھا کہ 'اُسے حقیر اور مردود سمجھا جاتا تھا۔ دُکھ اور بیماریاں اُس کی

ساتھی رہیں، اور لوگ یہاں تک اُس کی تحقیر کرتے تھے کہ اُسے دیکھ کر اپنا منہ پھیر لیتے تھے۔ ہم اُس کی کچھ قدر نہیں کرتے تھے۔ لیکن اُس نے ہماری ہی بیماریاں اُٹھا لیں، ہمارا ہی دُکھ بھگت لیا۔ تو بھی ہم سمجھے کہ یہ اُس کی مناسب سزا ہے، کہ اللہ نے خود اُسے مار کر خاک میں ملا دیا ہے۔ لیکن اُسے ہمارے ہی جرائم کے سبب سے چھیدا گیا، ہمارے ہی گناہوں کی خاطر کچلا گیا۔ اُسے سزا ملی تاکہ ہمیں سلامتی حاصل ہو، اور اُسی کے زخموں سے ہمیں شفا ملی۔'[a] یسعیاہ کی نگاہیں مستقبل پر جمی ہوئی ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے قدوس کو لیلے کی طرح ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں۔ ہم پڑھتے ہیں کہ 'اُس پر ظلم ہوا، لیکن اُس نے سب کچھ برداشت کیا اور اپنا منہ نہ کھولا، اُس بھیڑ کی طرح جسے ذبح کرنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ جس طرح لیلا بال کترنے والوں کے سامنے خاموش رہتا ہے اُسی طرح اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔'"[b]

---

[a] یسعیاہ 53:3-5
[b] یسعیاہ 53:7

کلیوپاس رُک گیا، "محترم، المسیح کے بارے میں آپ نے جتنی پیش گوئیاں بیان کی ہیں، اُن میں سے ایک ایک حضرت عیسیٰ میں پوری ہوئی۔ ہم کس طرح اِتنے اندھے ہو گئے اور اُنہیں نہ پہچانا ؟"

طوبیاہ بولا، "اب جب مَیں اِن باتوں پر سوچتا ہوں تو مجھے بھی ایک آیت یاد آتی ہے۔ یسعیاہ نبی پر ظاہر ہوا کہ المسیح بڑی ظالمانہ موت مرنے کو تھا۔ وہ کہتا ہے کہ 'اُس کا زندوں کے ملک سے تعلق کٹ گیا ہے۔'"[a]

اُن کے ساتھی نے اتفاق کیا، "دُرست! دانیال نبی نے بھی المسیح کے بارے میں نبوّت کرتے ہوئے کہا کہ 'اللّٰہ کے مسح کئے گئے بندے کو قتل کیا جائے گا۔'"[b]

وہ پھر آگے بڑھنے لگے۔ اجنبی نے زور دے کر کہا، "المسیح کی موت کی اَور بھی تفاصیل دی گئی ہیں۔ داؤد نے کہا کہ 'میرا دوست بھی میرے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ جس پر مَیں اعتماد کرتا تھا اور جو میری روٹی کھاتا تھا، اُس نے مجھ پر لات اُٹھائی ہے۔'"[c]

---

[a] یسعیاہ 8:53
[b] دانیال 26:9
[c] زبُور 9:41

طوبیاہ بول اُٹھا، "یہ تو یہوداہ اسکریوتی کی تصویر ہے۔ ذرا تصور کریں کہ 900سال پہلے حضرت داؤد پر ظاہر ہوا کہ المسیح کا اپنا ایک شاگرد ہی اُسے دھوکا دے گا۔"

"ہاں۔ یسعیاہ نبی پر یہ بھی ظاہر ہوا کہ المسیح کے کوڑے مارے جائیں گے اور اُس پر تھوکا جائے گا۔ وہ المسیح کے بارے میں کہتا ہے کہ 'مَیں نے مارنے والوں کو اپنی پیٹھ اور بال نوچنے والوں کو اپنے گال پیش کئے۔ مَیں نے اپنا چہرہ اُن کی گالیوں اور تھوک سے نہ چھپایا۔'"[a]

کلیوپاس نے اعتراف کیا، "ہم اِن حوالوں کو جانتے تو تھے لیکن خیال کرتے تھے کہ اِن ہول ناک باتوں کا اطلاق خدا کے ممسوح پر نہیں ہو سکتا۔ تو بھی یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ پر بیتا!"

"ہاں۔ پاک کلام کے مُطابق اِن باتوں کا پورا ہونا ضرور تھا۔ داؤد نبی نے تو اُن کی موت کے انداز کو بھی جان لیا تھا۔ وہ اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ 'وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں۔' داؤد نے رویا میں صاف دیکھا کہ راہ گیر المسیح کو ٹھٹھوں میں اُڑا رہے ہیں۔ وہ

[a]یسعیاہ 6:50

حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہتا ہے، ’وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔‘ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ سپاہی اُس کے کپڑے آپس میں بانٹ رہے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے، ’وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالتے ہیں۔‘‘‘

طوبیاہ نے سر ہلایا، ”مَیں تو حیران ہوں۔ زبور 21:69 میں داؤد کہتا ہے کہ ’مجھے سرکہ پلایا جب پیاسا تھا۔‘ حضرت عیسیٰ کی موت کے بارے میں تو ایک ایک بات کی پیش گوئی کی گئی تھی۔“

اجنبی نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔ ”داؤد کے حساس کانوں نے تو حضرت عیسیٰ کی دُکھ بھری پُکار بھی سُن لی کہ ’اے میرے خدا، اے میرے خدا، تُو نے مجھے کیوں ترک کر دیا ہے؟‘[a] ہاں اُس نے اُن کے مرتے وقت کے الفاظ بھی سُن لئے تھے، ’مَیں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔‘‘‘[b]

---

[a] زبُور 1:22

[b] زبُور 5:31

کلیوپاس قدرے بے دل سا ہو کر کہنے لگا، "اِن ساری پیش گوئیوں میں المسیح کی موت کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ لیکن اِس سے آگے کیا ہو گا وہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت عیسیٰ تو مر گئے ہیں۔" طوبیاہ نے بھی اِس سے اتفاق کیا۔ دونوں کا غم گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

لیکن اُن کے ساتھی نے ذرا تیکھی نظروں سے دیکھ کر اُنہیں جھڑکا۔ "در اصل تُم پاک کلام سے واقف ہی نہیں۔ سُنو۔ نبیوں کی رویا صلیب اور قبر سے کہیں آگے جاتی ہے۔ اُنہوں نے جی اُٹھنے کی پیش گوئی بھی تو کی تھی بلکہ اُن کے آسمان پر جانے اور اُن کی آخری فتح کے بارے میں بھی بتایا ہے۔"

دونوں آدمی پھر پُراُمید نظر آنے لگے۔ اُنہوں نے درخواست کی کہ "مہربانی کر کے ہمیں اِن باتوں کے بارے میں بتایئے۔"

"زبور 10 میں داؤد نبی المسیح کے بارے میں کہتا ہے کہ 'تُو میری جان کو پاتال میں نہیں چھوڑے گا، اور نہ اپنے مُقدّس کو گلنے سڑنے کی نوبت تک پہنچنے دے گا۔ تُو مجھے زندگی کی راہ سے آگاہ کرتا ہے۔ تیرے حضور سے بھرپور خوشیاں، تیرے دہنے ہاتھ سے ابدی مسرتیں حاصل

ہوتی ہیں۔‘‘‘ پھر اُس نے زور دے کر سمجھایا۔ ’’وہ مُقدّس ہستی کبھی گل سڑ نہیں سکتی۔ ضرور تھا کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھیں۔‘‘ اُس نے ذرا تامُل کیا۔ پھر بات جاری رکھی۔ ’’یسعیاہ نبی بھی المسیح کے متعلق کہتا ہے، ’جب وہ اپنی جان کو قصور کی قربانی کے طور پر دے گا تو وہ اپنے فرزندوں کو دیکھے گا، اپنے دنوں میں اضافہ کرے گا۔ ہاں، وہ رب کی مرضی کو پورا کرنے میں کامیاب ہو گا۔ اِتنی تکلیف برداشت کرنے کے بعد اُسے پھل نظر آئے گا، اور وہ سیر ہو جائے گا۔‘[a] اِن آیات سے پتا چلتا ہے کہ بہت سے لوگ المسیح پر ایمان لائیں گے۔ اور اُس کی نسل یعنی اُس کے فرزند بن جائیں گے۔ وہ اُس کی بادشاہی میں شامل ہوں گے۔ لیکن بالآخر المسیح اِس دُنیا کی عدالت کرنے آئے گا۔ وہ مُنصف بھی ہو گا اور بادشاہ بھی۔‘‘

اِس موضوع پر اب کلیوپاس کو بھی کچھ یاد آ گیا۔ وہ کہنے لگا، ’’زکریاہ نبی نے بھی رویا میں دیکھا تھا کہ ’اُس دن اُس کے پاؤں یروشلم کے مشرق میں زیتون کے پہاڑ پر کھڑے ہوں گے۔ ... تب رب میرا خدا

[a] یسعیاہ 53:10-11

آئے گا، اور تمام مُقدّسین اُس کے ساتھ ہوں گے۔ ... رب پوری دنیا کا بادشاہ ہو گا۔‘‘[a]

اجنبی نے اتفاق کیا، ”بہت سے نبیوں نے المسیح کا رویا دیکھا کہ وہ عزت اور جلال کا تاج پہنے، بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔“

یہ آدمی باتوں میں ایسے مگن تھے کہ اُنہیں پتا ہی نہیں چلا کہ کتنا فاصلہ طے کر آئے ہیں۔ جب اماؤس کا گاؤں نظر آنے لگا تو مسافر حیران ہو گئے۔ دُھندلکا پھیل رہا تھا۔ کلیوپاس اور اُس کا بیٹا خوش تھے کہ اپنے گھر پہنچنے والے ہیں۔ اَب اُن کو پہلی بار خیال آیا کہ معلوم نہیں ہمارے ساتھی کو کہاں جانا ہے؟ اُس کے انداز سے لگتا تھا کہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ کلیوپاس نے بڑے تپاک سے دعوت دی، ”جناب بہت دیر ہو چکی ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ٹھہریں تو ہماری عزّت افزائی ہو گی۔“

اجنبی نے دعوت قبول کر لی۔ کلیوپاس اور طوبیاہ کو اُمید تھی کہ شام کا وقت بہت خوش گوار گزرے گا۔ لیکن پہلے اُنہیں رات کا کھانا پکانا تھا۔ باپ بیٹا اچھا سا کھانا تیار کرنے میں لگ گئے۔ آخر تینوں دسترخوان پر

---

[a] زکریاہ 14:4،5،9

بیٹھ گئے۔ اُنھوں نے اپنے ساتھی مُسافر کو میز پر عزّت کی جگہ دی کہ وہ میزبان کے فرائض انجام دے۔ اُس نے روٹی لی۔ اور شکر کر کے توڑی اور اُن کو دی۔

اُسی لمحے طوبیاہ پُکار اُٹھا، "حضرت عیسیٰ!؟ ہمارے آقا!؟ ..."

کلیوپاس کی آنکھیں حیرت سے باہر کو اُبل پڑیں۔ "وہ چلے گئے ... حضرت عیسیٰ غائب ہو گئے ہیں ... دیکھو! ابھی ... ابھی ... تو وہ ... یہاں تھے!"

طوبیاہ کانپنے لگا، "اب وہ چلے گئے ہیں۔" اب تک کلیوپاس سنبھل گیا تھا۔ اُس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ تمام اُداسی جاتی رہی۔ وہ بولا، "حضرت عیسیٰ زندہ ہیں! بیٹا! کیا ہمارے دل جوش سے نہ بھر گئے جب وہ راستے میں ہم سے باتیں کرتے کرتے ہمیں صحیفوں کا مطلب سمجھا رہے تھے؟"[a]

---

[a] لُوقا 32:24

”ابا! ابا! حضرت عیسیٰ مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں۔ چلو جلدی سے واپس یروشلم چلیں اور دوسروں کو بھی بتائیں۔ اب اُن کو ماتم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ جی اُٹھے ہیں۔“

صعودِ آسمانی

یروشلم کی بل کھاتی گلیوں میں سفر کا آخری حصّہ تو جیسے ختم ہونے ہی میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر کلیوپاس اور طوبیاہ اپنے دوستوں کے دروازے کو زور زور سے کھٹکھٹانے لگے۔ یہ لوگ دروازہ کھولنے میں اِتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں! کُنڈیوں کے کھلنے اور اڑبنگوں کے ہٹانے کا شور ہوا اور دروازہ کُھلا۔ کھولنے والے کا چہرہ خوف سے زرد تھا۔ ”کیا کسی خطرے سے بھاگ رہے ہو؟ اِتنی دیر سے آنے کی کیا ضرورت؟“ اب اُس نے اُن کو سامنے سے دیکھا تو چونک پڑا۔ ”تُم دونوں تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہے۔ کیا بات ہے؟“

دونوں جلدی سے اُس کے پاس سے گزر گئے۔ "ابھی سب کچھ بتاتے ہیں۔ لیکن پہلے دوسروں سے بھی مل لیں۔" اماؤس سے آنے والے یہ دونوں آدمی سب کو خوشی کی خبر سُنانے کو تڑپ رہے تھے۔ لیکن اُن کے بولنے سے پہلے ہی وہاں موجود دوستوں نے بتایا کہ "خداوند جی اُٹھا ہے۔ اور شمعون پطرس کو دکھائی دیا ہے۔" پھر کلیوپاس اور طوبیاہ نے جو کچھ راہ میں ہوا تھا بتایا اور یہ بھی کہ اُنہیں کس طرح پہچانا۔

وہ ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ خود حضرت عیسیٰ اچانک اُن کے درمیان آموجود ہوئے۔ باتیں بند ہوگئیں۔ چہرے زرد پڑ گئے۔ اِسی تناؤ بھری خاموشی میں سب کی آنکھیں اُس مانوس مگر اجنبی شخصیت پر جمی تھیں۔ کیا سچ مچ یہ ہمارا پیارا آقا ہے یا کوئی بھوت پریت؟

اُن کے مُلاقاتی نے سر ہلایا اور پوچھا، "تم کیوں پریشان ہو گئے ہو؟ کیا وجہ ہے کہ تمہارے دلوں میں شک اُبھر آیا ہے؟ میرے ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھو کہ مَیں ہی ہوں۔ مجھے ٹٹول کر دیکھو، کیونکہ بھوت کے گوشت اور ہڈیاں نہیں ہوتیں جبکہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرا جسم ہے۔"

خاموشی طاری رہی۔ مُلاقاتی نے ایک ایک پر نظر دوڑائی۔ بعض آنکھوں کی اُداسی جاتی رہی تھی اور اُس کی جگہ اُمید نے لے لی تھی۔

"کیا یہاں تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"ہاں۔ ضرور ہے۔ کیوں نہیں؟" کئی لوگ ایک ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن نتن ایل بولا، "مَیں لاتا ہوں۔" تھوڑی ہی دیر میں وہ بُھنی ہوئی مچھلی کا ایک قتلہ لے آیا۔ "جناب، یہ لیں۔ اُمید ہے پسند فرمائیں گے۔" نتن ایل کنکھیوں سے اپنے مُلاقاتی کی حرکات بھی دیکھ رہا تھا۔ اُس عجیب مُلاقاتی کا انداز بالکل پُرسکون تھا۔ "شکریہ۔ نتن ایل، تُم نہیں بھولے کہ مجھے بُھنی ہوئی مچھلی کتنی پسند ہے۔" بڑے مزے سے وہ کھانے لگے۔ اِس پر سارا تناؤ ختم ہونے لگا۔ اب حضرت عیسیٰ اُن سے مُخاطب ہوئے، "یہی ہے جو مَیں نے تم کو اُس وقت بتایا تھا جب تمہارے ساتھ تھا کہ جو کچھ بھی موسیٰ کی شریعت، نبیوں کے صحیفوں اور زبور کی کتاب میں میرے بارے میں لکھا ہے اُسے پورا ہونا ہے۔ ... کلامِ مُقدّس میں یوں لکھا ہے، مسیح دُکھ اُٹھا کر تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ پھر یروشلم سے شروع کرکے اُس کے نام

میں یہ پیغام تمام قوموں کو سنایا جائے گا کہ وہ توبہ کرکے گناہوں کی معافی پائیں۔ تم اِن باتوں کے گواہ ہو۔ ... تم کو آسمان کی قوت سے ملبّس کیا جائے گا۔ اُس وقت تک شہر سے باہر نہ نکلنا۔“ حضرت عیسیٰ اُن کی آنکھوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ اُن کی بے یقینی غائب ہوگئی تھی۔ اُن کے آقا کو تسلّی ہوئی کہ اَب مَیں اُن کو چھوڑ سکتا ہوں۔ ”تمہاری سلامتی ہو“[a] یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئے۔

ایک دم سب کی زبانیں کُھل گئیں، اور وہ اِن عجیب واقعات پر بات چیت کرنے لگے۔ شمعون پطرس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اُس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اب تک اُسے دلی رنج تھا کہ مَیں نے اپنے مالک اور اُستاد کا انکار کیا تھا۔ اب تک وہ اپنے آپ کو کوستا رہا۔ اگرچہ زندہ ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ اُس پر بھی ظاہر ہوئے تھے لیکن اُن کے درمیان وہ پرانی بات نہیں رہی تھی۔ شمعون پطرس کے اندر کوئی چیز ٹوٹ گئی تھی۔ اُس کی خوداعتمادی پاش پاش ہو چکی تھی۔

---

[a] لُوقا 24:36-49

سب سے زیادہ خوش اور جوشیلا یوحنّا بن زبدی تھا۔ وہ بولا، "دوستو! حضرت عیسیٰ میں سچ مچ زندگی ہے۔ جب وہ ہمارے ساتھ چلتے تھے تو لگتا تھا کہ اللہ کا دَم ہے۔ جب اُنہوں نے صلیب پر اپنے دُشمنوں کو معاف کر دیا تو ظاہر تھا کہ اُن کی محبت کبھی مر نہیں سکتی۔ اور جب اُنہیں قبر میں رکھا گیا تو مجھے لگتا تھا کہ اُن کی محبت قبر کو بھی پھاڑ ڈالے گی۔ ہم جو اُن کے ساتھ رہے ہیں جانتے ہیں کہ وہ کامل انسان تھے۔ انتہائی اذیت کے وقت بھی اُن کی طبیعت میں کوئی فرق نہ آیا۔ تو اِس میں حیرانی کی کیا بات ہے کہ موت اُنہیں اپنے قبضے میں نہ رکھ سکی؟"

متّی نے اُس کے گُھٹنے پر ہاتھ مارا، "یہ بات ہوئی نا، یوحنّا۔ موت اِس لئے قبضے میں نہ رکھ سکی کہ حضرت عیسیٰ بے گناہ اور کامل ہستی ہیں۔"

اب شمعون پطرس بولا، "آج رات اُستاد نے جو بات کہی، کیا تُم لوگ وہ بھی سمجھے؟ ہم دُنیا کی انتہا تک اُن کے گواہ ہوں گے۔ ہمیں ساری دُنیا میں بشارت دینی ہو گی۔ یہ اُستاد کا ہمارے لئے بہت بڑا

منصوبہ ہے۔ ہمارے لئے! ہم جو اِس وقت بند دروازوں کے پیچھے چُھپے بیٹھے ہیں!"

متّی نے اِس بے دل شاگرد کی گردن میں بازو ڈال کر کہا، "شمعون پطرس، بے دل مت ہو۔ اُستاد نے وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے ہمیں قوّت ملے گی۔" متّی کی اِس بات نے اُن سب کو خوشی اور سکون کا احساس دلایا۔ وہ کہنے لگا، "ہمارے خداوند اپنے کم زور شاگردوں کو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم اپنی طاقت سے اِتنا بڑا کام نہیں کر سکتے۔ اِس لئے وہ ہمارے لئے ایک مددگار بھیجیں گے۔"

یعقوب بن زبدی اِس بات سے پریشان تھا کہ مالک نے ہماری بے اعتقادی پر ہمیں جھڑکا ہے۔ اُس نے ٹھنڈی آہ بھری، "ہم یہ بات ماننے میں کتنے سُست ہیں کہ ہمارے خداوند سچ مچ جی اُٹھے ہیں! اُنہیں اپنے جی اُٹھنے کا یقین دلانے کے لئے ہم پر بار بار ظاہر ہونا پڑتا ہے۔" وہ رُکا۔ اُس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ "مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ توما کو خبر نہیں کہ خداوند جی اُٹھے ہیں۔ کاش وہ ہمارے ساتھ یہاں ہوتا۔ اُسے تلاش کر کے یہ عظیم خبر سُنانی چاہئے۔"

اُمید تھی کہ توما اِس خبر سے بہت خوش ہو گا۔ مگر اُنہیں مایوسی ہوئی۔ اُس نے خوش خبری لانے والوں کو بڑی اُداس نگاہوں سے دیکھ کر کہا، "مجھے یقین نہیں آتا۔ پہلے مجھے اُس کے ہاتھوں میں کیلوں کے نشان نظر آئیں اور مَیں اُن میں اپنی اُنگلی ڈالوں، پہلے مَیں اپنے ہاتھ کو اُس کے پہلو کے زخم میں ڈالوں۔ پھر ہی مجھے یقین آئے گا۔"[a]

حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں پر ابھی تک خوف چھایا ہوا تھا۔ وہ اب تک بند دروازوں کے پیچھے چُھپے رہتے تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰ کی راہ میں بند دروازے کوئی رُکاوٹ نہ تھے۔ آٹھ دن بعد وہ اچانک پھر اُن پر ظاہر ہوئے۔ اِس بار توما اُن کے ساتھ تھا۔ اُنہوں نے کہا، "تمہاری سلامتی ہو۔" وہ خوش تھے کہ اِس بار میرے شاگرد مجھے دیکھ کر پُرسکون ہیں۔ لیکن وہ خاص توما کی بے اعتقادی دُور کرنے آئے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا، "اپنی اُنگلی کو میرے ہاتھوں اور اپنے ہاتھ کو میرے پہلو کے زخم میں ڈال اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ ایمان رکھ۔"

---

[a] یُوحنّا 25:20

توما نے نفی میں سر ہلایا۔ اب ایسا کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ کی حضوری اُس پر غالب آ گئی تھی۔ وہ پُکار اُٹھا، ”اے میرے خداوند! اے میرے خدا!“

حضرت عیسیٰ قدرے اُداسی سے بولے، ”کیا تُو اِس لئے ایمان لایا ہے کہ تُو نے مجھے دیکھا ہے؟ مبارک ہیں وہ جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔“[a]

فسح کی عید کی تقریبات آٹھ دن جاری رہتی تھیں۔ اِس کے بعد زائرین یروشلم سے چلے جاتے تھے۔ گیارہ شاگرد بھی گلیل کو واپس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ اُن کو گھر کی یاد ستانے لگی تھی۔ یروشلم میں اُن کا چلنا پھرنا محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ سوائے لوگوں کی شک بھری نظروں سے چھپنے کے وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اور قبر پر فرشتے نے اُنہیں گلیل کو جانے کی ہدایت بھی تو کی تھی۔ گلیل کے ایک مخصوص پہاڑ پر حضرت عیسیٰ اُنہیں اور اپنے دوسرے پیروکاروں کو ملنے کو تھے۔

---

[a] یُوحنّا 20:26-29

اب خداوند سفر میں ظاہری طور سے اُن کے ساتھ نہیں تھے۔ تو بھی سب بہت خوش تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے آقا نادیدنی طور پر ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن ابھی تک اُن میں اِتنی دلیری نہ تھی کہ یہ خوش خبری دوسروں کو بھی سُناتے۔ اپنے آقا کی ظاہری حضوری کے بغیر وہ خوفزدہ سے رہتے تھے۔

جب وہ گلیل واپس پہنچے تو شش و پنج میں پڑے رہے۔ ہماری آیندہ زندگی کیسی ہو گی؟ فی الحال اُن کو اپنے خداوند کے حُکم پر عمل کرنا ناممکن نظر آتا تھا۔ اب تک اُن کو خداوند کا جی اُٹھنا حقیقت سے زیادہ خواب لگ رہا تھا۔ اگر اُنہیں اُمید تھی کہ جہاں سے ہم نے اپنی پُرانی زندگی چھوڑ دی تھی وہیں سے اُسے دوبارہ جاری رکھیں گے تو وہ غلطی پر تھے۔ حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ رہنے کے بعد اب اُنہیں اپنی پرانی زندگی خالی لگتی تھی۔

ایک دن سات شاگرد شمعون پطرس کے گھر پر جمع ہوئے۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد شمعون نے اعلان کیا، ”مَیں مچھلی پکڑنے جا رہا ہوں۔“ دوسروں کو بھی یہ بات پسند آئی۔ وہ یک زبان ہو کر بولے،

"ہم بھی ساتھ جائیں گے۔" اُنھوں نے سوچا کہ شاید اِس طرح ہماری طبیعت بحال ہو جائے۔ کم سے کم یہ ایسا کام تھا جسے وہ اچھی طرح کر سکتے تھے۔ رات بھر جھیل پر تازہ ہَوا میں رہیں گے تو ذہن صاف ہو جائے گا اور اگر بہت سی مچھلیاں ہاتھ آ گئیں تو ہماری خود اعتمادی بھی قدرے بحال ہو جائے گی۔

اِسی روح میں وہ نکل پڑے۔ شمعون پطرس بولا، "آج تو بہت عُمدہ رات ہے۔ اندھیرا ایسا ہے کہ مچھلیوں کو ہماری خبر ہی نہیں ہو گی۔ بہت شکار ہاتھ آئے گا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا اُن کے دل بجھتے گئے۔ کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ کیا ہم اِتنا سادہ سا کام بھی کرنے کے قابل نہیں رہے؟ خاص کر شمعون پطرس تو بہت ہی اُداس ہونے لگا۔ وہ ہمیشہ مضبوط اور پُراعتماد ہوتا تھا۔ وہ کام میں تیز اور مردِ کامیاب ہوتا تھا۔ اُس نے آہ بھری۔ اب وہ اپنی حقیقت سمجھنے لگا تھا۔ اوہ۔ مَیں تو بے کار اور بُزدل انسان ہوں۔ اپنے اُستاد کا بے وفا! مَیں اُن کی مصیبت کی گھڑی میں اُن کے ساتھ نہ جاگ سکا، نہ اُن کا ساتھ دے سکا۔

توما نے بلند آواز سے کہا، "جال تو ابھی تک خالی ہے۔ پو پھٹنے والی ہے۔ کچھ اَور کوشش کریں؟"

شمعون پطرس نے سر ہلایا، "بہتر ہے گھر چلیں۔ بڑی مایوسی ہوئی۔"

اُسی وقت کسی نے ساحل کی طرف دیکھا تو بولا، "وہاں، اُدھر کوئی آدمی کھڑا ہے۔ لگتا ہے پُکار کر ہمیں کچھ کہہ رہا ہے۔ شاید دوسرے کنارے جانے کے لئے سواری چاہتا ہے۔" وہ خاموش رہے۔ اب اُس آدمی کی آواز آئی۔ "بچو، کیا تمہیں کھانے کے لئے کچھ مل گیا؟"

سب نے پُکار کر جواب دیا، "نہیں، کچھ نہیں۔"

مُلاقاتی نے مشورہ دیا، "اپنا جال کشتی کے دائیں ہاتھ ڈالو، پھر تم کو کچھ ملے گا۔"

یوحنّا بن زبدی مُسکرایا۔ اُسے وہ دن یاد آیا جب خداوند نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اُس وقت تو بے شمار مچھلیاں پکڑی تھیں۔ لیکن اُس کا ایک ساتھی بڑبڑانے لگا، "اِسے مچھلی کے شکار کا کیا پتا! رات کے اِتنے بہترین وقت میں ایک فضول سی مچھلی بھی ہاتھ نہ آئی۔ اور اب ہم ... " اُس کے ساتھیوں نے اُس کی بات کاٹی۔ کوشش کرکے دیکھنے میں کیا

ہرج ہے۔ اُنھوں نے جال ڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے جال اِتنا بھاری ہو گیا کہ اُسے کشتی پر کھینچ نہ سکے۔ سب سے پہلے اندریاس کو احساس ہوا۔ وہ پُکار اُٹھا، "دیکھو، ساتھیو! جال اِتنا بھر گیا ہے کہ پھٹنے کو ہے۔ کیا ہو رہا ہے؟ یہ تو معجزہ ہے!"

شاگردوں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن بھرا ہوا جال اُنہیں قائل کر رہا تھا کہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں حقیقت ہے۔ سب نے مل کر جال کو کھینچنے کی کوشش کی۔ توما نے دبی آواز میں کہا، "ساری رات کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور اب اِتنے زیادہ!" شمعون پطرس پسینے میں شرابور تھا۔ اُس نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا، "میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح اِس کا تعلق اُس آدمی سے ہے جو ساحل پر موجود ہے۔ وہ ابھی تک وہیں ہے۔ بھلا کون ہو گا؟"

یوحنّا بھی یہی بات سوچ رہا تھا۔ پھر اچانک بڑی عقیدت سے پُکارا، "یہ تو خداوند ہیں۔"

شمعون پطرس نے ساحل پر کھڑے آدمی کی طرف نظر دوڑائی۔ اُس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "یوحنّا، ٹھیک کہتے ہو۔ ایک ہی شخص ایسے معجزے

کرسکتا ہے اور وہ ہے ہمارے خداوند۔" اُس نے جلدی سے کپڑے پہننے شروع کر دیئے کیونکہ کام کے لئے کپڑے اُتار رکھے تھے۔ دوسروں کو ابھی پتا بھی نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے کہ شمعون پانی میں کود پڑا اور پوری قوّت سے کنارے کی طرف تیرنے لگا۔ وہ تڑپ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ پُرانی رفاقت اور شراکت بحال ہو جائے۔ لیکن ساحل کی طرف بڑھتے ہوئے اُسے خیال آیا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اکیلا کس طرح حضرت عیسیٰ کا سامنا کروں گا؟ پھر یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ کشتی میرے پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ اپنے ساتھیوں کی آوازوں سے اُس نے اندازہ لگایا کہ اُنہوں نے جال کو اُوپر کھینچنے کی کوشش ترک کر دی ہے تاکہ وہ پھٹ نہ جائے۔ وہ اُسے پانی ہی میں کھینچتے ہوئے پطرس کے ساتھ ہی ساحل پر آ پہنچے۔

کنارے پر پہنچ کر اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کے پاس کوئلوں کی آگ اور اُس پر مچھلی اور روٹی رکھی ہوئی دیکھی۔ اُنہوں نے کہا، "اُن مچھلیوں میں سے کچھ لے آؤ جو تم نے ابھی پکڑی ہیں۔" شمعون پطرس سراسر بھیگا ہوا تھا۔ وہ پایاب پانی میں سے جلدی جلدی آگے بڑھا۔ کشتی

پر چڑھا، جال کو کنارے پر کھینچ لے آیا اور جلدی جلدی چند بڑی بڑی مچھلیاں لے کر خداوند کے پاس آیا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ نظریں ملانے سے کتراتا رہا۔ پھر وہ بے ڈھنگے پن سے زمین پر بیٹھ گیا۔ اُس کے ساتھیوں نے جلدی جلدی مچھلیاں گنیں۔ 153 بڑی بڑی مچھلیاں۔ اور بڑی حیرانی کی بات یہ تھی کہ جال پھٹا نہیں! لیکن شمعون پطرس اِن ساری باتوں کے باوجود خوش نظر نہیں آ رہا تھا۔ بُھنی ہوئی مچھلیوں کی خوشبو بہت مزے دار تھی۔ بہت عمدہ ناشتہ تیار ہو رہا تھا۔ لیکن اُسے اچھے ناشتے سے کوئی دل چسپی نہ تھی۔ اُسے اپنا پیٹ سخت محسوس ہونے لگا۔ حلق خُشک ہو گیا۔ خاموشی سے وہ حضرت عیسیٰ کے پاس بیٹھا رہا۔ اُستاد کو اپنے شاگرد کی زبوں حالی کا پتا تھا۔ لیکن اِسے بعد میں دیکھا جائے گا۔ ابھی اِن کو ناشتے کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے سب کو بُلایا، ”آؤ، ناشتہ کر لو۔“

اُن کے کھانا کھاتے ہوئے سورج طلوع ہونے لگا۔ ہر چیز پر سُنہری کرنیں عجب بہار دکھا رہی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی لہریں جگمگاتی ہوئی ساحل کی طرف آتی رہیں۔

سُرخ دہکتے پھول عجب بہار دکھا رہے تھے۔ لگتا تھا کہ قُدرت بھی ایسٹر کی خوشیوں میں شامل ہوگئی ہے۔ جی اُٹھے المسیح کی خوشی شاگردوں کے دلوں میں بھی موج زن تھی۔ کیا اِس سے بھی بڑی کوئی بات ہوسکتی ہے کہ خداوند حضرت عیسیٰ کے ساتھ پھر ملاپ ہو جائے!

لیکن اُن کے درمیان ابھی ایک شخص ایسا تھا جو دوسروں کی اِس خوشی کی لہر میں حصے دار نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہ تھا شمعون پطرس۔ اگرچہ وہ خود اپنے خداوند کو ملنے کے لئے بے تاب ہو کر آگے بڑھا آیا تھا لیکن اُس کی روح شرم سار تھی۔ جو کچھ اُس نے خداوند حضرت عیسیٰ سے کیا تھا، اُس کو وہ نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ جو سارے گروپ کا لیڈر تھا، اُس نے اپنے آقا کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اُس کے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی موٹی سی دیوار آ کھڑی ہوئی تھی۔ لگتا تھا کہ پہلی سی رفاقت کبھی بحال نہیں ہوسکتی۔ نہ بہار کا حسین منظر اور نہ اپنے اُستاد کی موجودگی اُسے خوش کر رہی تھی۔ اُدھر حضرت عیسیٰ کو جو انسانی دلوں کا حال جانتے ہیں، یہ سب کچھ معلوم تھا۔ لیکن شمعون کو شفا دینے کے لئے اُس کے زخم کو دوبارہ کھولنا ضروری تھا، اور یہ بہت دردناک عمل تھا۔

چنانچہ ناشتے کے بعد حضرت عیسیٰ نے شمعون پطرس سے کہا، ”شمعون، کیا تُو اِن کی نسبت مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے؟“ یہ سوال شمعون کو تیر کی طرح لگا۔ خداوند کتنے نرم دل ہیں۔ اُنہوں نے کوئی الزام نہیں لگایا۔ لیکن پھر بھی شمعون نے چُبھن سی محسوس کی۔ کیا وہ یہی نہیں سوچتے ہیں کہ مَیں دوسروں سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ سے محبت رکھتا ہوں؟ صلیبی موت سے پہلے اُس نے کہا تھا کہ ”خواہ یہ سارے آپ کا انکار کریں، مَیں کبھی آپ کا انکار نہیں کروں گا۔“ اب اُس نے عاجزی سے جواب دیا، ”جی خداوند، آپ تو جانتے ہیں کہ مَیں آپ کو پیار کرتا ہوں۔“ حضرت عیسیٰ نے اُس سے کہا، ”پھر میرے لیلوں کو چَرا“ (یعنی میرے پیروکاروں کی نگہبانی کر)۔

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی رہی۔ تمام شاگرد محسوس کر رہے تھے کہ اُن کا ساتھی اِس وقت کیسا دُکھ محسوس کر رہا ہے۔ لیکن زیادہ دیر نہیں گزری، خداوند کی آواز نے پھر سوال پوچھ کر شمعون کو چونکا دیا، ”شمعون یوحنا کے بیٹے، کیا تُو مجھ سے محبت کرتا ہے؟“

شمعون کے ہونٹ ہلے مگر آواز نہ نکلی۔ آخر وہ آہستہ سے بولا، "جی خداوند، آپ تو جانتے ہیں کہ مَیں آپ کو پیار کرتا ہوں۔" وہ کتنا اُداس ہو رہا تھا۔ کس طرح حضرت عیسیٰ کو یقین دلائے کہ میرے دل میں ابھی تک تیری محبت کی آگ روشن ہے!

حضرت عیسیٰ نے کہا، "پھر میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔" سب نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ کی صاف اور تیز نگاہیں اپنے شاگرد کا جائزہ لے رہی ہیں۔ تب اُنہوں نے تیسری بار سوال کیا، "شمعون یوحنا کے بیٹے، کیا تُو مجھے پیار کرتا ہے؟" اب شمعون پطرس بہت ہی غمگین ہوا، "خداوند، آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ مَیں آپ کو پیار کرتا ہوں۔"

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، "میری بھیڑوں کو چَرا۔ مَیں تجھے سچ بتاتا ہوں کہ جب تُو جوان تھا تو تُو خود اپنی کمر باندھ کر جہاں جی چاہتا گھومتا پھرتا تھا۔ لیکن جب تُو بوڑھا ہو گا تو تُو اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھائے گا اور کوئی اَور تیری کمر باندھ کر تجھے لے جائے گا جہاں تیرا دل نہیں کرے گا۔" اُنہوں نے اِن باتوں سے اشارہ کر دیا کہ وہ کس طرح

کی موت سے اللہ کا جلال ظاہر کرے گا۔ پھر بولے، "میرے پیچھے ہو لے۔"[a] شمعون پطرس نے تین بار خداوند کا انکار کیا تھا۔ اب خداوند نے اُسے موقع دیا کہ اپنے ساتھیوں کے سامنے تین بار اپنی محبت کا اقرار کرے۔ اِس طرح اُنہوں نے اُسے اُن کے درمیان عزّت کے مقام پر بحال کر دیا۔

اُس دن سے شمعون پطرس کا دل بے بیان خوشی سے بھر گیا۔ اُس کے ساتھی شاگرد اِس مسرت کو اُس کے چہرے سے چھلکتی، اُس کی باتوں میں کھنکتی اور اُس کی حرکتوں میں جھلکتی دیکھ سکتے تھے۔ اب وہ ایک نیا انسان بن گیا تھا۔ لیکن اُسے اِس بات کی زیادہ خوشی تھی کہ چند ہی دنوں بعد ہم سب اور حضرت عیسیٰ کے بہت سے اَور پیروکار ایک پہاڑ پر اُن سے خصوصی ملاقات کریں گے۔ اُس نے اپنے بھائی اندریاس سے پوچھا، "اِس ملاقات کے وقت اُستاد کیا کچھ بتائیں گے؟"

---

[a] یُوحنّا باب 21

اندریاس نے ذرا غور کر کے جواب دیا، "شاید یہ ظاہر کریں کہ مَیں اِس زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے کب آ رہا ہوں یا شاید روح القُدس کے متعلق کچھ اَور بھی بتائیں۔" وہ صرف اندازہ ہی لگا سکتے تھے کہ کیا ہو گا۔

❧ ❧ ❧ ❧

جس دن شاگرد حضرت عیسیٰ سے پہاڑ پر ملنے گئے حضرت عیسیٰ اُن کے درمیان ایسے ہی بیٹھ گئے جیسے گزرے دنوں میں۔ سب محسوس کر رہے تھے کہ خداوند ہم سے کوئی بہت ہی ضروری بات کرنے والے ہیں۔ وہ خاموشی سے اُن کی سُننے کے منتظر ہوئے۔ ہر ایک محسوس کر رہا تھا کہ وہ ہمیں کتنے پیار کرتے ہیں۔ ہم اُن کے نزدیک کتنے بیش قیمت ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ اُن سے کہنے لگے، "آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دے دیا گیا ہے۔ اِس لئے جاؤ، تمام قوموں کو شاگرد بنا کر اُنہیں باپ، فرزند اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُنہیں یہ سکھاؤ کہ وہ اُن تمام احکام کے مطابق زندگی گزاریں جو مَیں نے تمہیں

دیئے ہیں۔ اور دیکھو، مَیں دنیا کے اختتام تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"[a]

ایمان داروں کے دلوں کو بہت اطمینان حاصل ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے اُن کو یقین دلایا تھا کہ اِس دُنیا سے چلے جانے کے بعد مَیں ظاہری طور پر تو تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔ لیکن نادیدنی طور پر ہر وقت تمہارے ساتھ رہوں گا۔

پہاڑ سے اُترتے وقت یوحنّا بن زبدی نے شمعون پطرس سے کہا، "ہمارے اُستاد نے ہمیں کتنا بھاری کام سونپا ہے کہ ساری دُنیا کو شاگرد بنائیں۔"

شمعون پطرس کو کوئی فکر نہ تھی۔ "یوحنّا، یاد رکھو کہ یہ کام شروع کرنے سے پہلے ہمیں یروشلم واپس جا کر روح القدس کی آمد کا انتظار کرنا ہے۔ وہ ہمارا الٰہی مددگار ہو گا۔" یوحنّا نے اُس کے ساتھ اتفاق کیا مگر سوچنے لگا کہ روح القدس کس طرح آئے گا۔ خاموشی سے آئے گا یا بہت شور کے

[a] متّی 28:18-20

ساتھ؟ کیا وہ ظاہری صورت میں آئے گا؟ اور کس طرح ہماری مدد کرے گا؟

شمعون پطرس نے اُسے صلاح دی، "فکر مت کرو۔ ہم یکے بعد دیگرے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائیں گے۔ کل تو مالک کی ہدایت کے مطابق یروشلم کو واپس چلیں گے۔ جلد ہی وہ ظاہری طور سے ہم سے جُدا ہونے والے ہیں۔ اگلا قدم اُن کو الوداع کہنا ہے۔"

وہ خاموشی سے چلتے گئے۔ اپنے مالک کے بغیر دن گزارنے کے خیال سے وہ پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد یوحنّا کو تسلّی ہوئی۔ "اُس وقت کی فکر کیوں کریں جب اُستاد جسم میں ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ جی اُٹھے ہیں۔ اُنہوں نے وعدہ کیا ہے کہ بعد میں بھی وہ ہم میں سے ایک ایک کے ساتھ رہیں گے۔"

حضرت عیسیٰ کے جی اُٹھنے کے تقریباً پانچ ہفتے بعد شاگرد یروشلم کو واپس آئے۔ حضرت عیسیٰ کی ماں اور دیگر خواتین بھی اُن کے ہمراہ تھیں۔ سفر کے چوتھے دن وہ زیتون پہاڑ کے شمال میں پہنچے۔ خاموشی سے وہ شہر کو دیکھنے لگے۔ پورا شہر شام کے دھندلکے میں ڈوبا ہوا تھا۔ آخر توما نے خاموشی کو توڑا، "اِس شہر کے ساتھ کیسی تلخ یادیں وابستہ ہیں! مجھے اپنے اُستاد کی موت یاد آتی ہے اور ... ہاں اپنی بے اعتقادی بھی۔ مَیں شُکر گزار ہوں کہ مایوسی اور بے اعتقادی کی تاریکی سے نکلنے میں استاد نے میری مدد کی ہے۔ اب روشنی میں آ چکا ہوں۔"

لگتا تھا کہ شمعون پطرس بھی پچھتا رہا ہے۔ اُسے وہ رات پھر یاد آ رہی تھی جب اُس نے حضرت عیسیٰ کا انکار کیا تھا۔ اُس نے آنسو پونچھے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ "خداوند نہیں چاہتا کہ ہم ایسے غم ناک خیالات سے چمٹے رہیں۔ اُنہوں نے سب کچھ معاف کر دیا ہے۔ اب ہم ایسٹر کے معجزے پر خوشی منا سکتے ہیں۔ اَب ہمیں اُس دن کا انتظار ہے جب وہ سب کا بادشاہ بن کر آئیں گے۔"

آخر وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اُن مانوس گلیوں نے ماضی کی یادیں تازی کر دیں جہاں وہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ آیا جایا کرتے تھے۔ وہ بالاخانے والے مکان پر پہنچ کر خواتین دوسروں سے الگ ہو گئیں۔ اُنہیں اپنے عزیزوں کے ساتھ قیام کرنا تھا۔ صرف گیارہ شاگرد بالاخانے میں رہے۔

چند دنوں کے بعد تمام شاگرد اکٹھے ہو کر ناشتہ کر رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ اُن کے ساتھ رفاقت و شراکت کے لئے آموجود ہوئے۔ اُن کی باتوں سے اُن کے دل جوش سے بھر گئے۔ اُستاد نے اُنہیں بتایا کہ وہ یروشلم میں رہیں جب تک وہ روح القدس کے آنے سے قوّت نہ پائیں۔ پھر وہ سب سے پہلے یروشلم کے باشندوں کو اُن کے جی اُٹھنے کی گواہی دیں جنہوں نے اُن کو مرتے دیکھا تھا۔ اب اُن کے جی اُٹھنے کی عظیم خبر بھی پہلے اِن ہی کو ملنی چاہیئے۔

شاگردوں کے ساتھ رفاقت کے بعد، حضرت عیسیٰ اُنہیں شہر سے باہر لے گئے۔ زیتون پہاڑ کو جاتے ہوئے سب کے ذہنوں میں ایک بڑا سوال سر اُٹھا رہا تھا۔ کیا حضرت عیسیٰ کے زمین پر دوبارہ آنے کا

وقت بہت جلدی ہو گا؟ یوحنّا نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا، ”خداوند، کیا آپ اِسی وقت اسرائیل کے لئے اُس کی بادشاہی دوبارہ قائم کریں گے؟“[a] سب خاموشی سے جواب کے انتظار میں رہے۔

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا، ”اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں۔“ وہ رُکے اور اُن سب پر ایسی نظر ڈالی جیسے کوئی بہت ہی اہم بات بتانا چاہتے ہوں۔ کوئی ایسی بات جسے وہ ضرور یاد رکھیں۔ پھر وہ بولے، ”لیکن تمہیں روح القدس کی قوت ملے گی جو تم پر نازل ہو گا۔ پھر تم یروشلم، پورے یہودیہ اور سامریہ بلکہ دنیا کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔“[b]

اب وہ زیتون پہاڑ پر پہنچ گئے۔ شاگردوں کو احساس ہوا کہ اب اُن کے چلے جانے کا وقت آ گیا ہے۔ اُن کے دل کانپ اُٹھے۔ ایک بار پھر اُنہوں نے بڑی محبت سے شاگردوں کی آنکھوں میں جھانکا۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر اُن کو برکت دی۔ برکت دیتے ہوئے وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لئے گئے۔ پھر ایک بدلی نے اُنہیں اُن کی نظروں سے

---

[a] اعمال 1:6
[b] اعمال 1:8

چھپا لیا۔ شاگردوں کی نظریں اُوپر ہی اُٹھی ہوئی تھیں کہ شاید اُن کی ایک اَور جھلک دیکھ لیں کہ اچانک دو آدمی اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ دونوں سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے کہا، "گلیل کے مردو، آپ کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں؟ یہی عیسیٰ جب آپ کے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح واپس آئے گا جس طرح آپ نے اُسے اوپر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔"[a]

اُن کا غم خوشی میں بدل گیا کہ ہمارے خداوند آسمان پر گئے ہیں تاکہ خدا کے دہنے ہاتھ وہ مقام حاصل کریں جس کے حق دار ہیں اور جہاں سے وہ ابد تک سلطنت کریں گے۔ خدا باپ نے اُنہیں مُردوں میں سے جِلا کر اور آسمان پر اُٹھا کر اِس بات کی تصدیق کر دی ہے۔ صلیب پر اُنھوں نے شیطان اور گناہ پر فتح پائی۔ آج وہ فاتح کی حیثیت سے آسمان کو واپس پہنچے ہیں۔ حضرت عیسیٰ تلوار سے نہیں بلکہ محبت سے اپنی بادشاہی حاصل کریں گے۔ اور ہم جو اُن کے شاگرد ہیں اُن کے ایلچی ہوں گے تاکہ تمام انسانوں کو اُن کی بادشاہی میں شریک

---

[a] اعمال 1:9-11

ہونے کی دعوت دیں۔ کتنی خوشی کی بات کہ خداوند ہمیں آسمان سے قوّت عطا کریں گے، ورنہ ہم اِس عظیم خدمت کے بالکل لائق نہیں ہیں۔

شاگرد جانتے تھے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ اپنے آسمانی باپ کے پاس چلے گئے تو بھی وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ کسی نے کہا، "اُستاد گھر چلے گئے ہیں۔ کسی دن ہم بھی اُن کے پیچھے پیچھے جائیں گے۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ 'پھر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ جہاں مَیں ہوں تُم بھی ہو۔" اِس خیال سے اُنہیں بے بیان اطمینان حاصل ہوا۔ وہ دن آئے گا جب ہم سب اُن کے ساتھ مل جائیں گے۔ تب تک ہم اِس زمین پر اُن کی عزّت اور جلال کے لئے زندگی بسر کریں گے۔ یوں احساسِ تنہائی کے باوجود حضرت عیسیٰ کے شاگرد اب بڑی اُمیدوں کے ساتھ مُستقبل کو دیکھنے لگے۔

روح القدس کا نزول

پنتکُست کی عید نزدیک تھی۔ ساری دُنیا سے زائرین ایک بار پھر یروشلم میں جمع ہو رہے تھے۔ پنتکُست کو "پچاسواں" بھی کہتے تھے، کیونکہ یہ فسح کی عید کے پچاسویں دن ہوتی تھی۔ اِس عید پر بھی یروشلم میں اگر زیادہ نہیں تو فسح کی عید جتنے لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ موسم بہت خوش گوار تھا، اور سفر کے لئے حالات بھی سازگار۔ فصل جمع کی جا چکی تھی، اور سب لوگ بے حد خوش تھے۔ فسح کی عید جو فصل کے آغاز میں ہوتی تھی، اِس موقعے پر تقریباً پَونے تین لٹر جَو اللہ کے حضور نذر کی قربانی کے طور پر چڑھایا جاتا تھا۔ آج پنتکُست کے موقعے پر فصل کی

کٹائی کے شکرانے کے لئے اللہ کے حضور دو روٹیاں نذر چڑھائی جائیں گی۔ یہ عید اِس بات کی یاد میں منائی جاتی تھی کہ اُس روز خدا نے سینا پہاڑ پر موسیٰ کو شریعت دی تھی۔

بیت المقدّس میں سویرے ہی نرسنگے بجائے گئے۔ اُن کی آواز سُن کر عبادت گزار بیت المقدّس میں جمع ہونے لگے۔ آج کائفا اور یہودیوں کے دیگر لیڈر بہت اطمینان محسوس کر رہے تھے۔ اب حضرت عیسیٰ کبھی بیت المقدّس میں آ کر دخل اندازی نہیں کرسکیں گے اور نہ ہجوم کو اپنے پیچھے لگائیں گے! ہرگز نہیں۔ اُن کو خیال تھا کہ ہم یہ تحریک کو ختم کرنے میں پورے طور سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ اُس کے پیروکار ہر طرف تتر بتر ہو چکے ہیں۔ شاید اُن میں سے کسی کو اب بیت المقدّس میں آنے کی بھی جرأت نہ ہو۔ لیکن جلد ہی پتا چلنے والا تھا کہ وہ کِس قدر غلطی پر تھے۔

افرائیم، یشوع اور داؤد آہستہ آہستہ بیت المقدّس کی طرف جا رہے تھے۔ بوڑھے آدمی کو چلنا کچھ مُشکل تھا، لیکن اُس کا ذہن ابھی چوکس تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ کہنے لگا، ”یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ

حضرت عیسیٰ کے پیروکار ایک دوسرے سے بڑے میل ملاپ سے رہتے ہیں۔ اکثر کوئی 120 افراد اکٹھے رہتے ہیں تو بھی کبھی لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھے گئے۔ اُن میں خدا پرستی اِتنی گہری ہے کہ تعجّب ہوتا ہے۔" ذرا تامّل کے بعد پھر بولا، "چونکہ روت بھی حضرت عیسیٰ کی پیروکار ہے اِس لئے مَیں ذاتی تجربے سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔"

داؤد نے تائید کی، "ابا جان! مَیں نے ایک اَور بات بھی دیکھی ہے۔ جب سے حضرت عیسیٰ مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں اِن لوگوں میں زبردست تبدیلی آ گئی ہے۔ جب اُن کے آقا کو دفنایا گیا تو کِس قدر سہمے ہوئے تھے۔ لیکن اب بہت دلیر اور پُراعتماد ہیں۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے جی اُٹھنے کا قصّہ گھڑ نہیں سکتے تھے بلکہ اُن کو تو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ وہ کبھی زندہ ہو جائیں گے۔ لیکن اُن کے موجودہ رویے سے ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سچ مچ زندہ ہو گئے ہیں۔"

افرائیم نے لمبی سانس کھینچی۔ اُس کی آرزو تھی کہ وہ تینوں بھی آخری قدم اُٹھا کر حضرت عیسیٰ کو اپنا نجات دہندہ قبول کر لیں۔ بڑے رشک سے کہنے لگا، "مجھے اکثر حیرانی ہوتی ہے کہ اِن لوگوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ

کتنی ٹھوس حقیقت ہیں۔ اُن کو مسلسل حضوری کا کیسا یقین ہے! اور اَب جبکہ وہ آسمانی قوّت کا انتظار کر رہے ہیں تو وہ وقت کو بڑی عمدگی سے گزار رہے ہیں۔ بڑی دل سوزی سے دُعائیں مانگتے ہیں۔ اُن کو کھانا پینا بلکہ وقت کا احساس بھی بھولا ہوتا ہے۔ وہ اللّٰہ کے پاک کلام کا مطالعہ کرتے اور ہر معاملے میں ایک دوسرے سے صلاح مشورہ کرتے رہتے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ اپنے نادیدنی خداوند کو ہر قیمت پر خوش کرنا چاہتے ہیں۔" لمحے بھر کی خاموشی کے بعد بزرگ نے بات جاری کی، "مَیں اکثر سوچتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ آسمانی قوّت یعنی خدا کا روح جس کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ کب نازل ہو گا۔ لگتا ہے کسی کو بھی پتا نہیں۔"

یشوع کہنے لگا، "ابا جان! آپ نے بالکل دُرست فرمایا ہے۔ آج مَیں اُس دِن کو یاد کر رہا تھا جب ہماری قوم کو شریعت دی گئی۔ اُس وقت آگ اور دھواں اور بادل سینا پہاڑ پر چھائے ہوئے تھے۔ تب اللّٰہ موسیٰ کو شریعت دینے کے لئے پہاڑ پر اُترا۔ اُس کی آواز اِتنی ہیبت ناک تھی کہ لوگ گھبرا گئے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ سے درخواست کرنے لگے کہ آپ ہی اللّٰہ سے بات کریں۔ میرا خیال ہے

کہ خدا کا روح بھی اِسی طرح نازل ہو گا۔ خوفناک انداز میں تاکہ سب دیکھ اور سُن سکیں۔ ابا جان! ہم بھی تقریباً ایمان لا ہی چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں۔ ہمیں بھی یقین ہے کہ وہ ہماری خاطر موئے اور یہ کہ اللّٰہ نے اُنہیں زندہ کیا تاکہ پھر آسمان پر جائیں۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ جب روح القُدس نازل ہو گا تو ہمارے تمام شکوک دُور ہو جائیں گے۔"

جب افرائیم اور اُس کے بیٹے بیت المقدّس کے صحن میں دُعا کر رہے تھے، اُسی وقت حضرت عیسیٰ کے پیروکار بالاخانے میں اللّٰہ کا کلام سُن رہے تھے۔ صبح کوئی نو بجے کا وقت تھا کہ آسمان سے یکایک بڑا شور سُنائی دینے لگا۔ یروشلم میں جمع لوگوں کی بھیڑ سخت ڈر گئی۔ لگتا تھا کہ ایک خوفناک آندھی اِس شور کو اڑائے لئے آ رہی ہے۔ لوگ ایک دم گلیوں میں نکل آئے تاکہ اِس پُراسرار چیز کا پتا کریں کہ کیا ہے؟ کہاں اُتری ہے؟ آواز اُس بالاخانے کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرنے لگی جہاں حضرت عیسیٰ کے پیروکار جمع تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں افراد اُس گھر کے باہر آ جمع ہوئے۔ آواز بند ہو گئی۔ اُس کا مقصد لوگوں

کو اُس جگہ لانا تھا جہاں روح القدس نازل ہوا ہے۔ یہ ہول ناک آواز اُس کی قوّت کا نشان تھی۔ حضرت عیسیٰ نے خود بھی تو روح کی آمد کو ہَوا کے چلنے سے تشبیہ دی تھی۔ اِس زوردار آواز سے ہر کوئی سمجھ سکتا تھا کہ یہ فوق الفطرت قوّت ہے۔

لیکن اِتنا ہی نہیں ہوا۔ ایک ایک ایمان دار روح القُدس سے بھر گیا۔ اب یحییٰ نبی کی پیش گوئی پوری ہو رہی تھی کہ "مَیں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، لیکن ایک آنے والا ہے جو مجھ سے بڑا ہے۔ ... وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔[a] اور سچ مچ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کے سروں کے اُوپر شعلوں کی شکل میں آگ دکھائی دینے لگی۔ دیکھنے والے حیران ہوئے، کیونکہ آگ کی یہ زبانیں بھی آسمان اور فوق الفطرت قوّت کا اظہار تھے۔ آج تک تو روح القُدس صرف چند لوگوں میں اور وہ بھی محدود عرصے کے لئے سکونت کرتا تھا۔ لیکن پنتکُست پر روح القُدس اِس لئے نازل ہوا کہ وہ ہمیشہ تک ایمان داروں کے دلوں میں بسیرا کرے۔

---

[a] لُوقا 16:3

بھیڑ یہ دیکھ کر اَور بھی زیادہ تعجب کرنے لگی کہ روح القُدس لوگوں میں کیسی کیسی تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے۔ اُن کو بے بیان خوشی ہوئی، اور اُن میں بڑی دلیری آ گئی۔ وہ اُٹھ کر منادی کرنے لگے کہ نجات صرف حضرت عیسیٰ مسیح کے وسیلے سے ہے۔ وہ اجنبی زبانیں یوں بولنے لگے جیسے وہ اُن کی مادری زبان ہو۔ لوگوں کو اُن کے کلام کی اِتنی اچھی طرح سمجھ آنے لگی کہ اُن کے دلوں میں اُترنے لگا۔

وہ کہنے لگے، "کیا یہ سب گلیل کے رہنے والے نہیں ہیں؟ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اُنہیں اپنی مادری زبان میں باتیں کرتے سن رہا ہے جبکہ ہمارے ممالک یہ ہیں: پارتھیا، مادیا، عیلام، مسوپتامیہ، یہودیہ، کپدکیہ، پنطس، آسیہ، فروگیہ، پمفیلیہ، مصر اور لبیا کا وہ علاقہ جو کرین کے اردگرد ہے۔ روم سے بھی لوگ موجود ہیں۔ یہاں یہودی بھی ہیں اور غیریہودی نومرید بھی، کریتے کے لوگ اور عرب کے باشندے بھی۔ اور اب ہم سب کے سب اِن کو اپنی اپنی زبان میں اللہ کے عظیم کاموں کا ذکر کرتے سن رہے ہیں۔" سب دنگ رہ گئے۔ اُلجھن میں پڑ کر وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے، "اِس کا

کیا مطلب ہے؟" لیکن کچھ لوگ اُن کا مذاق اُڑا کر کہنے لگے، "یہ بس نئی مَے پی کر نشے میں دُھت ہو گئے ہیں۔"[a]

تب شمعون پطرس کھڑے ہو کر حاضرین سے مخاطب ہوا، "سنیں، یہودی بھائیو اور یروشلم کے تمام رہنے والو! جان لیں اور غور سے میری بات سن لیں! آپ کا خیال ہے کہ یہ لوگ نشے میں ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ دیکھیں، ابھی تو صبح کے نو بجے کا وقت ہے۔ اب وہ کچھ ہو رہا ہے جس کی پیش گوئی یوایل نبی نے کی تھی، 'اللہ فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں مَیں اپنے روح کو تمام انسانوں پر اُنڈیل دوں گا۔ تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوّت کریں گے، تمہارے نوجوان رویائیں اور تمہارے بزرگ خواب دیکھیں گے۔ اُن دنوں میں مَیں اپنے روح کو اپنے خادموں اور خادماؤں پر بھی اُنڈیل دوں گا،اور وہ نبوّت کریں گے۔ مَیں اوپر آسمان پر معجزے دکھاؤں گا اور نیچے زمین پر الٰہی نشان ظاہر کروں گا ... اور پھر رب کا عظیم اور جلالی دن آئے گا۔ اُس وقت جو بھی رب کا نام لے گا نجات پائے گا۔'"

---

[a] اعمال 2:5-13

پھر اُس نے اُنہیں حضرت عیسیٰ کے بارے میں یاد دلایا جنہیں وہ جانتے تھے۔ اُنہیں اُن کے زبردست معجزے یاد تھے اور یہ بھی کہ وہ معجزوں سے کبھی اپنی بڑائی نہیں چاہتے تھے۔ کیا یہ حقیقت صاف ظاہر نہیں تھی کہ اللہ حضرت عیسیٰ پر اپنی مُہر لگا رہا ہے؟ کہ خدا ہی حضرت عیسیٰ کے وسیلے سے یہ عجیب کام اور بڑے بڑے معجزے کر رہا ہے۔

یہ سُن کر بہت سے لوگوں کی آنکھیں کُھل گئیں اور وہ پہچاننے لگے کہ حقیقت میں حضرت عیسیٰ کون ہیں۔

شمعون پطرس نے اُن کو مزید سمجھایا کہ "اللہ کو پہلے ہی علم تھا کہ کیا ہونا ہے، کیونکہ اُس نے خود اپنی مرضی سے مقرر کیا تھا کہ عیسیٰ کو دشمن کے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے بے دین لوگوں کے ذریعے اُنہیں صلیب پر چڑھوا کر قتل کیا۔ لیکن اللہ نے اُنہیں موت کی اذیت ناک گرفت سے آزاد کر کے زندہ کر دیا، کیونکہ ممکن ہی نہیں تھا کہ موت اُنہیں اپنے قبضے میں رکھے۔"[a]

[a] اعمال 2:14-24

اِن باتوں سے اُن کے دلوں پر سخت چوٹ لگی۔ اُنہیں احساس ہونے لگا کہ جس نبی کی بڑی قُدرت سے اللّٰہ نے علانیہ تصدیق کی اُسی کو ہم نے قتل کر ڈالا! ہم نے اللّٰہ کی تصدیق اور مہر کا یہ جواب دیا! اب بہت سے لوگ سمجھ گئے کہ خدا نے صلیب پر حضرت عیسیٰ کو چھوڑ نہیں دیا تھا۔ وہ اِن تمام باتوں کو روک سکتا تھا۔ یہ دُنیا کو بچانے کا اُس کا منصوبہ تھا۔ اب اُن پر روشن ہو گیا کہ ہم تو اللّٰہ کے مُخالف تھے۔ ہم نے تو حضرت عیسیٰ کا کام تمام کر دیا لیکن اُس نے اُنہیں زندہ کیا! ہم نے اُنہیں مصلوب کر دیا لیکن خدا نے موت کے بندھن توڑ دیئے۔ ہم پر افسوس! افسوس!

پہلے تو شمعون پطرس نے یہ حقیقت بیان کی کہ ممکن نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ موت کے قبضے میں رہتا۔ پھر وہ اِس بات کا داؤد نبی کی نبوّت سے ثبوت دینے لگا۔ اُس نے کہا، ”داؤد فرماتا ہے کہ ’تُو میری جان کو پاتال میں نہیں چھوڑے گا، اور نہ اپنے مُقدّس کو گلنے سڑنے کی نوبت تک پہنچنے دے گا۔ تُو نے مجھے زندگی کی راہوں سے آگاہ کر دیا ہے، اور تُو اپنے حضور مجھے خوشی سے سرشار کرے گا۔‘ میرے بھائیو، اگر اجازت ہو

تو مَیں آپ کو دلیری سے اپنے بزرگ داؤد کے بارے میں کچھ بتاؤں۔ وہ تو فوت ہو کر دفنایا گیا اور اُس کی قبر آج تک ہمارے درمیان موجود ہے۔ لیکن وہ نبی تھا اور جانتا تھا کہ اللّٰہ نے قَسم کھا کر مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری اولاد میں سے ایک کو میرے تخت پر بٹھائے گا۔ مذکورہ آیات میں داؤد مستقبل میں دیکھ کر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کر رہا ہے، یعنی کہ نہ اُسے پاتال میں چھوڑا گیا، نہ اُس کا بدن گلنے سڑنے کی نوبت تک پہنچا۔ اللّٰہ نے اِسی عیسیٰ کو زندہ کر دیا ہے اور ہم سب اِس کے گواہ ہیں۔ اب اُسے سرفراز کر کے اللّٰہ کے دہنے ہاتھ بٹھایا گیا اور باپ کی طرف سے اُسے موعودہ روح القدس مل گیا ہے۔ اِسی کو اُس نے ہم پر اُنڈیل دیا، جس طرح آپ دیکھ اور سن رہے ہیں۔“[a]

سامعین میں آواز اُبھری، ”داؤد بادشاہ کی قبر ہمارے درمیان ہے اور اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اُس نے پیش گوئی کے یہ الفاظ اپنے بارے میں نہیں بلکہ المسیح کے بارے میں کہے تھے۔“

---

[a] اعمال 2:25-33

شمعون پطرس نے وضاحت کی، "داؤد خود تو آسمان پر نہیں چڑھا، توبھی اُس نے فرمایا، 'رب نے میرے رب سے کہا، میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ بنا دوں۔' چنانچہ پورا اسرائیل یقین جانے کہ جس عیسیٰ کو آپ نے مصلوب کیا ہے اُسے ہی اللہ نے خداوند اور مسیح بنا دیا ہے۔"[a]

اب یہ المناک حقیقت بہتوں پر روشن ہونے لگی کہ ہم تو اللہ کے مسیح کو مصلوب کرنے کے ذمے دار ہیں۔ یہ باتیں سُن کر اُن کے دلوں پر سخت چوٹ لگی۔ وہ شمعون پطرس اور باقی شاگردوں سے پوچھنے لگے کہ "بھائیو، پھر ہم کیا کریں؟"

شمعون پطرس نے جواب دیا، "آپ میں سے ہر ایک توبہ کرکے عیسیٰ کے نام پر بپتسمہ لے تاکہ آپ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ پھر آپ کو روح القدس کی نعمت مل جائے گی۔ کیونکہ یہ دینے کا وعدہ آپ سے

[a] اعمال 2:34-36

اور آپ کے بچوں سے کیا گیا ہے، بلکہ اُن سے بھی جو دُور کے ہیں، اُن سب سے جنہیں رب ہمارا خدا اپنے پاس بُلائے گا۔"[a]

جب ایک طرف تو اُنہیں اپنے گناہ کا اور دوسری طرف اللّٰہ کی محبت کا احساس ہوا تو اُن کے دل گہری توبہ کی طرف مائل ہوئے۔ آئندہ وہ کبھی گناہ کے بارے میں بے پروائی نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہر گناہ کا تو گویا حضرت عیسیٰ کے منہ پر ایک اور طمانچہ مارنے کے برابر ہو گا جنہوں نے اُن سب کو گناہ کی قوّت سے رِہا کرانے کے لئے اپنی جان تک دے دی۔ اُسی دن تین ہزار افراد ایمان لے آئے کہ حضرت عیسیٰ مسیح ہمارے نجات دہندہ ہیں۔

آخر افرائیم، یشوع اور داؤد بھی قائل ہو گئے کہ حضرت عیسیٰ ہی دُنیا کے نجات دہندہ المسیح ہیں۔ افرائیم نے آنسو بھری آنکھوں سے کہا، "مجھے اب بھی وہ چھدے ہاتھوں اور پاؤں کے ساتھ صلیب پر لٹکے نظر آرہے ہیں۔ وہ میری خاطر موئے۔ کیسی بے مثال محبت!"

[a] اعمال 2:37-39

داؤد نے اعلان کیا، "اب سے حضرت عیسیٰ میری زندگی کے مالک ہوں گے۔ مجھے جو خوشی حضرت عیسیٰ کے راستے پر چلنے سے ہو گی وہ اَور کسی بات سے نہیں ہو گی۔ اب سے مَیں اُن کا ہر حُکم بجا لاؤں گا۔"

یشوع خاموش رہا۔ اُسے افسوس تھا کہ مَیں نے اپنے نجات دہندے کو پہچاننے میں اِتنی دیر کیوں کر دی۔

اب نئے ایمان لانے والے سب افراد بپتسمہ پانے کو تیار تھے۔ افرائیم اور اُس کے بیٹے بھی اُن میں شامل ہوئے۔ بپتسمہ لیتے ہوئے جب لمحے بھر کے لئے پانی اُن کے سروں کے اوپر سے بہنے لگا تو یہ اِس بات کا ظاہری نشان تھا کہ اب سے ہماری پرانی زندگی دفن ہوئی ہے۔ آج سے ایک نئی زندگی شروع ہوئی ہے۔ یہ زندگی مسیح کے ساتھ ساتھ ہو گی۔ اب سے وہ روح القدس کے وسیلے سے ہمارے اندر سکونت کریں گے اور روزمرہ زندگی میں ہماری مدد کریں گے۔ وہ اپنی راہیں ہمیں سکھائیں گے۔ جب ہم بے پروا ہوں گے تو ہمیں جھنجھوڑیں گے۔ جب تھکے ماندے اور بے دل ہوں گے تو ہمیں تسلّی دیں گے۔

جو لوگ ابھی ابھی ایمان لے آئے تھے وہ باقی ایمان داروں کے ساتھ قریبی رفاقت رکھنے لگے۔ باہر کے لوگ بھی اُن کی عزّت کرتے تھے۔ اُس وقت شاگردوں سے بہت سے معجزے اور نشان بھی ظاہر ہوتے تھے۔

اِن واقعات سے یہودی لیڈر گھبرا اُٹھے۔ کیا یہ ناصری زندگی بھر ہمارا پیچھا کرتا رہے گا؟ اُس کی یہ تحریک تو بڑی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ پنتکُست کے ایک ہی دِن میں تین ہزار افراد اِس میں شامل ہو گئے ہیں، اور ہر روز نئے نئے لوگ اِن میں آ ملتے ہیں۔ اُن میں بڑے عالِم بلکہ امام اور فریسی بھی شامل ہو گئے ہیں۔ یہودی لیڈروں کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑی کہ ہم حضرت عیسیٰ کو ہمیشہ کے لئے مار ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اب اُنہیں یاد آیا کہ اُنہوں نے اعلان کیا تھا کہ ایک دن مَیں تمہارے منصف کے طور پر واپس آؤں گا۔ اگر حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں تو اُن کا کام رُکے گا نہیں۔

کائفا نے ایسے خیالات کو جھٹک دیا۔ وہ صدوقی تھا، اور صدوقی مُردوں کی قیامت پر یقین نہیں رکھتے۔ اب اُس کا سب سے بڑا

مسئلہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی تحریک سے کیسے خلاصی کرائی جائے۔ چنانچہ اُس نے اِس مقصد کے لئے فوراً منصوبہ بندی شروع کر دی۔

دلوں کی تبدیلی

لیڈروں کی مخالفت کے باوجود حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کی تعداد روز بہ روز بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ سب لوگ اُن کو پسند کرتے اور اُن کی عزّت کرتے تھے۔ اُن میں ایسی محبت، رواداری اور نرم مزاجی تھی جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اُن میں سے کئی لوگ اپنی جائیدادیں بیچ بیچ کر اپنے حاجت مند بھائیوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ دوسروں نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے تاکہ لوگ وہاں جمع ہو کر عبادت کریں، مل کر کھائیں پئیں اور رفاقت و شراکت رکھیں۔

یوحنّا مرقس کے گھر میں لوگ بیت المقدّس کی تین بجے والی عبادت کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ یوحنّا مرقس کی ماں مریم بیت عنیاہ کی مرتھا کی مدد سے جلدی جلدی گھر کو ٹھیک ٹھاک کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی، "باورچی خانے میں تمہاری مدد کے لئے تو مَیں بہت ہی شُکر گزار ہوں۔ تمہارے تیز اور ماہر ہاتھوں کا مقابلہ تو پانچ باورچی بھی نہیں کر سکتے، اور تمہارے ہاتھوں کا پکا کھانا کھا کر تو سارے اُنگلیاں چاٹتے رہ جاتے ہیں۔"

مرتھا بھی خوش ہو کر کہنے لگی، "مجھے کھانا پکانا ہمیشہ ہی سے پسند ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اِس طرح سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ مَیں ہمیشہ انتظار کرتی تھی کہ کب وہ آئیں اور مَیں اُن کی خدمت کروں۔ لیکن مجھے افسوس بھی ہے کہ گزرے دنوں میں میرے پاس اُن کی باتیں سُننے کا وقت نہیں ہوتا تھا۔ بَس، اِسی بات سے خوشی ہوتی تھی کہ اِدھر اُدھر کام کرتی پھروں۔ میری بہن مریم اُن کی موجودگی کا خوب فائدہ اُٹھایا کرتی تھی۔ وہ تو بس بیٹھی اُن کی باتیں سُنتی رہتی تھی۔ لیکن مجھے بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ مَیں اُس پر بڑبڑاتی اور حضرت عیسیٰ سے شکایت

کیا کرتی تھی کہ اُسے باورچی خانے میں بھیج دیں۔" مرتھا نے آہ بھری، "لیکن اب حضرت عیسیٰ نے میری زندگی بدل دی۔"

مریم نے مسکرا کر سر ہلایا اور میز پوش بچھانے کے بعد کہنے لگی، "مجھے بہت خوشی ہے کہ ستفنس ہمارے درمیان ہے۔ کتنی مدد کرتا ہے۔ بہت دانا اور روح القدس سے معمور ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ جی اُٹھے خداوند کی خوش خبری سُنانے کو ہر وقت تیار رہتا ہے۔"

مرتھا نے تائید کی، "آپ نے دُرست کہا۔ ستفنس کا دل حضرت عیسیٰ کے لئے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ چاہتا ہے کہ ایک ایک شخص ہمارے خداوند کو جان لے۔"

یوحنّا مرقس اُدھر سے گزر رہا تھا۔ مریم نے اُسے روک لیا، "بیٹا یہ ٹوکری باورچی خانے میں رکھ دو اور ہمارا انتظار کرنا۔ ہم بھی بیت المقدّس کو جانے کے لئے بس تیار ہی ہیں۔"

"ضرور امّی جان، مَیں عزر کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ اُس نے ساتھ والا کمرہ ٹھیک کر دیا ہے۔"

مریم نے اِس بات کی منظوری میں سر ہلایا، ”میرے لئے تو عزر بن حور جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اُس کی زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔ پہلے یہ نوجوان اندھا تھا۔ لیکن اب بینائی پا کر کتنا شُکر گزار ہے۔“

تھوڑی دیر بعد وہ سب بیت المقدّس کے لئے روانہ ہوئے۔ اُن کے آگے آگے شمعون پطرس اور یوحنّا بن زبدی چلتے ہوئے نظر آئے۔ اُن کو دیکھ کر یوحنّا مرقس کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ نوجوانی کے جوش میں وہ اُن دونوں کی جُرأت کی تعریف کرنے لگا۔ اچانک وہ رُک گیا اور بولا، ”امّی! امّی! دیکھیں وہ سامنے کچھ ہو رہا ہے۔“

بیت المقدّس کا ایک دروازہ 'خوب صورت' کہلاتا ہے۔ وہاں بیٹھا ایک معذور بھکاری شمعون پطرس اور یوحنّا بن زبدی سے بھیک مانگ رہا تھا۔ شمعون پطرس نے اُس پر غور سے نظر کر کے کہا، ”ہماری طرف دیکھ۔“ بھکاری نے اُن سے کچھ ملنے کی اُمید پر ایسا ہی کیا۔ مگر شمعون کہنے لگا، ”سونا اور چاندی تو میرے پاس ہے نہیں۔ لیکن جو کچھ ہے وہ دیئے دیتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ کے نام میں اُٹھ اور چل پھر۔“ ساتھ ہی اُس کا داہنا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر اُسے اُٹھایا۔ مفلوج کے پاؤں

اور ٹخنے ایک دم مضبوط ہو گئے۔ وہ خوشی اور جوش سے کانپنے لگا۔ وہ پیدائشی لنگڑا تھا۔ ہر روز لوگ اُسے اُٹھا کر اُس دروازے پر ڈال جاتے تھے۔ اب چالیس سال بعد وہ بدحال زندگی ختم ہوئی تھی، ایک نئی زندگی شروع ہوئی۔ اب وہ چل کر بیت المقدّس میں بھی جا سکتا تھا۔ وہ خوشی اور حیرت میں ڈوبا ہوا شمعون پطرس اور یوحنّا کے ساتھ ساتھ پھرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ بیت المقدّس میں داخل ہوئے اور سلیمان کے برآمدے میں پہنچ گئے۔ چلتے چلتے وہ سابق معذور بلند آواز سے اللہ کی تعریف کرنے لگا۔ اُس کی صحت یابی کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ لوگ دوڑ دوڑ کر اُسے دیکھنے اور اُس کی کہانی سُننے کو آنے لگے۔ ہر کوئی اُس بھکاری کو جانتا تھا۔ سب اُسے اِتنی مدت سے بیت المقدّس کے دروازے پر دیکھتے آ رہے تھے۔

شمعون پطرس نے اِس موقعے کو بھی جی اُٹھے خداوند کی گواہی دینے کے لئے استعمال کیا۔ وہ کہنے لگا، ”اسرائیل کے حضرات، آپ یہ دیکھ کر کیوں حیران ہیں؟ آپ کیوں گھور گھور کر ہماری طرف دیکھ رہے ہیں

گویا ہم نے اپنی ذاتی طاقت یا دین داری کے باعث یہ کیا ہے کہ یہ آدمی چل پھر سکے؟ یہ ہمارے باپ دادا کے خدا، ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے خدا کی طرف سے ہے جس نے اپنے بندے عیسیٰ کو جلال دیا ہے۔ یہ وہی عیسیٰ ہے جسے آپ نے دشمن کے حوالے کر کے پیلاطس کے سامنے رد کیا، اگرچہ وہ اُسے رِہا کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ آپ نے اُس قدوس اور راست باز کو رد کر کے تقاضا کیا کہ پیلاطس اُس کے عوض ایک قاتل کو رِہا کر کے آپ کو دے دے۔ آپ نے زندگی کے سردار کو قتل کیا، لیکن اللہ نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کر دیا۔ ہم اِس بات کے گواہ ہیں۔ آپ تو اِس آدمی سے واقف ہیں جسے دیکھ رہے ہیں۔ اب وہ عیسیٰ کے نام پر ایمان لانے سے بحال ہو گیا ہے، کیونکہ جو ایمان عیسیٰ کے ذریعے ملتا ہے اُسی نے اِس آدمی کو آپ کے سامنے پوری صحت مندی عطا کی۔ میرے بھائیو، مَیں جانتا ہوں کہ آپ اور آپ کے راہنماؤں کو صحیح علم نہیں تھا، اِس لئے آپ نے ایسا کیا۔ ... اب توبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع لائیں تاکہ آپ کے گناہوں کو مٹایا جائے۔ پھر آپ کو رب کے حضور سے تازگی کے

دن میسر آئیں گے اور وہ دوبارہ عیسیٰ یعنی مسیح کو بھیج دے گا جسے آپ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ لازم ہے کہ وہ اُس وقت تک آسمان پر رہے جب تک اللہ سب کچھ بحال نہ کر دے، جس طرح وہ ابتدا سے اپنے مُقدّس نبیوں کی زبانی فرماتا آیا ہے۔ کیونکہ موسیٰ نے کہا، 'رب تمہارا خدا تمہارے واسطے تمہارے بھائیوں میں سے مجھ جیسے نبی کو برپا کرے گا۔ جو بھی بات وہ کہے اُس کی سننا۔ جو نہیں سنے گا اُسے مٹا کر قوم سے نکال دیا جائے گا۔' اور سموایل سے لے کر ہر نبی نے اِن دنوں کی پیش گوئی کی ہے۔ آپ تو اِن نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے وارث ہیں جو اللہ نے آپ کے باپ دادا سے قائم کیا تھا، کیونکہ اُس نے ابراہیم سے کہا تھا، 'تیری اولاد سے دنیا کی تمام قومیں برکت پائیں گی۔' جب اللہ نے اپنے بندے عیسیٰ کو برپا کیا تو پہلے اُسے آپ کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ آپ میں سے ہر ایک کو اُس کی بُری راہوں سے پھیر کر برکت دے۔"[a]

---

[a] اعمال 3:12-26

بیت عنیاہ کی مرتھا نے آہستہ سے یوحنّا مرقس کی ماں سے کہا، ”بہت خوب! شمعون پطرس نے تمام سُننے والوں کو یاد دلایا ہے کہ ہم چُنی ہوئی قوم ہیں۔ لیکن حقوق کے ساتھ ساتھ خصوصی فرائض بھی ہوتے ہیں۔“

مرتھا رُک گئی۔ پھر قدرے بے چینی سے کہنے لگی، ”لو، بیت المقدّس کے محافظوں کا کپتان آ رہا ہے۔ یہ بندہ امامِ اعظم کا دہنا ہاتھ ہے۔ اُس کے ساتھی سپاہی اور بزرگ بھی ہیں۔ بہت ناراض نظر آ رہے ہیں۔“

یوحنّا مرقس نے بڑے اعتماد سے کہا، ”یہ لوگ شمعون پطرس اور یوحنّا کو نہیں ڈرا سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ کپتان صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اِتنے لوگ کیوں جمع ہو گئے ہیں۔ آخر بیت المقدّس کے علاقے میں امن و امان قائم رکھنا اُس کی ذمے داری ہے۔“

معذور کی صحت یابی کی خبر قوم کے بزرگوں کو بھی پہنچ گئی تھی۔ صدوقی اِس بات پر ناراض تھے کہ شاگرد حضرت عیسیٰ کے جی اُٹھنے کی منادی کر رہے تھے۔ خود وہ تو مُردوں کی قیامت کا انکار کرتے تھے۔ اُنہوں نے شمعون پطرس اور یوحنّا کو گرفتار کر کے اگلے دن تک حوالات میں

رکھا کیونکہ شام ہو چکی تھی۔ تاہم جتنوں نے شمعون پطرس کی منادی سُنی اُن میں سے بہتیرے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے۔

اگلے دِن صدرِ عدالت کا اجلاس طلب کیا گیا اور شاگردوں کو اُن کے سامنے پیش کیا گیا۔ شفایافتہ معذور کو بھی پیش کیا گیا۔ اُس کے سراپا سے وہ خوشی پھوٹ رہی تھی جو حضرت عیسیٰ کے اُس کی زندگی میں آنے سے حاصل ہوئی تھی۔ لیڈروں کے تیور خطرناک تھے۔ اُنہوں نے شاگردوں کو گھور کر دیکھا اور پوچھنے لگے، ”تم نے یہ کام کس قوت اور نام سے کیا ؟“

پطرس نے روح القُدس سے معمور ہو کر اُن سے کہا، ”قوم کے راہنماؤ اور بزرگو، آج ہماری پوچھ گچھ کی جا رہی ہے کہ ہم نے معذور آدمی پر رحم کا اظہار کس کے وسیلے سے کیا کہ اُسے شفا مل گئی ہے۔ تو پھر آپ سب اور پوری قوم اسرائیل جان لے کہ یہ ناصرت کے عیسیٰ مسیح کے نام سے ہوا ہے، جسے آپ نے مصلوب کیا اور جسے اللہ نے مُردوں میں سے زندہ کر دیا۔ یہ آدمی اُسی کے وسیلے سے صحت پا کر یہاں آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ عیسیٰ وہ پتھر ہے جس کے بارے میں کلامِ مُقدّس میں لکھا ہے، ’جس پتھر کو مکان بنانے والوں نے رد کیا وہ کونے کا بنیادی

پتھر بن گیا۔' اور آپ ہی نے اُسے رد کر دیا ہے۔ کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات حاصل نہیں ہوتی، کیونکہ آسمان کے تلے ہم انسانوں کو کوئی اَور نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں۔"[a]

بزرگ چند لمحے خاموش رہے۔ یہ آدمی تو مچھلیاں پکڑا کرتا تھا۔ آج تو اِس نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔ اُس نے کسی اعلیٰ درس گاہ سے تعلیم نہیں پائی۔ لیکن اچھی تقریر کرنا جانتا ہے۔ بڑی جرأت اور اعتماد سے بات کرتا ہے۔ بزرگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ معجزے سے انکار ممکن نہ تھا، کیونکہ تندرست ہونے والا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ اب اُنہیں یہ مسئلہ درپیش تھا کہ حضرت عیسیٰ کی اِس طاقت کو کیسے روکا جائے؟ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کو کیسے خاموش کرایا جائے؟ طے پایا کہ شاگردوں کو ڈرائیں اور دھمکائیں کہ آیندہ حضرت عیسیٰ کے نام کا چرچا نہ کریں۔ اُن کو خبردار کیا گیا کہ اگر نافرمانی کی تو تلخ نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مگر شمعون پطرس نے جواب دیا، "تُم ہی انصاف کرو آیا اللہ کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں۔

---

[a] اعمال 4:7-12

کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سُنا ہے، وہ نہ کہیں۔" بزرگوں کے لئے یہ برداشت کرنا مُشکل تھا۔ لیکن اُس وقت وہ شاگردوں کو سزا دینے کی جرأت نہ کر سکے، کیونکہ اُس معذور کی صحت یابی پر تمام لوگ اللّٰہ کی تعریف کر رہے تھے۔ آخر میں اُنہوں نے شمعون اور یوحنّا کو کچھ اور دھمکا کر چھوڑ دیا۔

شاگرد لوگوں سے بھری ہوئی گلیوں سے گزرے تو ایک نئی قوّت اور خوشی سے بھر گئے۔ شمعون پطرس کہنے لگا، "ہمارے بزرگ ہمیں کچل سکتے ہیں۔ لیکن مَیں ہرگز خوفزدہ نہیں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا۔ روحُ القُدس مجھے یقین دلاتا رہتا ہے کہ ہم اپنے مقصد میں ناکام نہیں ہو سکتے۔ فتح خداوند کی ہے۔ جہاں تک آخری فتح کا سوال ہے اِس میں کسی قِسم کا شک نہیں۔"

"تُم ٹھیک کہتے ہو،" یوحنّا نے جواب دیا۔ "ہم اپنی طاقت سے دلیر اور نڈر نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ کا روح ہم میں کام کرتا ہے۔ یہ روحُ القُدس ہمارا عظیم مددگار ہے۔ یہ کتنی عظیم بات ہے کہ ہمیں اگلے قدم کے لئے فکر نہیں کرنی پڑتی، کیونکہ روحُ القُدس قدم قدم پر ہماری راہنمائی

کرتا ہے۔ اِس لئے بہتر ہے کہ ہم اِن بزرگوں کی دھمکی کو بھول کر اپنی جماعت کے کام پر توجہ لگائے رکھیں۔"

یوحنّا مرقس نے پہلے اِن دونوں آدمیوں کو اپنے گھر کی طرف آتے دیکھا۔ یہاں بہت سے افراد اُن کے لئے دُعا کر رہے تھے۔ اُس نے بڑی خوشی سے اعلان کیا، "شمعون پطرس اور یوحنّا واپس آ گئے ہیں۔" سارے لوگ اُن کو ملنے کے لئے دوڑ پڑے۔

شاگردوں نے لیڈروں کے ساتھ اپنا تجربہ چند الفاظ میں بیان کیا۔ اُن سے سب کی حوصلہ افزائی اور ایمان میں تقویت ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ آگے بھی مصیبتوں کا سامنا ہو گا، لیکن وہ لیڈروں کا حُکم ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔

کسی نے کہا کہ "اللہ جس نے ساری چیزوں کو پیدا کیا اور اپنی بڑی قُدرت سے سب کچھ سنبھالتا ہے، وہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم کسی سے کیوں ڈریں۔ آخرکار خدا سب پر غالب رہے گا۔"

شمعون پطرس مسکرایا، "دوستو! یہ ہے صحیح جذبہ۔ یاد رکھیں کہ خداوند عیسیٰ کو کس طرح آزمایا گیا۔ اُنہوں نے کیسے کیسے دُکھ برداشت کئے

لیکن بالآخر فتح مند ہوئے۔ وہی ہمارے مالک ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ برداشت کرنے کے لئے جو طاقت اُنہیں ملی وہ ہمیں بھی ملتی ہے۔ ہم اُن کی فتح میں شریک ہیں۔ میری صلاح ہے کہ اب ہم دلیری کے لئے دُعا کیا کریں کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اپنی طاقت سے اِن حالات کا مُقابلہ نہیں کر سکتے۔"

تب ایمان داروں نے دل سوزی سے دُعا کی اور اِن الفاظ سے دعا ختم کی، "اے رب، اب اُن کی دھمکیوں پر غور کر۔ اپنے خادموں کو اپنا کلام سنانے کی بڑی دلیری عطا فرما۔ اپنی قدرت کا اظہار کر تا کہ ہم تیرے مُقدّس خادم عیسیٰ کے نام سے شفا، الٰہی نشان اور معجزے دکھا سکیں۔" جب وہ دعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا اور وہ سب روحُ القدس سے بھر گئے اور اللہ کا کلام دلیری سے سُناتے رہے۔[a]

سب ایمان دار جانتے تھے کہ جو سلوک اِن دو شاگردوں سے کیا گیا ہے وہ ہم سے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اُنہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ دُنیا کو دکھا دیں گے کہ ہم کس کے ہیں اور کون ہماری معرفت کام کرتا ہے۔

---

[a] اعمال 4:29-31

شاگردوں کے وسیلے سے اَور بھی معجزے اور عجیب نشان ظاہر ہوتے ہوئے۔ اُس وقت ایمان دارسلیمان کے برآمدے میں جمع ہوا کرتے تھے۔ کسی غیر کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اُن میں آ ملے۔ لوگ اُن کا بہت احترام کرتے تھے۔ اور ہر روز کئی مرد اورعورتیں ایمان لاکر اُن میں شامل ہو جاتے تھے۔

جب یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ کے شاگرد معجزے کرتے ہیں تو یروشلم کے آس پاس کے دیہات سے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ بہت بیماروں اور بدروحوں میں گرفت لوگوں کو شفا دی گئی۔

لیکن ایک دن کائفا اور دوسرے لیڈر حسد کے مارے اُٹھے اور یہ سارا کام روک دیا۔ اُنہوں نے شاگردوں کو قید کر دیا۔ لیکن وہ اب بھی خوفزدہ نہ ہوئے۔ حضرت عیسیٰ اُن کے ساتھ تھے، اِس لئے وہ قید خانے میں بھی خود کو ایسا ہی محفوظ محسوس کرتے جیسا کسی اَور جگہ۔ متّی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا، "مجھے یقین ہے کہ ہماری گرفتاری اور قید سے خداوند پھر کوئی ایسا کام کرنا چاہتا ہے جس سے یہ لیڈر اور یروشلم کے باشندے حیران رہ جائیں گے۔"

نتن ایل نے اُس سے اتفاق کیا۔ "بات تو عجیب سی ہے لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ خداوند اب بھی اِن سرکش لیڈروں کو جیت لینے کی کوشش کر رہا ہے۔"

رات ہو گئی۔ وہ سب گہری نیند سو گئے۔ لیکن صبح ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اندریاس چونک کر اُٹھ بیٹھا۔ کسی چیز نے اُسے جگا دیا تھا۔ شاید اُسے غلطی لگی تھی۔ اُس نے جمائی لی اور پھر لیٹنے لگا کہ اُس کی نظر جگانے والے پر پڑ گئی۔ سفید لباس پہنے ایک شخص اُسے اشارے سے بُلا رہا تھا۔ اُسے معلوم ہو گیا کہ خداوند کا فرشتہ ہمیں چُھڑانے آیا ہے۔ اُس نے باقی شاگردوں کو بھی جھنجھوڑا۔ جلد ہی پورا گروہ اِس آسمانی ایلچی کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ فرشتہ جیل خانے کے ایک دروازے کے بعد دوسرا دروازہ کھولتا ہوا اُنہیں باہر لے آیا۔ اُنہیں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں۔ صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہَوا سے اُنہیں پوری طرح ہوش آیا۔ دوبارہ آزاد فضا میں سانس لینا کتنا اچھا لگ رہا تھا! لیکن فرشتے کے پاس اُن کے لئے ایک پیغام تھا۔ اُس نے کہا، "جاؤ، بیت المُقدّس میں کھڑے ہو کر لوگوں کو اِس نئی زندگی سے متعلق سب

باتیں سناؤ۔" اُن کو پتا تھا کہ اِس حکم کے ماننے سے لیڈر ہمارے لئے پہلے سے بھی زیادہ مُصیبت کھڑی کر دیں گے۔ مگر وہ فوراً بیت المقدّس کی طرف چل پڑے۔

کائفا تمام واقعے سے بے خبر تھا۔ اُس نے صبح کو صدرِ عدالت کا اجلاس بُلایا اور آدمی بھیجے کہ رسولوں کو قید خانے سے لا کر پیش کریں۔ پیادے گھبرائے ہوئے واپس آئے اور بتایا کہ "جب ہم پہنچے تو جیل بڑی احتیاط سے بند تھی اور دروازوں پر پہرے دار کھڑے تھے۔ لیکن جب ہم دروازوں کو کھول کر اندر گئے تو وہاں کوئی نہیں تھا!" صدرِ عدالت اور بیت المقدّس کے محافظوں کا کپتان حیران و پریشان ہو گئے۔ اِس کا انجام کیا ہو گا؟ ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کِیا جائے کہ کسی نے آ کر خبر دی، "بات سنیں، جن آدمیوں کو آپ نے جیل میں ڈالا تھا وہ بیت المُقدّس میں کھڑے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔" تب سردار پیادوں کے ساتھ جا کر اُنہیں لے آیا۔ لیکن زبردستی نہیں، کیونکہ وہ لوگوں سے ڈرتے تھے کہ ہم کو سنگسار نہ کریں۔

کائفا اُن سے مخاطب ہوا۔ اُس کا لہجہ سخت تھا۔ "ہم نے تو تم کو سختی سے منع کیا تھا کہ اِس آدمی کا نام لے کر تعلیم نہ دو۔ اِس کے برعکس تم نے نہ صرف اپنی تعلیم یروشلم کی ہر جگہ تک پہنچا دی ہے بلکہ ہمیں اِس آدمی کی موت کے ذمہ دار بھی ٹھہرانا چاہتے ہو۔"

شمعون پطرس نے بڑی بے خوفی سے امامِ اعظم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا، "لازم ہے کہ ہم پہلے اللہ کی سنیں، پھر انسان کی۔ ہمارے باپ دادا کے خدا نے عیسیٰ کو زندہ کر دیا، اُسی شخص کو جسے آپ نے صلیب پر چڑھوا کر مار ڈالا تھا۔ اللہ نے اُسی کو حکمران اور نجات دہندہ کی حیثیت سے سرفراز کر کے اپنے دہنے ہاتھ بٹھا لیا تاکہ وہ اسرائیل کو توبہ اور گناہوں کی معافی کا موقع فراہم کرے۔ ہم خود اِن باتوں کے گواہ ہیں اور روح القدس بھی، جسے اللہ نے اپنے فرماں برداروں کو دے دیا ہے۔"

یہ سن کر عدالت کے لوگ طیش میں آ کر اُنہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر جملی ایل نامی ایک مشہور فریسی استاد نے عدالت میں کھڑے ہو کر حکم دیا کہ اِن آدمیوں کو تھوڑی دیر کے لئے باہر کر دو۔ رسولوں کی قیدخانے

سے رہائی کے باعث جملی ایل بھی سوچنے لگا تھا کہ شاید حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہیں۔ اُس نے لیڈروں سے کہا، "میرے اسرائیلی بھائیو، غور سے سوچیں کہ آپ اِن آدمیوں کے ساتھ کیا کریں گے۔ ... میرا مشورہ یہ ہے کہ اِن لوگوں کو چھوڑ دیں، اِنہیں جانے دیں۔ اگر اِن کا ارادہ یا سرگرمیاں انسانی ہیں تو سب کچھ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو آپ اِنہیں ختم نہیں کرسکیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ آخرکار آپ اللہ ہی کے خلاف لڑ رہے ہوں۔

صدرِ عدالت نے اُس کی بات مان لی۔ اُنہوں نے اُن کو بُلا کر پٹوایا اور چھوڑنے سے پہلے تاکید کی کہ "عیسیٰ کا نام لے کر بات نہ کرنا۔" تب وہ عدالت سے اِس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اِس نام کی خاطر بے عزت ہونے کے لائق ٹھہرے۔ لیکن لیڈروں کی اِن دھمکیوں کے باوجود وہ اِس بات کا چرچا کرنے سے باز نہ آئے کہ حضرت عیسیٰ ہی المسیح ہے۔[a]

---

[a] اعمال 5:12-42

افرائیم اور اُس کا خاندان ایمان داروں میں شامل ہو چکا تھا۔ اُنہوں نے مسیح میں نئی زندگی کا مزہ چکھ لیا تھا، اور اب وہ زندہ خداوند کے بارے میں اور زیادہ جاننے کے خواہش مند تھے۔ جب شمعون پطرس نے بتایا کہ بُزرگ فریسی جملی ایل جو صدرِ عدالت کا رُکن ہے کس طرح غیر متوقع طور پر اُن کا مددگار بن گیا تو افرائیم مُسکرا کر کہنے لگا، "جملی ایل عظیم انسان ہے۔ نہ صرف وہ شریعت کا معزّز عالِم ہے بلکہ لوگ بھی اُس سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اُسے 'حُسنِ شریعت' کہہ کر یاد کرتے ہیں۔" پھر ایک آہ بھر کر اُس نے بات جاری رکھی، "کاش خداوند اُس کی آنکھیں کھولے تاکہ عیسیٰ مسیح میں جو نئی زندگی ہے اُسے پہچانے۔"

شمعون پطرس نے اتفاق کیا، "اگر جملی ایل ہماری حمایت نہ کرتا تو باقی سارے ضرور ہمارے خلاف سخت ہتھکنڈے اختیار کرتے۔"

لیکن افرائیم نے بڑے اعتماد سے کہا، "خداوند اپنے لوگوں کو بچانے کے لئے ہر قِسم کے افراد کو استعمال کرتا ہے۔ جب تک خداوند چاہتا ہے کہ ہم زندہ رہیں، کوئی چیز ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دُنیا کی کوئی قوّت ہماری جان نہیں لے سکتی۔"

یوحنّا بولا، ”لیکن اِس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم جان بوجھ کر خطرے میں کود یں۔ خداوند جب تک زمین پر تھا اُس نے بھی کبھی ایسا نہیں کیا۔ مگر جب اُسے پتا ہوتا کہ یہ میرے باپ کی مرضی ہے تو خطرہ ہوتا یا نہ، وہ اپنے کام کو آگے بڑھانے میں کبھی نہ ہچکچاتا تھا۔ چنانچہ ہم بھی اُس کے نمونے کی پیروی کریں گے۔“

داؤد کسی ناخوش گوار خیال میں اُلجھا ہوا تھا۔ آخر وہ بولا، ”جملی ایل! وہ ایسا آدمی ہے جو اللہ کی شریعت کو بڑی اچھی طرح پیش کر سکتا ہے۔ لیکن اُس کا ایک شاگرد ہے، ترسس کا ساؤل جو بالکل مُختلف ہے۔ وہ بڑا لائق ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے طور پر دل و جان سے خدا کی خدمت کرنا چاہتا ہے لیکن ہے شریعت کا بڑا کٹّر۔ اُس میں ایسی سختی ہے جس کا خدا کے روح سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ آدمی مسیح کی جماعت کا سخت مخالف ہوتا جا رہا ہے۔“

افرائیم مسکرایا۔ لگتا تھا اُسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ ”مسیح کے بہت سے دُشمن ہیں۔ بس یہ بات یاد رکھو کہ اللہ مضبوط سے مضبوط شخص کو بھی اپنے لئے جیت لینے پر قادر ہے۔ ہمیں کسی چیز سے ڈرنے کی

ضرورت نہیں۔ ہماری زندگی ہمارے آسمانی باپ کے قادر ہاتھوں میں ہے۔ ہمارا مال و اسباب بالکل بےحقیقت ہے۔ اور ہم بھی اپنی جان حضرت عیسیٰ کی خاطر قربان کرنے کو تیار ہیں۔"

اچانک دروازہ زور سے کُھلا اور یوحنّا مرقس لڑکھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ وہ گھبرایا ہوا تھا۔ آتے ہی کہنے لگا، "ستفنس مر گیا ... سنگسار کر دیا گیا۔" اُس کا چہرہ ڈراؤنا ہو رہا تھا۔ "اور مَیں ساؤل کو قَسم کھا کر کہتے سُنا کہ وہ آج ہی حضرت عیسیٰ کے تمام ماننے والوں کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اور ایک ایک کو چُن چُن کر ختم کر دے گا۔"

پطرس نے اُسے بٹھایا اور اُس کی گردن میں بازو ڈال کر اُسے تسلّی دی، "بیٹا، اَب بتاؤ کہ کیا ہوا ؟"

پہلے آہستہ آہستہ، پھر وضاحت سے یوحنّا مرقس نے سارا دردناک واقعہ بیان کیا۔ "آپ تو جانتے ہیں کہ ستفنس جماعت کی خبرگیری کرنے والے سات افراد میں سے ایک تھا۔ اللّٰہ نے اُسے خاص نعمت سے نوازا تھا۔ وہ لوگوں کے درمیان بڑے بڑے معجزے کرتا تھا۔ اُسے اُن لوگوں کی خاص فکر ہوتی تھی جو بُت پرست ماحول سے آئے ہیں۔

سردار اُس سے ناراض ہو گئے تھے، کیونکہ بحث کے دوران وہ اُس کی حکمت اور دانائی کا مُقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ آج اُنہوں نے اُس کے خلاف جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے جنہوں نے بیان دیا کہ 'یہ آدمی بیت المُقدّس اور شریعت کے خلاف باتیں کرنے سے باز نہیں آتا۔ ہم نے اِس کے منہ سے سنا ہے کہ عیسیٰ ناصری یہ مقام تباہ کرے گا اور وہ رسم و رواج بدل دے گا جو موسیٰ نے ہمارے سپرد کئے ہیں۔'"[a]

یوحنّا مرقس نے کپکپاتے ہاتھ سے آنکھیں پونچھیں۔ "ایک فریسی کے شاگرد سے مجھے پتا چلا کہ ستفنس نے صدرِ عدالت میں کیا کہا۔ میرے دوست نے بتایا کہ بولتے وقت اُس کا چہرہ فرشتے کے چہرے کی مانند چمک اُٹھا۔ اُسے رتّی بھر خوف نہیں تھا۔ بڑی دلیری سے اُس نے ہماری اُمت کے خدا سے باغیانہ رویے کی مذمت کی۔"

یوحنّا مرقس نے ذرا دم لیا۔ پھر بولا، "میرے دوست نے بتایا کہ ستفنس کو تو جیسے اُن کے غصّہ ور چہرے نظر ہی نہیں آ رہی تھیں۔ اچانک اُس کا چہرہ اَور چمکنے لگا اور اُس نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا،

---

[a] اعمال 6:12-14

’دیکھو، مجھے آسمان کھلا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور ابنِ آدم اللہ کے دہنے ہاتھ کھڑا ہے!‘ مگر اُنہوں نے بڑے زور سے چِلّا کر اپنے کان بند کر لئے۔“[a]

لگتا تھا کہ نوجوان اپنی یادوں سے مغلوب ہو رہا ہے۔ ”مَیں نے دیکھا کہ وہ جلدی جلدی ستفنس کو شہر سے باہر دھکیل لے گئے۔ مَیں بھیڑ میں کھڑا اُس کی موت کا منظر دیکھتا رہا۔ مجھ سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ لیکن ایک بات سے حیران رہ گیا۔ جب ستفنس پر پتھر برس رہے تھے تو اُس نے دُعا کی، ’اے خداوند عیسیٰ، میری روح کو قبول کر۔‘ پھر گھٹنے ٹیک کر اُس نے اونچی آواز سے کہا، ”اے خداوند، اُنہیں اِس گناہ کے ذمہ دار نہ ٹھہرا۔‘[b] مجھے لگا کہ یہ الفاظ کہتے وقت وہ خاص کر ترسس کے ساؤل کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا جو پورے دل سے ستفنس کے قتل پر راضی تھا۔“

شمعون پطرس نے یوحنّا مرقس کی طرف جھک کر پوچھا، ”ستفنس کو مرنے میں بہت دیر تو نہیں لگی؟“

---

[a] اعمال 7:56-58
[b] اعمال 7:59-60

نوجوان نے سر ہلایا، ”لگتا تھا کہ وہ اچانک گہری نیند سو گیا ہے۔“
شمعون پطرس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بڑے جذبات سے کہنے لگا، ”ستفنس مسیح کا پہلا شہید ہے۔ اُس نے اپنے خداوند کی طرح ہی اپنے دُشمنوں کے لئے دُعا مانگی۔ ہم اُسے کبھی نہیں بھولیں گے۔ شُکر ہے کہ وہ خداوند ہی کے پاس ہے۔“
افرائیم نے بھڑک کر کہا، ”ساؤل جیسے لوگ غُصّے میں اندھے ہو کر انسان کو چُٹکی بجاتے ہی قتل کر ڈالتے ہیں۔ اُنہیں ستفنس کو مار ڈالنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اگر یہ بات پیلاطس کے کانوں تک پہنچی تو کائفا کو ضرور جواب دینا پڑے گا۔“
اُسی لمحے بڑا زبردست ہنگامہ سُنائی دیا۔ تیزی سے اوپر چڑھتے قدموں اورعورتوں کے چیخنے چلّانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد ایمان داروں کی ایک جماعت شمعون پطرس اور دوسرے شاگردوں کے سامنے کھڑی ہوئی۔ وہ پُکار پُکار کر کہنے لگے، ”بڑی ایذا رسانی شروع ہوگئی ہے۔ ساؤل حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں کو ڈھونڈ نکالنے کے لئے شہر کا کونا کونا چھان رہا ہے۔ کچھ تو جان بچا کر بھاگ گئے ہیں۔ جو پکڑے

گئے، کیا مرد، کیا عورتیں، سب کو قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ اَب ہم کیا کریں؟"

شمعون پطرس نے بے جھجک جواب دیا، "شہر سے بھاگ جاؤ۔ نکل جاؤ۔ خداوند تمہارے ساتھ ہو۔ لیکن ہم بارہ تو یروشلم میں ہی رہیں گے۔"

افرائیم نے بھی یروشلم میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن یشوع کو کفرنحوم کے لئے روانہ ہونا پڑا، کیونکہ کاروبار کے سلسلے میں اُس کو وہاں ہونا ضروری تھا۔ اُسے حضرت عیسیٰ کی نادیدنی حضوری کا واضح احساس تھا، اور یہ اُس کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ داؤد، روت اور اپنے باپ سے جُدا ہوتے وقت اُس کے دل میں پوری تسلّی تھی، حالانکہ اُن کی زندگیوں کو ہر لمحے خطرہ تھا۔

شمعون پطرس، نیکدیمس اور عزر اُسے اللہ حافظ کہنے آئے۔ یروشلم پر ابھی رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ یشوع روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ شہر کے پھاٹک سے نکلنے کے لئے یہ وقت موزوں تھا، کیونکہ محافظ ابھی پوری طرح بیدار نہیں ہوں گے اور زیادہ پوچھ گچھ نہیں کریں

گے۔ جس کمرے میں یہ چھوٹا سا گروہ جمع تھا ایک مشعل سے روشن تھا۔ چند مُرغ نئے دن کی آمد کی خبر دے رہے تھے۔

یشوع نے حاضرین کو بتایا، "یہ آزمائش کا وقت ہے لیکن اِس گھڑی مجھے تجربہ ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر میرا ایمان اور بھروسا کیسی عجیب چیز ہے۔ اُس زندہ خداوند کی خدمت کرنا کتنا بڑا اعزاز ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ اُس نے ہم سے ایسی محبت رکھی کہ اپنی جان ہماری خاطر دے دی۔"

داؤد بولا، "لوگ ہمارے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ہمارے آقا کے ساتھ کرتے تھے۔ کیا ہم اِس کا جواب نفرت سے دیں؟ ہرگز نہیں۔ ہمارے خداوند نے سکھایا ہے کہ محبت نفرت سے زیادہ زور آور ہے۔ اِس کے علاوہ اُس کے صبر کے نمونے سے بھی جانتے ہیں کہ ایسے وقت میں ہمارا رویّہ کیا ہونا چاہیئے۔"

شمعون پطرس نے حیرانی سے کہا، "جب مَیں اپنی بیوی نعومی کے بارے میں سوچتا ہوں تو دنگ رہ جاتا ہوں۔ یہ عورت تو ہر وقت ڈری سہمی رہتی تھی، لیکن جب سے اُس نے حضرت عیسیٰ کو مرتے دیکھا

اور جی اُٹھنے کے بعد اُن سے ملاقات کی ہے، وہ تو ایک نیا شخص بن گئی ہے۔ جب سے پنتکُست کے دن سے روح القُدس اُس کے اندر سکونت کرنے لگا ہے مجھے اُس کی کوئی فکر ہی نہیں رہی۔ بچوں کی خاطر اُسے کفرنحوم میں رہنا پڑتا ہے، اور جماعت کی خاطر میرا یہاں رہنا ضروری ہے۔ لیکن اِس کے باوجود ہم مطمئن ہیں۔ خداوند جو ہر روز اُس کے ساتھ ہے، وہ میرا بھی خداوند ہے۔" اِس عظیم حقیقت سے متاثر ہو کر شمعون پطرس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

عزر نے گفتگو جاری رکھی، "کیا نجات دہندہ حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر بھی کسی کے پاس کوئی چیز ہو سکتی ہے؟ جس نے خود تنہائی برداشت کی وہ دوسروں کی تنہائی کو بھی خوب سمجھتا ہے۔ جو خوف اور دباؤ میں سے گزرا وہ ہمارے خوف اور دباؤ کو بھی جانتا ہے۔ وہ جسے ٹھٹھوں میں اُڑایا گیا، بے دردی سے پیٹا گیا اور کیلوں کے ساتھ صلیب پر جڑ دیا گیا، وہ ہمارے دُکھ درد اور بے عزتی کو بھی سمجھتا ہے۔ اُس نے تو موت کا مزہ بھی چکھا ہے۔" اور آنکھوں میں ایک عجیب چمک کے ساتھ عزر نے

بات ختم کی، ”حضرت عیسیٰ یقیناً ہمارا عظیم امامِ اعظم ہے جو خدا باپ کے دہنے ہاتھ ہے اور ہماری شفاعت کرتا ہے۔“

یہ چھوٹا سا گروہ اُس گاڑی کے پاس آ جمع ہوا جس میں یشوع کفرنحوم جانے کو تھا۔ افرائیم کی آواز جذبات سے بھرّا گئی۔ وہ کہنے لگا، ”بیٹا، اِس وقت ہم حضرت عیسیٰ کی خاطر اپنوں کے درمیان غیروں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں۔“ وہ مُسکرایا، ”کون سمجھ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کتنی قیمتی چیز ہے جس کی خاطر ہم اپنی جان تک دینے کو تیار ہیں!“ اُسے پُرانی باتیں یاد آنے لگیں۔ ”میرے باپ سلیمان کو نجات دہندے کو دیکھنے کی کتنی آرزو تھی۔ اُس کی مُراد بر نہ آئی۔ ہم کیسے خوش قسمت ہیں کہ نہ صرف اُسے دیکھا بلکہ ہمیں روح القُدس بھی ملا ہے جو ہر وقت ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ کے نمونے پر ڈھلتے جائیں۔ یہ جاننا کتنا بڑا اعزاز ہے کہ وہ ہر وقت ہمارے نزدیک ہے!“ افرائیم نے اقرار کیا، ”مَیں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ انسان کو بے یقینی اور خطرے میں زندگی گزارتے ہوئے بھی ذہنی سکون اور دلی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔“

روت نے بڑے ادب سے باپ کو یاد دلایا کہ "ابا جان! وہ بھی زمانہ تھا کہ آپ کی زندگی میں سوائے اپنے خاندان اور کاروبار کے کسی بات کی اہمیت ہی نہ تھی۔ اُس وقت آپ خداوند عیسیٰ مسیح کو نہیں جانتے تھے۔ لیکن جب سے ہم اُسے جان گئے ہیں، ہماری زندگی اُسی کے گرد گھومتی ہے۔"

نیکدیمس نے بڑی حیرانی سے کہا، "مجھے اپنی عزت اورمحفوظ زندگی پر بڑا ناز تھا۔ لیکن اب حضرت عیسیٰ کی خاطر اِن باتوں کی کوئی پروا نہیں، حالانکہ بڑھاپے میں اِن باتوں کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ بے شک میری ساری جائیداد چھن سکتی ہے بلکہ آج ہی مجھے قید خانے میں ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن اپنے ساتھیوں کی طرح میرے دل میں بھی بڑا اطمینان ہے۔ حضرت عیسیٰ میں مجھے وہ سب کچھ حاصل ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ کیونکہ اُس نے خود ہماری ساری ضروریات مہیّا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔" اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اُس نے بات جاری رکھی، "اور خداوند ہمارے لئے آسمان پر گھر تیار کر رہا ہے۔"

داؤد بھی بڑے جوش سے بولا، "ہاں، لیکن جب تک وہ ہمیں اپنے پاس نہ بُلائے ابھی بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ ہمارے اپنے ملک میں بے شمار لوگ ہیں جو نہیں جانتے کہ در اصل حضرت عیسیٰ کون ہے۔ اور کتنی قومیں ہیں جنہوں نے یہ خوش خبری ابھی نہیں سُنی کہ وہ اُن کی خاطر مر گیا تا کہ اللہ اور انسان میں میل کرا دے۔"

ہلکی سی مُسکراہٹ کے ساتھ افرائیم کہنے لگا، "حضرت عیسیٰ کی خوش خبری کی منادی کے ذکر سے مجھے وہ ایمان دار یاد آتے ہیں جن کو یروشلم سے بھاگنا پڑا۔ لگتا ہے کہ ہمارا خداوند اِس ایذارسانی کو بھی اپنے نیک مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ خبریں آئی ہیں کہ یہودیہ اور سامریہ کے جن لوگوں کے درمیان ایمان دار جا بسے ہیں اُن کو اب خوش خبری سُنانے لگے ہیں۔ خداوند تمام قوموں میں سے لوگوں کو بُلا رہا ہے تا کہ وہ اُن کو گناہوں کی معافی اور ابدی زندگی سے نوازے۔"

اب یشوع کی روانگی کا وقت آ گیا۔ وہ آب دیدہ ہو کر ہر ایک سے بغل گیر ہوا اور گاڑی پر سوار ہو کر جلد ہی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔